عقائد مسلم

ازروئے معمولاتِ زندگی بہ نظریہ پاکستان

تحریر و ترتیب

نذیر احمد علوی قادری

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روزِ محشر عذر ھائے من پذیر
گر تو مے بینی حسابم ناگزیر
از نگاہِ مصطفیٰؐ پنہاں بگیر

تو دونوں جہاں سے بے پرواہ ہے اور میں فقیر ہوں
قیامت کے دن میرے عذروں کو قبول فرما لینا
اگر تو دیکھے کہ میرا حساب لینا ہی ضروری ہے
تو اے میرے اللہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے سامنے میرا حساب نہ لینا

Marfat.com

Marfat.com

عقائدِ مسلم

(ازرُوئے معمولاتِ زندگی)

(بہ نظریہ پاکستان)

مثالِ برق چمکتا ہے میرا فکرِ بلند
کہ بھٹکتے نہ پھریں ظلمتِ شب میں راہی

(اقبالؒ)

تحریر وترتیب

نذیر احمد علوی قادری

فلاحی فاونڈیشن طب وصحت، اشاعت دین 177 بادامی، لاہور

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	....	عقائد مسلم
تحریر و ترتیب	....	نذیر احمد علوی قادری
نظر ثانی	....	پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی
کمپوزنگ	....	رانا محسن علی
اہتمام	....	علم و عرفان پبلشرز، لاہور
مطبع	....	تایا پرنٹرز، لاہور
سن اشاعت	....	سال اوّل
تعداد	....	1000
قیمت	....	240 روپے

159729

فلاحی فاؤنڈیشن طب و صحت اور اشاعت دین

177 بادامی باغ گرین مارکیٹ لاہور

imranalvee@gmail.com

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1-	پیش لفظ	11
2-	مقصد کتاب	20
3-	حمد باری تعالی	30
4-	عقیدہ توحید/ اور شرک	32
5-	کلمہ طیبہ اور ایمان	39
6-	صفاتِ باری تعالیٰ	44
7-	عقیدہ رسالت	53
8-	عقیدہ توحید و رسالت/ وضاحت	56
9-	اطاعتِ رسول ﷺ	60
10-	نعت کا بیان	71
11-	وصیت رسول ﷺ	74
12-	درود شریف	78
13-	عبادت	79
14-	قرآن، ہدایت	86
15-	حکمت قرآن	96
16-	ہدایت اور معرفت الٰہی کا حصول	97
17-	زندگی بے بندگی شرمندگی	110
18-	ایمان	112

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
-19	نماز کیونکر فلاح	116
-20	دین اسلام	120
-21	نفاذ اسلام/احب بل	131
-22	وسیلہ بیعت، تصوف/فقر	160
-23	عقائدِ مسلم	173
-24	علم الادیان	186
-25	علم حقیقی	191
-26	پیغام امن ورحمت	198
-27	صبر واستقامت	203
-28	تقویٰ اور نیک بیوی	205
-29	حرام	211
-30	حیاء اور پرہیزگاری	213
-31	والدین کی فرمابرداری	214
-32	حقوق العباد	215
-33	زکوۃ کا حکم	217
-34	حیات انسانی کے چار ادوار	219
-35	نظریہ پاکستان اور اقبالؒ	219
-36	قیام پاکستان اور دوقومی نظریہ	223
-37	احترام آدمیت	246
-38	قیامت برپا نہ ہوگی جب تک (مسلم)	247
-39	دین اسلام کی تشریح (احادیث نبوی ﷺ)	251
-40	اقتسابات روحانی	268

Marfat.com

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
277	ڈر ہے کہیں عذاب اکبر نہ آئے!	-41
281	تمہیں کس جرم کی پاداش میں قتل کیا؟	-42
282	موجودہ فتنہ فساد کی حقیقت	-43
292	نصاب تعلیم کی اصلاح	-44
295	دینی تعلیمات کی اصلاح	-45
299	ہمارا نظام عدل / قانون کی حکمرانی	-46
301	اتحاد بین المسلمین اور تفرقہ	-47
304	استخارہ / نماز حاجت	-48
306	دعوتِ فکر (صوفی برکت علیؒ)	-49
309	دعائیں	-50
311	فکرِ آخرت	-51
317	صدراتی نظام لائے بغیر	-52
321	صحت اور ہمارا طرز زندگی؟	-53
331	حرفِ آخر	-54
335	تعارف فلاحی کتب	-55

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت رحمٰن اور رحیم ہے

اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف رہنمائی کرتا ہے جسے چاہے لوگوں (کے سمجھانے) کو یہ مثالیں اللہ تعالیٰ بیان فرما رہا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کے حال سے بخوبی واقف ہے۔ (سورۃ النور آیت 35)

خالق ارض و سماوات باری تعالیٰ نے انسان کو زندگی اور نیک و بد کردار کی حقیقت سے آشکار کیا ہے۔

ترجمہ۔ زمانہ محبوب کی قسم بنی نوع انسان خسارہ میں ہے سوائے ان لوگوں
کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین کی اور صبر
کی وصیت کی۔ (سورہ عصر)

رب قدوس کا فرمان ہے ترجمہ "اے لوگو جو آج زندہ ہو کل موت کے منہ میں جانا ہے اسکی فکر کرو"
اے بندہ خدا، ٹھنڈے دل سے غور کر کہ دنیا میں اور قبر و حشر میں اللہ کے سوا
تیرا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ اگر تو دنیا کے فتنہ فساد اور آخرت کے عذاب سے بچنا چاہتا ہے
تو گناہ کی زندگی سے سچی توبہ کر، دنیا والوں کے حقوق و معاملات اور دینی فرائض ادا کرتا رہ تا کہ
تیری جان کنی آسان اور اللہ کی رحمت (خیر و برکت) سے دنیا و آخرت میں نجات مل سکے۔

جوانی میں ہی عقبیٰ کا سامان کر غافل مسافر شب کو اٹھتے ہیں جو جانا دور ہوتا ہے
اور مت بھول کہ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی (حکیم الامت)

کتاب ہذا سے یقینی استفادہ کیلئے مطالعہ باوضو یکسوئی کیساتھ کیجئے

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترجمہ۔اللہ کے نام سے شروع جونہایت رحمٰن ورحیم ہے۔

قرآنی سورہ الحجرت 14 میں فرمان الٰہی ہے

ترجمہ ''اعراب کہتے ہیں ہم ایمان لائے آپ ﷺ فرمادیجئے کہ تم ایمان تو نہ لائے ہاں یوں کہو ہم مطیع ہوئے اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا ایمان اسی صورت ممکن ہے جب بندے کا ظاہر و باطن ایک ہو جائے اسکا دل روح دماغ اللہ کی یاد میں رہے پھر اسے محسوس ہوگا کہ وہ رب کے سامنے ہے (رب کیساتھ دلی خلق پیدا ہو جائے) پھر وہ رب کی نافرمانی نہیں کرتا، ایک مومن کی حیثیت سے زندگی بسر کرتا ہے۔

آیئے ہم عہد کریں کہ ہم اپنی ذات اور ملک وملت کے تحفظ، فلاح و بہبود، دین حق کی برتری، لادینی ثقافت اور سازشوں کے خلاف ہر وہ فکر وعمل اختیار کرینگے جو ضمیر، ایمان، عہد وفا اور نظریہ پاکستان کے خلاف ہوگا۔ یہی عہد، تقاضہ بشریت اور نجات دنیا وآخرت کا واحد راستہ ہے۔

دیکھنا تیرے دل میں احساس بندگی (جذبہ ایمانی) اور نظریہ پاکستان مر نہ جائے کہیں۔ کہ اللہ تعالٰی سب کچھ دیکھتا، جانتا اور دکھی انسانیت کی سنتا ہے

اللہ بڑا حساب لینے والا ہے اللہ کے بندو ڈرو اس دن (پُل صراط) سے جب اللہ کا عذاب بڑا سخت ہوگا۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترجمہ۔اللہ کے نام سے شروع جونہایت رحمٰن ورحیم ہے۔

پیش لفظ

الحمدُ اللہِ رب العالمین: ترجمہ ''سب تعریفیں اُس خدا کی (پالنے والے تمام جہانوں) کے،ارض وسماوات سب مخلوقات اور موجودات کے''۔

صفاتِ الٰہیہ کا ذھین مطالعہ،انسانی روح کو تازگی،رجوع وخشوع اور خیر و برکت کا باعث بنتا ہے۔

موجودہ دور کا المیہ یہ ہے کہ کروڑوں مسلمان نہ تو کلمہ طیبہ کا ازلی اور ابدی پیغام سمجھتے ہیں،نہ اس پر عمل کرتے ہیں بلکہ اکثر لوگوں نے اطاعتِ خداوندی کے لئے نماز،روزہ اور چند عبادات کو ہی کافی سمجھ رکھا ہے۔اصلاًیہ لوگ راہِ حق سے ناآشنا ہیں۔قوم معاشرہ اور افراد ہر لحہ تعلیماتِ اسلام سے دور بھاگ رہے ہیں۔شاید انہیں خالقِ کائنات پر بھروسہ یا توکل نہیں یا پھر شاید انہیں اپنے مرنے کا یقین کم ہے،آپس کے حقوق،روزمرّہ کے معاملات،اخلاق حسنہ اور رزقِ حلال جو پیغامِ قرآن،قبولِ عبادات اور راہِ حق کی اصل روح ہیں،اس کو تعلیماتِ نبوی کے مطابق کیوں دیانتدارانہ اور پرہیز گار زندگی میں نہیں ڈھالتے؟ تاکہ دنیا میں سرخرو،آخرت میں نجات اور انعام باری تعالیٰ کے حقدار بن جائیں۔حق کی طلب اور ذات کی اصلاح فطری طور پر ہر دل میں موجود ہوتی ہے مگر علم،ماحول اور رہنمائی کے بغیر منزل نہیں ملتی،یہ کتاب ''عقائدِ مسلم'' راہِ حق کی حقیقتوں کو نمایاں کرتی ہے۔تحقیق اور عمل کی ترغیب دیتی ہے۔

بندہ جب حکمِ خداوندی کا پیکر بن جاتا ہے تو اس کو باری تعالیٰ کی طرف سے ایمانی قوت اور دلی سکون عطا ہوتا ہے وہ پہلے کی نسبت ترقی پاتا ہے۔ہر حال میں،ہر ساعت میں،انسان کی حرکت اور سکون کی خالق،اللہ تعالیٰ ہی کی ذات پاک ہوتی ہے جو طاقت،بندے کو بندگی کی طرف آمادہ اور اسبابِ تکمیل مہیا کرتی ہے اسی کا نام توفیق ہے۔

اے طالبِ حق،اللہ تعالیٰ تجھے سعادت نصیب کرے۔میں باری تعالیٰ سے انسانی فلاح ونجات اور توفیقِ عمل کا طلبگار ہوں۔جدید دنیا میں آج کا انسان اس عارضی (فانی) زندگی کی نمود،نشوونما،دولت

Marfat.com

کی حرص وہوس اور غیر فطری رسومات میں گم ہو کر رہ گیا ہے، شاید وہ بھول گیا ہے، اپنے مالکِ حقیقی کو جس نے پوری کائنات اور انسان کی تخلیق فرمائی انسان کی فلاح اور بہتری کیلئے ایک مکمل ضابطہ حیات کو اپنے آخری رسول محمد ﷺ پر نازل کیا جو حضور اکرم ﷺ نے واضح تعلیمات کیساتھ گویا قرآن پاک کا عملی نمونہ اپنی واضح حیات مقدسہ کے ذریعے پیش کیا۔ جن قوموں نے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے قوانین اور اصولوں پر جسقدر اپنا نظام حکومت وضع کر لیا وہ فلاحی مملکت بنیں اور معاشرہ خود کفیل ہوا۔ وہ آپس کے معاملات، عہد، قانون و پیمان میں سچے ہوئے۔ دراصل اسلام نظام ہے خلوص، انصاف اور وفاداری کا بدقسمتی سے پاکستان میں اس نظام کی تقلید کی بجائے بیرونی دباؤ کے تحت ارباب اقتدار و اختیار نے نچلے طبقات کو محرومیوں کی آگ میں دھکیل دیا۔ آج ہمارے گاؤں، ملک، شہر میں ان گنت لوگ اپنی ہی شامت اعمال میں نہ جانے کس قدر امراض و آلام، مسائل و افکار اور لاتعداد فتنہ و فساد، گھریلو اور بیرونی مسائل، حادثات و قتال میں ملوث دنیاوی اور آخروی بربادی اپنے ہاتھوں سے برپا کرتے ہیں۔ ان سے عبرت و نصیحت اور گناہ کی زندگی سے سچی اور پکی توبہ کرنی چاہئے۔ ریاستی محرومیاں اور ناانصافیاں ہی عذاب الٰہی کی تخلیق کا سبب بنا کرتی ہیں، چنانچہ دکھی انسانیت، گمراہی اور جاہلیت کا شکار ہوگئی اور موجودہ حالات ہمارے اعمال بد کی سزا ہیں کیونکہ مالک حقیقی ہم سے روٹھ گیا ہے۔ آج خطہ پاک کا ہر باشندہ اپنی جگہ ہراساں، پریشان اور مضطرب ہے۔ اس لئے محرومی، جہالت جرم، ظلم و گمراہی کے خلاف مؤثر آوازِ حق بلند کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ شاید دکھی انسانیت آسمان سے اترنے والے کسی مسیحا کی منتظر ہے۔ لیکن اللہ رب العزت نے انسان کو خود مختاری کی نعمت اور خیر و شر کی تمیز کا جو شعور بخشا۔ اسی شعور کے استعمال سے مسیحا پیدا ہوا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ترجمہ: ''جو قوم اپنی حالت بدلنے کی کوشش کرتی ہے اللہ اس کی مدد کرتا ہے۔''

دین کی بنیاد وحی الٰہی ہے، ضروری نہیں کہ وحی کا فلسفہ انسانی عقل و علم سے مکمل مطابقت رکھتا ہو۔ وحی الٰہی کی تعبیر زمینی حقائق فکرِ نو سے ہم آہنگی اور تہذیبی غلبہ پر تعبیر الٰہیہ کے برعکس کی جائے تو انسانی تباہی کا سبب بنتی ہے۔ اسی مغربی طرزِ تعبیر نے اہل کلیسا سے ان کی مذہبی روایات چھین لیں۔ مسلمان کی نجات قرآن و سنت کی ہدایت پر قائم رہنے میں ہے۔ عالمی لادینی یلغار سے متاثرہ ریاستوں اور حکمرانوں نے دنیا کو معبود اور مقصود بنا رکھا ہے مگر اہل نظر کی نگاہ میں یہ دنیا مکر و فریب اور شیطانی راستہ ہے۔ شیطان کا انسان پر کچھ زور نہیں چلتا وہ اسے اس کی نفسانی خواہشات ہی کے ذریعہ گمراہ کرتا ہے اگر انسان اپنی نفسانی خواہشات پر قابو پالے تو وہ شیطان کے اثر سے نکل جاتا ہے مگر اس کیلئے محنت کرنا پڑتی ہے۔

Marfat.com

ابلیس اور اسکے چیلے چانٹوں کا طریق واردات ہمیشہ سے یہ ہے کہ وہ انسان کو سبز باغ دکھا کر یا مایوسی میں مبتلا کر کے گمراہ کرتے ہیں اور اتنی خوبصورتی سے اپنا کام سرانجام دیتے ہیں کہ اسے پتہ۔

اے لوگو جو آج زندہ ہو مت بھولو کہ، یہ دنیا دار العمل ہے، اس کیلئے ایک آخر ہے، اختتام دنیا کے بعد جزا وسزا کا دن ہے ہر مسلم ایاک نعبد کا ذکر کرتا ہے۔ ذات وصفات کے بعد یہ واضح ہوتا ہے کہ اعتقاد عمل پر مقدم ہے اور عبادات کی قبولیت عقیدے کی صحت پر موقوف ہے۔ قرآن نے وضاحت فرما دی۔ ''وہ ایمان والے نہیں'' یعنی کلمہ پڑھنا، اسلام کا مدعی ہونا، نماز روزہ ادا کرنا، مومن ہونے کیلئے کافی نہیں جب تک دل میں تصدیق اور آخرت کا یقین کامل نہ ہو۔ درحقیقت عقیدہ توحید ایک ایسا چشمہ ہے جو کبھی خشک نہیں ہوتا، اس پر دلی یقین سے راہِ شجاعت اور مصیبتوں کے برداشت کرنے کی طاقت پیدا ہوتی ہے بلکہ یہ ایک ایسا قائد ہے جو رضائے الٰہی میں انسان کو بلاخوف وخطر موت سے دوچار ہونے کا شوق پیدا کر دیتا ہے۔

اخلاق جب جڑ پکڑ جاتا ہے تو وہ صاحبِ ایمان میں بڑی قوت پیدا کر دیتا ہے جو اس کے تمام تر سلوک میں کارفرما رہتی ہے، جب وہ بات کرتا ہے تو بھروسہ کیساتھ اور جب کسی کام میں مشغول ہو تو اپنے عمل میں راسخ ہوتا ہے اور جب کسی کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس کا مقصد واضح ہوتا ہے اور چونکہ اپنی فکر و عقل اور جذبات سے مطمئن ہوتا ہے اسلئے مصائب کے سخت لمحات بھی اس کو مؤقف سے ہٹا نہیں سکتے۔

مسلمان پر اپنے ایمان پر ڈٹے رہنا اور اپنے نفس کیلئے ایک ایسی راہ بنانا مقصود ہے جس سے اللہ عزوجل کے ثواب کی اُمید ہو۔

ترجمہ: ''آپ کہہ دیجئے کیا میں اللہ تعالیٰ کے سوا جو آسمان وزمین کا خالق ہے دوست بناؤں وہ کھلاتا ہے، کھلایا نہیں جاتا۔ آپ کہہ دیجئے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلا مسلمان بنوں اور آپ مشرکین سے نہ ہو جائیں۔'' (انعام) رب ذوالجلال کا ارشاد ہے۔

''اس شخص پر سلامتی ہو جس نے ہدایت کی پیروی کی اور سرورِ کائناتؐ کی اطاعت کی اور آنحضرت ﷺ کی متابعت کو لازمی جانا۔'' (حدیث نبوی ﷺ)

جبکہ آجکل بعض نمازی آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے اور بعد از نماز رب کائنات کے حضور ہاتھ اٹھا کر رجوع وخشوع سے دعا مانگنے سے ہچکچاتے ہیں جبکہ نبی اکرم ﷺ نے دعا کو عبادت کا مغز قرار دیا ہے۔ قعدہ نماز کی التحیات میں السلام علیک ایھا النبی اور درود ابراھیمی پڑھنے کی ترغیب خود اللہ تعالیٰ نے دی ہے ایسے حضرات کو اپنا عقیدہ درست کر لینا چاہئے کہ اللہ اور نبی اللہ ﷺ کی اطاعت اور محبت کے بغیر توحید ورسالت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا بے معنی ہے۔

Marfat.com

فرمان الٰہی ہے ترجمہ ''اے محبوب تم فرماؤ (اے لوگو) تم اگر اللہ کو دوست رکھنا چاہو تو میرے فرما نبردار ہو جاؤ اور اللہ تمہارے گناہ بھی بخش دیگا۔ (آل عمران 30/64)

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے گویا دین و دنیا کے تمام امور میں نبی ﷺ کا حکم ان پر نافذ نبی کی اطاعت ان پر واجب اور نبی کے حکم کے مطابق نفس کی خواہش واجب ترک ہے۔ نبی اللہ گویا اپنی امت کے دینی باپ ہوتے ہیں۔

چندروزہ انسانی زندگی جسم اور روح کے ملاپ کا نام ہے، روحانیت یعنی تصوف، پرہیز گاری اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کے ذریعے شخصیت کو تعمیری بنیاد اور روح کی بیداری فراہم کرتا ہے۔ اس میں احساس، صبر و قناعت، ایثار و خدمت کے جذبات عود کر آتے ہیں۔ جھوٹ، بددیانتی، طمع اور جبر و ظلم سے مکمل دوری اور اعلیٰ کردار کی وجہ سے انسانیت اور ملک و ملت کی تعمیر میں اہم کردار ادا کر پاتا ہے۔ تصوف میں انسان اپنی ذات، خودنمائی اور بے حیائی سے مکمل پرہیز، اس کا قول و فعل اور ظاہر و باطن ایک کہ وہ لا الہ الا اللہ کا مطلب سمجھتا، آخرت اور یوم حساب پر پختہ ایمان اور یقین رکھتا ہے۔ لیکن شاید ہماری اکثریت اپنے مرنے، آخرت کی جزا و سزا اور ہمیش کی زندگی پر دلی ایمان نہیں رکھتی حالانکہ زندگی کے یہ لمحات آخرت اور ہمیش کی زندگی کیلئے آزمائشی مہلت ہیں، جسے دنیا میں سکونِ قلب اور آخرت میں راحت درکار ہو وہ دو رکعت نماز توبہ ادا کرے، خالقِ کائنات سے پچھلے گناہوں کی گڑگڑا کر مغفرت طلب کرے، آئندہ زندگی میں صبر و قناعت و سادگی اور نیک صحبت اختیار کرے اور اللہ تعالیٰ سے اس کی توفیق چاہے۔

ہر مسلمان کی یہ تمنا اور کوشش ہونی چاہئے کہ جب وہ اس دنیا فانی سے رخصت ہو تو اس یقین اور ایمان کیساتھ کہ اس کا ضمیر گواہی دے رہا ہو کہ اس نے دین اسلام کیساتھ خیانت اور غداری نہیں کی، کفر کے غلبہ کو قبول نہیں کیا، مدافعت کا حق ادا کیا ہے اور وہ بخشش کی اُمید سے ہو۔ آج ہر شعبہ زندگی میں برپا بے پناہ امراض و آلام اور فتنہ و فساد ہمارے جھوٹ، بددیانتی، وعدہ خلافی، کام چوری، ملاوٹ، غیر ذمہ داری اور کم ظرفی کی وجہ سے فطری سزا ہے۔ قانونِ قدرت کے تحت اس بدنیتی کی سزا ہمیں ساتھ ساتھ ملتی رہتی ہے۔ لوگوں اور معاشرہ میں تمام فسادات ہمارے اسی طمع و لالچ، اخلاق و عمل میں بے حسی، واجبات کی عدم ادائیگی، بے رُخی، ادب اور شرم و حیا سے دوری ہی کی وجہ سے ہمارا مقدر بنتی ہے۔ اس میں کوئی مزدور ہو یا مالک، کارندہ ہو یا مجاز جب تک توکل الیٰ اللہ کے تحت اپنی ذمہ داری کو احساس اور معاوضہ کو دیانت داری سے حلال نہ کرے گا۔ بدبختی اور قلب و ضمیر کے مرض میں مبتلا رہے گا۔ دو متفق علیہ احادیث میں منافق کی چار نشانیاں بیان کی گئی ہیں (1) جب بولے تو جھوٹ بولے (۲) جب وعدہ

Marfat.com

کرے تو پورا نہ کرے (۳) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے (۴) جب کسی سے جھگڑے تو فوراً آپے سے باہر ہو جائے (بخاری و مسلم) ذرا غور کریں کہ آج کے ہمارے معاشرے میں کون ہے جو ان خامیوں سے مبرا ہے۔ اسلام کی اساس سچ پر مبنی ہے۔ حدیث نبوی ﷺ کے مطابق جو شخص جھوٹ بولتا ہے۔ وہ مومن نہیں رہتا۔ ظاہر ہے اللہ تعالیٰ حق ہے۔ اسلئے جو شخص سچ نہیں بولتا تو گویا اُس میں منافقوں والی ایک خصلت ہے۔ افسوس کہ ہمارے وارثان منبر ومحراب نے ارکان اسلام پر ہی زور دیا ہے۔ اس کی اساس پر نہیں۔ نتیجتاً دروغ گوئی پاکستانی معاشرہ کے خون میں رچ بس گئی ہے۔ جس کے نتیجے میں معاشرہ بے پناہ فتنہ فساد اور امراض والام میں گھیر گیا ہے۔ ہمارے ہاں دینی عبادات کو بس جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ سمجھا جانے لگا ہے۔ جب کہ عبادت کا مطلب محض قولی اور نمائشی اقرار نہیں بلکہ احکام الٰہی پر صدق دل سے عمل پیرا ہونا ہے۔ دور حاضر کے اکثر مسلمانوں کا فہم دین ناقص ہے، اسلئے وہ توحید کے بلند بانگ قولی اقرار کے باوجود بہت بڑے بت پرست ہیں۔ انکے قلوب کی سیاہی انکے چہروں پر بھی نظر آجاتی ہے۔ غالباً یہ وہی لوگ ہیں جنکے بارے قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ ترجمہ ''''قیامت کے دن انکے چہرے یوں ہونگے جیسے ان پر شبِ تاریک کے ٹکڑے اڑھادئے گئے ہیں۔''

قرآن پاک کے مطابق قلوب زندہ بھی ہیں مردہ بھی۔ ہمارا دین تو آفاقی ہے مگر ہم اس کی آفاقیت کو بھلا کر اس کی مخصوصیت میں گم ہیں۔ ہم اصول کی بجائے جماعتی تنظیم کو اولیت کا درجہ دیتے ہیں اور ہمارے مسالک ہمارے دین پر حاوی ہیں۔ اسلام میں اخلاق اور رواداری پر بہت زور دیا گیا ہے۔ دین مصطفیٰ ﷺ کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر سے گریز کی راہ اپنا کر ہمارے دور حاضر کے بہت سے سرگرم عمل مسلمان فہم قرآن کی ناقص تعبیریں لئے اپنے اپنے مسلکوں کی تنگ گلیوں میں بے اثر زندگیاں گزار رہے ہیں۔ بلکہ ایک ادھوری جستجو کے تعاقب میں، ایک غیر کامل کو کامل تصور کرتے ہوئے ،ضائع کر رہے ہیں۔ نتیجتاً اسلام کی عالمگیر اخوت، بھائی چارہ اور احترام آدمیت کا سہانا خواب ملوکیت کی نظر ہو کر رہ گیا ہے۔ بقول علامہ اقبالؒ ''اسلام تکمیل نہیں، بلکہ تمنا اور آرزو ہے''

رب کائنات کا قانون جسے ہم قانون فطرت کہتے ہیں یہ ہے کہ ہر جان اپنی کرنی میں گروی ہے انسان جو بوتا ہے وہی کاٹتا ہے جیسا عمل نیک یا بد وہ کرتا ہے اسکا میٹھا یا کڑوا پھل اسکا مقدر بنتا ہے۔ مکافات عمل کے تحت جو لوگ خلق خدا کو ایزا یا دکھ پہنچاتے ہیں وہ کسی نہ کسی موڑ پر ذلیل وخوار اور جہنم کا ایندھن بنتے ہیں۔ رسول ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔ ترجمہ: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ گویا نیت نیک ہو تو حالات معاملات خود بخود سنورتے چلے جاتے ہیں۔ انسان سیدھی راہ (سراط مستقیم پر چل

Marfat.com

پڑتا ہے)۔اگر نیت صاف نہ ہو معاملات وواقعات حتی کہ عبادات کی توفیق بھی نہیں ملتی اور انسان گھاٹے میں چلا جاتا ہے۔ان امراض وفساد کا علاج بالقرآن یہ ہے کہ ان کے عقائد کو درست کیا جائے۔۔

آج جب کہ ہم تبلیغ اسلام کے لیے تحصیل علم کو ہی کافی سمجھتے ہیں اور ریاضت ومجادہ کو غیر ضروری بلکہ خلاف اسلام چیز قرار دیتے ہیں تو ہماری تبلیغ کا رنگ ہی بدل گیا ہے۔نہ کلام میں اثر ہے نہ وعظ و نصیحت کا کوئی نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔اور ہماری اخلاقی کمزوریاں قدم قدم پر عیاں ہوتی ہیں اور اسلام کی تضحیک کا باعث بنتی ہیں۔عصر حاضر مادیت گزیدہ ہے ہر شخص مادی ثروت،مادی لذتوں اور مسرتوں اور مادی جاہ ومنصب کے حصول کے لیے دیوانہ وار مصروف عمل ہے اس دور میں اسے اس کی قطعاً کوئی پروا نہیں کہ پاکیزہ اخلاقی قدریں کس طرح پامال ہورہی ہیں۔روحانیت کا رُخ زیبا کیونکر مسخ ہورہا ہے اور دل کی طمع وحرص اور حسد وبغض کی آلائشوں سے کس قدر متعفن ہورہی ہے۔

کسی کا دل دکھانا دھوکہ دینا اسکی مجبوری سے فائدہ اٹھانا ملاوٹ کرنا کم تولنا جھوٹ بولنا جھوٹی قسم کھانا وعدے کا پاس نہ کرنا،ناجائز منافع لینا اور سودی کاروبار کرنا سب حرام ہے۔لیکن معاشرہ کی روش میں ہمارا تصور کامیابی صرف ایسا کاروبار ہے۔جس میں منافع کی شرح زیادہ دکھائی دے اثاثے بڑھنے کا امکان نظر آئے۔آج کے مسلمان کا یہ حال ہے کہ آخرت کو ماننے کے باوجود اس کا یقین دنیا پر ہے۔وہ بھی کفار کی طرح دنیا ہی کو اصل کامیابی سمجھتا ہے۔الا ماشاء اللہ۔لیکن اللہ نے فرمایا ہے کہ میرا تقوی اختیار کرو۔اسی میں تمہاری کامیابی اور فلاح کا راز ہے۔تقویٰ کیا ہے۔گناہوں کی آلودگی سے ہمیں اپنے چھوٹے بڑے سب اعمال کا جواب دینا ہے۔لہذا میں اللہ کی نافرمانی سے بچا رہوں۔جو کام شریعت میں ممنوع ہیں یا اللہ کو ناپسند ہیں ان سے اجتناب کروں۔اللہ اسے ایسے ذریعے سے رزق پہنچائے گا جس کا اس کو گمان بھی نہ ہوگا۔اللہ مسبب الاسباب ہے۔وہ کسی شے یا سبب کا پابند نہیں۔وہ سب کچھ کرسکتا ہے۔ساری بات یقین کی ہے کہ ہم جسے کامیابی سمجھ رہے ہیں۔یہ بات کہ دنیا میں ہمارا بینک بیلنس زیادہ ہوجائے۔ہمیں ہر طرح کی سہولتیں،آسائشیں حاصل ہوجائیں۔یا یہ کہ اللہ ہم پر راضی ہوجائے۔ہم تقوی کی زندگی گزار کر آخرت میں سُرخرو ہوجائیں۔قرآن مجید نے کئی مقامات پر یہ واضاحت کردی ہے۔کہ جنت اہل تقوی کیلئے ہے۔یوں تو ہم سب جنت کے امیدوار ہیں،بلکہ اسے اپنا پیدائشی حق سمجھتے ہیں۔مگر اللہ نے ایک بات کھول کر بیان کردی ہے کہ جنت میں وہ بندے جائیں گے جو تقوی کی صفت سے متصف ہوں گے۔اگلی آیت میں انداز آخرت بیان کی گئی ہے۔(ترجمہ)اور (دوزخ) کی آگ سے بچو،کہہ کر کافروں کو مخاطب کیا گیا ہے۔آگے تقوی کا تقاضا بتایا جارہا ہے،اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو۔یعنی ان کے احکامات پر چلو۔سودی کاروبار میں تمہیں دنیاوی فائدہ نظر

Marfat.com

آتا ہے۔ بظاہر مستقبل بڑا روشن نظر آتا ہے۔ کیریئر کے حوالے سے بڑے خوشنما امکانات نظر آتے ہیں لیکن یہ حرام ہے اسے چھوڑ دو۔

انسان جو دنیا میں کامیابی اور آخرت کی نجات کا طالب ہو چاہئے کہ حق سچ سادگی اور پرہیزگاری اپنائے دکھی انسانیت اور ملی جذبات کو شعار بنائے جھوٹ بددیانتی سے دودی توکل الی اللہ یا ضمر اور بربادی کا مظاہرہ کرے رجوع وخشوع کے ساتھ دینی اور دنیاوی معاملات اللہ کے حضور پیش کرے اور دل سے یقین رکھے کہ رب کریم اسکی جائز حاجات جلد یابدیر ضرور عطا فرمائیگا۔

سلطان العارفین باہوؒ فقر کا تصور پیش کرتے ہیں جہاں عوام تو کیا اکثر علماء بھی لذت نفس دنیا میں مبتلا ہو کر نفس کی پیروی کرتے ہیں اور لذت یاد الٰہی سے بیگانہ رہتے ہیں جسکا قرآن میں خصوصی ذکر ہے۔ ترجمہ ''انسانی جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جسے دل کہتے ہیں جب یہ ٹھیک ہوتا ہے تو سارا جسم ٹھیک ہوتا ہے۔''

جبکہ آج معاشرہ میں شدید بے صبری اور طمع لالچ جبر وظلم کا بے پناہ فساد برپا ہے لوگ زبان سے کلمہ طیبہ پڑھ تو لیتے ہیں اسکے معنی اور مفہوم سے ناآشنا ہیں انکو چاہئے کہ عذاب قبر وآخرت سے ڈر کر راہ مستقیم اپنائیں کہ راہ حق اپنانے سے خیر وبرکت اور سکون وراحت مقدر بنتے ہیں اور انسان دنیا وآخرت میں نجات پاتا ہے۔

حدیث پاک میں ہے "ایک لقمہ حرام کھانے سے 40 روز کی عبادت قبول نہیں ہوتی" اور دوسری حدیث میں فرمایا" کہ کسی نے کپڑے پہنے جسمیں 9 حصے حلال ایک حصہ حرام خواہ کسی ملاوٹ دھوکہ یا ناجائز منافع کا لگا ہو جب تک وہ کپڑے انسانی جسم پر رہنگے اسکی کوئی نیکی (خواہ عبادت) قبول نہ ہو گی۔ معاشرہ میں سرمایہ کی ڈور لگی ہے لوگ بڑے گھر بڑی گاڑی شادی مہندی اور رسومات میں بھاری اصراف کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت کے حکم زکوۃ کی ادائیگی نہیں کرتے نہ ہی خلق خدا کی صحت وروزگار میں سرمایہ کاری کرتے ہیں۔

قیامت کے دن ہر کسی سے رزق کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اور خرچ کے بارے میں سوال ہوگا، کہ امیر نے مال ودولت حکم شریعت کیمطابق خرچ کی یا نمود نمائش کیلئے فضول خرچی میں ضائع کی۔ مرتکب افراد کسقدر عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں اللہ ہی بہتر جانتا ہے

ہم کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ ہم بڑی سُرعت سے زوال وانحطاط کے گڑھے کے قریب ہوتے جارہے ہیں۔ اور یہ ایسا گڑھا ہے جس میں جو قوم گری ہے پھر اسے اُبھرنا نصیب نہیں ہوا۔ ملت کے بہی خواہوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنی تعلیمی، علمی، روحانی اور عملی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر

Marfat.com

اپنی ملت کو اس گڑھے میں گرنے سے بچائیں۔ اور ہر شعبہ زندگی میں سادگی اور میانہ روی اپنانے کی تلقین کریں۔

ہم نے زندگی میں بہت سے کامیاب اور ناکام افراد اداروں اور گھرانوں کا جائزہ لیا ہے۔ ان سب کی ترقی خوشحالی اور خیر و برکت میں ادارے یا گھرانے کے سربراہ کا اعلیٰ ظرف نیک نیت ہونا اور اعلیٰ کردار کا حامل ہونا ضروری ہے، اسی کے کردار بد (طمع ولالچ جبر وظلم) کے بدلہ بربادی مقدر بنتی ہے۔ ہمارے شہروں میں رقص و سرور کی محفلیں سجنے لگی ہیں جو عذاب الٰہی کا سبب بن سکتی ہیں حکام بالا کو نوٹس لینا چاہیے۔

لوگ زندگی میں بہت سے اہم فیصلے باہمی مشورے کے بغیر جذبات میں طے کر جاتے ہیں بعد میں پچھتانے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا بچوں کی شادی کے معاملات میں بچوں کی پسند ناپسند پوچھ لینا شرعی طریقہ ہے خصوصا جسامت، ذہنی کیفیت میں مماثلت کا لحاظ رکھا جانا چاہیے۔ بچیوں کی طلاق یا بیوہ ہو جانے کی صورت میں انکا نکاح ثانی ضروری ہوتا ہے کاروبار یا ملازمت میں سچائی دیانتداری اور خلوص ضروری ہوتا ہے۔ طمع و ناجائز لالچ سے پرہیز سادگی اور بچت اپنانے سے زندگی نہ صرف آسان بلکہ خوشحال رہتی ہے بزرگوں ہمسایوں غریبوں اور عزیزوں کے ساتھ اچھا سلوک اور احسان کرنا اسلام میں پسندیدہ عمل ہے آپس کے معاملات کو لکھ لینا اور جھگڑے سے دور رہنا بہت ضروری ہوتا ہے وقت کی قدر وعدے کا پاس اور برائیوں کے خلاف جہاد انسان کو ضمیر اور عظمت عطا کرتا ہے۔ آپ فکر کے ذریعے زندگی کی سب منزلیں طے کر سکتے ہیں۔ یہی فکر ایمان آخرت، پر (جزا سزا پر ایمان) پختہ ہو جائے تو انسانی زندگی تابع بہ شریعت ہو جاتی ہے۔

قم اصم رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں نے چار چیزوں کا علم حاصل کیا اور تمام دنیا کے علوم سے رہائی پائی۔ اوّل یہ کہ میں نے یہ جانا کہ میرا رزق مقدر سے ہے اور کم یا زیادہ نہیں ہو سکتا۔ اس طرح طلب زیادہ سے نجات پائی۔ دوم یہ کہ میں نے جانا کہ خدا تعالیٰ کا مجھ پر حق ہے اور وہ میرے سوا کوئی ادا نہیں کر سکتا۔ میں اس حق کو ادا کرنے میں مشغول ہو گیا۔ سوم میں نے یہ جانا کہ میرا ایک طالب ہے یعنی موت جس سے مفر نہیں میں نے اس کو پہچان لیا۔ چہارم یہ کہ میں نے یہ جانا کہ میرا ایک خدا ہے میرے حال سے پوری طرح واقف ہے۔ میں اس سے شرم سار رہا اور ناشائستہ افعال سے بچا۔ جب بندہ کو علم ہو کہ خدائے پاک ناظر (ہر شے کو دیکھ رہا ہے) ہے تو اس سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہیں ہوتی جس کے باعث روز قیامت شرمندہ ہونا پڑے۔

نبی کریم سرور دو عالمؐ نے صحابہ کرامؓ کی جو جماعت تیار کی تھی، حقیقت یہ ہے کہ اس روئے زمین پر

Marfat.com

ایسی جماعت مل ہی نہیں سکتی۔ دنیا کو ایسا حقیر اور ایسا خوار کر کے رکھا کہ دنیا کی کوئی حقیقت آنکھوں میں باقی رہی ہی نہیں تھی۔ اس واسطے کہ ہر وقت دل میں یہ خیال لگا ہوا تھا کہ کسی بھی وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے یہ چندروز زندگی کیا حقیقت رکھتی ہے۔ یہ حقیقت نبی کریمؐ نے صحابہ کرامؓ کے دلوں میں جاگزیں فرمادی تھی۔ اس کا نام تقوی ہے۔ جس سے دل میں دنیا کی حقیقت بھی واضح ہوگئی اور آخرت بھی سامنے آگئی۔

قرآنی سورہ انعام میں گناہ سے توبہ کا ذکر یوں فرمایا: ترجمہ دعوت الی اللہ قبول نہ کرنیوالوں کو سختی سے پکڑا اور سخت تکلیف یعنی فکروفاقہ اور بیماری کا ذکر تا کہ وہ کسی طرح اللہ کے حضور گڑگڑائیں (اللہ کی طرف رجوع لائیں) اور اپنے گناہوں سے توبہ کریں۔

سورہ مائدہ 121 ترجمہ ''تم میں سے نادانی میں کوئی گناہ کر بیٹھے اور پھر اسکے بعد توبہ کرے اور سنور جائے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارک ''علم البدن علم الادیان'' کے حوالہ سے دیکھا جائے تو صحت کا علم (طب) اور دین کا علم دونوں دنیا و آخرت کی کامیابی کیلئے ازبس ضروری ہیں، تعلیم کا میدان ہو یا کھیل کا، دفاع معاش یا ازواجی زندگی گویا جان ہے تو جہاں ہے۔ کتاب شعور صحت میں طیب غذاؤں اور سادہ نیچرل طرز زندگی کو اہمیت دی گئی ہے۔

جبکہ دین کا علم اخلاق حسنہ، ایمان آخرت حق سچ امن عدل رواداری اور احساس کی احسن ادائیگی نجات وشفا کا زریعہ بنتی ہے۔

آیئے علم البدان (کتاب شعور صحت) اور علم الدیان کیلئے عقائد مسلم حیات انسان اور کتاب خدا اور انسان کا مطالعہ کریں۔

کیونکہ جیسے میں دیکھتا ہوں دیکھتے نہیں لوگ ظلم ہوتا ہے کہیں دیکھتے ہیں کہیں''

دنیا میں ہر شخص کو درکار ہے محبت کس درجہ احساس درکار ہے للہ یہ ایک ظاہری دنیا جہاں لوگ جان کنی تک مصروف عمل رہتے ہیں اسکے پیچھے ایک باطنی قوت اور فطری نظام کارفرما ہے جو نا قابل تردید حقیقت ہے جسے عام دنیا والے نہیں جانتے جسکا قول، بقول قرآن ہر جان اپنی کرنی میں گروی ہے تم جیسا عمل کرو گے ویسا پھرو گے یہ ممکن نہیں کہ کسی کو دکھ دو اور خود سکون پاؤ عام لوگ زندگی کے انجام اور سزا جزا سے قطعی بے خبر رہتے ہیں۔ اس حدیث نبوی کو حرف آخر کے طور پر اپنانا چاہیئے۔

ترجمہ مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے لوگ محفوظ رہیں۔'' جو انسان کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان کہلاتا اور نجات چاہتا ہے اسے اس حدیث پاک کو کسوٹی کے طور پر اپنانا چاہیئے اور یہ کہ کبھی نہ ختم ہونیوالی

Marfat.com

ہمیش ہمیش کی زندگی کے حصول کیلئے اس عارضی زندگی کو اللہ کا خوف دل میں لئے یکسر رضائے میں صرف کرے۔

قارعین میں نے اس کتاب کے مضامین کی تیاری میں قرآن مجید اور احادیث کے علاوہ کیمیائے سعادت، کشف المحجوب، عین الفقر، نہج البلاغہ، تکمیل ایمان، روح ایمان، شرع عقائد رسالہ سیف الستارم اور دیگر سے مدد لی ہے۔ اس یقین امید اور التجا کیساتھ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اسکی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ میں اپنی بساط اُسی کے سپرد کرتا ہوں کہ وہی طالبانِ حق کی رہنمائی اور توفیق عمل عطا فرمائے۔

2۔ مقصد کتاب

عقائدِ مسلم کتاب کا اصل مقصد انسانیت اور سعادت مندی کی تلقین اور اسکے علم وعمل کے زریعے دنیا وآخرت میں نجات کی طرف لیجانا ہے۔ انسانی زندگی روح اور جسم کے ملاپ سے عبارت ہے۔ گویا انسان ایک مقررہ مدت کیلئے اس دنیاء رنگ بو میں آتا ہے۔ درحقیقت یہ دنیا اسکا اصلی گھر نہیں ہے۔ قرآن کی رو سے آخرت کبھی نہ ختم ہونے والی زندگی ہے وہی اسکا اصلی گھر ہے یہ دنیا اُس آخرت کیلئے آزمائش کا ایک مختصر مگر انتہائی اہم مرحلہ ہے، مرنے کے بعد عالم برزخ (قبر) انتہائی طویل اور دوبار جی اٹھنے پر دنیاوی زندگی کے بارے ایسا خیال کہ شاید ہم دنیا میں ایک آدھ دن ٹھہرے تھے۔ اسلئے لازم ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ سے دلی تعلق پیدا کیا جائے۔ فرمان الٰہی ہے۔

ترجمہ: ''بیشک اس نے نجات پائی جس نے اپنے آپ کو پاک کیا اور یاد کیا اپنے پروردگار کا نام پھر نماز پڑھی۔ (پارہ نمبر ۳۰ سورۃ الغاشیہ آیت نمبر ۱۴، ۱۵)

نافرمانی کے بارے میں فرمایا۔ ترجمہ: جو اللہ کی حدود سے بڑھ گیا اس نے اپنے آپ پر ظلم کیا۔''

اللہ کی حدود کا علم اسکے احکامات، آداب، عبادات اور زندگی گزارنے کے طور طریقوں کا علم۔ قرآن اور احادیث نبویؐ اور سنت وشریعت میں نمایاں ہے۔ ایمان کا پہلا رکن توحید ورسالت پر ایمان، دو معاملات اور رزق وحلال کا حصول، تیسرا نفس پر قابو (حرص وہوس سے دوری)، چوتھا صبر وشکر قناعت توکل علی اللہ پر قائم رہنا۔ اور یہ کہ آخرت کی سزا وجزا پر دلی یقین کے بغیر ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی۔

عام انسانوں کو نماز میں پڑھی جانے والی آیات کے ترجمہ کا علم ہونا ضروری ہے تاکہ دربار میں کہی جانے والی معروضات دل میں اتر کر عقیدہ بن جائیں۔ سورہ حمد، عظیم دعا اور انعام یافتہ کار ہے۔ التحیات بھی نبیؐ پر درود وسلام، نزول رحمت اور خیر وبرکت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ گویا نماز پڑھی جانے والی آیات، عقیدہ کی وضاحت کا سبق ہے۔ قرآن میں نماز کے ساتھ ساتھ زکوۃ کی

Marfat.com

تاکید آئی ہے۔قرآن نے حقوق اللہ کی قبولیت کو حقوق العباد کے ساتھ مشروط کیا ہے۔قدرت کاملہ کے قوانین میں کوتاہی کرنے کی سزا دنیا میں ملتی ہے۔آخرت میں سخت عذاب کی وعید ہے، اور یہ کہ انسان جو کرتا ہے وہی بھرتا ہے۔مثال کہ آپ کسی شخص کو پریشان کرتے ہیں یا تنگ کرتے ہیں تو وقت آئیگا کہ اسکے بدلے نظام فطرت کے تحت آپ سے بھی ایسا ہی سلوک اور برتاؤ ہوگا۔

اسلیئے لازم ہے کہ دینی تقاضے اور طور طریقے جسے ہم عقیدہ کہتے ہیں کا علم ہر کلمہ گو کو ہو۔جنکے بارے میں نبی ﷺ کا ارشاد ہے۔ترجمہ: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔گویا اللہ تعالیٰ انسانی قصد، ولولہ اور کوشش کو رد نہیں، بارآور فرماتا ہے۔اسی طرح عبادات کی قبولیت کا دارومدار انسانی عقیدہ کی صحت پر موقوف ہے۔قرآن نے لاتعداد ھدایات جاری فرمائی ہیں۔والدین کے بارے میں ھدایت فرمائی ہے کہ اُن سے اچھا سلوک کرو انہیں اُف تک نہ کہو۔

آنحضرت ﷺ مسجد حرام میں حطیم کے اندر تشریف فرما تھے، کسی نے تذکرہ کیا کہ فلاں کا بڑا نقصان ہوگیا ہے، سمندر کی سرکش موجیں ان کے مال کو بہا کر لے گئیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جنگل ،میداں ہو یا سمندر کسی بھی مقام پر جو مال ضائع ہوتا ہے وہ زکوۃ نہ دینے سے ضائع ہوتا ہے، اپنے اموال کی ادائیگی زکوۃ سے حفاظت کیا کرو، اپنے بیماروں کا صدقہ سے (علاج) کرو اور بلاؤں کے نزول کو دعاؤں سے دور کیا کرو، دعا اس بلا کو بھی زائل کردیتی ہے جو نازل ہوگئی ہو اور اس بلا کو روک دیتی ہے جو ابھی نازل نہ ہوئی ہو، جب اللہ جل شانہ کسی قوم کی بقاء چاہتا ہے اور اس کی نمو چاہتا ہے تو اس قوم مین گناہوں سے عفت اور جود و بخشش کی خصلت عطاء کردیتا ہے اور جب کسی قوم کو نابود کرنا چاہتا ہے تو اس میں خیانت پیدا کردیتا ہے۔(کنزالعمال)

قرآنی ھدایات اور احکامات نے ہمیں تعلیمات نبویؐ کی پیروی کا حکم دیا ہے۔جس سے انفرادی ،ملی اور نظریاتی سرحدیں مضبوط اور لادینی ثقافتی، یلغار کو روکا جاسکتا ہے۔آج مسالک کے علمبرداروں نے مسالک کی نمود و نمائش اور دینی رسُومات کے ذریعے دین مصطفےٰؐ کے مقاصد عظیمہ تقویٰ اور احترام آدمیت کو ڈھانپ دیا ہے۔اُن ھدایات قرآنی اور تعلیمات نبوی کو اجاگر کرنے اور ان پر عمل کرنے سے ہی انسانی نجات و کامرانی کی منزل مل سکتی ہے لیکن کوتاہی اور نافرمانی کی صورت جو آجکل ایوان بالا سے لیکر عام انسانوں اور معاشرہ میں جھوٹ بددیانتی طمع ولالچ، ظلم و جبر اور کرپشن کی روش چل پڑی ہے جسکی فطری سزا میں آج پوری قوم (بے پناہ فتنہ فساد بھوک بیماری) عذاب الٰہی میں مبتلا ہے۔اُسے ہر سطح پر اُجاگر کرنے کی سخت ضرورت ہے تاکہ بدترین حالات میں بہتری آئے۔اور معاشرہ فلاح پائے۔ان نظریات کو ہم نظریہ اسلام، یا عقائد مسلم کے نام سے پکارینگے۔

Marfat.com

قرآن نے انسانی اعمال بد کے بدلے سخت عذاب کی وعید دی ہے جو زندگی میں بھی اسکی جان پر پڑے ہیں۔ جبکہ آخرت کا عذاب بڑا سخت ہے۔ اللہ تعالیٰ سچی توبہ کرنے والے کو پسند فرماتا ہے۔

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں، جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم کی توبہ قبول فرمائی تو فرشتوں نے ان کو مبارکباد دی، حضرت جبریلؑ اور حضرت میکائیلؑ زمین پر اترے اور کہا: اے آدم علیہ السلام! اللہ تعالیٰ نے آپ کی توبہ قبول فرمائی تو اس سے آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہوگئی۔ حضرت آدمؑ نے فرمایا: اے جبریل! اگر اس توبہ کی قبولیت کے بعد بھی سوال ہوا تو میرا ٹھکانہ کیا ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی طرف وحی بھیجی ''اے آدم! آپ نے اپنی اولاد کیلئے بطور وراثت رنج وتکلیف بھی چھوڑی ہے اور توبہ بھی، آپ کی اولاد میں سے جو مجھے پکارے گا، میں اس کی دعا قبول کروں گا جس طرح میں نے آپ کی دعا قبول کی ہے اور جو مجھ سے مغفرت مانگے گا، میں اس سے بخل نہیں کروں گا کیونکہ میں قریب ہوں اور دعا قبول کرنے والا بھی ہوں، اے آدم! میں توبہ کرنے والوں کو قبروں سے اسی طرح باہر لاؤں گا کہ وہ خوش ہونگے اور مسکرا رہے ہونگے اور ان کی دعا قبول ہوگی''۔

کتاب ھذا میں ہم نے انہی عقائد اور اسلامی فلسفہ حیات کو عوام الناس میں روشناس کرانے کی سعی کی ہے۔ تاکہ غفلت زدہ انسان سیدھی راہ پاسکیں۔

انسانی زندگی کا پہلا مرحلہ بچپن دوسرا جوانی تیسرا بڑھاپا اور آخری مرحلہ اگلی منزل عالم برزخ (قبر) ہے۔ اسلئے زندگی کے چاروں ادوار کا علم جاننا ضروری ہے۔

حدیث قدسی میں خالق کائنات نے فرمایا۔ ترجمہ: میں ایک مخفی خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں۔ اللہ تعالےٰ نے زمین وآسمان اور سب موجودات سات یوم میں پیدا فرمائیں۔ ہر انسان کو اپنی مختصر زندگی میں تعلیم وصحت اور معاش ومعشیت کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کوئی جاندار شے ایسی نہیں جسکا رزق میرے ذمہ نہ ہو'' نبی ﷺ نے فرمایا علم ابدن وعلم الادیان گویا دین کا علم اور صحت کا علم ہر انسان کا بنیادی حق اور ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آغاز دنیا سے خلقت کی رہنمائی اور بہتری کیلئے کتب صحیفے تقریباً (ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر) اور آخر میں خاتم الانبیا محمد ﷺ کو معبوث فرمایا ھدایات ورہنمائی اور حدود مقرر کیں۔ قرآن مجید نازل فرمایا اور ساتھ شیطان جس نے اللہ کے حضور عرض کیا کہ میں انسانوں کو دنیا کی رنگینی زن زر زمین کی طرف بہکاونگا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ترجمہ: جو میرے (مطیع) بندے ہونگے تیرے بہکاوے میں نہیں آئینگے۔ اُن کے لیے اللہ کافی ہوگا۔ مسلم امہ کی اکثریت بھی بہکاوے کی زد میں ہے اور حقیقی اطاعت کی بجائے رسمی اطاعت بجالاتی ہے۔ کردار بد کیوجہ سے انسانی دل پر سیاہی جمنے لگتی ہے اور

۱۵۹۷۴۹

Marfat.com

بالآخر یہ شفاف شیشہ اندھا ہو جاتا ہے۔

قرآن پاک نے اس کی وضاحت عطا فرمائی ، ترجمہ ''وہ آنکھوں کے اندھے نہیں انکے دلوں پر گناہوں کی سیاہی جم گئی ہے'' اور وہ سیاہ دل انسان نہ فکر آخرت نہ ایمان بالیقین رکھتے ہیں اسکا واحد حل یہ ہے کہ سچی توبہ کے بعد ذکر الٰہی کلمہ طیبہ کے ورد سے (معنی جان کر) دل کی سیاہی مٹائی جائے پھر ہر نماز کے بعد ذات الٰہی کے حضور صراط مستقیم (سورہ حمد) کی راہ اور توفیق کی التجا کیجائے۔

ہماری دینی تعلیم بھی بغیر ترجمہ تفسیر اور اعمال صالح کے محض رسم بن کر رہ گئی ہے۔ مسلم امہ کی اکثریت اور حاکمیت گمراہی کی طرف بڑھ رہی ہے۔ استقامت اختیار نہیں کرتے۔ میں اس مضمون کو انتہائی مختصر کرتا ہوں کہ مجھے قوم مسلم کے سامنے سورہ عصر کو روشناس کرانا، حق کو اجاگر کرنا قوم مسلم کو عذاب قبر وحشر اور دوزخ کی آگ سے بچنے کی تلقین کرنا ہے۔

پوری قوم آج بے پناہ سنگینی میں مبتلا ہے۔ اسکا واحد اور آخری حل یہ ہے کہ کلمہ طیبہ کے پیروکار (نظریاتی حضرات) نظریہ پاکستان پر متحد ہو کو بڑے شیطان کو بھگا دیں۔ جو تباہ کن فساد کا منبع ہے۔ کیونکہ جب تک نظام ریاست نہ بدلا گیا یہ سنگینی اور اسلام دشمنی ہر لحہ بڑھتی ہی جائے گی۔ دنیا و آخرت سے نجات اور بقا کیلئے ہمیں ملکر نظام بد کا خاتمہ کرنا ہوگا جو انسانی ایمان اور ضمیر کا لازمی جزو ہے۔

کیونکہ معاشرہ میں جب تک اسلامی روایات اپنائی جاتی رہیں لوگوں میں صبر و قناعت احترام آدمیت ایثار اور عدل انصاف و مساوات کا دور دورہ تھا، برصغیر ہندو پاک میں کبھی کبھار سُرخ آندھی آتی تو پتہ چلتا تھا کہ کہیں کوئی قتل ہوا ہے لیکن آج؟

اے لوگو جو تم آج زندہ ہو کل ضرور مرنا ہے اگر اللہ کی راہ نظریہ کی حفاظت میں (شہادت کی موت) آجائے تو کلمہ گو کو اور کیا چاہیے؟ مسلمان کی تو ہمیشہ رب ذوالجلال کے حضور یہی دعا اور التجا ہوتی ہے کہ اے اللہ میری زندگی، نماز اور قربانی حتکہ موت فقط تیرے لیے ہو۔ یہی نیت عمل اور ارادہ دنیا و آخرت میں نجات کا سبب بنتا ہے۔ جبکہ آج لادینی قوتوں اور انکے پیروکاروں نے دین برحق کے خلاف ہر شعبہ زندگی میں بے پناہ فساد برپا کر رکھا ہے۔ اس مرحلہ کیلئے قرآن پاک میں ارشاد ہوا ترجمہ: سچوں کے ساتھ ہو رہو''

گویا نظریاتی افراد سب ملکر حکمت و دانائی سے کفر کی یلغار کو روک دیں۔

تاکہ ہم اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجات اور پناہ طلب کرنے کے اہل بن سکیں۔ کلمہ طیبہ کے ورد تصور اور درود پاک کی تسبیح سے دِل کی سیاہی مٹا سکیں۔

فرمانِ الٰہی ہے ''اے انسان تجھے کس چیز نے دھوکے میں رکھا اپنے کرم والے رب سے جس

Marfat.com

نے تجھے پیدا کیا'' اللہ تعالیٰ اس آیت کریمہ میں ارشاد فرما رہا ہے کہ اے انسان وہ کون سی چیز ہے جو تجھے اس فانی دنیا میں پسند آگئی کہ جس کو مدنظر رکھ کر تو نے اپنے خالق و مالک اپنے محسن حقیقی رب کریم کی نعمتوں کو اس کے انعام کو بھلا دیا۔ تو دنیا فانی کی عارضی زندگی کو ابدی خوشی سمجھ بیٹھا اور اپنے رب سے غافل ہو گیا۔ درحقیقت انسان کے جسم میں روح اور نفس مقید ہیں اور فطرتاً ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ روح کی ضد نفس ہے اور نفس کی ضد روح ہے۔ اس روح کو ہمسفر نفس دے دیا گیا ہے۔ نفس جو کہ مائل بہ کفر ہے وہ روح کو آلود کر دیتا ہے۔ پھر روح کے پرانے نقوش دھندلے پڑ جاتے ہیں۔ روح بھی نفس کی طرح آلودہ ہو جاتی ہے۔ پھر اس غفلت میں دن گزرتے رہتے ہیں۔ کہ حکم الٰہی آ جاتا ہے۔ غرض یہ کہ کوئی طاقت رکھتا ہو یا کمزور ہو جب اس کی حرص و ہوس کی آگ بھڑکتی ہے تو وہ اس کو اندھا کر دیتی ہے وہ تکبر ظلم و جبر، بے غیرتی و بے حیائی، لاقانونیت کے ایسے ایسے باب رقم کرتا ہے کہ جو گزشتہ تحریروں کو دھندلا دیتے ہیں۔ وہ والدین جو اولاد کی پیدائش کے ظاہری اسباب ہیں جب دیکھتے ہیں کہ اب ان کی اولاد ہر حربہ استعمال کرنے کے باوجود راہ راست پر نہیں آ رہی تو اس کو عاق کر دیتے ہیں۔ اس شخص کے لیے معاشرہ کی آنکھ بھی بدل جاتی ہے۔ لیکن سبحان اللہ اس رب کریم پر کہ وہ گناہ جو والدین کی نظر سے پوشیدہ ہیں ان کو بھی دیکھتا ہے۔ مگر مہلت دیتا ہے کہ اگلے لمحے لوٹ آئے شاید توبہ کر لے اور میں اس کو نواز دوں۔ مگر اس وقت سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ لوگ اپنی بے چینیوں مصیبتوں دکھوں کا علاج ''الا بذکر اللہ تطمئن القلوب'' کے ذریعے کرنے کی بجائے ایسے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں جن سے اس دور کے انسان کا یقین اور دل اپنے خدا عزوجل اور رسول ﷺ سے اٹھ کر کسی اور منزل اور مقام کا راہی بن چکا ہے اسکی متاع زیست راہ خدا کی بجائے غیر اللہ کے راستے میں لٹتی جا رہی ہے وہ قلب و روح کی تسکین صوم و صلوٰۃ میں ڈھونڈنے کی بجائے ابلیسی درگاہوں کا رخ کر رہا ہے وہ دولت جس سے وہ معاشرہ میں راحت و سکون کا متلاشی تھا اس کیلئے گلے کا طوق بنتی جا رہی ہے۔ اور اسکی جبین نیاز جو کبھی سجدہ شکر اور سجدہ عبادت سے مزین تھی۔ وہ سجدہ شرک سے داغدار ہو رہی ہے وہ دل جس کی دھڑکن اسم اللہ کے لئے مختص تھیں۔ وہ مصیبتوں سے چھٹکارے کے لئے خدا کی طرف سے بتائے ہوئے راستہ کو بھول چکا ہے مگر قرآن آج بھی اسے درست راستہ بتا رہا ہے۔

ترجمہ: ''اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر کے آپؐ کے آستانہ پر آ جائیں اور اللہ سے معافی چاہیں اور آپ ﷺ بھی ان کی سفارش کریں تو بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔'' (سورۃ النساء ۴۹)

ترجمہ: جب میں بیمار ہوتا ہوں تو اللہ تعالیٰ ہی شفا دیتا ہے۔

مرض معمولی بھی تکلیف دہ ہوتا ہے۔ شدید تکلیف میں انسان اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتا ہے۔ قرآن

Marfat.com

پاک میں ارشاد ہے۔

ترجمہ: ”جب ہم بندے کی تکلیف دور کردیتے ہیں وہ یوں چل پڑتا ہے (ہمیں بھول جاتا ہے) جیسے کسی کو پکارا ہی نہ تھا“۔

امراض وآلام سے بچنے کیلئے گناہ اور جبر کی زندگی سے سچی توبہ کرلیجئے۔نجات دنیا وآخرت کیلئے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کی اطاعت لازم کرلیجئے۔

قرآن حکیم نے حق بات کو آشکار کیا ہے ترجمہ ”مال جھتی دنیا کا سنگار ہے (راہ قبر وحشر کیلئے توشہ نہیں (علی مرتضیٰ) اور باقی رہنے والے صالح اعمال اور ذکر رب کریم لا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

قرآنی سورہ یوسف میں امت مسلمہ کے عرفان وفلاح کی ترغیب اور دعا عطا فرمائی۔ترجمہ ”اے آسمانوں اور زمین کے بنانیوالے تو میرا کام بنانیوالا ہے دنیا اور آخرت میں مجھے مسلمان اٹھا اور ان سے ملا جو تیرے قرب خاص کے لائق ہیں۔

محبوب سبحانی، قطب ربانی، غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی نے فرمایا، میرے حال کا اللہ تعالیٰ کو خوب علم ہے، ایسی درگاہ میں سوال کی کیا حاجت ہے؟ جو لوگ اللہ تعالیٰ کیلئے مصائب برداشت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پر انکی تکلیفیں پوشیدہ نہیں۔مصائب پر صبر اعلیٰ درجہ کی بہادری ہے۔اپنے دلوں کی اصلاح کرلو۔کیونکہ دلوں کی اصلاح سے تمہاری سب حالتیں درست ہوجائیں گی۔انسان کے جسم میں گوشت کا لوتھڑا ہے۔جب یہ تندرست ہوجائے تو تمام جسم تندرست رہتا ہے اور جب وہ خراب تو تمام جسم خراب ہو جاتا ہے، سمجھ رکھو کہ وہ قلب ہے۔اگر تم چاہتے ہو کہ خدا تمہارا ہو رہے تو عبادت میں لگے رہو۔مصیبت میں صبر کرو اور اس کی رضا میں لگے رہو پہلے اپنے حالات درست کرو کہ اپنے نفس کی اصلاح سے پہلے دوسروں کو وعظ نصیحت نہ سناؤ۔کیونکہ تم میں ابھی بہت سے عیب باقی ہیں جنکی اصلاح کی ضرورت ہے۔نفس، حرص اور دنیا کا پیچھا نہ کرو۔صرف مولا ہی کے ہو کر رہو۔اب تمہارے ہاتھ ایسا خزانہ لگے جو ختم نہ ہوگا اور خدا تعالیٰ کی طرف سے تمہیں ہدایت نصیب ہوگی۔کہ جس کے بعد گمراہی نہیں۔گناہوں سے توبہ کر کے ذات خداوندی کی طرف بھاگ چلو۔جب توبہ کرو تو زبان اور دل دونوں سے کرو۔کیونکہ توبہ دولت خداوندی کا دل ہے۔گناہوں کا لباس خالص توبہ اور حقیقی طور خدا تعالیٰ سے شرمسار ہو کر اتار ڈالو۔پہلے ظاہری اعضاء کی طہارت عمل شریعت سے کرو۔کیونکہ توبہ خالص دل کا فعل ہے۔دوزخ کا ڈر ایمانداروں کے جگر کو چھلنی اور چہروں کو زرد اور دلوں کو غمگین بنا دیتا ہے۔جب یہ حالت اچھی طرح قرار پکڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر اپنی مہربانی اور رحمت کا پانی برساتا ہے اور آخرت کا دروازہ کھول دیتا ہے۔وہ سب سے پہلے زیادہ خوف کھاتے ہیں۔اپنی ضرورت کا کھانا پینا، لباس، نکاح، مکان

Marfat.com

تو نفس اور طبع کی ضرورت ہے قلب اور باطن کی ضرورت تو مولا کی طلب ہے۔ غیر سے مرادیں مانگنے والے تجھے ذرا بھی خیال نہیں۔ کیا کوئی ایسی چیز بھی ہے جو خدا کے خزانے میں نہیں۔ تقدیر کے پرنالے کے نیچے صبر کا تکیہ لگا کر راضی برضا کا ہار گلے میں پہن کر کشائش کے انتظام میں عبادت گزار کر بیٹھی نیند سے سو رہو۔ جب تم ایسا کرو گے تو تقدیر کا مالک اپنے احسان سے تم پر ایسی نعمتیں نازل کرے گا کہ جن کی تم طلب اور تمنا کر سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں عیش کرنے والو شکر یہ کہاں ہے۔ اپنی نفسانی خواہشات اور حرص کو چھوڑ کر اس گروہ پاک کے قدموں کے نیچے بچھ جاؤ ان کے سامنے خاک کی طرح ناچیز ہو جاؤ۔ ایماندار زندہ ہے اور بددیانت مردہ ہے۔ خدا پرست زندہ ہے، بت پرست مردہ ہے۔ بہر حال خواہش نفسانی پر سوار ہو جاؤ اور وہ تم پر سوار نہ ہونے پائے۔ افسوس ہے کہ خود غرق ہو رہے ہو۔ دوسروں کو راستہ کیسے بتاؤ گے، خود اندھے ہو اوروں کے رہبر کیسے بنو گے۔ رہبر بنانا تو آنکھ والوں کا کام ہے۔ اللہ جل شانہ کی طرف عارف کامل ہی رجوع کرا سکتا ہے۔ جو شخص خود گم ہو دوسروں کی کیا رہبری کرے گا۔ افسوس ہے کہ تم زبان سے پرہیز گاری جتاتے ہو اور دل گنہگار ہے۔ زبانی شکریہ ادا کرتے ہو دل ناشکر گزار ہے۔

اے فرزند آدم! میری طرف سے تجھ پر خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے۔ اور تیری طرف سے برائی آتی ہے۔ پکا مسلمان اپنے نفس، شیطان اور خواہش کی پیروی نہیں کرتا۔ شیطان کو پہچانتا بھی نہیں کہ اس کی تابعداری کرے۔ آخر کی طلب کرتا ہے۔ ہر وقت اسکی عبادت اس کے حصولِ قرب کے واسطے کرتا ہے۔

اے ابن آدم تجھے کیا ہوا تو اپنی سی حقیقت جان لے۔ تیرا آغاز قطرہ آب سے، تیرا انجام مرگِ سفاک سے تجھے اتنا بھی شعور نہیں کہ بچ سکے تو عذاب سے

سورہ القصص 194 ارشاد باری تعالیٰ ہے

ترجمہ اور جو مال تجھے اللہ نے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر طلب کر''

دنیا میں انسان کا حقیقی حصہ یہی ہے کہ وہ زکوۃ ادا کرے آخرت کیلئے عمل کرے صدقہ دے صلہ رحمی کرے، شکر ادا کرے اور اللہ کا احسان جانے، اسکے بندوں پر احسان کرے اور کہے کہ یہ میری سب توفیق اللہ کیلئے ہی کے کرم سے ہے۔

قرآن حکیم نے مال و زر اور اولاد کی حقیقیت بیان فرمائی ہے۔

ترجمہ: ''یہ مال اور اولاد تمہارے لئے فتنہ ہے''

اولاد کی پرورش جو انسان رزق حلال سے کریگا اور یہ اولاد نیک صالح اور صدقہ جاریہ تصور ہوگی۔

اگر حرام دولت سے پرورش کی تو یہ تیری اور تیری اولاد کی جان پر عذاب کی صورت میں پڑیگی ڈر

Marfat.com

ہے کہ کہیں غفلت میں بلاوا آجائے خدا نہ کرے کہ پچھتاوا رہ جائے اور یہ کام پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکے اسلئے آج ہی سے عمل خیر کا آغاز کرا التجا ہے کہ رب ذوالجلال کے حضور کہ وہ سمجھ اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

علامہ اقبال نے مسلمانوں کے جذبہ سے ریا کی تصویر کھینچی ہے کہ ایک مسلمان فاقہ کشی کی حالت میں تو زندہ رہ سکتا ہے مگر اسکے قلب وذہن سے روح محمدؐ نکال لی جائے تو اسکا ضمیر فوراً مر جائیگا۔ درحقیقت عقیدہ ایمان کا تعلق روح سے ہے جب روح کو تسکین اور ٹھنڈک سے الگ کر کے زمانہ کی تپش سے جوڑ دیا جائے تو اسکی موت یقینی ہو جاتی ہے۔ کتاب ھذا میں زمانہ کی لرزشوں سے پاک اعمال اور اعتقادات صادقہ کا ذکر ہے جن سے انسانی روح اور ایمان کو تازگی ملے۔ مانا کہ یہ منزل کٹھن اور صبر آزما ہے۔ مگر مومنوں کی استقامت اور آزمائش کیلئے یہ قدرت کاملہ کا اٹل قانون ہے۔ جسمیں اطاعت حقیقی خیر و برکت اور نجات دنیا و آخرت اور کامرانی کا حصول پوشیدہ ہے۔ یہ سادگی اور پرہیزگاری اپنانے اور حرام سے کنارہ کشی کے بغیر نہیں ملتی۔ ہم سب جانتے ہیں کہ یہ دنیا ہمارا اصلی گھر نہیں ہے یہ تو قصے کہانیوں بھاگ دوڑ اور طمع لالچ کا گھر ہے یہاں بڑے بڑے گھر بنانا دھوکے کا سامان ہے اصلی دولت قرآنی ھدایت اختیار کر کے غلامی رسولؐ اختیار کرنے میں ہے اسمیں مفلس مجبور اور بے کسوں کی مدد، تعلیم اور علاج معالجہ میں مدد اپنا سرمایہ اور وقت درد دل کیساتھ مستحق انسانوں میں صرف کرنے گویا دین کو مہمان بنا کر خدمت خلق کرنا دین کی اصل پیروی ہے۔

اے انسان مت بھول کہ تجھے جلد عالم برزخ میں جانا ہے فکر کر کہ وہاں ذات الٰہی کے سوا تیرا کوئی ساتھی اور مددگار نہ ہوگا۔ ذاتِ الٰہی سے تعلق اور ربط پیدا کر۔ رزق حلال کما، نماز، روزہ، زکوٰۃ، ذکر الٰہی اور بامعنی تلاوت قرآن سے خود بخود رجوع اور خشوع پیدا ہو جاتے ہیں ذات الٰہی توکل صبر اور پرہیزگاری عطا فرما دیتی ہے۔ قناعت پسندی اور خیر و برکت سے سکون راحت مقدر بن جاتے ہیں بندہ کو اللہ کے حضور اعمال صالح توفیق عمل کی التجا کرنا چاہئے۔ اللہ کے رسولؐ کی پیروی اور حقوق العباد کی ادائیگی میں ہرگز کوتاہی نہ کر، اس کے خوف سے ڈر اور ذکرِ الٰہی سے ایک سانس بھی ضائع نہ کر، اللہ کے حضورؐ اپنے گناہوں سے رو رو کر سچی توبہ کر۔ اپنے پیٹ کو جائے حرام نہ بنا، نہ جبر و ظلم برپا کر اپنے دل کو صاف اور پاک رکھ، محنت مشقت کے بعد اللہ پر بھروسہ اور توکل اختیار کر اور معمولی گزر اوقات پر قناعت کر، دولت اور بڑے عہدے نہ مانگ نہ سُودی کاروبار کر اور صاحب ایمان ہے تو زکوٰۃ کی ادائیگی کر، زکوٰۃ دی ہوئی دولت پاک ہو جاتی ہے۔ اسمیں کمی نہیں ہوتی بلکہ بہت پھلتی پھولتی ہے زکوٰۃ دے کر اپنی دولت کو آگے بھیج دے اپنے عقیدہ کی اصلاح کر کہ دودھ سے مکھن نہیں نکلتا اسکو دہی کا جاگ لگانے سے نکلتا ہے۔ عقیدہ کی درستی سے تیرا سرمایہ بندگی محفوظ ہو جائے گا۔

Marfat.com

گھروں میں محافل، مساجد میں محفل نعت کا اہتمام کرتے ہیں نعت خواں ہدیہ عقیدت اور میزبان ختم شریف کا کھانا اور دعا کراتے ہیں جبکہ شان رسولؐ اور نعت مقبول کا بنیادی مقصد اصلاح کردار و گفتار اور اصلاح قلب نظر ہے۔ ذاکر حضرات نافرمانی کے عوض عذاب الٰہی کی نصیحت آموز آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ کا ذکر کیوں نہیں کرتے تاکہ سچی توبہ سے اصلاح اعمال اور پختگی ایمان کے ذریعے دعائیں قبول اور خیر و برکت کے حصول سے مسائل آسان ہو جائیں اور نافرمانی کے تسلسل سے محافل نعت رسم بن کر نہ رہ جائیں۔

آج بعض T.V چینلز پر حمد و نعت بھی عجز و انکساری اور ولولہ ایمان کی بجائے فلمی دھنوں کی طرز پر اور بعض نوٹوں کی برسات میں کرتے نظر آتے ہیں حالانکہ قرآن نے ذرا سی لرزش اور آواز پر زندگی کے تمام اعمال ضائع ہو جانے کا خدشہ بیان فرمایا۔

ملک بھر کے شہروں میں شادی، مہندی اور دیگر پروگراموں میں میوزک ناچ گانے کے پروگرام لاوڈ سپیکروں میں رات گئے تک برپا لادینی ثقافت نئی روشنی سے لوگوں کو گمراہی کی طرف لے جا رہے ہیں یہ سب کیا ہو رہا ہے یہ کونسی اسلامی جمہوریہ اور کیسی مسلمانی ہے وزارت مذہبی امور اسلامی نظریاتی کونسل اور علماء حق کیوں انکی بندش کیلئے اقدامات نہیں اٹھاتے کیا وہ اللہ کے حضور جواب دہ نہیں کہ وہ قوم کو گمراہ ہونے بچائیں۔ اسکے نتیجے میں عذاب الٰہی سے آگاہ کریں یہ فرض نوجوان نسل خصوصاً کالج، یونیورسٹیوں کے طلباء پر بھی عائد ہوتا ہے۔ البتہ جمیت کا کردار اس معاملہ میں قابل تعریف ہے۔

3۔ حمد باری تعالیٰ

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِین o اَلرَّحمٰنِ الرَّحِیم o مَالِکِ یَومِ الدِّین o

ترجمہ۔ ’’سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے بہت مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

روزِ جزا کا مالک ہے۔‘‘

اِیَّاکَ نَعبُدُ وَاِیَّاکَ نَستَعِین o

ترجمہ۔ ’’ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں‘‘

اِھدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِیم o صِرَاطَ الَّذِینَ اَنعَمتَ عَلَیھِم o غَیرِ المَغضُوبِ عَلَیھِم وَلَا الضَّالِین o (آمین)

ترجمہ۔ ’’ہمیں سیدھے راستے پر چلا اُن لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا نہ کہ ان کا جن پر تیرا

Marfat.com

غضب ہوا اور نہ بھٹکے ہوؤں کا۔"

سورہ فاتحہ میں رب العالمین کی حمد و ثنا، عقیدہ توحید اور بندہ کی طرف سے ایک مکمل دعا اور حصول حق کی جستجو اپنے خالق کے حضور پیش کی گئی۔

جواب میں گویا ربِ جلیل نے صراطِ مستقیم کے لیے اپنے مقرب اور انعام یافتہ بندوں کی تربیت اور ترغیبات کی واضح نشاندہی کے ساتھ قرآن پاک سامنے رکھ دیا اور عملی تربیت، قانونی وضاحت اور تعلیمات کی خصوصی رہنمائی کیلئے اپنے رسول محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا۔

"یہ حضوری قلب، معرفتِ الٰہی ہے اور معرفتِ الٰہی کے حصول کو صراط مستقیم فرمایا گیا ہے جو اُس ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف رہنمائی کرتا ہے جس کی شان یہ ہے کہ وہ زندہ کو مردہ اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے" جیسا کہ اس نے خود فرمایا۔

یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی (الروم 19)

تمام خوبیاں صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس چیز اور جس شکل میں حسن، خوبی یا کوئی کمال ہے اس کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ کائنات اَرض وسَما مخلوق کی پرورش کیلئے عطیہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کی حمد و ثناء، آسمان کے ستاروں، بارش کے قطروں درختوں کے پتوں، صحراؤں کی ریت کے زرات کے برابر، زمین و آسمان سب اس ذات باری تعالیٰ کیلئے ہیں جو اپنی صفات میں یکتا ہے اور سب اس کے جمال کے پرتو ہیں۔

قل لو کان البحر مداد الکلمت ربی لنفدالبحر قبل ان تنفد کلمت ربی ولو جئنا بمثلہ مدادا (الکھف 109 القرآن)

ترجمہ۔"(اے محمد ﷺ) کہہ دیجیے کہ سمندر میرے رب کی باتیں لکھنے کیلئے روشنائی بن جائیں تو وہ ختم ہو جائیں گے مگر میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں اگر اتنی ہی روشنائی ہم اور لے آئیں تو وہ بھی کفالت نہ کرے۔"

جن وانس اور فرشتوں کے ساتھ ساتھ کائنات کی ہر شے اور ہر ذرہ، حمد باری تعالیٰ میں مصروف ہے۔ بھید والے اسے یوں بیان کرتے ہیں۔

کسی نے پوچھا جلوے کی کیا قیمت ہے؟

مصطفیٰ نے کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

ہوائیں تھرتھراتی، دہائی دیتی ہیں

ٹہنیاں جھوم جھوم کر، سرسراتی کہتی ہیں

Marfat.com

پرندے شام و سحر چہچہاتے رہتے ہیں
سمندروں میں لہریں گنگناتی کہتی ہیں
ستارے جلوہ گری سے، کہکشاں حدِ بریں سے
قطرہ قطرہ نسیمِ سحر بھی ، ذرہ ذرہ ریت بھر بھی
اور کہہ رہا ہے فلک بھی لا الہ الا اللہ
لا الہ الا اللہ، محمدؐ رسول اللہ

4 عقیدہ توحید اور شرک

اللہ تعالیٰ جو واحد، خالق، و مالکِ کائنات ارض و سماوات ہے اور اختیار و ہستی میں یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، کلمہ طیبہ پر یقین، توحید و رسالت پر ایمان کی بنیاد ہے۔ عقائد مسلم میں پہلا عقیدہ توحید و رسالت پر، اس کے فرشتوں پر، آسمانی کتب، انبیاء کرام اور یوم آخرت (قیامت) اور دوبارہ جی اٹھنے پر ایمان رکھنا ہے۔

جاننا چاہئے کہ تو مخلوق ہے اور تیرا ایک پیدا کرنے والا ہے اور اسی نے تمام جہانوں کو اور جو کچھ ان جہانوں میں ہے سب کو پیدا کیا ہے وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک اور ساجھی نہیں وہ یکتا ہے اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور اس کی ہستی کی کوئی ابتداء نہیں۔ ازل اور ابد میں اس کی ہستی واجب ہے کیونکہ نیستی کو اس میں دخل نہیں اس کی ہستی اپنی ذات سے ہے اسے کسی سبب کی ضرورت نہیں اور کوئی چیز اس کی محتاجی سے خالی نہیں۔ اس کی ہستی کا قیام اپنے آپ سے ہے اور تمام اشیاء کا قیام اس کی ذات سے ہے۔

☆ شرک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو الہ یعنی واجب الوجود یا مستحق عبادت مان لیا جائے۔ اور توحید یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کو الہ یعنی واجب الوجود اور مستحق عبادت مانا جائے اور اس کے سوا سب سے الہ یعنی واجب الوجود اور عبادت کا مستحق ہونے کی نفی کی جائے۔

واجب الوجود ہونے میں کسی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ ماننا توحید کا اصل معنی ہے اور عبادت میں کسی کو اسکے ساتھ شریک کرنا توحید کا اصل مفہوم نہیں بلکہ توحید کا لازم ہے۔ کیونکہ جو واجب الوجود ہے وہی عبادت کا حقدار ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی واجب الوجود نہیں اسی لیے اس کے سوا کوئی عبادت کا حقدار نہیں۔

توحید سے مراد اللہ تعالیٰ کو کائنات کا خالق و مالک، دلی یقین کیساتھ جاننا ہے۔ یہ توحید بندے کو

Marfat.com

تخلیقِ نو عطا کرتی ہے۔ توحید سے اس کی رگوں میں خون بجلی بن کر دوڑنے لگتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیزی سے سرگرم عمل ہو جاتا ہے، اس کے اندر سے خوف و شک نکل جاتا ہے، وہ جذبہ عمل سے معمور ہو جاتا ہے۔

شرک کی وضاحت۔ قرآنی سورہ لقمان 13 میں حضرت لقمان اپنی پہلی نصیحت میں اپنے بیٹے سے فرماتے ہیں۔

ترجمہ ''اے میرے بیٹے کسی چیز کو خدا کا شریک قرار نہ دے''

شرک ایک ظلم ہے اور اللہ ہر شرک سے پاک ہے۔ جب طالب حق عقائد دین پر قدم رکھے تو جانے کہ توحید کی چار شاخیں ہیں۔

1 توحید ذات، خدا تعالیٰ اپنی ذات پاک میں یکتا ہے خدا کا کوئی مثل نہیں۔ 2 توحید صفات، اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں یکتا ہے واحد خالق و مالک اوّل و آخر ظاہر باطن۔ 3 توحید عبادات، نماز میں پڑھی جانیوالی سورہ التحیات، ترجمہ ''تمام مالی نفلی قولی فعلی عبادات اللہ ہی کیلئے ہیں۔

4 توحید افعال، اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے کائنات ارض و سماوات میں اسی کا حکم روا ہے اسکے حکم اور فعل میں کسی کو دخل نہیں

نماز کی سورہ آیت الکرسی۔ ترجمہ ''اللہ ہر شے پر قادر ہے اور اللہ کے اذن کے بغیر پتہ ہل نہیں سکتا''

قرآنی سورہ حم السجدہ 7-6 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ ''اور خرابی ہے شرک والوں کو جو زکوٰۃ نہیں دیتے وہ آخرت کے منکر ہیں''۔ گویا انہیں ذات الٰہیہ کے رازق ہونے کا یقین کم ہے۔ اللہ کے وعدہ 10 گنا بڑھوتی پر یقین نہیں رکھتے۔

جو کلمہ گو توحید باری تعالیٰ کی ان شاخوں پر دل سے یقین نہ کرے وہ مشرک ہوا البتہ کوتاہی میں معافی کا جزو موجود ہے۔ جو کلمہ گو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات، عبادات اور افعال میں کسی غیر کو شریک (بااختیار) جانے وہ مشرک ہے۔

سورہ الحمد میں ہم ایاک نعبد، ایاک نستعین یا اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ حقیقی مدد اللہ ہی کی ہے البتہ ہم وسیلہ پیش کر سکتے ہیں۔

قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ ''لوگ وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ کون زیادہ مقرب ہے''۔

دعا صرف اللہ تعالیٰ کے حضور ہی کی جاتی ہے۔ البتہ کسی نیک صالح اور پرہیز گار مومن سے کسی کے حق میں دعا کرانا دم یا تعویز کرانا شرعاً جائز ہے۔ قربانی کرنا، منت ماننا، یا گیارہویں شریف کا ختم دلانا سب اللہ ہی کے لئے ہیں البتہ انکا ثواب دوسرے کے حق میں جائز ہے۔

Marfat.com

ذریعے اپناتا ہے۔ یہی بزرگانِ دین کا عقیدہ اور شیوہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل کا دلی یقین، تعلق اور امید انہیں تمام فساد و فتنہ سے محفوظ رکھتی ہے۔ درحقیقت اٹل نظام قدرت کے تحت عدل سے امن اور جبر سے فتنہ و فساد جنم لیتے ہیں۔

آج جو لوگ بڑی قوتوں، جابر حاکموں اور با اثر افراد کے پیچھے بھاگتے ہیں، بالآخر اپنے ہی کردارِ بد اور شامتِ اعمال میں لاتعداد فتنوں اور ہلاکتوں میں گھر جاتے ہیں چاہئے کہ اغیار و کفار اور جابر حاکموں سے دور رہ کر بوسیلہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ سے (جیسا کہ دعا بعد از نماز) سلامتی اور پناہ کی دعا دلی گہرائی اور یقین سے مانگی جائے۔ بلاشک اللہ تعالیٰ بڑا ہی رحمٰن ورحیم، درگزر فرمانے والا مہربان ہے۔ یہ دعا اللہ تعالیٰ نے ہمیں خود سکھائی ہے۔ ذاتِ الٰہی کے واحد وارث و کارساز ہونے کا یقین جب دل میں رچ بس جاتا ہے تو وہ انسان ہمہ وقت یادِ الٰہی، صالح اعمال اور خلقِ خدا کی بھلائی میں کوشاں رہتا ہے۔ یہی صالح فکر و عمل اور احساس، روح کی بیداری اور قیام نماز کی بنیاد ہیں۔ گویا آج زمانے میں بے پناہ فتنہ و فساد، بھوک، بیماری سب ہماری نافرمانی، لادینی ثقافتی اجراء، عدم مساواتی اور جبری استحصالی نظام ریاست کے سبب سے برپا ہوا ہے۔ اسے فلاحی مملکت بنانے کیلئے انتھک جدوجہد کرنا ہر باشعور مسلمان کا ایمانی فریضہ ہے۔ انہی مراحل کیلئے ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اگر تم (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) نہیں نکلو گے تو وہ تمہیں دردناک عذاب دے گا اور تمہاری جگہ اور قوم (جابر حاکم) لے آئے گا اور تم اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکو گے اور اللہ تعالیٰ کو ہر شے پر قدرت حاصل ہے۔'' (سورہ ہود)

توحید پر سچے ایمان سے انسان کے اندر خوفِ خدا، جرأت و بے باکی، شجاعت، عزم اور ارادوں میں پختگی پیدا ہو جاتی ہے کہ نورِ حق کی ہدایت سے سرشار ہو کر وہ امن کا مسیحا بن جاتا ہے مسلمان کا یہی اصل ہتھیار ہے۔ جس پر وہ خوف و خطر کے بغیر نظریہ اسلام اور عقیدہ توحید و رسالت پر قائم رہتا ہے۔

علماء و مشائخ پر قوم کو اس نظریہ حق کی آگاہی کا فریضہ عائد ہوتا ہے۔

رب ذوالجلال کے حضور التجا ہے کہ خدا ہمیں اس عارضی زندگی کی حقیقت سے آشنا کرے تاکہ آخرت کا خوف ہمہ وقت ہم پر طاری رہے اور یہ کہ موت کی آخری ہچکی سے پہلے کی زندگی گناہوں سے پاک اور عقائد کی استقامت میں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مامن دآ بة في الارض الا على الله رزقها (هود 6)

ترجمہ: ''وہ اللہ ہی ہے جس نے ہر جاندار سے رزق کا وعدہ فرمایا ہے۔''

مسلمان خواہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو۔ رحمت خداوندی سے مایوس نہیں ہوتا۔ یہ امید رکھنا ضروری ہے

Marfat.com

کہ توبہ سے رحمت خداوندی گناہوں کو معاف کر دیتی ہے۔ جہاں رحمت خداوندی پر ایمان لانا ضروری ہے وہاں اس کے خوف سے بے نیاز ہونا بھی کفر ہے۔ اللہ کے خوف سے محض کافر ہی بے نیاز ہو سکتے ہیں۔ جن لوگوں پر عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے ان پر ناز و نعمت دنیا کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ تا کہ وہ یاد خداوندی سے غافل اور مغرور ہو جائیں۔ پھر جب اس کی گرفت آتی ہے تو خبر تک نہیں ہوتی۔

حضرت داؤد پر وحی نازل ہوئی اور فرمایا تو نے میرے ساتھ رہنا ہے میری دوستی کا سامان فراہم کر، معنی یہ کہ میں تیرا سہارا ہوں تو ایک پل بھی مجھ سے غافل نہ ہو'' دل پر ذکر بھی غالب آتا ہے جب انسان عبادت میں رہے۔ انسان گناہ اس لیے کرتا ہے کہ صفات باری تعالیٰ پر سچا ایمان نہیں ہوتا۔ شریعت یہ ہے کہ انسان رضائے الٰہی کیلئے کام کرے اسکی مثال کہ کوئی بیماری میں پرہیز نہ کرے تو ہلاک ہو جائے اسکی ہلاکت طبیب کی حاجت کیوجہ سے نہیں بلکہ پرہیز نہ کرنے سے ہوگی۔ جس طرح دوا اور پرہیز بدن کی صحت اور سلامتی کا سبب ہیں اسی طرح عبادت، معرفت الٰہی، اور گناہوں سے پرہیز دل کی سلامتی کا سبب ہے اسی لئے قرآن میں فرمایا۔

ترجمہ: ''اور کوئی نجات نہ پائیگا مگر وہ شخص جو خدا کے پاس گناہوں سے سلامت دل لائیگا۔''

لوگوں کی جہالت اور نادانی یہ ہے کہ خدا کی صفات سے بے خبر رہ کر کہتے ہیں وہ کریم اور رحیم ہے مگر اس جہاں میں اکثر خلق کو بھوک بیماری میں رکھتا ہے۔ جب تک لوگ محنت مشقت کاروبار یا کھیتی باڑی نہیں کرتے علم نہیں سیکھتے روپیہ ہاتھ نہیں آتا۔ (اُسی لئے فرمایا اور نہیں ہے آدمی کیلئے مگر جو اس نے محنت کی۔)

اے بندہ خدا مت بھول کہ دل کی غذا معرفت الٰہی ہے جتنی زیادہ ہو بہتر ہے۔ جبکہ دنیا چاہنے والوں پر جس قدر زیادہ لذت ملتی ہے (زر زن زمین) قیامت میں اُسی قدر رسوائی اور ذلت مقدر بنتی ہے۔ فرمان الٰہی ہے لا الٰہ کہنے والے جب دنیا کے معاملات کو دین پر ترجیح دیں تو لا الٰہ اس صورت میں جھوٹ ہے۔

رسالت مآبؐ سے لوگوں نے عرض کیا عیسیٰ علیہ سلام پانی پر چلتے تھے آپؐ نے فرمایا ہاں ترجمہ: اگر انکا یقین اور زیادہ ہوتا تو وہ ہوا پر چلتے۔ (کیمائے سعادت)

حضرت جُنید بغدادی سے روایت ہے ''توحید کا مفہوم یہ ہے کہ انسان حقِ تعالیٰ کے سامنے اپنے اختیار اور ارادے سے قطعاً دست بردار ہو جائے اپنے نفس اور خلقت کی آواز سے بے نیاز ہو یہی وجہ ہے کہ ایک درویش جسکے پاس نہ خزانہ ہے نہ لشکر نہ دنیاوی وسائل نہ جاہ و حشمت مصلے پر بیٹھا اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہمہ وقت مصروف عمل ہے۔ ان اولیاء کرام کو انوار و تجلیات کے نزول کے باعث وہ شان دلربائی عطا

Marfat.com

کردی جاتی ہے کہ لوگ اسکے رُخ زیبا کو دیکھتے ہی خداوندکریم کی بارگاہ میں سچی توبہ کر لیتے ہیں قلب سلیم کے حصول سے انکی دنیا بدل جاتی ہے۔توحید باری تعالیٰ پر ایمان یہ ہے کہ تمام اختیار طاقت علم وحکمت اور ہر شے کی ملکیت اللہ تعالیٰ کی ہے۔ یہ رُشد و ھدائیت وشفا وراحت ،ظاہر باطن، رسالت آسمانی کتب،جُود وکرم خیر وبرکت (پالنے والے رب کریم کی ربُوبیت اور عطا کا حصہ جانے۔انبیاء کرام کے معجزات اولیاء اللہ اور ولیوں کی کرامات متقین پرہیزگاروں کے توسط سے بیماریوں سے شفاء دکھی انسانیت کی فلاح سب عطائے خداوندکریم ہے مسلمان خواہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو۔جب اُسے کوئی تکلیف یا بیماری پہنچتی ہے وہ اپنے رب کریم ہی کو پکارتا ہے۔معنی یہ کہ جو گنہگار ہو اللہ سے ڈرے اور جو گناہ سے پرہیز کرتا ہے زیادہ ڈرے

ارشادنبویؐ ہے کوئی نجات نہ پائیگا مگر یہ کہ اللہ کی رحمت سے،صحابہؓ نے عرض کیا،یارسُول اللہ آپؐ بھی،فرمایاہاں میں بھی،اے لوگواللہ سے ڈرواور بُرے کاموں سے سچی توبہ کرو کبھی کسی کا دل نہ دکھاؤ۔ اللہ سے رحمت کی طلب کرتے رہو۔اللہ بڑا ہی غفور رحیم درگزرفرمانیوالا کریم ہے۔

شائد کہ موت کل اسکا موقع نہ دے۔نبیؐ نے فرمایا دنیا ختم ہونیوالی ہے گویا جو مرتا ہے اسکے لیے موت ہی قیامت ہے اور پھر موت جس نے ضرور آنا ہے اُسے دورمت کہو وہ ناگہانی بھی ہے اوراٹل بھی ہے۔

ترجمہ''اور کوئی جان بے حکم خدا مرنہیں سکتی''(آل عمران)

تفسیر مظہری میں ہے ترجمہ:ولی اسے کہتے ہیں جسکا دل محبت الٰہی سے لبریز ہو اور کسی غیر کی وہاں گنجائش تک نہ ہو۔وہ کسی سے محبت کرتا ہے تو اللہ کیلئے اگر نفرت کرتا ہے تو اللہ کے لیے،درحقیقت کوئی شخص خدا کا کلمہ بلند نہیں کرسکتا اور خود راہ راست پر قائم بھی نہیں رہ سکتا جب تک خدا کا خوف اس کے دل میں نہ ہو،دنیا میں آدمی کی راست بازی کی ضامن صرف ایک ہی چیز ہے اور وہ ہے خدا کا خوف اپنے ذہن میں اللہ کی ذات وصفات کا تصور اور ذکر ہمہ وقت تازہ رکھیں یہی عقیدہ توحید ہے۔کہ اللہ تعالی حاظر و ناظر ہر وقت ہمیں دیکھ رہا ہے آخرت کی سزا جزا پر پختہ ایمان بھی توحید باری کی اصل ہے۔حضرت معاز بنؓ نے رسالت مآب ﷺ سے دریافت کیا کہ سب اعمال میں سے اللہ کے نزدیک محبوب تریں عمل کیا ہے۔نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا''تیری موت اس حال میں آئے کہ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو(طبرانی)

وقت نزع بسم اللہ وعلی صلتہ رسول اللہ کہہ کر ٹھنڈا پانی پلایا جائے،سینہ پر دم آنے تک سورۃ یسٰن کی باآواز بلند تلاوت کی جائے اور درود شریف متواتر پڑھا جائے،میت پر آہ و پکار نہ کی جائے۔فاتحہ کا کھانا صرف غربا کو کھلایا جائے۔

Marfat.com

ترجمہ ''جب میں بیمار ہوتا ہوں اللہ مجھے شفا دیتا ہے'' (القرآن)

آج پاکستان بھر کے بہت سے ناپختہ عقائد کے لوگ خصوصاً خواتین اپنے روزمرہ کے مسائل میں جادو ٹونے اور دیگر نام نہاد عملیات کے ماہرین کے پاس جاتی ہیں۔ جو اپنے مسائل اولاد کا نہ ہونا، روزگار نہ ملنا دیگر امراض و آلام کا حل چاہتے ہیں یہ عامل حضرات انہیں گمراہ کرتے ہیں اور قریبی عزیزوں پر جادو ٹونے کے الزامات لگا کر بھاری فیس وصول کرتے ہیں۔ نبی اللہ نے فرمایا ''جوتے کے تسمے بھی ٹوٹ جائیں تو اپنے پروردگار سے مانگو''

ہم سورہ الحمد سے نماز کی ہر رکعت میں اللہ سے دعا کرتے ہیں ایاک نعبدو ایاک نستعین ترجمہ ''اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں'' یہی عقیدہ توحید ہے۔

البتہ دم کرنا بزرگان دین کو وسیلہ بنا کر دعا کرانا اللہ کے حضور منت ماننا اور صدقہ وخیرات سے شفاء چاہنا شرعاً جائز ہے۔

بزرگان دین کی حاضری میں روحانیت کیلئے ذکر وفکر اور آخرت کی نجات کیلئے اعمال و کردار کی درستی اور گناہوں سے سچی توبہ (بیعت کا وسیلہ) بہت ضروری اور صراط مستقیم ہے۔

5 - کلمہ طیبہ اور ایمان

خرد دیکھے اگر دل کی نظر سے
جہاں روشن ہے نورِ لا اِلٰہ سے

کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ترجمہ: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الہ (واجب الوجود) نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔''

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا سب سے افضل ذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے جس شخص نے خدا کو اپنا رب، اسلام کو اپنا دین اور محمد ﷺ کو اپنا رسول مان لیا اُس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا۔ (مسلم) اس کے بعد علم اور عمل جس قدر یہ کرے، اُسی قدر سچا مسلمان بنتا جائے کہ ہر شخص کے ایمان کی مقدار پختہ یقین نیکیوں میں دلی ارادہ اور کوشش پر منحصر ہے۔ کلمہ طیبہ میں توحید باری تعالیٰ کی گواہی اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی گواہی کا دلی یقین ایمان کی بنیاد ہے جس سے ایک موروثی ایمان مل جاتا ہے جس کے نتیجے میں ہم دنیا میں مسلمان قرار دیئے جاتے ہیں۔ لیکن مومن بننے کیلئے اس دنیا پر اتنا یقین نہ ہو جتنا آخرت پر یقین ہو۔ مادی وسائل پر اتنا اعتماد نہ ہو جتنا اللہ پر اعتماد ہو۔ سارے وسائل موجود ہوں اور یقین یہ ہو کہ کچھ نہیں ہوسکتا اگر اللہ نہ چاہے اور اگر کوئی وسائل نہیں ہیں تب بھی مثبت نتیجہ نکل سکتا ہے اگر اللہ چاہے۔ جب تک

Marfat.com

اس درجے کا ایمان نہ ہو بات نہیں بنے گی۔ قلبی یقین کے بغیر ایمان کی حثیت محض ایک موروثی عقیدے کی ہے۔

فرمان الٰہی ہے ''اللہ سے علم والے ڈرتے ہیں'' اس علم سے مراد توحید باری تعالیٰ اور رسالت یعنی دین کا علم ہے۔ یقیناً وہی انسان اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا جسے اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کا علم ہو جو اس کی نافرمانی، ناراضگی اور عذاب کی سختی کو سمجھتا ہو، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت میں اس کی رحمت، خیر و برکت اور فضل و کرم سے آشنا ہو، جو دل صفات و اختیار، قانون قدرت اور اس کی پکڑ کے تصور سے خالی ہو، اُسے نافرمانیوں سے کیا جھجک ہو سکتی ہے، حالانکہ نظام قدرت کے تحت ہر شخص جو بھی برائی، بھلائی، جبر و ظلم یا نیکی، پرہیز گاری اپناتا ہے وہ سب اپنے ہی لئے یعنی اُسی کی جان پر وارد ہوتا ہے اسے دنیا میں بھی اس کی جزا و سزا ملتی ہے اور آخرت میں بھی اجر و ثواب یا عذاب کا مزہ چکھنا ہے۔ قرآن حکیم میں ازل تا ابد ہدایت، خیر اور شر کی مکمل تفصیل درج ہے اور نبی اللہ ﷺ کے فرمودات تعمیر انسانیت کیلئے موجود ہیں۔ مسلمان کیلئے باترجمہ، باتفسیر مطالعہ ضروری ہے ایمان کی تکمیل میں دو چیزوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اول نیک اعمال پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور خیر و برکت کی امید رکھنا۔ دوم اطاعت اور اخلاق سے ہٹ کر برے کاموں اور جبر و ظلم کے عوض اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور عذاب کا خوف ہر وقت دل میں رکھنا جو ہر حال، کسی نہ کسی صورت وارد ہوتا ہے، کلمہ گوئی کے معنی اطاعت کے ہیں اور اطاعت کیلئے حلال و حرام کا علم اور عمل ضروری ہے، حرام کا ایک لقمہ کھانے سے چالیس روز تک کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی، جو لوگ حرام کی کمائی کھاتے اور اہل و عیال کو کھلاتے ہیں ان کا اور ان کی اولاد کا بالآخر حشر دنیا میں برا اور آخرت میں عبرت ناک۔ معمولات زندگی میں جھوٹ، بددیانتی، وعدہ خلافی، لالچ، بے حیائی، کام چوری، طمع، دروغ گوئی، تمام شر کے اعمال ہیں۔ امانت و دیانت، پرہیز گاری، حق سچ، احترام آدمیت، سادگی، ایثار و خدمت، شرم و حیا، عدل و انصاف، صبر و توکل، اخلاقِ حسنہ سب خیر و برکت اور دنیا و آخرت میں سرخروئی کے اعمال ہیں۔ لیکن علم محض انسانی تعمیر نہیں کرتا جب تک عمل نہ ہو اور وہ بھی قوت کیساتھ کیا جائے۔ قرآن و سنت کی تعلیمات میں وہ تمام نیکیاں، بھلائیاں جو سکون و راحت کا سبب بنتی ہیں اور انسانیت سوز اعمالوں کے عوض دردناک عذاب کی وعید ملتی ہے۔ ہم نماز اور دعا (سورہ الحمد میں) اللہ کے حضور یہ التجا کرتے ہیں کہ۔ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں لیکن عملی زندگی میں دنیاوی طمع و لالچ میں ہم اس التجا کے برعکس نہ جانے کس قدر نافرمانی کرتے ہیں۔ جسمانی اور روحانی طہارت و پاکیزگی کیلئے ہمہ وقت باوضو رہنا بڑے ہی اجر و ثواب کا عمل ہے جبکہ اکثر لوگ پیشاب کر کے بغیر پانی کے استعمال اٹھ جاتے ہیں ان پر عذاب کی وعید ہے۔ نبی علیہ السلام کا فرمان ہے۔

Marfat.com

ترجمہ: ''(یعنی اس کے چھینٹوں) سے بچو کیونکہ اکثر عذابِ قبر اسی وجہ سے ہوتا ہے۔'' (ترمذی)
نماز کی تعلیمات اعلیٰ ترین عقیدہ ہے، معنی جانتے ہوئے مکمل رجوع وخشوع کیساتھ ادا کی جائے تو یہ نجات دنیا و آخرت کا اعلیٰ ترین وسیلہ ہے۔

بارگاہِ خداوندی میں رحمت کا سوال کیا تو باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: ''میری ایک رحمتِ عام ہے جو تمام مخلوقات کیلئے کھلی ہوئی ہے اور میری رحمت خاص نبی امی سے محبت کرنے والوں کیلئے مخصوص ہے۔'' (الاعراف)

ترجمہ: ''جو لوگ انؐ پر ایمان لائیں گے، ان کی تعظیم کریں گے اور جو نور ان کیساتھ نازل کیا گیا اس کی پیروی کریں گے تو وہی کامیاب ہونگے'' (النساء 89)

قرآن نے نبی اللہ ﷺ کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت فرمایا اور دلیل عطا فرمائی۔

ترجمہ: ''ہمارا نبی اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتا یہ تو ایک وحی ہے جو ان پر جاتی ہے۔'' (النجم 2 تا 4)

ترجمہ: ''تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہش نفس اس ہدایت کے تابع نہ ہوجائے جو میں لے کر آیا ہوں۔'' (حدیث نبویؐ)

ترجمہ: ''اے نبیؐ ان سے کہہ دیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میری اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں کو ڈھانپ لے گا۔'' (آل عمران 31)

گویا نبی ﷺ کی ظاہری باطنی اور قلبی تعظیم مومن پر لازم ہے۔ تعظیم قلبی کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ''اے مومنو! اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی امی پر درود بھیجتے ہیں تم بھی درود سلام بھیجو۔'' (احزاب۔558) پاکستان سمیت دنیا اسلام کا عقیدہ ''شرط مسلم کلمہ طیبہ'' توحید و رسالت کا دل وجان سے اقرار آپ ﷺ قیامت تک پھیلی ہوئی امت کے نبی اور رسول ہیں۔ آپ رحمت اللعلمین اور سراج منیر ہیں کسی خاص گروہ، زمانہ یا علاقہ کے نہیں تمام کائنات ارض وسما اور وجہ تخلیق۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں محمد عربی ﷺ کی شفاعت اور وسیلہ کی ترغیب فرمائی۔

ترجمہ: ''آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلے سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔'' (القرآن)

ترجمہ: ''مجھے تکمیلِ اخلاق کیلئے بھیجا گیا ہے۔'' ''مومن وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔'' (حدیث نبویؐ)

Marfat.com

نبی اللہ ﷺ نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی احسن ادائیگی کو مومن پر لازم قرار دیا ہے۔ فرمان نبوت ﷺ ہے۔

ترجمہ: ''تم میں سے مومن صرف وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔'' (الحدیث) ایک دوسری حدیث نبوی ہے۔

ترجمہ: ''وہ شخص منافق ہے جو جھوٹ بولے، وعدہ خلافی کرے اور بددیانتی کرے۔'' گویا رزق حلال اور حقوق العباد کی درست ادائیگی کے بغیر عبادات کی قبولیت بھی محال ہے۔ (متفق علیہ)

ایمان۔ ایمان کے بہت سے شعبے ہیں اس کی جڑ یہ ہے کہ تم خدا کے سوا کسی کو معبود نہ مانو اور اس کی آخری شاخ یہ ہے کہ راستے میں کوئی ایسی چیز دیکھو جو بندگانِ خدا کو تکلیف دینے والی ہو تو اسے ہٹا دو، اور حیا بھی ایمان ہی کا حصہ ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ (سورہ ق 16 تا 18)

ترجمہ: ''ہم نے انسانوں کو پیدا کیا اور اس کے دل میں ابھرنے والے وسوسوں کو ہم خوب جانتے ہیں۔ ہم تو اس کی رگِ گردن سے بھی بڑھ کر اس کے قریب ہیںo (ہمارے اس براہِ راست علم کے علاوہ) دو لکھنے والے (فرشتے) اس کے دائیں اور بائیں بیٹھے ہر چیز لکھ رہے ہیںo کوئی لفظ منہ سے نکلنے نہیں پاتا جسے محفوظ کرنے کیلئے ایک نگہبان اس کیلئے تیار رہتا ہےo ایمان کی دلی حقیقت اُس شخص نے پائی جس نے ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانا اور دلی یقین کر لیا کہ اللہ تعالیٰ میرا ہر عمل، فعل، ادا اور انداز دیکھ رہا ہے اور وہ انسانوں کیساتھ معاملات کی احسن ادائیگی اللہ تعالیٰ کے اسی خوف کے تحت بجالاتا ہے کہ مجھ سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جائے جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہ ہو۔ بلاشبہ ایمان محض زبان کے اقرار اور دلی اعتقاد کا نام نہیں یہ اطاعت اور اتباع کا نام ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ (پ ۲۶ ع ۱۳)

ترجمہ: ''ایمان والے تو وہ ہیں۔ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے اور پھر شک نہ کیا اور اپنی جان و مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہی سچے ہیں''

ایمان دراصل بندے کی صفات کا طلبِ حق میں صرف ہو جانے کا نام ہے۔ صحیح ایمان غیب ہی پر ایمان لانا ہے۔ عارفوں کو معرفت اور عالموں کو علم، صرف اللہ تعالیٰ کی آگاہی سے حاصل ہوتا ہے۔ جو آدمی معرفت حق سے دل میں یقین پیدا کرتا ہے۔ مومن ہے۔ ہمہ وقت انسانی ذہن و شعور میں ذات باری تعالیٰ کی آگاہی اور مکمل طور پر رچ بس جانے کو معرفت الٰہی کہتے ہیں۔ ایمان کے چار ستون ہیں۔ صبر، یقین، عدل اور جہاد۔ جسے جہنم کی آگ کا خوف ہوتا ہے۔ حرام سے بچتا ہے۔ درحقیقت اسلامی

Marfat.com

عقائد پر یقین کامل کے ساتھ عمل پیرا ہونے کا نام ایمان ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو عقیدہ ایمان اور طریق زندگی کی وضاحت یوں عطا کی۔

ترجمہ: ''پس کہو میں نے تو اسلام لاکر اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا ہے اور انہوں نے بھی جو میرے پیروکار ہیں۔'' (آل عمران، آیت ۲۰)

قلب وباطن کے جھکنے کا نام ایمان ہے'' اسلام جسموں پر آتا ہے۔ جبکہ ایمان دلوں میں داخل ہوتا ہے۔ دل جھک جائے تو انسانی زندگی کے تمام اعمال اور روّیے بدل جاتے ہیں۔ دل جھک جائے تو اخلاق بدل جاتے ہیں ایک صحیح انسان بن جاتا ہے۔ لیکن جب صرف ظاہر جھکتا ہے تو پھر مومن ہونے دعویٰ نہیں کرسکتا۔ اس لیے ارشاد فرمایا کہ مومن ہونے کا دعویٰ اس وقت کرنا جب دل میں ایمان داخل ہو جائے۔

رب کریم نے فرمایا ''اے میرے محبوب ﷺ ان سے کہہ دیں کہ اگر صاحب ایمان بننا ہے تو مجھے (اللہ کو) آپ ﷺ کی نسبت سے پہچانیں۔ مجھ تک آپکی نسبت سے پہنچیں تو ایمان باللہ ہے'' پھر فرمایا اگر مومن ہونا ہے تو فوری اپنے دل کی حالت کو بدلو یعنی جن کو حاکم مانا ہے انکی حاکمیت دل میں ہو۔ میری ربوبیت اور رسول اللہ ﷺ کی حاکمیت تمہارے دل میں ہو۔ ان کے حکم کو مان کر دل کی طرف دھیان دو۔ دلوں میں ایمان داخل ہونا ہی مومن کی نشانی ہے۔ دلوں میں ایمان کیسے داخل ہوتا ہے۔ اسکی تفسیر اس آیت مبارکہ سے واضح ہوتی ہے۔ ''دل میں کوئی رکاوٹ اور جھجک نہ رہے کوئی بوجھ نہ رہے۔ مزید فرمایا اور پھر اللہ کے حضور یوں جھک جاؤ۔ جیسے جھک جانے کا حق ہوتا ہے۔ یعنی تسلیم کرنے کا حق ادا کرو۔ یہ بات ذھن نشین کرلیں کہ جب ایمان دل میں داخل ہو تو وہ نور ہو جاتا ہے۔ اور اگر ایمان دل میں داخل نہ ہو تو بے شک سارا دن مسجد میں بیٹھا رہے عبادتیں کرتا رہے روزے، نماز، حج، زکوۃ تمام عبادات کرے یعنی ظاہراً جتنا چاہے حق ادا کرے مگر ایمان کی وہ کیفیت دل میں داخل نہ ہو تو دل کا نور اور محبت نصیب نہیں ہو پاتی۔

نبی اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

ترجمہ: ''اس شخص میں ایمان نہیں ہے جس میں ایمان داری نہیں اور وہ شخص بے دین ہے جو عہد کا پابند نہیں۔'' (مشکوٰۃ شریف)

بہترین ایمانی حالت یہ ہے کہ تیری دوستی اور دشمنی خدا کے واسطے ہو، تیری زبان پر خدا کا نام جاری ہو اور تو دوسروں کے لئے وہی کچھ پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور ان کے لئے وہی کچھ نا پسند کرے جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے۔

جو شخص کسی ظالم کو ظالم جانتے ہوئے اس کا ساتھ دے وہ اسلام سے نکل گیا۔ جھوٹی گواہی اتنا بڑا

Marfat.com

گناہ ہے کہ شرک کے قریب جا پہنچتا ہے۔

نبی اکرمؐ نے فرمایا، تم اچھی باتوں کی مجھے ضمانت دو، میں جنت کی تمہیں ضمانت دیتا ہوں۔ بولو تو سچ بولو، وعدہ کرو تو وفا کرو، امانت میں پورے اترو، بدکاری سے اور بدنظری سے پرہیز کرو، اور ظلم سے ہاتھ روکو۔

جس شخص نے عیب دار چیز بیچی اور خریدار کو عیب سے آگاہ نہ کیا اس پر خدا کا غصہ بھڑکتا رہتا ہے اور فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔

کوئی شخص خواہ کتنی ہی بار زندگی پائے اور خدا کی راہ میں جہاد کر کے جان دیتا رہے مگر وہ جنت میں نہیں جا سکتا اگر اس پر قرض ہو اور وہ ادا نہ کیا گیا ہو۔ ایک شخص 60 برس خدا کی عبادت کرتا ہے اور مرتے وقت وصیت میں حقدار کی حق تلفی کر کے اپنے آپ کو دوزخ کا مستحق بنا لیتا ہے۔

6- صفات باری تعالیٰ اور تصرف

اللہ تعالیٰ جو واحد، خالق و مالکِ کائنات ارض وسما ہے اور اختیار و ہستی میں یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، کلمہ طیبہ پر یقین، توحید و رسالت پر ایمان کی بنیاد ہے۔ عقائد مسلم میں پہلا عقیدہ توحید و رسالت پر، اس کے فرشتوں پر، آسمانی کتب، انبیاء کرام اور یوم حساب (قیامت) اور دوبارہ جی اٹھنے پر ایمان رکھنا ہے۔

جاننا چاہئے کہ تو مخلوق ہے اور تیرا ایک پیدا کرنے والا ہے اور اسی نے تمام جہان کو اور جو کچھ اس جہان میں ہے سب کو پیدا کیا ہے وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک اور ساتھی نہیں وہ یکتا ہے، کوئی اس کا ہمتا یعنی ہمسر نہیں۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور اس کی ہستی کی کوئی ابتداء نہیں۔ ازل اور ابد میں اس کی ہستی واجب ہے کیونکہ نیستی کو اس میں دخل نہیں اس کی ہستی اپنی ذات سے ہے اسے کسی سبب کی ضرورت نہیں اور کوئی چیز اس کی محتاجی سے خالی نہیں۔ اس کی ہستی کا قیام اپنے آپ سے ہے اور تمام اشیاء کا قیام اس کی ذات سے ہے۔

توحید سے مراد اللہ تعالیٰ کو کائنات کا خالق و مالک، دلی یقین کیساتھ جاننا ہے۔ یہ توحید بندے کو تخلیق نو عطا کرتی ہے۔ توحید سے اس کی رگوں میں خون بجلی بن کر دوڑنے لگتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیزی سے سرگرم عمل ہو جاتا ہے، اس کے اندر سے خوف و شک نکل جاتا ہے، وہ جذبہ عمل سے معمور ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کائنات کا خالق ہے وہی انسان کو پیدا کرتا ہے اور وہی انسان کو مارتا ہے، وہی عزت دیتا

Marfat.com

ہے اور وہی ذلت دیتا ہے۔

اسی خالقِ کائنات نے انسانوں اور موجودات کو پیدا فرمایا۔

انسانوں کی پرورش کے کیلئے سورج، چاند، ستارے اجالا اندھیرا، نباتات جمادات چرند پرند ان گنت رنگوں اور خوشبوؤں بھرے پھل پھول اجناس، پہاڑ، سمندر آسمانوں سے پانی (بارش) زمین پر توانائیاں پیدا فرمائیں۔ سب سے بڑھ کر انسان کو احسن تقویم پیدا فرمایا جسے خود کار اعضاء دل دماغ، دیکھنے سننے سونگھنے، چکھنے، کی توانائیاں قوت ارادی سوچنے سمجھنے پڑھنے لکھنے اور ایجادات وانکشافات کا شعور بخشا۔ سب سے پہلے جسم خاکی میں اپنی روح پھونک کر اسے زندگی عطا کی، آسمانی کتب صحیفے اور پیغمبروں کے ذریعے اپنی پہچان احکام دنیاوی زندگی میں نیکی بدی کے ظاہری و باطنی علوم عطا کئے سب سے آخر میں حضرت محمد ﷺ کو معبوث فرمایا اور قرآن مجید کو اتارا اطاعت گزاری کو جنت کی خوشخبری اور نافرمانوں کو شدید عذاب (دوزخ) کی وعید دی مثل مشہور ہے زندگی خود بھی گناہوں کی سزا دیتی ہے۔ جب سے دنیا قائم ہوئی ہے اور آج بھی جن انسانوں اور قوموں نے اطاعت کے ذریعے اپنے خالق کے ساتھ رشتہ جوڑلیا دنیا و آخرت میں سرخرو ہوئیں حالانکہ نافرمانی کا راستہ شدید عذاب کا باعث بنتا ہے۔ آج ہمارے سامنے زلزلے، سیلابوں، شدید امراض اور خوفناک حادثات سے کسقدر جانیں موت کے منہ میں آجاتی ہیں یہ ظاہری دنیا ہے اسکے پیچھے باطنی قوت اٹل احکامات لئے ہوئے ہے جسکے بارے میں اللہ نے فرمایا،

ترجمہ: ''جب بندے کو تکلیف پہنچتی ہے وہ ہمیں پکارتا ہے جب اسکی تکلف رفع کر دیتے ہیں وہ ایسے چل دیتا ہے جیسے کسی کو پکارا ہی نہ تھا''۔

اللہ تعالیٰ کو انسان اس لئے نہیں مانتا کہ اس کو رب تعالیٰ کی ہستی اور صفات کا یقین ہی نہیں ہے۔ اگر اس کے اندر کی تربیت کے بعد صفات باری تعالیٰ کا یقین ہو جائے تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ وہ قادرِ مطلق، جبار و قہار، رحمٰن و رحیم صفات والے کا انکار کر دے۔ ان سب چیزوں کا شعور اس کے دل میں کس طریقے سے اجاگر ہوگا؟ وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اور اس کے نور سے اجاگر ہوگا۔ جب انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا ذکر گھر کر لیتا ہے تو اس کے دل میں یہ یقین پیدا ہو جاتا ہے کہ فقط اللہ تعالیٰ ہی میرا رازق، پالنے والا، بیماری سے شفا دینے والا، خطائیں معاف کرنے والا غفور و رحیم اور مسبب الاسباب ہے۔ اس یقین کے ساتھ کہ میرا رب ہر وقت مجھے دیکھ رہا ہے تو پھر وہ رب تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتا۔

اگر آپ صفات باری تعالیٰ کا مطالعہ، کائنات ارض و سما کی ظاہری اور باطنی موجودات کے حوالے سے کریں تو رب العالمین کا یہ ارشاد پوری زندگی سنوارنے کیلئے رحمت خاصہ نظر آتا

Marfat.com

ہے۔فرمایا۔ترجمہ:''کیا تمہارے لئے اللہ کافی نہیں''؟

گویا مومن کیلئے لازم ہے کہ اپنے مسائل، معاملات اور رہنمائی کیلئے پورے یقین کیساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور رجوع کرے۔جبکہ ایک مومن کی پوری زندگی حتیٰ کہ موت بھی رضائے الٰہی میں صرف ہونا مقصود ہے اور یہ تصور دل میں سماجائے کہ باری تعالیٰ ہی پالنے والی ذات پاک ہے، مجھے نبی اللہ ﷺ کی اطاعت پر عمل پیرا رہنا ہے کیونکہ قانون قدرت کے تحت انسان جو بوتا ہے وہی کاٹتا ہے۔ مجھے رجوع الی اللہ اور خدمت خلق کیلئے پیدا کیا گیا ہے دم آخرت مجھے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر اور جواب دہی کے عمل سے گزرنا ہے یادِ الٰہی کے بارے ارشادِ ہے۔

ترجمہ:''اپنے رب کا ذکر اپنے نفس میں عاجزی اور خوف سے اور دھیمی آواز سے صبح وشام کیا کرو اور غافلین میں سے نہ ہوجاؤ۔''(القرآن)

آج ہماری زندگی تلخ، پریشان کن بے پناہ فتنہ وفساد میں ملوث ہمارے جھوٹ، بددیانتی اور بے حس کردارِ بد کی وجہ سے فطری سزا ہے،لوگ ان گنت مسائل، امراض وآلام اور فکر معاش میں سرگرداں ہیں، اسلئے کہ ریاست میں غیر ملکی جبری اور استحصالی نظام رائج ہے، اسلئے کہ ہم سب نے رب قادر پر توکل، بھروسہ اور سنت نبی اللہ ﷺ پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔

آج پوری مسلم اُمہ نے نماز، روزہ سمیت چند عبادات ہی کو دین سمجھ رکھا ہے اکثر زکوٰۃ تک ادا نہیں کرتے یہ سب راہ حق اور ایمان وتقویٰ کی دولت سے ناآشنا ہیں حالانکہ قرآن مجید نے بار بار عبادات کا مقصد ہی تقویٰ کا حصول قرار دیا ہے اور اگر مقصود ہی حاصل نہ ہو تو زندگی کس کام کی؟

تفکر۔ارشاد نبوی ﷺ ہے **تفکر ساعة خير من عبادة سنة**۔یعنی ایک ساعت کا تفکر ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔قرآن مجید میں رب تعالیٰ نے بہت سے مقامات تفکر، تدبر، نظر و اعتبار کا حکم دیا ہے۔اور سب تفکر ہی میں داخل ہے۔اور جب تک آدمی تفکر کی حقیقت و کیفیت کو نہیں جانے گا اور اس کو پتہ نہیں چلے گا کہ تفکر کس چیز میں ہے اور کیا ہے اور کس فائدہ کیلئے ہے تب وہ تفکر کی فضیلت سے آگاہ ہوگا۔

ایک ساعت کا تفکر سال بھر کی عبادت سے افضل ہے اس کا بڑا درجہ ہے۔حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا۔تفکر اسکی مخلوق میں کرو۔اسکی ذات میں نہ کرو کیونکہ تم اسکی طاقت نہ لاسکو گے اور اسکی قدر نہ پہچان سکو گے۔جیسا کہ قرآن مجید میں وارد ہیے رب تعالیٰ نے اپنے نور کا جلوہ پہاڑ پر ڈالا، ترجمہ''اور موسیٰ (علیہ السلام) گرا بیہوش ہوکر''

اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور یہ امر سوائے نور معرفت کے ظاہر نہیں ہوتا اور معرفت کا نور سوائے تفکر کے

Marfat.com

پیدا نہیں ہوتا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ ترجمہ۔ ''حق تعالیٰ نے اپنے بندوں کو پیدا فرما کر ان پر اپنے نور کا پرتو ڈالا''۔

جو شخص اندھیرے میں ہو چل نہیں سکتا چراغ روشن کرتا ہے۔ اس چراغ سے اس کی حالت تبدیل ہوتی ہے بینا ہو کر سیدھے راستہ کو پہچانتا ہے پھر چلتا ہے ایسا ہی ان دو علوم کے بارے میں کہا جا سکتا ہے جو اصل ہیں اور جب ان کو باہم ملا دیا جائے تو ان سے تیسری معرفت پیدا ہوتی ہے۔ معرفت کی مثال اس نور کی ہے جو اس عمل سے نکلے گا تا کہ اس سے دل کی حالت تبدیل ہو اور جب اس کا حال بدلتا ہے تو اس کا عمل بھی بدلتا ہے۔ مثلاً جب اس نے یہ معلوم کر لیا کہ آخرت بہتر ہے۔ تو دنیا کی طرف سے منہ پھیر کر آخرت کی طرف توجہ کرے گا۔ پس تفکر سے تین چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ ا، معرفت، ۲، حالت، ۳، عمل، لیکن عمل حالت کا تابع ہے، حالت معرفت کی تابع ہے، اور معرفت تفکر کی۔ پس معلوم ہوا کہ تفکر ہی تمام حسنات کی اصل اور کلید ہے اور اس توضیح سے اسکی فضیلت ظاہر ہو جائے گی۔

راہ دین سے مراد وہ معاملہ ہے جو بندہ اور خداوند تعالیٰ کے درمیان ہوتا ہے اور یہ بندہ کی وہ راہ ہے جس سے وہ خدا تک پہنچے گا بندہ یا تو اپنے بارے میں فکر کرے گا اگر اسکی فکر خدا کے باب میں ہے تو اس کا یہ تفکر صفات یا افعال یا اس کے عجائب مصنوعات کے باب میں ہوگا۔ اگر وہ اپنے باپ میں تفکر کرتا ہے تو وہ تفکر یا ایسی صفتوں میں ہوگا جو خداوند قدوس کو ناپسند ہیں کہ اس کو حق تعالیٰ سے دور کر دیں۔

اول یہ ہے کہ بندہ اپنے بارے میں تفکر کرے تا کہ معلوم کر سکے کہ صفات بد اور افعال ذمیمہ اس میں کون کون سے ہیں تا کہ ان سے خود کو پاک کرے یہ ظاہر کے گناہ اور باطن کی برائیاں ہیں اور یہ بے شمار ہیں۔ جیسے زبان، آنکھ، پاؤں ہاتھ وغیرہ بعض کا تعلق تمام بدن سے ہے۔ دل کی برائیاں بھی اسی طور پر ہیں۔

دوسرا تفکر عز وجل کے بارے میں ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں ہوتا ہے۔ یا اس کے افعال و مصنوعات میں تفکر کرنا ہوتا ہے اور اس کی ذات وصفات میں تفکر کرنا بڑا مقام ہے۔ مگر چونکہ خلق میں اس تفکر کی طاقت نہیں اور وہاں تک وعقل مخلوق کی رسائی نہیں اس لئے شریعت نے اس تفکر کو منع کیا ہے اور کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں تفکر نہ کرو۔ وہ اس قدر روشن ہے کہ آدمی کی بصیرت ضعیف طاقت نہیں رکھتی بلکہ اس میں مدہوش ومتحیّر ہو جاتی ہے۔ جیسے کہ چمگادڑ کا دن کو نہ اڑنا کیونکہ اس کی آنکھیں کمزور ہوتی ہیں اور نور آفتاب کی تاب نہیں لاسکتی۔ جب آفتاب غروب ہونے کو آتا ہے تو دیکھتا ہے عوام الناس کی یہی مثال ہے۔ لیکن صدیقین اور بزگارن جلالی حق کا مشاہدہ کر سکتے ہیں لیکن ہمیشہ دیکھنے کی ضرورت میں بھی نہیں ہے مثلاً کوئی شخص آفتاب کو دیکھ سکتا ہے لیکن اگر ایسا شخص اگر متواتر دیکھے گا تو اندیشہ ہے کہ اس کی بصارت ختم ہو جائے اسی طرح جمال الٰہی کے مشاہدہ مین دیوانگی اور بے ہوشی کا

Marfat.com

اندیشہ ہے۔پس صفات الٰہی کے اسرار جو بزرگوں کے علم میں ہیں مخلوق سے ان کو بیان کرنے کی اجازت اور رخصت نہیں ہے۔

عجیب وغریب مخلوق میں تفکر کرنا اور زمین وآسمان کے تمام ذرات زبان حال سے اپنے خالق کی تسبیح وتقدیس اور اسکی قدرت کاملہ اور لا متناہی علم کا اقرار کر رہے ہیں اور یہ عجائبات عالم اس کثرت سے ہیں کہ ان کی تفصیل احاطہ بیان سے باہر ہے اگر سب دریا سیاہی بن جائیں اور تمام اشجار قلم بن جائیں اور تمام مخلوق لکھنے بیٹھ جائے اور مدت دراز تک لکھتی رہے تو تب بھی شاید ایک شمہ ہی تحریر کر سکے۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ترجمہ۔فرما دیجئے کہ میرے رب کے کلمات تحریر کرنے کیلئے اگر تمام سمندر روشنائی بن جائیں تو سمندر خشک ہو جائیں قبل اس کے کہ وہ مرے رب کے کلمات کو تحریر کر پائیں اگر اس کے مثل اور روشنائی کیوں نہ لے آئیں۔

دوسری قسم مخلوق کی وہ ہے جن کی ہم کو خبر حاصل ہے ایسی مخلوق دو قسم کی ہے ایک وہ ان کو ہم آنکھ سے دیکھ نہیں سکتے۔جیسے عرش وکرسی، فرشتے، جن، پری، ان میں تفکر کے اطوار بہ سبب طوالت اس مختصر مضمون میں لکھنا دشوار ہے فقط ان چیزوں کے بیان پر اکتفا کرتے ہیں جو دیکھی جاتی ہیں۔یعنی آسمان، زمین، آفتاب، ماہتاب، ستارے اور کچھ زمین کے اوپر ہے، جیسے پہاڑ، جنگل، سات سمندر اور بستیاں اور وہ چیزیں جو پہاڑوں کے اندر موجود ہیں۔یعنی جواہر اور دوسری کانیں۔نباتات کی قسم سے جو چیزیں زمین کے اوپر ہوتی ہیں قسم قسم کے صحرائی اور دریائی جانور اور انسان کیونکہ وہ سب سے عجیب تر ہے اسی طرح جو کچھ آسمان اور زمین کے درمیان ہے جیسے، ابر، بارش برف، ژالہ رعد، بجلی، قوس اور وہ دوسرے آثار جو ہوا کے درمیان پیدا ہوتے ہیں ہر ایک میں تفکر کی گنجائش ہے اور یہ سب کے سب صنعت الٰہی کے عجائب ہیں۔اور ان میں سے بعض کا ہم بیان کرینگے۔خداوند تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنی صعفت کی نشانیاں بیان فرمائی ہیں تا کہ تم ان میں غور وفکر کرو۔چنانچہ ارشاد فرمایا ہے۔

ترجمہ!''وہ آسمانوں اور زمین کے عجیب نشانوں کو دیکھتے ہیں لیکن ان پر توجہ نہیں کرتے''۔اور ارشاد فرمایا۔ترجمہ۔''بے شک آسمانوں اور زمین کی آفرنش میں دن رات کے اختلاف میں اور ایسی نشانیاں بہت سی ہیں پس بندہ ان نشانیوں میں فکر کرے سب سے پہلی نشانی جو تم سے قریب ترین ہے خود تمہاری ہی ذات ہے اور دنیا میں کوئی چیز تم سے عجیب تر نہیں لیکن تم خود اپنے وجود سے غافل ہو حالانکہ بارگاہ الٰہی سے ندا آتی ہے کہ اے بندہ تو اپنی ذات میں غور کرتا کہ ہماری قدرت اور عظمت تجھ پر ظاہر ہو۔

آنکھ کا وجود اتنا چھوٹا ہے کہ آسمان اور زمین جو اتنی وسیع ہے اس میں نظر آتی ہے جب تم آنکھ کھولتے ہو تو ایک پل میں آسمان اتنی دوری کے باوجود نظر آتا ہے اگر نظر کے عجائب اور دور میں کی

Marfat.com

کیفیت اور نظارگی کی تفصیل بیان کریں تو کئی دفتر درکار ہوں گے! کان کو دیکھو اس میں قدرت نے ایک کڑوا میل پیدا کیا تا کہ کوئی کیڑا اس میں نہ جانے پائے۔ پھر کان کو گھونگا بنا دیا تا کہ آوازوں کو جمع کر کے کان کے سوراخ میں پہنچا دے اس راستہ کو بہت ہی پُر پیچ بنایا ہے۔ اور اس میں حکمت ہے کہ جب تم سو جاؤ اور چیونٹی کان میں جانا چاہے تو اس کے دور دراز راستے طے کرنا پڑے اور پھرنے لگے اور تم جاگ جاؤ اسی طرح اگر منہ اور ناک کی تشریح بیان کی جائے تو بیان بہت طویل ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے معدہ کو ایک ایسی دیگ کی طرح بنایا ہے جو جوش مار رہی ہے تا کہ کھانا اس میں پکے اور جگر اس پکے ہوئے کھانے کا خون بنائے اور رگیں اس خون کو ہفت اندام تک پہنچا دیں۔ پتہ اس خون کے جھاگ کو جسے صفرا کہتے ہیں لیتا ہے اور تلی (طحال) اس خون کی تلچھٹ کو جو سودا ہے اپنے اندر لے لیتی ہے اور گردے خون سے پانی جدا کر کے اس پانی کو مثانہ کی طرف بھیج دیتے ہیں۔ اسی طرح رحم اعضائے مخصوصہ اور امعاء کے عجائب بھی اسی طرح ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حواس ظاہری اور باطنی جیسے بصارت، سماعت اور، علم وعقل اور ہوش انسان کو عطا کئے ہیں ان کا حال بھی عجیب وغریب ہے۔ غور کرو کہ جب تم رحم مادر میں غذا کے محتاج تھے تو اگر وہاں تمہارا منہ کھلتا تو خون حیض بے اندازہ تمہارے معدہ میں پہنچتا اور تم ہلاک ہو جاتے۔ لہذا ناف کے راستے تمہاری غذا پہنچانے کا بندوبست کیا پھر جب تم رحم مادر سے باہر آئے تو ناف کو بند کر کے تمہارا منہ کھول دیا تا کہ ماں اندازہ کے مطابق تم کو غذا پہنچائے۔ تمہارا بدن اس وقت نازک اور ضعیف تھا اور سخت چیزیں کھانے کی قوت تم میں نہ تھی تو ماں کے دودھ سے تمہاری غذا مقرر کی اور ماں کے سینے سے پستان پیدا کر کے ان کا سرا تمہارے منہ کے اندازہ کے مطابق بنایا۔ تا کہ دودھ کی نہر سے دودھ حاصل کرنے میں تم کو زور نہ کرنا پڑے اور ایک قدرتی دھوبی کو عورت کے سینہ میں بٹھا دیا کہ سرخ رنگ کے خون کو سفید کر کے اس کا دودھ بنائے اور پاک ولطیف کر کے تم تک پہنچائے۔ تمہاری ماں کے دل میں تمہاری اس قدر ممتا پیدا کی کہ اگر ایک آن کے لئے بھی بھوکے سو جاتے تو وہ بے قرار ہو جاتی اور جب شیر خوارگی کے زمانہ میں دانتوں کی حاجت نہیں تھی دانت نہیں دیئے تا کہ ماں کی چھاتی تمہارے دانتوں سے مجروح نہ ہو اور جب کھانا کھانے کی قوت تمہارے اندر پیدا ہوئی تو اس وقت تمہارے دانت اس نے نکالے تا کہ سخت غذا کو تم چبا سکو وہ شخص بڑا ہی اندھا اور احمق ہوگا کہ ایسی قدرت دیکھ کر بے خود نہ ہو۔ یہ نباتات عجائبات اور اقسام لا تعداد ہیں خالقت کے لاکھوں عجائبات میں سے عجیب جانوروں میں مچھر سے لے کر ہاتھی تک بے شمار ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دوسری نشانی زمین ہے۔ اور وہ تمام چیزیں بھی جو اس کے اندر اور اس کے اوپر موجود ہیں۔ بے حد وحساب ہیں۔ انکا شمار ممکن نہیں۔

Marfat.com

تیسری نشانی نفس اور بیش بہا امانتیں ہیں جن کو خداوند تعالیٰ نے پہاڑوں کے نیچے پوشیدہ رکھا ہے۔ان کو معاون کہتے ہیں بعض ان میں زیب و زینت کیلئے ہیں جیسے سونا ،چاندی لعل، فیروزہ، یاقوت، سنگ یشم ،بلور، الماس وغیرہ بعض ان میں سے چیزوں کے بنانے میں کام آتے ہیں۔جیسے لوہا، تانبا ،سیسہ، قلعی ،وغیرہ بعض معدنیات دوسرے کاموں میں آتے ہیں نمک، گندھک، نفط کولتار، ان میں سب سے ادنیٰ نمک ہے جس سے کھانا ہضم ہوتا ہے اور اگر بستی میں دستیاب نہ ہو تو وہاں کے تمام کھانے بے مزہ ہو جائیں گے۔اور لوگ بیمار پڑ جائیں گے۔ بلکہ ان کی ہلاکت کا خوف ہے۔پس خداوند تعالیٰ کے لطف و کرم پر نظر کرو کہ اگر چہ نمک غذائیت کے اعتبار سے ٹھیک ہے لیکن اس کی لذت کے واسطے ایک چیز درکار تھی خداوند تعالیٰ نے وہ بھی تم سے دور نہ رکھی۔ برسات کے پاک پانی سے اس کو بنایا جو زمین میں جمع ہو کر نمک بن جاتا ہے۔ایسے عجائب بے نہایت ہیں ان کا شمار مشکل ہے۔

زمین پر چوتھی نشانی رہنے والے حیوانات ہیں بعض ان میں چرندے ہیں اور بعض دو پاؤں سے چلنے والے ہیں اور بعض چار پاؤں سے اور بعض پیٹ کے بل چلتے ہیں۔بعض بہت سے پاؤں سے چلنے والے ہیں۔اب پرندوں اور حشرات الاض کے اقسام پر نظر کرو ہر ایک کی شکل وصورت جدا جدا ہے ایک دوسرے سے بہتر ہے ہر ایک جانور کو ان میں سے جو چیز ضروری تھی وہ عطا فرمائی اور ہر ایک کو سکھلایا کہ اپنی غذا کس طرح حاصل کرے اور اپنے بچے بڑے ہونے تک ان کی پرورش کس طرح کرے پرندے اپنا گھونسلہ کس طرز پر بنائیں ذرا چیونٹی کو دیکھو کہ اپنی غذا وقت پر کس طرح سے جمع کرتی ہے۔جب گیہوں کا دانہ اس کو ملتا ہے۔تو سمجھتی ہے کہ اگر ثابت نہ رہے تو خراب ہو جاتا ہے اس واسطے اس کو ثابت رکھتی ہے۔مکڑی کو دیکھو کہ وہ اپنا گھر کس طرح بناتی ہے اور اس کی تعمیر میں بہت سے اندازے اور حکمتیں رکھتی ہے۔زنبور عسل یعنی شہد کی مکھی کو دیکھو کہ اپنا گھر شہد کے چھتہ میں ہمیشہ مسدس بناتی ہے۔

سبحان اللہ خدا کی شان ہے کہ وہ ان آنکھوں کو اس روشنی کے ساتھ ہی نابینا کر سکتا ہے۔تا کہ نہ دیکھے، دلوں کو تفکر سے غافل رکھ سکتا ہے لوگ چشم سر سے تو دیکھتے ہیں لیکن دل کی آنکھوں نے دیکھ کر عبرت حاصل نہیں کرتے ،اسلئے کان ان باتوں کے سننے سے بہرے ہو گئے ہیں یہاں تک کہ جانوروں کی طرح سوائے آواز کے کچھ اور نہیں سنتے۔ ہر ایک حیوان خواہ چھوٹا ہو یا بڑا زبان حال سے خدا کی بزرگی بیان کر رہا ہے اور اس کی ثنا میں مصروف ہے حیوانات ہی نہیں بلکہ تمام نباتات اور سارے ذرات عالم خواہ وہ ایک پتھر ہی کیوں نہ ہو یہی ندا کر رہا ہے لیکن اکثر و بیشتر لوگ اس ندا پر دھیان نہیں دیتے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ترجمہ ''پس بے شک وہ سننے سے معزول کر دیئے گئے ہیں اور کوئی شئی

Marfat.com

ایسی نہیں ہے جو اس کی حمد تسبیح میں مصروف نہ ہو لیکن انسان ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں ہیں۔

پانچویں نشانی روئے زمین کے سمندر ہیں۔ سمندر زمین سے کئی گناہ بڑا ہے پس جس قدر وہ بڑا ہے اسکے عجائب بھی زیادہ ہیں۔ غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے سمندر کی گہرائی میں ایک جانور پیدا کیا ہے۔ جسکی پوست یا کھال سیپ ہے۔ قدرت الٰہی نے اس کو الہام کیا کہ باران نسیاں کے وقت دریا کی سطح پر آجائے اور اپنا منہ کھولے تاکہ باران رحمت کے قطرے جو شیریں ہیں اس کے اندر پہنچ جائیں۔ یہ سمندر کے پانی کی طرح کھاری نہیں ہوتے چند قطرے اپنے اندر لے کر یہ جانور سمندر کی گہرائی میں آجاتا ہے صدف ان قطروں کی پرورش اپنے شکم میں کرتی ہے بلکہ اسی طرح جیسے نطفہ رحم مادر میں پرورش پاتا ہے وہ جوہر صدفی جس میں مروارید بن جانے کی صلاحیت موجود ہے ایک مدت دراز تک اس قطرہ میں اس وقت سرایت کرتی ہے جبکہ ہر قطرہ موتی بن جاتا ہے۔ کوئی چھوٹا کوئی بڑا جس کو تم اپنے زیور کے کام میں لاتے ہو۔ اسی طرح سمندر کے اندر ایک سرخ رنگ کا درخت لگایا جو ایک جھاڑ کی شکل کا ہے اس کا رنگ جوہر سنگ ہے اس کو مرجان یا ونگا کہتے ہیں۔ سمندر یہ جھاگ ساحل پر پھینکتا ہے۔ یہی عنبر ہوتا ہے۔

قدرت الٰہی کی چھٹی نشانی ہوا ہے۔ ہوا کے خواص میں سے ایک یہ ہے کہ کشتیوں کو قائم رکھتی ہے اور غرق ہونے سے بچاتی ہیں اسکی پوری پوری تشریح دشوار ہے۔

ساتویں نشانی آسمان اور ستاروں کی بادشاہت ہے اور اس کے عجائب یہ ہیں کہ زمین اور اس کے اوپر جو کچھ ہے آسمان کے مقابلہ میں بہت چھوٹی ہے قرآن پاک میں آسمان اور ستاروں کے عجائب میں نظر اور فکر کرنے کے بارے میں کئی جگہ ارشاد ہوا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا

ترجمہ ''ہم نے آسمان کو محفوظ چھت کی طرح بنایا ہے اور وہ ہماری نشانیوں سے روگرداں ہیں'' اور فرمایا۔ ترجمہ'' آسمانوں اور زمین کی تخلیق انسان کی آفرینش سے بزرگ تر ہے لیکن اکثر لوگ اس بات کو جانتے نہیں''۔

تم کو لازم ہے کہ بتدریج آگے بڑھو اول اپنے آپ کو پہچانو اس کے بعد زمین، نباتات، حیوانات، اور جمادات پر غور کرو۔ اس کے بعد ابر اور ان کے عجائب کو پہچانو، من بعد آسمان و کواکب پھر کرسی اور اس کے بعد عرش رب العلمین میں تفکر کرو پھر عالم اجسام سے نکل کر عالم ارواح کی سیر کرو اس سیر سے فراغت کے بعد ملائکہ کو پہچانو پھر شیاطین اور جنات میں غور کرو اسکے بعد تفکر کیلئے فرشتوں کے درجات، ان کے مختلف مقامات معلوم کرو۔ پس آسمان زمین اور ستاروں میں ان کی گردش ان کے مشارق و مغارب یعنی طلوع و غروب کی جگہوں میں تفکر کرو اور دیکھو کہ یہ کیا ہے اور کس واسطے پیدا کیے گئے

Marfat.com

ہیں ستاروں کی بہتات اور کثرت کو دیکھو کہ کسی انسان کو ان کی تعداد سے آگاہی نہیں ہے۔ ہر ایک کا رنگ الگ الگ ہے کوئی سرخ ہے تو کوئی سفید اور کوئی سیماب جیسا کوئی چھوٹا کوئی بڑا۔ ان کے جمگھٹوں سے جدا جدا شکلیں بنتی ہیں۔ کوئی بکری کی شکل ہے اور کوئی بیل جیسی۔ کوئی بچھو کی ہیئت پر ہے اور بہت سی شکلیں ان پر قیاس کرنا چاہئے بلکہ ہر ایک صورت جو روئے زمین پر نظر آتی ہے آسمان پر ستاروں کی اشکال ہیں اسکی مثال موجود ہے پھر ستاروں کی گردش کا اختلاف دیکھو کہ کوئی ایک ہفتہ میں کوئی ایک مہینہ میں سارے آسمان کو طے کرتا ہے۔ کوئی برس بھر میں کوئی بارہ سال میں کوئی تیس سال میں یہ گردش پوری کرتا ہے بعض ایسے ہیں کہ تیس ہزار سال میں آسمان کو طے کر پاتے ہیں (تا آنکہ بہ سی ہزار سال فلک گذارد) بشرطیکہ آسمان اور قیامت نہ آئے۔

کیونکہ زمین اتنی وسیع ہے کہ کوئی اسکی نہایت کو نہیں پہنچ سکتا اور آفتاب تو زمین سے ایک سو ساٹھ گنا بڑا ہے اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس کی مسافت کس قدر ہوگی جو ہم کو اس قدر چھوٹا نظر آتا ہے اسکے ساتھ یہ بھی ظاہر ہوگا کہ اس کی حرکت میں کتنی تیزی ہوگی جب کہ نصف گھنٹہ میں آفتاب کا تمام دائرہ زمیں سے نکلتا ہے۔ تو اس کی سرعت رفتار کا کیا عالم ہوگا۔ اسی باعث ایک دن سرور کونینؐ نے حضرت جبرئیل علیہ السالم سے پوچھا کیا آفتاب کا زوال ہو گیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب میں پہلے لا کہا پھر "**نعم**" کہا۔ رسول ﷺ نے فرمایا یہ کیا بات ہوئی؟ تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا جتنی دیر میں میں نے لا اور پھر **نعم** کہا آفتاب نے پانچ سو برس کی راہ کا فاصلہ طے کر لیا تھا ایک اور ستارہ آسمان پر جسکی جسمات زمین سے سو گنا ہے اور بلندی کے سبب سے بہت ہی چھوٹا نظر آتا ہے۔ جب ایک ستارہ کا یہ حال ہے تو تمام آسمان کا قیاس کرو کہ کس قدر بڑا ہوگا۔ اور ایسے بڑے آسمان کی شکل تیری چھوٹی سی آنکھ میں نظر آتی ہے تا کہ تم اس سے حق تعالیٰ کی عظمت وقدرت کو پہچان سکو۔

حق تعالیٰ نے جو کچھ علوم اس تھوڑی سی عمر میں ہم کو عطا کئے ہیں اگر ہم اس کا بیان کریں تو ایک مدت دراز درکار ہوگی اور ہمارا علم انبیاء اور اولیاء کے علم کی بہ نسبت بہت ہی مختصر ہے۔ علماء اور اولیاء کا علم تفصیل خلقت کے باب میں انبیاء کے علم سے کمتر ہے اور انبیاء کا علم مقرب فرشتوں کے آگے تھوڑا سا ہے اور ان سب کی آگاہی اور واقفیت علم الٰہی کے مقابلے میں اتنی کم ہے کہ اس علم کو علم کہنا بھی سزاوار نہیں ہے سبحان اللہ! کیا شان ہے اس ذات پاک کی جس نے باوصف بندوں کو علم سے بہرہ ور فرمایا اور نادانی کا داغ ان پر لگایا اور فرمایا ترجمہ "اور تم کو بہت تھوڑا سا علم عطا کیا گیا ہے" یہ ایک نمونہ تھا جو تفکر کے اطوار کے باب میں بیان کیا گیا تا کہ تم اس کے ذریعہ اپنی غفلت کا اندازہ کر سکو۔ (کیمیائے سعادت، امام غزالیؒ)

Marfat.com

کفیلِ رزق

ومامن دآ بة فی الارض الا علی الله رزقها(ھود6)
ترجمہ:''وہ اللہ ہی ہے جس نے ہر جاندار سے رزق کا وعدہ فرمایا۔''

وکل انسان الزمنه طٰٓئره فی عنقه(بنی اسرائیل) ترجمہ:''ہم نے انسان کی قسمت اس کے گلے میں لٹکا دی ہے۔''اللہ تعالیٰ نے اس آیت قرآنی میں وضاحت فرمادی کہ ہر شخص کو اپنا مقدر ملے گا۔کوئی اسے بڑھا سکتا ہے نہ چھین سکتا ہے چاہے وہ جائز جدو جہد سے حاصل کر لے یا ناجائز طریقے سے حاصل کرے یہ اس کا اپنا خود مختاری فعل ہے۔ ہر انسان کی روزی دوسرے انسان سے الگ مقرر کر دی گئی ہے تو یہ بے صبری اور پریشانی کیوں؟ حدیث شریف میں آیا ہے''جو رزق میں کشائش چاہے صلہ رحمی کرے رشتوں کا لحاظ اور حقوق کی نگہداشت کرے'' دوسری حدیث پاک میں ارشاد ہے''جھوٹ رزق کو کھا جاتا ہے''اس لئے کسائش کیلئے جھوٹ بد دیانتی سے مکمل پرہیز لازمی امر ہے۔

رب تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ترجمہ:''ہم مومنوں کو رزق ایسی جگہ سے دیتے ہیں جہاں اس کا گمان نہ ہو''(الطلاق 3)
جب کہ ہم ایسا سوچتے ہی نہیں بلکہ ہم اپنے ناجائز افعال و کردار، ذاتی کوشش اور دیگر ذرائع پر غلط طور پر بھروسہ کرتے ہیں۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں''بتوں سے تجھ کو اُمیدیں، خدا سے نا اُمیدی مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

قرآن کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بُرے انسانی کرداروں کے نتیجے میں کتنے لوگ، گروہ اور قومیں تباہ ہوئیں۔فلسفہ موت و حیات، بیماری، آلام و مصائب میں انسان کی بے بسی اور لاچاری، خالقِ کائنات کی کلی حاکمیت اور بادشاہی کی نشاندہی کرتی ہے۔

التجا ہے کہ اللہ کریم اس عارضی زندگی کی حقیقت سے آشنائی کی توفیق دے تا کہ آخرت کا خوف ہمہ وقت ہم پر طاری رہے اور یہ کہ موت کی آخری ہچکی سے پہلے کی زندگی گناہوں سے پاک اور عقائد کی استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔

7- عقیدہ رسالت

درود لامحدود حضور سید عالم نور مجسم نبی رحمت رسول معظم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیتہ والثناء کی ذات بابرکات پر ہوں، جنہیں تمام مخلوق پر بزرگی حاصل ہے اور جو ہدایت اور اللہ کے دین کے بڑی شان والے رسول ہیں اور جن ذات بابرکات کی شان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

Marfat.com

ترجمہ: اگر آپ کو پیدا نہ کرتا تو آسمان کو پیدا نہ کرتا، اور جن کی شان کریم میں اللہ رب العزۃ تبارک وتعالیٰ نے اپنی لاریب کتاب قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: "اے پیارے محبوب فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ تمھیں اپنا دوست بنا لے گا۔ اور تمھارے گناہ بھی معاف فرما دے گا۔ وہ غفور رحیم ہے"۔ (پارہ نمبر ۳ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۱)

جن کی شان ہے۔ اور محمد رسول ﷺ ان کا نام ہے۔ ان پر اور ان کے صحابہ پر اور ان کی آل پر ہزار رحمتیں ہوں۔

اسلامی عقائد میں عقیدہ رسالت نہایت اہمیت کا حامل ہے، حتیٰ کہ کوئی شخص رسول ﷺ کو مانے بغیر خدا کو مان لے تو اس کا یہ ایمان مقبول نہیں ہے۔ اگر مقام رسالت کی ادنیٰ بے ادبی ہو جائے تو عمر بھر کی نیکیاں اکارت ہو جاتی ہیں اور اگر کوئی شخص کمالات رسالت کو بڑھا کر الوہیت کی سطح پر لے آئے تو وہ ورطہ شرک میں گر جاتا ہے۔

واقعات عالم اس حقیقت پر شاہد ہیں کہ جن طبقات نے نبی اور رسول کے بغیر خالق کو تلاش کیا وہ مظاہر پرستی کا شکار ہو گئے۔ کسی نے آگ کی پوجا کی اور کسی نے گاؤ ماتا کی، کوئی بت پرستی کا شکار ہوا اور کوئی کواکب پرستی کا۔ لہٰذا تاریخ اور تجربے سے یہ ثابت ہے کہ نبی اور رسول کے بغیر انسان خدا پرستی کا صحیح تصور نہیں پا سکتا۔

خدائے برتر کی رحمت نے چاہا کہ ایک مخلوق پیدا کرے جو عام بندوں اور خدا کے درمیان برزخ کی شان رکھتی ہو۔ جس کی ایک صفت اللہ تعالیٰ سے واصل اور دوسری بندوں میں شامل ہو، تا کہ وہ پہلی حیثیت سے خدا سے فیض لے اور دوسری حیثیت سے بندوں کو فیض دے اور اس مخلوق کا نام اس نے نبی اور رسول رکھا۔ بسا اوقات انسانی حواس غلطی کر جاتے ہیں، مثلاً متحرک سواری میں بیٹھے شخص کو درخت دوڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ حواس کی ایسی غلطیوں کی اصلاح کیلئے اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا فرمایا، لیکن بعض اوقات عقل بھی مغالطہ کھا جاتی ہے، لہٰذا ضروری تھا کہ عقل کی اصلاح کیلئے بھی کسی ہادی کو پیدا کیا جاتا اور جو حقیقت عقل کی اصلاح کرنے والی ہے وہی نبوت ہے۔ کتاب سے فقط احکام کا علم حاصل ہوتا ہے، ان پر عمل کرنے کا طریقہ اور نمونہ صرف نبی کی ذات سے ملتا ہے۔ نبی صرف حامل کتاب نہیں ہوتا، مجسم کتاب ہوتا ہے۔ اس کی سیرت اور کردار عبارت کتاب کی عبارت اس کی سیرت اور کردار کی تعبیر ہوتی ہے۔

نبیؑ اس انسان کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے شریعت کی تبلیغ پر مامور کیا ہو، خواہ وہ شریعت سابقہ ہو یا جدیدہ، چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

Marfat.com

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو بھیجا جو مومنوں کو بشارت دیتے تھے اور کفار کو عذاب سے ڈراتے تھے اور ان پر کتاب نازل کی تا کہ وہ اس کے مطابق لوگوں کا فیصلہ کریں۔'' (البقرہ 213)

اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں سے اپنے رسول بھیجے۔ وہ انسانوں کو جنت کی خوشخبری سناتے رہے اور دوزخ سے ڈراتے رہے، انسانوں کی دین و دنیا کے کاموں میں راہنمائی فرماتے رہے۔ چونکہ عام لوگ اس کے دربار سے کما حقہ فیضان حاصل کرنے کی براہ راست صلاحیت نہیں رکھتے۔ اور عالم ملکوت تک پہنچنا بھی بڑا دشوار ہے۔ اس لئے اس نے اپنے بندوں سے بعض کو برگزیدہ بنا دیا۔ اور انہیں اپنی ذات وصفات اور اعمال کی معرفت عطا کی۔ اور جن امور میں انسان کی بھلائی تھی۔ وہ ان کو سکھا دیئے وہ دنیا میں آئے تا کہ اس کے بندوں کو اس طرف بلا سکیں اور ہدایت کا راستہ دکھا سکیں اور دنیا و آخرت میں جن چیزوں کی ضرورت ہے اس کی راہنمائی کر سکیں۔ دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بہشت کو پیدا کیا۔ اسے نیک انسانوں کی قیام گاہ بنا دیا، دوزخ بنائی اور اسے نافرمانوں کی جائے عذاب بنا دیا۔ اب ایسے اچھے کام جو انسان کو بہشت میں لے جائیں یا دوسرے کام جن سے دوزخ مقدر ہو چکی ہو محض عقل سے حل نہیں ہو سکتے، اس لئے انبیاء کرام کو بھیجا اولیاء کرام اور علماء کو نائب بنایا۔ تا کہ وہ مخلوق کو بتا سکیں کہ فلاں فلاں کام سے فلاح و بہبود حاصل ہوتی ہے اور فلاں فلاں برے کام تباہی کا راستہ دکھاتے ہیں

نبیؑ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا عارف اور کتاب کے احکام و اسرار کا عالم ہوتا ہے۔ افراد امت کے ایمان اور نفاق اور حسنات و سیئات سے واقف ہوتا ہے۔ شہادت اور غیب پر یکساں نظر رکھتا ہے۔ امام غزالیؒ حقیقت نبوت کے بیان میں فرماتے ہیں، عقل سے آگے ایک اور آنکھ کھلتی ہے۔ اس آنکھ سے نبیؑ غیب کے آئندہ ہونے والے واقعات اور ان حقائق کو دیکھ لیتا ہے۔ جن تک عقل کی رسائی نہیں ہوتی۔

نبی کی ایک صفت ہے جس سے وہ نیند یا بیداری میں آئندہ ہونے والے واقعات کو غیب سے جان لیتا ہے اور اس صفت سے وہ لوح محفوظ کا مطالعہ کرتا ہے۔ اور غیب کے امور کو دیکھ لیتا ہے۔

(احیا العلوم ۴ص ۹۱۰)

الوہیت اور نبوت: نبی اپنے تمام کمالات کے باوصف بندہ ہوتا ہے۔ اور ہر قدم پر اللہ کی نصرت اور اس کی رحمت کا محتاج ہوتا ہے۔ نہ نبی کے علم کو اللہ تعالیٰ کے علم سے کوئی نسبت ہوتی ہے۔ نہ اس کی قدرت کو اللہ کی قدرت سے کوئی علاقہ ہوتا ہے۔ ایک ذرہ کے علم میں بھی اللہ اور اس کے رسول کے علم میں کوئی مماثلت نہیں ہوتی۔ اور ایک رائی کے دانہ پر بھی قدرت میں خدا اور نبی کوئی مساوات نہیں ہوتی۔ نبی کو جو کمال بھی ہوتا ہے وہ خدا کا دیا ہوا مستعار اور جائز الزوال ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کبھی غافل نہیں ہوتا اور نبی کی توجہ بسا اوقات بعض چیزوں سے ہٹ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ انبیاء کو ایسے احوال و عوارض

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

اور اللہ سے معافی چاہیں اور رسول اللہ ﷺ ان
کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت (توبہ) قبول کرنے والا مہربان پائیں۔"
سورہ النساء 59 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اطیعو اللہ واطیعو الرسول

ترجمہ: "حکم مانو اللہ اور اللہ کے رسول کا۔"

وصال کے بعد نبی آخر زمان ﷺ کو نعوذ باللہ مردہ کہنا گویا انکار توحید ہوا کہ اس رسالت ﷺ کا حکم معطل ہوا اور تمام صفاتِ رسالت معطل ہوئیں، جبکہ آپ ﷺ اور تمام نبیوں کی روحانی زندگی ثابت ہے اور رسالت ﷺ کے تمام فیوض و برکات قیامت تک جاری وساری ہیں۔

النبی اولی بالمو منین من انفسھم (الاحزاب:6)

ترجمہ: "یہ نبی ﷺ، مسلمانوں کی جانوں سے بھی زیادہ مالک ہیں" (بحکم اللہ)
اور جو مالک ہوتا ہے۔ وہ اختیار بھی رکھتا ہے۔

تمام مسالک کو رسالت کے مقام و آداب اور اختیار و تصرف کا علم ہونا چاہئے اور کسی بھی حالت میں ایسی کوئی عبارت جاری نہ کرنا چاہئے کہ جس سے انسانی قلوب و ارواح میں شکوک وشبہات پیدا ہونے لگیں جبکہ تسلیم اور اطاعت رسالت کے بغیر ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی۔

ولا تنفع الشفاعة عنه عنده الا لمن اذن له (سباء :23)

ترجمہ: "اور اس کے پاس شفاعت کام نہیں دیتی، مگر جس کے لئے وہ اذن فرمائے۔"

ہر مسلمان کیلئے حج وعمرہ ادا کرنا اور روضہِ اقدس پر حاضری مشکل ہے اُسے چاہئے نماز تہجد کے بعد روضہ اقدس کا تصور باندھ کر نبی اللہ ﷺ پر 11 بار درود شریف، 11 بار سورۃ حمد اور 11 بار التحیات مکمل کرکے 100 بار استغفار "استغفر اللہ ربّي من كلِ ذَنبِ واتوبُ اِلیه" پڑھ کر اپنی التجا پیش کرے اور رسول اللہ ﷺ کی شفاعت چاہے تو اللہ تعالیٰ بڑا ہی قبول فرمانے والا رحیم وکریم ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں یکتا ہے اسکا کوئی ساجھی نہیں اللہ ہی کیلئے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی، کائنات اور ساری چیزوں کو پیدا فرمانے والا گناہوں کو بخشنے والا دعا قبول فرمانے والا قرآن نے فرمایا اللہ پر بھروسہ رکھو اللہ کافی ہے کام بنانے کو" اللہ تعالیٰ کو سچی توبہ کرنے والا بہت پسند ہے البتہ مرتے وقت جب عذاب کے فرشتے دکھائی دینے لگیں توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور اللہ تکلیف پہنچائے تو کوئی ٹالنے والا نہیں آل عمران 30/64 ترجمہ "اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دیگا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے،

Marfat.com

فرمایا حکم مانو اللہ اور رسول کا'' تمام آسمانی کتب میں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں پر نازل فرمائیں سب میں سید انبیاء کا ذکر اور رسالت پر ایمان لانے کا حکم ہے۔

دنیا و دین کے تمام امور میں نبی کے حکم کے مقابل نفس کی خواہش واجب لتارک ہے۔

قرآنی سورہ مریم 109 ترجمہ ''تم فرماؤ ظاہری صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں''

سورہ سبا 27 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ ''اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام انسانوں کو گھیرنے والی ہے خوشخبری دنیا اور ڈر سناتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے''۔

سورہ الاحزاب 47-44 ترجمہ ''اے غیب کی خبریں بتانیوالے (نبی) بیشک ہم نے تجھے بھیجا حاضر ناظر (شاہد، بشیر و نذیر) اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اسکے حکم سے بلاتا اور (نبی) چمکا دینے والا آفتاب (سراج منیر) اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کیلئے اللہ کا بڑا فضل ہے''

گویا ایک مسلمان کیلئے کلمہ توحید (لا الہ اللہ محمد رسول اللہ) پر دل سے یقین اور قلب سے تصدیق ضروری ہے گویا رسالت پر دلی ایمان بھی توحید ہی کا حصہ ہے۔

قرآن نے وضاحت عطا فرمائی ترجمہ ''جس مسلم قوم نے اپنے درمیاں سے اپنے رسول کو نکالا (نافرمانی کی) سنت الٰہی ہے کہ انکو ہلاک کر دیا گیا''

انسانی زندگی کا سب سے بڑا مقصد معرفت الٰہی کا حصول ہے سورہ فاتح (الحمد) کی رو سے (معنی جان کر) عمل کے ساتھ صراط مستقیم انعام یافتہ کی تقلید بارگاہ الٰہی مین مقربین کو وسیلہ بنانا جائز ہے اور مقبول بندوں کا طریقہ ہے۔

اے لوگو توشہ آخرت کی فکر کرو کہ سورہ المدثر 37 ترجمہ ''ہر جان اپنی کرنی میں گروی ہے'' بیشک قرآن اللہ کی طرف سے ایک کرم والے رسول ﷺ سے تفصیلی باتیں قرآن با عمل شفا، ہدایت، اور ایمان والوں کیلئے رحمت ہے، گمراہی سے بچاتا حق دکھاتا ہے۔ قلبی امراض، عقائد فاسدہ اور جہالت کو دور اور خیر کا حصول ہوتا ہے۔

صالحین کے نزدیک انسان کا کوئی عمل خدا تعالےٰ تک نہیں لے جا سکتا جب تک اسکے دل میں طہارت اور نیت میں خلوص نہ ہو، دل میں دنیا جسے (نماز میں) اور زبان پر خدا کا نام خدا پرستی نہیں جگ پرستی ہے۔ علم بغیر عمل گمراہی اور عبادت بغیر خشنوع بغیر عجز و انکساری تکبر ہے جو قبولیت کا درجہ نہیں رکھتی ابن عربیؒ کے نزدیک خدا تعالیٰ نے دنیا کو اپنی پہچان کیلئے پیدا کیا جو ناپائیدار اور فناہ ہونیوالی ہے۔ یہ دنیا بہت بڑا ابت خدا اور انسان کے درمیان اس رکاوٹ کو محنت توکل الیٰ اللہ رزق ہلال ذ ذکر قلبی سے دور کیا جا سکتا ہے توفیق الٰہی کیلئے التجا اپنے خالق کے حضور سچی توبہ درود پاک اور بامعنی سورہ حمد کے ذکر سے کیجئے۔

Marfat.com

میں مبتلا کرتا ہے جس سے اس کے کمالات کا حادث اور مستعار ہونا عام لوگوں کو بھی محسوس اور معلوم ہو جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ متعدد بار نبیؑ پر غفلت طاری کرتا ہے تاکہ نبیؑ کے وسیع علم کو دیکھ کر عام آدمی نبیؑ کے علم پر اللہ تعالیٰ کے علم کا دھوکا نہ کھا جائے۔ اسی طرح عصمت کے باوصف بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو نسیان یا اجتہادی خطاء کے عارضہ میں مبتلا کرتا ہے تاکہ نبی کی معصومیت ایک عام انسان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی نزاہت کاملہ سے مشتبہ نہ ہو جائے۔ اور یونہی نبی کو تسخیر کائنات کی قدرت دینے کے باوجود اللہ تعالیٰ نبی کو درد، تکلیف اور دوسرے عوارض بشریہ میں مبتلا کرتا ہے تاکہ کوئی شخص نبیؐ کی قدرت پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اور اس کی طاقت پر اللہ تعالیٰ کی طاقت کا دھوکا نہ کھا جائے۔

8۔ عقیدہ توحید ورسالت کی وضاحت

ایک مسلمان پر کلمہ طیبہ ''لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ'' پر دلی ایمان اقرار اور شہادت فرض ہے۔ توحید یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کو الہ یعنی واجب الوجود اور مستحق عبادت مانا جائے۔ اور اس کے سوا سب سے الہ یعنی واجب الوجود اور عبادت کا مستحق ہونے کی نفی کی جائے۔ واجب الوجود ہونے میں کسی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ ماننا توحید کا اصل معنی ہے اور عبادت میں کسی کو اسکے ساتھ شریک نہ کرنا توحید کا اصل مفہوم نہیں بلکہ توحید کا لازم ہے۔ کہ جو واجب الوجود ہے وہی عبادت کا حقدار ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی واجب الوجود نہیں اسی لیے اس کے سوا کوئی عبادت کا حقدار نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی واحد ہستی کو دیگر مذاہب بھی مانتے ہیں، مگر مسلمان صرف وہ جو کلمہ طیبہ اور کتاب اللہ کی رو سے توحید باری تعالےٰ کے ساتھ نبی آخر الزماں کی رسالت کا دلی اقرار کرے اور اطاعت بجالائے۔

اس وضاحت کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ سال (1997ء) جدہ ائرپورٹ پر عازمین حج اور مجھے امور حج کتاب، مطالعہ کے لئے ملی، اسکے صفحہ 157.158 پر درج قابل اعتراض اشاعت ملاحظہ ہو۔

''کسی کے لئے بھی جائز نہیں کہ وہ رسول ﷺ سے کسی حاجت کو پوری کرنے یا کسی مصیبت کو دور کرنے یا مریض کو شفاء وغیرہ دینے کا سوال کرے۔ کیونکہ یہ سب باتیں اللہ سے مانگی جاتی ہیں، کا مُردوں سے مانگنا اللہ کے ساتھ شرک ہے اور غیر اللہ کی عبادت ہے اور اسلام دو بنیادوں پر قائم۔ اول یہ کہ اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی جائے دوسرے یہ کہ عبادت صرف رسول ﷺ کے طریقے پر جائے اور لا الا اللہ کی شہادت کا مطلب یہی ہے۔''

''اسی طرح کسی کے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ حضور ﷺ سے شفاعت مانگے۔''

Marfat.com

جبکہ پاکستان سمیت دنیائے اسلام کا عقیدہ، شرطِ مسلم، کلمہ طیبہ (توحید رسالت) کا دل وجان سے تسلیم واقرار ہے۔ آپ ﷺ، قیامت تک پھیلی ہوئی امت کے نبی اور رسول ﷺ ہیں آپ ﷺ رحمت اللعالمین اور ''سراج منیر'' ہیں کسی خاص گروہ زمانہ یا علاقہ کے نہیں تمام کائنات ارض وسما اور وجہ تخلیقِ کائنات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں محمد عربی ﷺ کی شفاعت اور وسیلہ کی ترغیب یوں عطا فرمائی۔

وکانو امن قبل یستفتحون علی الذین کفروا (البقرہ 89)

ترجمہ: ''آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے، وہ اسی نبی کے وسیلے سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔''

آپ خاتم انبیاء اور امام انبیاء ہیں۔ آپ ﷺ نے (واقع معراج) اور بیت المقدس میں تمام انبیاء علیہ السلام کی امامت فرمائی، اس واقع سے انبیاء کی روحانی زندگی ثابت ہے یہ واقع توحید باری تعالیٰ کی دلیل ہے۔

اس قرآنی ارشاد سے روحانی زندگی کی کسی انکاری دلیل کی گنجائش نہیں۔

ولا تحسبن الذین قتلو ا فی سبیل اللہ اموتا بل احیاء عند ربھم یرزقون

ترجمہ: ''جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل ہو جائیں انہیں مردہ گمان نہ کرو، بلکہ وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں، انہیں رزق دیا جاتا ہے۔'' (آل عمران 169)

آپ نبی کریم ﷺ سید الشہداء اور سردارِ دو جہاں ہیں۔ آپ ﷺ کی شان ''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر'' واقع معراج میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

''**السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ**'' سلام ہو تم پر اے نبی، اللہ کی رحمتیں۔ یہ کلمات جیتی دنیا تک پوری کائنات میں جن وانسان، اپنی نمازوں میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں بمخاطب پیش کرتے ہیں، جو روحانی زندگی کا کھلا ثبوت ہے۔ مسلمانان عالم، اذان میں تکبیر میں، با آواز بلند توحید باری تعالیٰ کے ساتھ رسالت نبی اللہ ﷺ کا اعلان اور تصدیق کرتے ہیں۔ جو قیامت تک جاری وساری ہے۔ امت رسول اللہ ﷺ کے لئے آقائے کونین تاجدارِ حرم کی خدمت اقدس میں حاضری بڑے ہی نصیب اور بڑی ہی سعادت، فیوض وبرکات کا ذریعہ اور وسیلہ ہے۔ اس کی قرآنی ترغیب جو روضہ اقدس کے سامنے دیوار پر کندہ اور اُمتِ مسلمہ قیامت بر پا ہونے تک مستفیض ہوتی رہے گی۔

ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءُوک فا ستغفر اللہ وبستغفر لھم الرسول لو جد اللہ توباً رحیما (النساء 64)

ترجمہ: ''اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو ''اے محبوب ﷺ'' تمہارے حضور حاضر ہوں

Marfat.com

آج اگر ہم معاشرہ کی حالت زار پر ذرا غور کریں تو روحانیت کی عظیم ہستی مالک بن دنیا کا قول کتنا جامع نظر آتا ہے فرمایا انسان جسقدر دنیا کیلئے غم زدہ ہوتا ہے آخرت کا غم اسی قدر اسکے دل سے نکل جاتا ہے۔ وہ آخرت کیلئے جس قدر غم زدہ ہوتا دنیا کا غم اسی قدر اسکے دل سے نکل جاتا ہے۔ انسان سوچتا ہے کہ دولت اسے خوشحال بناد یگی مگر یہ آسودگی اسکی روح کو مردہ کر دیتی ہے۔

دنیا سے بے رغبتی برتنا آرائشوں سے بے راغبتی ظاہری تکلفات اور بناوٹ سے دور رہنا عقیدہ توحید ورسالت پر پختہ ایمان کی نشانی ہے۔ قرآن مجید میں جابجا دنیا کی ناپائیداری اور جلد زوال پذیر ہونے کی توجہ دلائی ہے کہ انسان کے مرجانے پر یہ حقیقت سب پر عیاں ہوجاتی ہے۔

9- اطاعت رسول ﷺ

اللہ جل جلالہ، نے انسانوں پر عظیم احسان یہ فرمایا کہ اپنے پیغمبر ﷺ کو نمونہ کمال بنا کر ان لوگوں میں مبعوث فرمایا اور اسے **وما ینطق عن الھوی** کا لقب عطا فرمایا اس پیغمبر نے اپنی مرضی سے کچھ نہ کیا اپنے رب کی اطاعت کو مقصدِ زندگی بنایا اور رب تعالیٰ نے **من یطع الرسول فقد اطاع اللہ** کا مقام عطا فرمایا تا کہ لوگوں کیلئے اس کی تقلید کرنا آسان ہو کبھی ہم نے غور کیا کہ بھلا جس محبوب کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت فرمایا وہ اپنے اعمال وکردار، عادات واطوار اور شکل وصورت میں اپنی مرضی کرتا ہے یا اپنے رب کی مرضی پیشِ نظر رکھتا ہے اس کی اطاعت کو اپنی اطاعت تبھی قرار دیا جب ہر اس چیز کو جسے محبوبِ خدا ﷺ نے اپنایا اسے رب العلمین کی پسند نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے اگر یہ بات تسلیم کرنے میں ہمیں تامل ہے تو اپنے ایمان کے متعلق سوچنا چاہئے۔ کہ آج کے اس دور میں جہاں دوسری برائیاں تیزی سے پروان چڑھ رہی ہیں وہاں نہ جانے ایسے لوگ کہاں سے پیدا ہو گئے جو خود کو مسلمان بلکہ بہت بڑے مومن خیال کرتے ہیں۔ مگر عظمت رسول ﷺ، احترام رسول ﷺ اور عشق رسول ﷺ سے نہ صرف خود خالی ہیں بلکہ اسلام کے نام پر امت کو یہ یقین دلانے میں دن رات مصروف عمل ہیں کہ احترام رسول ﷺ اور محبت رسول ﷺ (نعوذ باللہ) شرک ہے اور بعض لوگ ان کی گمراہی بھری باتیں سن کر ان کے قائل بھی ہو جاتے ہیں۔ وہ ہر وقت حضور اقدس ﷺ کی ذات بے عیب سے عیب ڈھونڈنے میں کوشاں رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ان بدبختوں کے عقائد سے محفوظ رکھے۔ کیونکہ اسلام کی بنیاد ہی حضور اقدس ﷺ کی محبت، اتباع اور احترام پر ہے۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ ''کوئی عبادت حضور اقدس ﷺ کی اطاعت اور ادب سے بڑھ کر نہیں'' اور حافظ ابن تیمیہؒ کا قول ہے کہ ''سید دو عالم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی یہ اللہ تعالیٰ کے دین کے بالکل خلاف ہے۔

Marfat.com

ایمان کے لیے اللہ تعالیٰ کے علاوہ حضور اقدس ﷺ کی محبت بھی شرط ہے، اگر کوئی یہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہوں لیکن حضور اقدس ﷺ کی محبت، عظمت، احترام واتباع سے بے خبر ہو تو وہ صاحب ایمان نہیں۔ اسلئے کہ کلمہ طیبہ ہی ایمان اور اسلام کی بنیاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بھی مذاھب عالم مانتے ہیں لیکن اللہ کے رسول ﷺ کو ماننے، اطاعت کرنے اور شہادت یعنی دلی تصدیق کئے بغیر مسلمان نہیں کہلا سکتے۔ حضور نبی اکرم ﷺ سے محبت عقیدت اور ادب ایمان کی اساس اور بنیاد ہے آپ کی ذات اقدس سے نسبت و تعلق ایمان کی سلامتی پختگی کی ضامن ہے یہی نسبت اور تعلق جس قدر مستحکم ہوگا ہمارا ایمان بھی اتنا ہی کامل درجے پر ہوگا۔ پھر ہماری عبادت بامقصد اور بامراد ہوگی۔ ہمارے ایمان، اعمال اور دعوت تبلیغ کا مرکز آپ سرکار ﷺ کی ذات مقدس ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ ہم اپنے دعوی غلامی میں کس قدر سچے ہیں جن باتوں سے آپ سرکار ﷺ نے منع فرمایا ہے اُن کو چھوڑنے میں ہم کہاں تک مخلص ہیں۔

حضور اقدس کا ارشاد ہے کہ جس کسی میں تین باتیں ہوں گی وہ ایمان کی لذت سے لطف اندوز ہوگا ایک یہ کہ اللہ اور رسول اسے سب سے زیادہ محبوب ہوں، دوسرے یہ کہ محض اللہ کے لئے دوستی رکھے اور اللہ کے لئے عداوت رکھے اور تیسرے کہ اسے دوبارہ کافر بننا اس قدر ناگوار ہو جیسے آگ میں جھونکا جانا (بخاری شریف)

بخاری شریف میں واضع طور پر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے جب تک میں تمہیں تمہاری اولاد تمہارے والدین اور ہر چیز سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں (بخاری شریف)

حضور اقدس ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور وجہہ کائنات ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی محبوبیت حضور اقدس ﷺ کی اتباع اور محبت وادب میں رکھ دی۔

آج کی نئی نسل کا یہ مسئلہ ہے کہ ان کے پاس حضرات اولیاء کرام کے پاس بیٹھنے کے لیے وقت نہیں کہ ہدایت کی دولت حاصل کرسکیں اور اس قسم کا لٹریچر بعض اوقات ہاتھ لگ جاتا ہے۔ جس میں حضور اقدس ﷺ کی شان اور اختیارات و مقامات کو کچھ اس طریقے سے پیش کیا جاتا ہے کہ وہ ہم جیسے تھے اور ان کا احترام صرف اس سے زیادہ نہیں کہ جیسے بڑے بھائی کا کیا جائے (نعوذ باللہ)۔ اگر ہم قرآن مجید کا مطالعہ، حسد اور بغض کو دل سے نکال کر اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی محبت میں سرشار ہو کر کریں گے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور نیک بندوں کی محبت اور ادب سے معمور ہے تو بڑے واضع طریقے سے یہ بات سمجھ میں آجائے گی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو وہ مقامات اور شانیں عطا فرمائیں ہیں کہ جس کا ایک انسان تو کیا ولی کامل بھی اندازہ نہیں کرسکتا۔

قرآن میں اطاعت نبوی کی ترغیب ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: ''اے محبوب ﷺ فرمادیجئے، اے لوگو! اگر تم اللہ تعالیٰ کی محبت کے طلبگار ہو تو میرے

Marfat.com

فرمانبردار بن جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بھی بخش دے گا۔ (آل عمران 31)

ترجمہ: ''یہ چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا نور اپنی پھونکوں سے بجھا دیں جب کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہے کہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا خواہ یہ بات کافروں کو بری ہی لگے۔'' (الصف 8)

جو لوگ اس نور کا انکار کرتے ہیں دراصل ان کی کمی بصارت کی نہیں بصیرت کی ہے جیسے رب تعالیٰ نے یوں فرمایا۔

ترجمہ: ''ان کی آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ ان کے دل اندھے ہیں جو سینوں میں ہیں۔'' (الحج 46)

جن کے دل اندھے ہوں، ان کی آنکھیں بھی اندھی ہیں، بھلا انہیں یہ نور نظر بھی کیسے آ سکتا ہے سر کی آنکھیں اگر خراب ہو جائیں تو ان کا علاج ممکن ہے، دل کی آنکھیں اندھی ہو جائیں تو ان کو علاج سوائے نگاہ کے ممکن نہیں، یہ علاج اولیاءِ کرام اور صالحین کا کام ہے بشرطیکہ کوئی اس کا علاج چاہتا ہو۔

یوم حشر سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کا دروازہ کھلوائیں گے جس سے سب کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ حضور بارگاہ الٰہی میں کس قدر محترم اور مکرم ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ آپ اس خاص دن کے لیے کتنے جاہ وجلال کے مالک ہیں جب ساری دنیا کے انسان خوف اور دہشت کی وجہ سے میدان حشر میں حیران و پریشان ہوں گے۔ اور آرزو کریں گے کہ کوئی ایسا شفیع ہو جو انہیں عذاب سے نجات دلائے اور اس پریشانی کا مداوا بن جائے۔ سب سے پہلے یہ لوگ حضرت آدم صفی اللہ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ آپ نسل انسانی کے باپ ہیں خداوند تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے تخلیق کیا تھا۔ آدم علیہ سلام، حضرت نوح کے پاس، حضرت ابراہیم کے پاس حضرت موسیٰ کے پاس اور وہ حضرت عیسیٰ کی طرف پہنچنے کی سفارش کریں گے۔

اور کوئی بھی اس مقام کی دہشت سے آگے بڑھنے کی جرات نہ کر سکے گا۔ حتیٰ کہ ساری مخلوق حضرت خاتم الانبیاء سید الرسل شفیع روز محشر و مکرم کی بارگاہ میں آئیں گے اور اپنا حال بیان کریں گے۔

آپؐ کے سوا مقام محمود پر کھڑا ہونا ممکن نہیں۔ آپ اٹھیں گے اور بارگاہ ایزدی کے حضور سجدے میں گر جائیں گے۔ حکم ہوگا کہ سجدہ سے سر اٹھایئے آپ جو کچھ چاہتے ہیں پورا کر دیا جائے گا۔ آپ سجدے سے سر اٹھا کر اپنی زبان پاک سے خداوند تعالیٰ کی حمد و ثنا کہیں گے اور گنہگاروں کو بخشنے کی شفاعت کریں گے۔ پھر سجدے میں جائیں گے اور دوسری قسم کے گنہگاروں کو بخشنے کی شفاعت کریں گے اور تیسری مرتبہ سجدے سے اس وقت سر اٹھائیں گے جب ہر قسم کے گناہ گار بخش دیئے جائیں گے اور کوئی بھی باقی نہ رہے گا۔ سوائے ان لوگوں کے جن کی قرآن پاک میں ہمیشہ کے لیے دوزخ کی آگ قسمت کر دی گئی ہے۔ یعنی کافر مشرکین اور منکرین۔

Marfat.com

حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

''میری شفاعت ہر کلمہ گو کے لیے ہے جو سچے دل سے کلمہ پڑھے کہ زبان کی تصدیق دل کرتا ہے''۔

ہر مسلمان کو شفیع لام سرور عالم ﷺ کے حضور یہ عرض کرنا چاہئے

ہو نزع یا قبر آئے روز محشر لینا مجھ کو بچا یا نبی مصطفے ﷺ یا نبی مصطفے ﷺ

نبی کریم ﷺ کے احکامات کی نافرمانی کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ''جو لوگ رسولؐ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں جاننا چاہئے کہ کہیں فتنہ نہ آ لے یا درد ناک عذاب نہ آ پکڑے۔'' (سورہ النور 63)

زمانے میں آج سارے فتنے اور عذاب اسی فرمانِ الٰہی کی روگردانی کے سبب برپا ہیں۔ اللہ تعالیٰ سمجھ اور توفیق عطا فرمائے۔

ایسی بہت سی ہدایات رب رحیم نے سرورِ انبیاء کے آداب میں عطا فرمائیں۔ مقام مصطفیٰ کا تو یہ آداب ہے کہ فرشتے بھی بلا اجازت حاضر نہ ہو سکیں۔ قرآن نے بارگاہِ رسالت میں حاضری کے ذریعے گنہگار انسانوں کی معافی کی ترغیب بتائی۔

ترجمہ: ''اے پیارے! یہ لوگ اگر کبھی اپنی جانوں پر ظلم کریں تو آپ ﷺ کی بارگاہ میں آ جائیں پھر یہاں آ کر خدا سے معافی چاہیں اور اے محبوب تم بھی اِن کی سفارش کرو، تو اللہ تعالیٰ کو مہربان پاؤ گے۔ (پارہ نمبر ۵ آیت نمبر ۶۴ سورۃ النساء)

قرآن نے فرمایا۔ ترجمہ: ''ہم نے نبی ﷺ کو سارے جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا۔''

قرآن مجید اور بے شمار احادیث مبارکہ حضور اقدس ﷺ کی شان اقدس کی ترجمان ہیں۔ اس مختصر مضمون میں صرف چند آیات قرآنی، چند احادیث مبارکہ اور صحابہ کرام کے واقعات و کیفیات اہل محبت کے حسن ذوق کے لیے تبرکاً آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں تا کہ ہر مسلمان اس کو پڑھ کر کچھ اندازہ کر سکے کہ سرورِ دو عالم حضور اقدس ﷺ کی محبت اور ادب و احترام کی کیفیات ہمارے اندر بھی پیدا ہو جائیں۔ اور ہم دوسروں کیلئے مشکلات کی بجائے آسانیاں پیدا کرنے لگ جائیں،

ہر مسلمان کو چاہیے کہ حضور اقدس ﷺ کی سیرت مبارکہ پر تحریر کردہ کتابوں کا مطالعہ ضرور کیا کرے تا کہ حضور اقدس ﷺ کا عشق و ادب ہمارے دلوں میں پیدا ہوتا رہے۔ اپنے بچوں کو بھی دنیاوی ناول اور ڈائجسٹوں کی بجائے ایسی کتابیں فراہم کریں اور ان کی ترغیب دیں کہ جو حضور اقدس ﷺ کی سیرت طیبہ سے متعلق ہیں۔

ترجمہ: (اے محبوب) فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع (فرمانبرداری)

Marfat.com

کرو تب اللہ (خود بخود) تمہیں (اپنا) محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (اے محبوب) تم فرما دو کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کافروں کو پسند نہیں فرماتا۔ (آلاعمران 32-31)

ترجمہ: اور اللہ کی شان یہ نہیں (اے عام لوگو) تمہیں غیب کا علم دیدے ہاں اللہ (تعالیٰ) منتخب فرمالیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔ تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور پرہیزگاری کرو تمہارے لئے بڑا ثواب ہے (آلاعمران-179)

ترجمہ: پھر (اس دن) کیا حال ہو گا جب ہم ہر امت سے (اس کے نبی کو بطور) ایک گواہ لائیں گے اور (اے محبوب) تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں گے، اس دن تمنا کریں گے وہ جنہوں نے کفر کیا اور رسول کی نافرمانی کی کہ کاش انہیں مٹی میں دبا کر زمین برابر کر دی جائے۔ (النساء-42-41)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو (النساء-59)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے تو اسے ان کا ساتھ (ضرور) نصیب ہو گا، جن پر اللہ نے (اپنا خاص) فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ کافی جاننے والا ہے (النساء-70-69)

ترجمہ: اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں وہ سب علم عطا فرما دیا جو تم نہیں جانتے تھے اور اللہ کا تم پر (بہت) بڑا فضل ہے (النساء-113)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور (حق بات کو) سن سنا کر پھر اس سے نہ پھرو (الانفال-20)

ترجمہ: (اے مومنو) تم رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ بے شک اللہ جانتا ہے جو تم میں چپکے سے کسی چیز کی آڑ لے کر (آنکھ بچا کر دربار رسالت سے) نکل جاتے ہیں۔ تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم (ادب) کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ (دنیا میں تکلیف پریشانی قتل وغارت زلزلے یا آندھی کی صورت میں) پہنچے یا ان پر (آخرت میں) کوئی دردناک عذاب پڑے۔ (النور-63)

ترجمہ: یہ نبی (محمد ﷺ) مسلمانوں کا (دین و دنیا کے تمام معاملات میں) ان کی جان سے زیادہ مالک متصرف اور ان پر رحمت و کرم فرمانیوالا) ہے۔ الاحذاب-6

ترجمہ: اے نبی بے شک ہم نے آپ کو حاضر و ناظر اور (ایمان والوں کو جنت کی) خوشخبری سنانے والا اور (کافروں کو عذاب الٰہی سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔ اللہ کے حکم سے اسکی (اطاعت کی) طرف

Marfat.com

بلانے والا اور چمکا دینے والا (روشن) آفتاب (الاحزاب-46-45

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی ان پر درود بھیجو اور کثرت سے سلام پڑھو۔ (الاحزاب-56)

ترجمہ: (اے محبوب) بلاشبہ جو لوگ تمہاری (تمہارے ہاتھ پر) بیعت کرتے ہیں وہ (حقیقت میں) اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ (الفتح-10-)

فرمان پاک (حضور اقدس ﷺ)

تم دیکھتے ہو کہ قبلہ رو ہوں، اللہ تعالیٰ کی قسم تمہارا رکوع، سجدہ اور خشوع مجھ سے پوشیدہ نہیں رہتا، میں پیٹھ پیچھے بھی دیکھتا ہوں (بخاری)

مجھے اس ذات اقدس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم میں سے اس وقت تک کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کے والدین اور اس کی اولاد سے عزیز تر نہ ہو جاؤں (بخاری)

جو میری قبر کی زیارت کرے گا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے (دار قطنی، بیہقی)

جو شخص میری زیارت کرے گا قیامت کے دن میں اس کا شفیع یا شہید ہوں گا۔ (بیہقی)

جو شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح کو واپس کر دیتا ہے یہاں تک میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (مشکوۃ، ابوداؤد، بیہقی)

میرے اوپر روشن رات یعنی جمعہ کی رات اور روشن دن یعنی جمعہ کے دن میں کثرت سے درود بھیجا کرو اس لئے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے تو میں تمہارے لئے دعا و استغفار کرتا ہوں۔ (العطور المجموعہ)

میرے تمام امتی جنت میں داخل ہوں گے مگر جس نے میرا انکار کیا۔ سرکار ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ انکار کا کیا مطلب؟ فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گا۔ اور جس نے نافرمانی کی وہی میرا منکر ہے۔ (بخاری جس نے میری سنت سے روگردانی کی وہ مجھ سے نہیں۔ (متفق علیہ، مشکوۃ)

جس نے میری سنت کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے میرے ساتھ دوستی کی وہ جنت میں ہو گا۔ (ترمذی، مشکوۃ)

میری امت کے بگاڑ کے وقت جس نے میری سنت کو مضبوطی سے پکڑا اس کے لئے سو (100) شہیدوں کے برابر اجر ہے۔ (مشکوۃ)

Marfat.com

میری اور تمہاری مثال ایسی ہے کہ میں تم کو آگ سے بچانے کے لئے کمر سے پکڑ کر روک لیتا ہوں اور کہتا ہوں کہ آگ سے بچنے کے لئے میرے پاس آؤ لیکن تم میری بات نہیں مانتے اور آگ میں گرتے جاتے ہو (مسلم، مشکوۃ)

لوگ عرض گزار ہوئے یا رسول ﷺ آپ کے لئے نبوت کب ثابت ہوئی؟ فرمایا کہ جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔ (ترمذی)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جبریلؑ آئے اور کہا کہ میرے اور آپ کے رب نے آپ سے پوچھا ہے کہ میں نے آپ کا ذکر کیسے بلند کیا۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ اس پر حضرت جبریلؑ فرمانے لگے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ جب بھی میرا ذکر ہوگا۔ اس کے ساتھ آپ کا ذکر بھی ہوگا۔ (تفسیر ابن کثیر، صحیح ابن حبان)

جب حضرت آدمؑ سے لغزش ہوئی تو انہوں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی پروردگار آپ حضرت محمد ﷺ کے طفیل میری مغفرت فرما دیجئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم تم نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا؟ کہنے لگے جب آپ نے مجھے اپنے دست مبارک سے پیدا فرمایا اور اپنی روح میرے اندر پھونکی تو میں نے اپنا سر اٹھایا اور میں نے دیکھا کہ عرش کے پایوں پر لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ لکھا ہوا ہے۔ اس سے میں سمجھا کہ تو اپنے اسم مبارک کے ساتھ اسی نام کو ملا سکتا ہے جو تیرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو۔

''تم پر میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدینؓ کی سنت کا اتباع لازم ہے اس پر عمل کرو اور ان کے طریقے کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو'' (احمد۔ ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوۃ)

بخاری شریف میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسم کو کھا سکے پس خدا کے پیغمبر زندہ ہوتے ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے'' (مشکوۃ، ان ماجہ)

حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ ''انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں'' (بیہقی)

''تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جن کے چہرے کی زیارت سے اللہ یاد آجائے'' (ابن ماجہ)

اور حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

بعض بکھرے بالوں والے اور دروازوں سے دھتکارے ہوئے ایسے ہیں کہ اللہ کے بھروسے پر قسم کھالیں تو وہ انہیں سچے کر دکھاتا ہے (مسلم)

حضور اقدس ﷺ کی اطاعت اصل میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث پاک

Marfat.com

میں ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

حضور اقدس ﷺ کا حکم دین و دنیا کے تمام معاملات میں تمام امت پر نافذ اور واجب العمل ہے اس طرح آپ ﷺ کی اطاعت واجب ہے اور آپ ﷺ کے حکم کے مدمقابل اپنے نفس کی خواہش واجب الترک ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ میں ہر مومن کے لئے دنیا اور آخرت میں سب سے اولیٰ ہوں اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم" بخاری و مسلم)

آج دنیا بھر میں سارا فساد نفس انسانی کیوجہ سے برپا ہے۔ اطاعت رسول کی ایک بڑی تاثیر یہ بھی ہے کہ اطاعت رسول ﷺ گزار بندے کا دل مطمعہ ہو جاتا ہے جس سے وہ امن عدل اور مساوات پر گامزن ہو جاتا ہے نجات دنیا و آخرا سکا مقدر بن جاتا ہے۔

سنت۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اے ابو ہریرہؓ لوگوں کو میری سنت سکھاؤ تیرے لیے قیامت کے دن ایسا چمکدار نور ہوگا جس سے اولین و آخرین تم پر رشک کریں گے۔

شرعتہ الاسلام میں ہے کہ جب مذہب میں فتنے پیدا ہو جائیں اور مخلوق میں پراگندگی رونما ہو جائے اس وقت حضور کی سنت پر عمل پیرا ہونے کا ثواب سو شہیدوں کے اجر کے برابر ہے۔ حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں "کوئی شخص بھی اللہ تک اس کی توفیق کے بغیر نہیں پہنچتا اور اللہ تک پہنچنے کا راستہ محمد الرسول ﷺ کی تقلید اور اطاعت ہے"

حضرت احمد الحواریؒ کا قول ہے "اتباع سنت کے بغیر ہر عمل باطل ہے" شرعتہ الاسلام میں فرمان نبوی ہے"

جس نے سنت کو ضائع کیا اس کیلئے میری شفاعت نہیں۔" حضرت سہلؒ فرماتے ہیں۔ "اللہ کی محبت کی نشانی قرآن کی محبت ہے۔ جب نبی ﷺ کی نشانی سنت سے محبت ہے۔ حب سنت کی نشانی آخرت کی محبت ہے۔ آخرت کی محبت دنیا سے بغض کا نام ہے اور دنیا سے بغض معمولی مال دنیا پر قناعت کرنا اور آخرت کے لئے دنیا کو خرچ کرنا ہے۔" اور خالق سے اسکی توفیق چاہتا ہے۔ اسلامی عقائدہ میں عقیدۂ رسالت نہایت اہمیت کا حامل ہے' حتی کہ کوئی شخص رسول کو مانے بغیر خدا کو مان لے تو اس کا یہ ایمان مقبول نہیں ہے اگر مقام رسالت کی ادنیٰ بے ادبی ہو جائے تو عمر بھر کی نیکیاں اکارت ہو جاتی ہیں۔ اور اگر کوئی شخص کمالات رسالت کو بڑھا کر الوہیت کی سطح پر لے آئے تو وہ رطہ شرک میں گر جاتا ہے

واقعات عالم اس حقیقت پر شاہد ہیں کہ جن طبقات نے رسول ﷺ کے بغیر خالق کو تلاش کیا وہ مظاہر پرستی کا شکار ہو گئے۔ کسی نے آگ کی پوجا کی اور کسی نے گاؤ ماتا کی' کوئی بت پرستی کا شکار ہوا اور

Marfat.com

کوئی کواکب پرستی کا۔لہذا تاریخ اور تجربے سے یہ ثابت ہے کہ نبی اور رسُول ﷺ کے بغیر انسان خدا پرستی کا صحیح تصورنہیں پاسکتا۔

اللہ تعالیٰ نے آنکھ کو دیکھنے کے لئے پیدا فرمایا ہے لیکن یہ آنکھ اس وقت تک کسی چیز کونہیں دیکھ سکتی جب تک کہ خارجی نور اس کا معاون نہ ہو۔اس طرح عقل کو اللہ تعالیٰ نے معرفت ذات کے لیے پیدا فرمایا ہے۔لیکن عقل اس وقت تک ذات الٰہی کی معرفت نہیں پاسکتی جب تک کہ آفتاب نبوت اس کا معاون نہ ہو۔

دین مصطفیؐ دین برحق ہے یہی دین فطرت ہے۔اس دین کے ماننے والوں کا پہلا فریضہ یہ ہے کہ ''عقائدواعمال'' سے متعلق اسلامی تعلیمات کا علم حاصل کریں اوران پرعمل کریں،دوسرا فریضہ یہ ہے کہ ان تعلیمات سے دوسروں کو روشناس کرائیں،اپنے رشتہ داروں کو،اپنے ملک والوں کو پھر دنیا بھر کے باشندوں کو اسلام کا پیغام پہنچائیں۔ایک اور جگہ فرمایا:ترجمہ ''اے مسلمانو!تم ان سب امتوں میں بہتر ہو جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں (اس لیے کہ تم) لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو(آل عمران 109)

حضور اکرمؐ کا علمی فیض تھا جس کی وجہ سے بے شمار علوم مثلا علم تفسیر،علم حدیث،طب ،فلکیات،معاشیات،علم سیاست،جغرافیہ،علم آثار قدیمہ،علم الجبر،علم عمرانیات وغیرہ میں مسلمانوں نے کارہائے نمایاں سرانجام دے کر انسانیت پرعظیم احسانات کیئے۔

حضور اکرمؐ نے ایک اسلامی فلاحی ریاست کی بنیاد رکھی اور آپؐ نے خلافت کا نظام قائم فرمایا۔بقول علامہ اقبال:یہ جمہوریت روحانی جمہوریت ہے اس شورائی نظام کا مقصد امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہے۔

حضور اکرمؐ نے خواتین پرعظیم احسانات فرمائے۔ماں،باپ،رشتہ داروں،پڑوسیوں،افسانوں اور حتیٰ کہ حیونات کے حقوق مقرر فرمائے۔حضور اکرمؐ نے ایک مکمل معاشی نظام کے ذریعے سے ایک فلاحی ریاست قائم فرمائی۔حضور اکرمؐ نے اقلیتوں کو مذہبی آزادی بھی عطا فرمائی اور ان کے حقوق کا تحفظ کیا۔حضور اکرمؐ کا ایک اورعظیم احسان قیام امن ہے آپؐ نے معاشرے میں عدیم المثال عدالتی نظام اور احتساب کے ذریعے امن قائم فرمایا۔حدود وتعزیرات اور نظام قصاص و دیت سے جرائم کو ختم کیا گیا۔جہاں سے انسانی ظلم کو ختم کیا اور معاشرے میں امن قائم فرمایا۔

روایات اسلامی ماحول اور معاشرے میں حسن نیت اور اخلاص کی فضاء پیدا کرنے کی تلقین کرتی ہیں بلکہ اس امر کا تقاضہ کرتی ہیں کہ مومن جہاں بھی ہو اسکے ہر کام کی غرض محض اللہ کی رضا کا حصول ہو۔

Marfat.com

چاہیے۔ دنیا کی شہرت، نیک نامی، مدح و ستائش عارضی اور فانی چیزیں ہیں جن کی بازار آخرت میں کوئی قدر و قیمت نہیں۔

اسلام ایک ایسا کامل و اکمل نظام حیات ہے۔ جس میں تمام جسمانی اور روحانی مسائل کا حل موجود ہے۔ اور انفرادی زندگی سے لے کر بین الاقوامی بندگی تک رہنمائی کرتا ہے اور صرف دنیا نہیں بلکہ آخرت کی فلاح کا بھی ضامن ہے۔ تو کیا یہ کمال آپؐ کے برہان ہونے کیلئے کافی نہیں؟

آپؐ برہان ہیں کہ آپ قول و عمل کے تضاد اور گناہوں سے معصوم ہیں۔ وہ اس طرح کہ غیر مسلم دنیا میں بڑے بڑے دانشوار رہنما گزرے ہیں لیکن ان میں قول و عمل کے تضادات دیکھے گئے اور غیر مسلموں میں کوئی بھی ہستی ایسی نظر نہیں آتی جس کے بارے میں دعویٰ کیا گیا ہو کہ وہ انسانی کمزوریوں سے پاک تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب جناب محمدؐ رسول اللہ کی شان یہ ہے کہ آپ کی ساری زندگی میں قول و عمل کا ایک بھی تضاد آج تک آپ کے دشمن انفرادی اور اجتماعی کوششوں کے باوجود ثابت نہیں کر سکے اور ہمارا چیلنج ہے کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمدؐ رسول اللہ گناہوں سے معصوم ہیں۔ معصوم ہونے کا معنی یہ ہے کہ آپ سے گناہ ممکن ہی نہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیتے ہوئے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجنے کی خوشخبری دی ہے۔

یہاں چند غیر مسلم شخصیات کے تاثرات کو نبی پاکؐ کے بارے میں جو انہوں نے بیان کیے درج ذیل ہیں۔

چین کے بانی ماؤزے تنگ کہتے ہیں۔

''مسلمانو! تم سیرت محمدؐ اور قرآن کا مطالعہ کرتے ہو لیکن ہم اس پر عمل کرتے ہیں ہماری ترقی و کامرانی اور خوشحالی کی بنیاد یہی تو ہے'' جارج برناڈ شاہ نبی پاکؐ کے بارے میں رائے دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ '' آنے والے 100 سال میں ہماری دنیا کا مذہب اسلام ہوگا مگر یہ اسلام وہ ہوگا جو محمدؐ کے زمانے میں دلوں، دماغوں، اور روحوں میں جاگزیں تھا میری رائے میں آپؐ پوری بنی نوع انسانیت کی فلاح کا عملی پیغام تھے۔

انقلاب فرانس کے بانی اور حکمران نپولین بوناپارٹ محمدؐ کے بارے میں کہتے ہیں کہ ''وہ دن دور نہیں جب میں دنیا کے تمام تعلیم یافتہ دانا اور مہذب انسانوں کو قرآن کی صداقتوں اور محمدؐ کی تعلیمات پر دوبارہ جمع کرونگا۔ قرآن اور سیرت محمدؐ ہی وہ واحد صداقت ہے جو دنیا کو حقیقی مسرت سے ہمکنار کر سکتی ہے''۔

مہاتما گاندھی، محمدؐ کے بارے میں یوں بیان کرتے ہیں کہ '' سیرت النبیؐ کے مطالعے سے میرے

Marfat.com

اس عقیدے میں مزید پختگی اور استحکام آ گیا کہ اسلام نے تلوار کے بل پر معراج حاصل نہیں کیا بلکہ رسولؐ کی پیروکاروں کے ساتھ گہری وابستگی، جرات، بے خوفی، اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ اور مقصد ونصب العین جو ہر رکاوٹ اور مشکل کو اپنی ہمہ گیری میں بہا کر لے گئے''۔

عظیم ہندو مفکر اور شاعر فراق گورکھپوری آپؐ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''میرا اٹل ایمان ہے۔ آپؐ نے تاریخ وتمدن تہذیب واخلاق کو وہ کچھ دیا جو شاید ہی کوئی بڑی ہستی دے سکتی ہو''۔

مشہور انگریز ناقد اور مورخ کارلائل کہتا ہے! کہ ''محمدؐ ایک بڑی زبردست طاقت کا نام ہے جسے تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں'' دور جدید کے عظیم فلاسفر برٹرینڈ رسل نبی پاکؐ کی شان بیان کرتے ہیں عیسائی اور یہودیت اپنی تمام سرگرمیاں دکھا چکیں لیکن بنی نوع انسان امن وآشتی اور روح ودماغ کی عافیت سے محروم رہا، اب اسلام کی باری ہے جو یقیناً اقوام عالم کو حقیقی اخوت وتحفظ، پاسداری اور خوشحالی اخلاص سے سرفراز کرے گا''

بالا چند بیانات اور تاثرات ان غیر مسلم شخصیتوں کے بیان کئے گئے ہیں ورنہ تاریخ عالم آپؐ کی سچائیوں، عظمتوں اور بنی نوع عالم انسان کیلئے رحمتوں کے خزانوں سے بھری پڑی ہے جسے آپ ﷺ کی تعلیم وتربیت پر عمل کر کے جو چاہے سمیٹ لے اس پر کوئی پابندی نہیں۔

چند غیر مسلم شعرا کا بابرکت تذکرہ جنہوں نے حضور اکرم ﷺ کی ذات والا صفات کو خراج عقیدت پیش کیا۔

سلام اس پر کہ جس کے نور سے پر نور ہے دنیا
سلام اس پر کہ جس کے نطق سے مسحور ہے دنیا

(جگن ناتھ آزاد)

سلام اس ذات عالی پر، درود اس نور اقدس پر
پڑھو صل علیٰ، ہم مصطفیٰ کی بات کرتے ہیں

(اودے ناتھ)

ہندو ہوں بہت دور ہوں اسلام سے لیکن
مجھ کو بھی محمدؐ کی شفاعت کا یقین ہے

(برج ناتھ پرشاد)

جس کو عطا حضور کے در کی گدائی ہو
قبضہ میں کیوں نہ اس کے خدا کی خدائی ہو

(ڈاکٹر وریندر کمار)

Marfat.com

سبھی اس کے دم سے فیض پاتے رہیں
اسکی رحمت میں ہر لمحہ روانی بستی ہے

(گوہر)

شب برات۔اس رات کواللہ تعالیٰ سب کے لئے عام معافی کا اعلان فرماتا ہےاور سب کوبخش دیا جاتا ہے۔سوائے چند افراد کے وہ چند افراد یہ ہیں۔مشرک،کینہ پرور،جادوگر،کاہن،بدکاراور شرابی۔
سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم نور مجسمﷺ نے ارشاد فرمایا''جب شب برأت آئے تورات کوعبادت کروکیونکہ غروب آفتاب کے وقت سےاللہ تعالیٰ آسمان سے زمین کی طرف نزول رحمت فرماتا ہےاور رحمت الٰہی ندا دیتی ہے۔کون ہے؟ طالب مغفرت کہ اس کوبخشا جائیے کوئی روزی کا خواستگار؟ کہ اس کوروزی دی جائے؟ کون ہے؟ جو مصائب وآفات سے راستگاری کا آرزومند ہے کہ اس کی مشکلیں آسان کی جائیں؟''

10 نعت کا بیان

سب حمد وثنااس رب العالمین کوشایان شان جس نے اپنی قدرت کاملہ اور حکم سے عالمین کوسراپا حاجت اور مطلوب ومقصود محمدﷺ کوسراپارحمت پیدا فرمایا۔گویا دنیا محتاج ہےاور حضورﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابدی رحمت کا پیغام۔گویا زمانہ سائل ہے تو سرکارﷺ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ابرِ رحمت۔درود لامحدود حضور سیّدِ عالم نُورِ مجسم،نبی رحمت،رسول معظم،احمد مجتبیٰ،حضرت محمد مصطفےٰﷺ کی ذات بابرکات پرہوں،جنہیں تمام مخلوق پر بزرگی حاصل ہےاور سراپارحمت وصداقت جواللہ کے دین میں بڑی شان والے رسولﷺ ہیں۔
قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وما ارسلنك الا رحمة للعلمين۔ترجمہ:ہم نے اپنے رسول کوعالمین کیلئے رحمت بنا کر بھیجا۔
الحدیث،اے جابر:بیشک اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نوراپنے نور سے بنایا،پھر جب عالم کو پیدا کرنا چاہا،اس نور کے چار حصے کئے،پہلے سے قلم اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش بنایا،پھر چوتھے ٹکڑے کے چار حصے کئے پہلے سے ملائکہ حاملان عرش،دوسرے سے کرسی تیسرے سے باقی فرشتے پیدا کئے۔یعنی امام اشعری فرماتے ہیں،اللہ عزوجل نور ہےاور روح پاک نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے نور کی ایک چمک ہے،اور فرشتے ان(حضور سرور کائنات)کے نور کے شرارے ہیں،حضور والا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور

Marfat.com

بنایا، اور میرے ہی نور سے ہر چیز پیدا کی''۔

ترجمہ''بیشک اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔'' (الاحزاب 56)

ترجمہ''بیشک رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ان لوگوں کیلئے پیروی اور اتباع کا بہترین نمونہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والے اور بکثرت ذکر کرنے والے ہیں۔'' (سورہ احزاب 21)

اور جن کی ذات کریم کے بارے میں اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ نے اپنی لاریب کتاب قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله (سورہ آل عمران 31)

ترجمہ''اے پیارے محبوب فرما دیجئے کہ (لوگو) اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو۔ تو تم میری اتباع کرو'' اللہ تعالیٰ ہمیں محبوب بنالے گا۔ اور ہمارے گناہ بھی معاف فرمادے گا۔ وہ غفور ورحیم ہے۔

ترجمہ''میں اُس وقت بھی نبی تھا جب آدم پانی اور مٹی میں تھے۔'' (حدیث نبویؐ)

ابن عربیؒ نے کتاب فصوص الحکم میں تشریح فرمائی کہ

ترجمہ''آنحضرت ﷺ کا مادہ روح سے نہیں ہے بلکہ آنحضرت کی روح سے تمام ارواح کا مادہ بنا''

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ

مولانا سید ابوالحسن ندوی لکھتے ہیں'' آپکی بعثت کے بعد دنیا کی رت بدل گئی۔ انسانوں کے مزاج بدل گئے۔ دلوں میں خدا کی محبت کا شعلہ بھڑکا۔ خدا طلبی کا ذوق عام ہوا۔ انسانوں کو ایک نئی دھن لگ گئی جس طرح بہار یا برسات کے موسم میں زمین روئیدگی، سوکھی ٹہنیوں اور پتیوں میں شادابی اور ہریالی پیدا ہو جاتی ہے۔ نئی نئی کونپلیں نکلنے لگتی ہیں۔ درودیوار پر سبزہ اگنے لگتا ہے۔ بعثت محمدیؐ کے بعد قلوب میں نئی حرارت، دماغوں میں نیا جذبہ اور دوسروں میں نیا سودا سما گیا۔

فخر موجودات، شافع محشر دعائے خلیل تمنائے کلیم اور نوید مسیحا حضرت محمدؐ کی ذات گرامی کو پروردگار عالم نے جو بلند مقام جو عظمت اور رفعت اور جو ہیبت عطا فرمائی ہے، اس میں کوئی دوسرا انسان آپ کا ہمسر نہیں ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کو رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا''جرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا میں نے مشرق ومغرب میں آپؐ سے افضل اور بلند مرتبہ کسی کو نہیں دیکھا''۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی''جذب القلوب الی دیار المحبوب''میں ایک حدیث شریف نقل کرتے

Marfat.com

ہیں جو حضرت کعبؓ سے روایت ہے کہ: وہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس آئے ان کی مجلس میں رسول اللہ کا ذکر جاری تھا حضرت صدیقہؓ نے فرمایا کہ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو ستر ہزار فرشتے قبر مطہر حضورؐ کے گرداگرد آجاتے ہیں اور صلوٰۃ (درود) بھیجتے ہیں اور جب شام ہوتی ہے تو چلے جاتے ہیں اور دوسرا گروہ فرشتوں کا اسی تعداد میں آجاتا ہے اور جس انہوں نے درود بھیجا تھا یہ بھی وہی کرتے ہیں، جس وقت آپؐ روضہ (قبر) سے نکلیں گے اس وقت تک یہی سلسلہ جاری رہے گا''۔

امام احمد رضاؒ ان ملائکہ کی تڑپ اور آس کا ذکر کرتے ہیں جو ملائکہ ایک بار در اقدس پر حاضری کا شرف پالیتے ہیں وہ دوبارہ حاضری کے لئے تڑپتے ہیں مگر کس کی مجال کی اللہ تعالیٰ کی حکم عدلی کرے۔ وہاں سے تو صرف ایک بار ہی حاضری کا اذن ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب سے محبت کا دخل کارفرما نظر آتا ہے کہ کثرت ملائکہ کے سبب کوئی محروم نہ رہے سب در محبوبؐ کی حاضری کا شرف پالیں۔ بروز حشر تک تمام فرشتے باری باری یہ سعادت حاصل کرلیں۔ فرشتے یونہی صبح سے شام اور شب سے سحر دوبارہ کی آس میں گزار رہے ہیں۔ امام احمد رضا فرماتے ہیں۔

تڑپا کریں بدل کے پھر آنا کہاں نصیب
بے حکم کب مجال پرندے کو پر کی ہے
اے وائے بیکسی تمنا کہ اب امید
دن کو نہ شام کی ہے نہ شب کو سحر کی ہے

سرور انبیا رحمت العلمین کے حضور عرض کیجئے

میرے قلب میں ہے جو روشنی
تیرے اسم پاک کی بھیک ہے
تیری خاک پاء کا ہے معجزہ
یہ جو جاں ملی جو اماں ملی
تیرے تذکرے کی عطا ہے یہ
میرے فکر و فن کو جلا ملی
تیرا عشق میرا دستگیر
سدا تیرے در پہ پناہ ملی
مصطفٰے جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

حکیم لامت علامہ اقبال امت مسلمہ کے نام اپنے پیغام حق میں کہتے ہیں

دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کردے قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے

11- وصیت رسول ﷺ

آقاء دو جہاں فخر موجودات ساقی کوثر نے بنی نوع انسان کو بتایا کہ انسان کو ضرورت ہے ایک نظریۂ کائنات کی ایک فلسفہ زندگی کی ایک نظام اقدار کی مگر ہم نے نبی اکرمؐ کی تعلیمات اور اسوہ حسنہ پر عمل کرنے کی بجائے انسان کی حیات اجتماعی کے بارے میں اسلامی تعلیمات کو مکمل نظر انداز کر دیا۔ 9 ذی الحجہ کو میدان عرفات میں سرکار دو عالم ہادی برحق نے ایک لاکھ 24 ہزار خدا پرستوں کے مجمع کے سامنے کا اتحاد امت کیلئے ایسا چارٹر پیش کیا جس پر اگر ہم آج بھی حقیقی معنوں میں عمل کریں دین اور دنیا میں فلاح حاصل کر لیں شافع محشر رحمت دو عالم حضرت محمدؐ نے حمد وصلوۃ کے بعد خطبہ حج ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! تمہارا خون تمہارا مال اور تمہارا ننگ وناموس اس طرح ایک دوسرے پر حرام ہے جس طرح یہ دن (جمعہ) یہ مہینہ (ذی الحج) اور یہ شہر (مکہ مکرمہ) تم سب کیلئے قابل حرمت ہے''۔ اور اس نکتے پر مزید زور دیکر آقاؐ نے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! آخر تمہیں بارگاہ ایزدی میں پیش ہونا ہے۔ وہاں تمہارے اعمال کی باز پرس ہوگی۔ خبردار میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنا شروع کر دو''۔

کیا آج ہم پیغام رسولؐ پر عمل پیرا ہیں؟ ہمیں اپنے گریبانوں میں جھانکنا ہوگا کہ ہم اپنے آپ کو محمد ﷺ کا غلام کہتے ہیں مگر اپنے اپنے مفادات کا سہارا لیکر دوسرے کلمہ گو اور خدا کو ماننے والے انسان کو قتل یا ان کو فرقہ عقیدہ اور عبادات کی بنیاد پر واجب القتل قرار دیتے ہیں تو پھر ہم کیسے نبی اکرمؐ کی تعلیمات کے مطابق اسلام کو نمونہ؟ ضروری ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی تعلیمات کو دور حاضر کے تقاضوں کے مطابق علامہ اقبال کی اجتہادی بصیرت کی روشنی میں اختیار کیا جائے۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ نے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ کون ہے جو تین آیات پر بیعت کرے، ان آیات میں 10 حرام چیزوں کا ذکر ہے وہ چیزیں جن کو غافل وجاہل انسانوں نے من گھڑت رسم کے طور پر اپنا لیا اور جائز سمجھ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کسی کو بھی اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہراؤ، اگرچہ تمہارے ٹکڑے کر دیئے جائیں یا سولی پر چڑھا دیا جائے یا زندہ جلا دیا جائے۔ یعنی غیر اللہ کو عبادت یا اطاعت میں، یا اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفات کے برابر یا ساتھی قرار

Marfat.com

دینا، اپنے کاروبار اور دینی دنیاوی مقاصد میں اور نفع ونقصان میں غیر اللہ کو ہی کارساز نہ سمجھے۔ عبادت میں ریاکاری (دکھاوا کیلئے) اور صدقہ اپنا نام چمکانے کیلئے کرے۔ فرمان رسول ﷺ ہے

ترجمہ: ''وہ شخص جس نے اپنے ماں باپ کو بڑھاپے میں پایا پھر جنت میں داخل نہ ہوا'' (بے یارومددگار چھوڑ دیا) (فرمان رسالت)

ترجمہ: ''افلاس کی وجہ سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو ہم تم کو بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی اولاد کو حرام مال کھلانا کہ وہ غافل فکر آخرت رہے قتل سے کم نہیں۔''

ترجمہ: ''بے حیائی کے جتنے طریقے ہیں ان کے پاس بھی مت جاؤ خواہ وہ اعلانیہ ہوں یا پوشیدہ۔ (فرمان رسالت)

ترجمہ: ''ناحق قتل، صرف مسلمان کو ہی قتل کرنا حرام نہیں بلکہ غیر مسلم کو بھی قتل کرنا حرام ہے گویا اس نے اللہ پاک کا عہد توڑا اس کی وضاحت میں حدیث نبویؐ ہے سوائے اس کے کہ شادی شدہ ہونے کے باوجود بدکاری کرے، کسی کو ناحق قتل کر دیا ہو تو اس کے قصاص میں مارا جائے یا دین چھوڑ کر مرتد ہو گیا ہو، سب انسانوں کا خون حرام ہے۔''

ترجمہ: ''یتیم کے مال کے قریب مت جاؤ مگر ایسے طریقہ سے جو مستحق ہو یہاں تک کہ وہ اپنے سن بلوغت کو پہنچ جائے البتہ یتیم کے مال کی حفاظت کرنا، جائز تجارت یا کاروبار میں لگانا۔

ناپ تول میں کمی کرنے والوں کو رسول اللہ ﷺ نے بمخاطب ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: ''ناپ اور تول یہ وہ کام ہیں جن میں بے انصافی کیوجہ سے تم سے پہلے کئی امتیں عذاب الٰہی کے ذریعے تباہ ہو چکی ہیں۔'' ناپ تول یہی نہیں کہ کم تولا جائے بلکہ دوسرے کے حق میں کمی کرنا جیسے جو ملازم ڈیوٹی پوری نہ کرے، وقت یا کام میں کوتاہی کرے، چاہے وہ وزیر ہو یا مزدور یا سرکاری ملازم سب اسی ذمرے میں آتے ہیں۔

عدل وانصاف کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ''یعنی جب تم بات کہو تو حق بات کہو اگرچہ اپنے رشتہ دار کے خلاف ہی ہو۔''

حضرت بریدہؓ نے آپ ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرمایا۔

ترجمہ: ''پنچائت، جرگہ یا قاضی (یعنی مقدمات کا فیصلہ کرنے والے) تین قسم کے ہیں۔ جس نے معاملہ کی تحقیق شریعت کے موافق کر کے حق کو پہچان کر فیصلہ دیا وہ جنتی ہے اور جس نے تحقیق شریعت کر کے حق بات کو جان لیا مگر فیصلہ خلاف کیا، جہنمی ہے اور وہ قاضی جس کو علم نہ ہو تحقیق اور غور وفکر میں کمی کی اور جہالت میں فیصلہ دے دیا جہنمی ہے۔''

Marfat.com

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرو۔''
اس عہد سے مراد کہ کلمہ گو مسلمان مالک الملک کے کسی حکم کی سرتابی نہ کرے جن کاموں کے کرنے کا حکم ہے پورا کرے جن سے منع فرمایا گیا ہے ان کاموں سے باز رہے اور ان کے شبہات سے بچے یعنی مکمل اطاعت کی جائے۔ تفسیر مظہری میں قرآن پاک نازل فرمانے اور رسول ﷺ کو بھیجنے کا منشا تو یہ ہے کہ لوگ اپنے خیالات، ارادوں اور تجویزوں کو قرآن کے تابع کریں لیکن ہو یہ رہا ہے کہ لوگوں نے قرآن وسنت کی تاویلیں اپنے مطابق ڈھالنے کی ٹھان لی، یہاں سے گمراہی پھوٹتی ہے اس آیت میں ان سے بچنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ نبی اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔
ترجمہ: ''جس نے اسلام میں اچھا طریقہ جاری کیا پھر اس کے بعد اچھے طریقہ پر عمل کیا تو اس شخص کو اتنا اجر وثواب ہے جتنا ان کے بعد سب عمل کرنے والوں کو ملے گا۔'' (مسلم، مشکوٰۃ)
شریعت نے چھوٹا سا معاہدہ بھی دو گواہوں کے روبرو لکھ لینے کا حکم دیا ہے۔ تا کہ بعد میں فساد کا باعث نہ بنے اسلام نے اس نکاح کو پسند فرمایا ہے جسمیں اخراجات انتہائی کم ہوں۔ اور بیوہ کے نکاح ثانی کا سخت حکم دیا ہے جبکہ معاشرہ میں عمل درآمد نہ کرنے سے (زنا جیسے) خوفناک نتائج ملتے ہیں۔ اسلام نے جھوٹ بددیانتی اور طمع لالچ کو شیطانی راستہ بتایا ہے اور یہ کہ وہ اعمال بداللہ کی ربوبیت پر دلی یقین نہ ہونے کے بعد سرزد ہوتے ہیں۔ اسلام نے زیادہ منافع حاصل کرنے کے حربے بھی مکروقرار دیئے ہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ کے ہاں انسانوں کی بہتری چاہنے والا اللہ کو بہت پیارا ہوتا ہے اور خدمت خلق کا عمل عین عبادت ہے اللہ تعالیٰ سے اسکی توفیق مانگنا چاہیے۔
نبی ﷺ نے فرمایا جس قوم میں سُود اور زنا پھل جائے وہ دنیا ہی میں مستحق عذاب ہو جاتی ہے (مشدرک حاکم)
سُود لینا اور دینا دونوں حرام ہیں آپؐ نے فرمایا ''نہ سُود خود کھاؤ نہ دوسرے کو کھلاؤ'' معجم الکبا حضور نبی کریمؐ فداہ روحی نے وفات شریف سے ایک ماہ بیشتر مدینہ منورہ میں ایک تقریر ارشاد فرمائی۔ اس میں اُمت کے حق میں دعائے خیر بھی کی گئی ہے۔ وصیت بھی اور انتباہ بھی جس کا محتاط ترجمہ درج ذیل ہے۔
لوگو مرحبا۔ خدا تعالیٰ کی سلامتی، حفاظت ونصرت تمہارے ہمرکاب رہے۔ خدا تمہیں بلندی ہمت اور ہدایت کی توفیق عطا فرمائے۔ خدا تمہیں اپنی پناہ میں رکھے۔ آفات سے بچائے اور تم کو سلامت رکھے۔
''تم پر لازم ہے کہ سرکشی، تکبر اور سر اُونچا کر کے چلنے کی وبا خدا کے بندوں اور خدا کی بستیوں میں نہ پھیلنے دو۔ آخرت کا گھر اسی کے لیے ہے جو سر غرور اُونچا کر کے نہ چلے اور فساد برپا نہ کرے۔ خوشگوار

Marfat.com

عاقبت صرف پرہیز گاروں کا حصہ ہے۔''

'''میں تم کوتقویٰ اور خدا ترسی کی وصیت کرتا ہوں۔تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔تم کو اپنا جانشین بناتا ہوں اور تم کو عذاب الٰہی سے ڈراتا ہوں۔ مجھے توقع ہے کہ تم بھی لوگوں کو اسی طرح ڈراتے رہو گے۔

مجھے یہ ڈر نہیں رہا کہ تم مشرک بن جاؤ گے لیکن یہ ضرور ڈر ہے کہ دنیا کی محبت اور فتنہ سامانیوں میں گرفتار ہو کر کہیں ہلاک نہ ہو جاؤ، جیسے پہلی اُمتیں ہلاک ہوئیں''

جو نظر قصد اور ارادہ سے عورت پر ڈالی جائیگی وہ حرام ہے۔ بلکہ مسلمان زبان کی آفت سے بچے ،زبان درازی فحش گوئی نہ کرے۔ حکم یہ کہ ضرورت سے زیادہ نہ بولے نہ کھائے نہ سوئے

نبیؐ نے فرمایا مومن لعنت نہیں کرتا۔ کسی سے مذاق کرنے اور بدلہ لینے سے منع فرمایا ہے۔ جھوٹ بولنا اور جھوٹی قسم کھانے پر سخت عذاب کی وعید ہے اسی طرع غیبت انسان کی نیکوں کو اسطرح کھا جاتی ہے جسطرح آگ سوکھی لکڑیوں کو۔

مال وراہ کی حرص غرور حسد اور کینہ سے ایمان میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔

ناحق قتل کرنا۔ زنا کا مرتکب ہونا۔ نیک منکوحہ کو زنا کی تہمت لگانا۔ دو چند کفار کے مقابلہ سے بھاگ جانا۔ یتیم کا ناحق مال کھانا۔ مسلمان والدین کو ناحق ستانا۔ مکۂ معظّمہ کے حرم میں ممنوعہ اشیاء کا استعمال کرنا۔ سود کھانا۔ شراب نشہ آور چیز کا استعمال کرنا۔ سوٗر کا گوشت کھانا۔ جھوٹی گواہی دینا۔ بلاوجہ سچی گواہی چھپانا۔ بلا عذر رمضان کے روزے نہ رکھنا۔ نماز نہ پڑھنا۔ نماز بے وقت ادا کرنا۔ زکوۃ نہ دینا۔ جھوٹی قسمیں کھانا۔ قطع رحم کرنا۔ ناپ تول میں بد دیانتی کرنا۔ مسلمانوں سے بلاوجہ لڑتے رہنا۔ قدرت کے باوجود امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے ہاتھ روک لینا۔ قرآن پاک یاد کر کے بھول جانا۔ عورت کا اپنے خاوند کی نافرمان ہونا۔ مرد کا اپنی بیوی پر ظلم کرنا۔ میاں بیوی میں لڑائی کی بنیاد رکھنا۔ علمائے دین اور حافظان قرآن کی توہین کا مرتکب ہونا۔ اللہ کی مغفرت سے ناامید ہونا۔ اس کے عذاب سے بےخوف رہنا۔ یہ سب اعمال بد وہ جن سے نبی کریمؐ نے منع فرمایا ہے گناہ کبیرہ میں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ خالق کائنات ہے۔ کون ہے جو اس سے بڑھ کر مخلوق کی بھلائی سوچے.. اللہ پاک اپنے بندوں کو مختلف طریقوں سے آزماتا ہے کہ دیکھے اس کا بندہ منعم کو فوقیت دیتا ہے یا نعمت کو۔ اللہ تعالیٰ کبھی تو اس کو بہت زیادہ نواز کر آزماتا ہے اور کبھی اس کو مصیبت میں مبتلا کر کے۔ اور کبھی اس کی محبوب چیز لے کر آزماتا ہے اور دیکھتا ہے کہ اس کا بندہ کون ہے۔ کون ہے جو خوشی کے وقت شکر کا سجدہ بجالائے، مصیبت

Marfat.com

میں صبر سے کام لے اور راضی برضا رہے۔ غم اور مصیبت پر چیخنا چلانا مومنین کا شیوہ نہیں بلکہ کافروں کا شیوہ ہے کیونکہ مومنین قضا وقدر پر راضی برضا خداوندقدوس ہیں جبکہ کافرین جو کہ رب کو مانتے ہی نہیں وہ مصیبت کے وقت چلاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مصیبت میں بلند آواز سے نوحہ گری اور بین کرتا ہے اس پر اللہ کی لعنت برستی ہے۔ بلند نوحہ گری اور بین کفر ہے ایسے شخص کا نام مومنوں کی فہرست میں منافق لکھا جاتا ہے۔ ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی ہے۔ جو مصیبت میں بلند آواز سے نوحہ گری کرے۔ مشائخ نے یہ بھی کہا ہے کہ مصیبت میں جو شخص بلند آواز سے نوحہ گری (بین) کرتا ہے۔ اس پر چالیس سال کے گناہ لکھ دیئے جاتے ہیں۔ اور اس کی سوسالہ عبادت بھی ضائع کردی جاتی ہے۔ اور اگر وہ اس سال توبہ کئے بغیر مرجائے تو ابلیس کا ساتھی ہوگا۔

ترجمہ: بے شک صبر اور تکلیف و مصیبت دونوں مومن کو پیش آتے ہیں۔ جب مومن کو تکلیف و مصیبت آتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے اور بے شک جزع اور تکلیف مصیبت دونوں کافر کو پیش آتے ہیں تو وہ جزع وفزع کرتا ہے۔

حضرت علیؓ کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم اسلام کا سب سے بڑا حادثہ نبی کریم ﷺ کا رخصت ہونا ہے۔ مگر صحابہ کرامؓ نے اس پر صبر کا مظاہرہ کیا۔ حضرت علیؓ نے اس واقعہ پر بھی جزع وفزع سے پرہیز کیا۔ کیونکہ یہ حکم رسول کریم ﷺ کا تھا، آقا کریم ﷺ اگر ان کو صبر کا حکم نہ دیتے تو وہ اتنا روتے کہ دریا بہا دیتے۔

یہی نہیں بلکہ پیغمبر خدا ﷺ نے اپنی وفات کے وقت سیدہ فاطمہؓ کو وصیت فرمائی کہ اے بیٹی جب میں انتقال کر جاؤں تو اپنا منہ نہ پیٹنا۔ بال نہ بکھیرنا واویلہ نہ کرنا اور مجھ پر نوحہ نہ کرنا اور نہ نوحہ گروں کو بلانا۔ ممنوعات رسول ﷺ کی پابندی نہ کرنا ایک مسلمان کیلئے نہ صرف گناہ عظیم ہے بلکہ ان پر عذاب کی وعید ہے۔

12- درود شریف

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنو صلو علیہ و سلموا تسلیما

Marfat.com

ترجمہ: ''یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی رسول ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اور اے ایمان والو تم بھی صلوٰۃ وسلام بھیجتے رہا کرو''

فرمایا: جبرائیلؑ آئے اور انہوں نے عرض کی اے محمد ﷺ حق تعالیٰ جل جلالہ فرماتا ہے

''جو بندہ آپ ﷺ کی امت میں ایک مرتبہ آپ پر درود پڑھتا ہے۔ میں اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہوں۔''

بعض مشائخ کرام فرماتے ہیں جب ایسا شیخ، مرشد کامل موجود نہ ہو جو اس کی تربیت کر سکے تو اسے چاہئے کہ رسول کریم ﷺ پر درود بھیجنے کو لازم کرلے یہ ایسا طریقہ ہے جس کا طالب واصل بحق ہو جاتا ہے اور یہی درود وسلام اور حضور ﷺ کی طرف توجہ کرنا اس طریقے سے آداب قبول اور اخلاق جمیلہ محمدیہ سے اس کی تربیت کردیں گے اور کمالات کے بلند تر مقامات و مرسلین کے قرب سے سرفراز فرمائیں گے۔ سب سے زیادہ لذیذ و تر اور شیریں تر خاصیت درود شریف کی یہ ہے کہ اس کی بدولت عشاق کو خواب میں حضور پرنور کی دولت زیارت میسر آجاتی ہے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد گرامی ہے۔

''جس کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو تو وہ ہزار مرتبہ پوری توجہ کے ساتھ حضور ﷺ پر درود پاک پڑھ کر اللہ جل جلالہ سے دعا مانگے، انشاء اللہ حاجت پوری ہوگی''

کثرت درود پاک کے اثر سے نبی اللہ ﷺ کی محبت عطا ہوتی ہے یہی محبت اور عقیدت زندگی کا ساز اور روشنی ہے۔

درود شریف پڑھنے کے آداب باوضو ہو کر درود پڑھے

اخلاص یعنی اللہ تعالیٰ جل جلالہ، کے حکم کی تعمیل اور رسول اکرم ﷺ کی محبت کی عظمت کی نیت سے پڑھے۔

درود پاک پڑھتے وقت یہ تصور کرے کہ شاہ کونین ﷺ میرا درود پاک سن رہے ہیں۔ اس لئے بزرگان دین نے فرمایا۔ کہ سرور عالم شفیع اعظم ﷺ کو حاضر ناظر جان کر درود شریف پڑھے۔

13- عبادت

خالق کائنات نے انسان کو پیدا کیا تو اس کا مقصد زمین میں اپنا نائب اور انسان زندگی کا مقصد اپنی عبادت قرار دیا۔ انبیاء ورسل کو مبعوث فرمانے کا مقصد بھی یہی ہوتا کہ انسان کو اس کی زندگی کا بھولا ہوا

Marfat.com

مقصد یاد کرایا جائے۔گویا انسان کی تخلیق سے ہی ایک خاص اور متعین مقصد ہمیشہ اس کے ساتھ رہا ہے۔
زندگی کا مقصد اپنی عبادت قرار دیا۔انبیاؑ ورسل کو مبعوث فرمانے کا مقصد بھی یہی ہوتا کہ انسان کو اس کی زندگی کا بھولا ہوا مقصد یاد کرایا جائے گویا انسان کی تخلیق سے ہی ایک خاص اور متعین مقصد ہمیشہ اسکے ساتھ رہا ہے۔

اسلام میں تصور عبادت ایک وسیع مفہوم کا حامل ہے۔قرآن مقدس میں عبادت کا متضاد لفظ "تکبر" استعمال ہوا ہے۔

ترجمہ: جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ سب جہنم میں داخل ہوں گے۔(المومن 60)اور جسے اللہ کی عبادت سے عار ہو اور وہ تکبر کرے تو اللہ ان سب کو جلد ہی اپنے پاس جمع کرے گا۔(النساء172)شریعت میں عبادت سے مراد ایسی کیفیت ہے،جس میں انتہائی محبت کے ساتھ انتہائی خضوع اور خوف شامل ہو۔(تفسیر ابن کثیر)علامہ اقبالؒ لکھتے ہیں۔''عبادت کے دو جز ہیں۔انتہائی محبت اور انتہائی عاجزی اور انتہائی پستی کے ساتھ''۔گویا کہ عبادت زبردستی کی عاجزی یا انکساری کا نام نہیں بلکہ اپنے رب کیساتھ دل کے میلان کا نام ہے،گویا پورے شعور کے ساتھ ایک بالاتر ہستی کا اعتراف کرے،اس کے جمال کی محبت سے سرشار ہو کر اور اس کے جلال کی ہیبت سے مرغوب ہو کر پوری آمادگی کے ساتھ اس کے سامنے سر تسلیم خم کردے،اور یہ جذبہء تسلیم ورضا چند معمولات ورسومات تک محدود نہیں بلکہ پوری انسانی زندگی کے تمام اعمال کو محیط ہو۔ہر وہ عمل جو اللہ کے عطاء کردہ، فرمودات اور ضابطے کے مطابق ہو اور جس کا منشاء ومقصود رضائے الٰہی ہو''عبادت'' ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جس قدر بھی عبادات بنائی ہیں وہ انسان کو بندگی سکھانے کیلئے بنائی ہیں۔ہر وہ نیک عمل جو کوئی بھی انسان اپنے خالق کے حکم،رضا اور شکر ادا کرنے کی خاطر کرے،عبادت کہلاتا ہے۔خالق نے فرمایا۔ترجمہ:''اطاعت کرو اپنے پروردگار کی اور رسول اللہ ﷺ کی۔''

درحقیقت حقوق العباد کی ادائیگی کئے بغیر عبادت کی قبولیت محال ہے۔اللہ تعالیٰ انسانی عبادات سے بے نیاز ہے اور چاہتا ہے کہ اس کا بندہ بندگی میں چلا جائے جو عبادات کی اصل روح ہے۔آج دنیا میں عبادت تو سب مذاہب کرتے ہیں کوئی گرجا میں،کوئی مندر میں،کوئی مسجد میں کرتا ہے لیکن اکثریت اطاعت سے محروم ہے۔حقیقی اطاعت سے مراد اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے جو بھی احکامات خواہ حقوق اللہ ہیں یا حقوق العباد سب پر عمل کیا جائے اور ان کے تابع رہ کر زندگی گزاری جائے اس کی تکمیل بندگی کہلاتی ہے۔جو روح کی تازگی کا سبب بنتا ہے۔درحقیقت عبادت اور ذکر کی ایک روح ہوتی

Marfat.com

ہے۔نماز اور تلاوت قرآن میں ادا کردہ الفاظ کے معنی جاننے اعمال میں خلوص اور ذکر الٰہی میں تصور باندھنے سے رجوع خشوع قائم ہو جاتا ہے۔

آج مسلم اُمہ سمیت دنیا بھر کے مذاہب اور مسالک سے تعلق رکھنے والے اکثر لوگ بے روح عبادت کرتے ہیں پھر عبادت کے بعد آزاد ہو جاتے ہیں۔اپنی سوچ، فکر، رسم، منشا، رواج ماحول اور معاشرت میں ڈھل کر ذات الٰہی اور اطاعت رسول ﷺ کی صریحاً نافرمانی کرتے ہیں۔آج مسلم معاشرہ میں بھی عبادت رسم بن کر رہ گئی ہے گویا خلوص، عدل اور حقوق و احساس کے بغیر عبادت بھی رسم ہے۔رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ممنوعات اور غیر پسندیدہ حرکات سے باز رہنا عین عبادت ہے، سود حرام ہے، رشوت دینے اور لینے والے دونوں جہنمی ہیں، دوسروں کا مال یا سرکاری خزانہ کا مال حرام ہے، اسی طرح ہم اپنے خاندانوں اور روزمرہ کے حقوق و معاملات میں کسقدر بے رُخی سے نافرمان بنتے ہیں یہی سبب ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور نبی اللہ ﷺ کی اطاعت کے بجائے رسموں میں جا بسے ہیں۔

نبی اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: ''اے لوگو! تم جاگیریں حاصل کرنے میں زیادہ محو نہ ہو جانا کہ کہیں تم دنیا ہی میں پھنس کر نہ رہ جاؤ۔''

انسان جب محبت اور نفرت کے معیار اپنی ذات اور تسکین نفس کیلئے مقرر کرتا ہے تو یہ مادہ پرستی ہے جس سے خود غرضی، طمع و لالچ اور جبر جیسی عادات پیدا ہوتی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو فرمایا۔ترجمہ: ''اے داؤد! اپنے نفس سے عداوت رکھ، میری محبت اس کی دشمنی میں ہے۔''

آج ہماری مادہ پرستی نے اللہ تعالیٰ اور نبی اللہ ﷺ کی محبت سے عملاً دور کر دیا ہے، صرف ہمارا دعویٰ باقی ہے کہ ہم مسلمان کے گھر پیدا ہوئے ہیں اور نام رکھا ہے۔عام لوگوں کے ذہن میں عبادت کا مفہوم صرف نماز روزہ حج تسبیح ہے دینی مدارس میں بھی قرآنِ پاک کی تلاوت اور حفظ قرآن کا نظام عام ہے۔جبکہ دین اور عبادت کی روح قرآن پاک با ترجمہ باتفسیر روزمرہ کے حقوق و معاملات کی احسن ادائیگی برائی کیخلاف جہاد دکھی انسانیت کی خدمت اور رزق حلال کی جستجو ہے۔درود ابراہیمی کے ورد سے رسُول مقبولؐ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔کلمہ طیبہ کے ورد سے انسان قناعت پسند ہو جاتا ہے جبکہ اللہ پر توکل ایمان کی بنیاد ہے۔

آج ہماری اکثریت دین کے نازک پہلوؤں قرآنی آیات، ہدایات اور نبی اکرمؐ کے اسوہ حسنہ اور اس راہ حق جس پر پوری زندگی کی درستی اور آخرت کی ابدی راحت کا دارومدار ہوتا ہے کی تلاش میں روشنی کے چراغ گل کر کے آنکھ، دل، کان اور ذہن پر تالے لگا کر محض اندھی دعاؤں سے مقصد حیات کی

Marfat.com

فکر کرتی نظر آتی ہے۔اس اندھی تقلید کا ایسا عقیدہ شوخ اور فکر وعمل قریب نفس کے سوا کیا کہا جائے توکل اور اطاعت حقوق ومعاملات سے آزاد اور اپنی فطری ذمہ داریوں سے سبکدوش رہ کر دنیا و آخرت کی نجات وعرفان چاہتے ہیں جو قانون فطرت میں محال ہے اس لمحہ قوم کو یہ بتانا انتہائی ضروری ہے کہ رب العزت سے حقوق اللہ اور حقوق العباد ادائیگی اور صراط مستقیم پر استقامت کی توفیق اور رحمت کی التجا کی جائے اور کلمہ طیبہ کا مفہوم جان کر ہر حال میں رضائے الٰہی کو مقدم رکھا جائے۔

بدقسمتی سے ہمارے ہاں دینی فکر کے حامل اکثر ادارے یا اسلامی تربیتی ادارے فرد کی نشو ونما و ترقی کی کوششیں اس طرح انجام دیتے ہیں۔جیسے کاروباری نوعیت کے ادارے صرف اور صرف مالی منفعت اور کاروباری وسعت کو ذہن میں رکھتے ہیں لیکن وہ آخرت کی فکر سے بالکل آزاد ہوتا ہے۔جبکہ اصل مطلوب متوازن شخصیت کی تیاری ہے جس کیلئے ہمیں شخصیت کی نشو ونما و ترقی کے تمام زاویوں پر نگاہ رکھنی ہوگی۔انسانی نشو ونما و ترقی کا یہ تصور عین عبادت ہے۔

☆ صحیح فکر کی طرف رہنمائی کرنا۔☆ عقائد اور تصورات کو اللہ کیلئے خاص کرنا ☆ نیت اور ارادے کو درست کرنا ☆ صحیح اور غلط کی تمیز وتفریق پیدا کرنا ☆ حکمت و دانش کے حصول کی تربیت کرنا ☆ بے غرض اور مخلصانہ رویوں کی تشکیل کرنا ☆ ذہنی سکون ،اطمینان قلب اور فکری یکسوئی کے حصول کی کوشش کرنا ☆ گفتگو، معاملات لین دین میں سچائی اور دیانت کو پروان چڑھانا ☆ اپنے رب کی معرفت کے حصول کی طرف توجہ دینا ☆ آخرت میں جوابدہی کا احساس پیدا کرنا ☆ تمام تر معاملات مں اللہ کا دل میں خوف رکھنا۔

فرمان باری تعالیٰ ہے ترجمہ ”جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ رزق ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے کھلے اور چھپے خرچ کرتے ہیں یقیناً وہ ایک ایسی تجارت کے متوقع ہیں جس میں ہرگز خسارہ نہ ہوگا۔(سورہ فاطر:۲۹)

اگر موجود حالات کا جائزہ لیا جائے تو گذشتہ تین صدیوں کے دوران انسان کا فکری ارتقا باطن سے خارج کی طرف ہوا ہے جس کے نتیجے میں انسان نے اپنے روحانی مرکز سے ناتہ توڑ کو اپنے لئے ایک خودمختار مادی اقتدار کے قیام کا اعلان کیا۔جب تک کہ خدائی احکام اور شریعت کی طرف رجوع نی کیا جائے تو اس کے سوا باقی سب ہوا وہوس،خواہشات ومیلانات اور جاہلیت و بے علمی ہے۔اللہ کے نازل کردہ احکام کو چھوڑ کر دوسرے قوانین سے فیصلہ کرنے کا نتیجہ شر وفساد،جہالت وگمراہی اور بالآخر ایمان کے دائرے سے خارج ہونا ہے۔

جب کوئی قوم اللہ اور نبی کی اطاعت ترک کر دیتی ہے تو طرح طرح کی برائیوں میں ملوث ہو جاتی

Marfat.com

ہے۔ان برائیوں میں ایک بڑی برائی وعدے کا پابند نہ ہونا اور ایفائے عہد کا پاس ولحاظ نہ کرنا بھی ہے۔

پہلا وعدہ۔عہد الست: اللہ تعالیٰ سے عالم ارواح میں کیا ہے یہ وعدہ قرآن پاک میں عہد الست کے نام سے بیان ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ سے وعدے کی دوسری نوعیت جو ہم نے ایمان کا اقرار کر کے کیا ہے۔اللہ اور اس کے بھیجے ہوئے رسول کی دعوت کا اقرار در اصل وہ عہد و پیمان ہے جس میں ہم اپنی جان اور مال کو اللہ کے ہاتھوں جنت کے بدلے میں بیچ چکے ہیں۔سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۳۴ اور ۳۵ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اچھے کام کرنے کی تلقین کرتے ہوئے وعدے کو پورا کرنے اور عہد و پیمان کا پاس ولحاظ کرنے کا تاکیدی حکم دیا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ ہر وعدے اور عہد و پیمان کے بارے میں قیامت کے دن سوال ہوگا۔کہ اسے پورا کیا گیا کہ نہیں؟ یہ وعدہ اللہ تعالیٰ سے کیا گیا ہو یا اس کے بندوں سے کیا گیا ہو، ہر وعدے کے بارے میں پرسش ہوگی (بنی اسرائیل ۱۷:۳۴۔۳۵)

قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ترجمہ ”خبردار نہیں ہیں دلوں کو سکون سوائے میرے ذکر کے اور میرے ذکر ہی سے دل سکون پاتے ہیں“۔(پارہ نمبر ۱۳ سورۃ الرعد آیت نمبر ۲۸)

ہم ظاہری عبادات، نماز، روزہ، حج، زکوۃ، ادا کرتے ہیں مگر سکون نام کی چیز ناپید ہے۔اس کی وجہ کیا ہے؟ ہم اپنے جسم کے ساتھ بارگاہ خداوندی (نماز) میں حاضر ہوتے ہیں مگر ہمارا دل کسی نہ کسی فکر میں مبتلا ہوتا ہے اور آقا پاک ﷺ کا فرمان ہے۔

ترجمہ: ”جس نماز میں دل حاضر نہ ہو وہ قبول نہیں ہوتی“۔سوچنا یہ ہے کہ جو عبادات ہمیں اس دنیا میں فائدہ نہیں دے رہی ہیں یہ ہمیں آخرت میں کیا فائدہ دیں گی۔وجہ یہ ہے کہ ہماری ہر عبادت بے روح ہے نماز کا معیار یہ ہے کہ وہ برائی اور بے حیائی سے بچاتی ہے۔

مگر ہم برائی سے نہیں بچ رہے روزہ، گناہوں کیلئے ڈھال ہے مگر ہم لوگ دوران روزہ بھی گناہ کرتے ہیں۔ان بے روح عبادات سے ہمارے اوپر سے فرض تو ساقط ہو جاتا ہے مگر قبولیت کے درجے کو نہیں پہنچ سکتیں۔چاہیئے تو یہ تھا کہ ہم اس سلسلہ میں فکر کرتے ہم اپنے جسم کی پرورش کے متعلق اتنے متفکر رہتے ہیں تو روح کی پرورش کے متعلق کسی سے نہیں پوچھتے۔قرآن پاک میں اللہ پاک کا فرمان ہے ترجمہ ”پس اگر تم نہیں جانتے ہو تو اہل ذکر سے سوال کرو“۔

اہل ذکر سے مراد اولیائے کاملین ہیں یہ لوگ خود بھی ذکر کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی دعوت دیتے ہیں کہ ہم اللہ پاک کے ذاتی نام کا ذکر کریں گے تو تب جا کر ہمیں سکون حاصل ہوگا اور ہماری ظاہری عبادات مقبولیت کے درجے کو پہنچیں گی نیز ذکر اللہ سے روح جب بیدار ہوگی تو پھر اللہ پاک کی پہچان نصیب ہوگی اللہ پاک کی ذات کی پہچان ہم ظاہری آنکھوں سے نہیں بلکہ دل کی یعنی باطنی آنکھوں سے

Marfat.com

کریں گے۔

ذکر کرنے کا طریقہ بھی اللہ پاک نے قرآن پاک میں بیان فرمادیا۔ ترجمہ: ''اپنے رب کے نام کا ذکر، کرو سانسوں کے ساتھ۔ خفیہ طریقے سے عاجزی کیساتھ (زبان اور ہونٹوں کو بند رکھتے ہوئے) صبح بھی کرو اور شام بھی کرو تاکہ تم غافلین میں سے نہ ہو جاؤ''

علامہ اقبالؒ نے فرمایا:

تیرا تن روح سے ہے نا آشنا
تن بے روح سے ہے بیزار حق
خدائے زندہ ہے، زندوں کا خدا

صحابہ اکرامؓ اس لئے کامیاب تھے کہ ان کو اقرار توحید کے ساتھ ساتھ قلبی تصدیق بھی حاصل تھی۔ ان کی روحیں بیدار تھیں یہی وجہ تھی کہ حضرت عمر فاروقؓ نے سینکڑوں میل دور سے جنگی محاز کو بتا دیا۔ ترجمہ ''خیال کرو پہاڑ کے پیچھے دشمن ہے'' حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے اپنے گھوڑوں کو دریائے نیل میں ڈال دیا اور دریائے نیل سے فرمایا کہ اے نیل! اگر میرے گھوڑوں کے سم بھی تیرے پانی سے آلودہ ہوئے تو قیامت کے دن، اللہ پاک کے سامنے میں تیری شکایت کروں گا۔ جب روح بیدار ہوتی ہے تو اندر کا انسان جاگ اٹھتا ہے۔ تو پھر دنیاوی حرص وہوس میں جاہ وحشمت بندے کے سامنے بے وقعت ہو کر رہ جاتی ہے دنیا کی چیزوں پر اسے تصرف حاصل ہو کر رہ جاتا ہے اس کی دلیل سے اس کا کام ہو جاتا ہے۔ اسے سوائے اللہ پاک کی محبت کے قرار نہیں آتا۔ اے لوگو! گناہ کی زندگی سے سچی توبہ کر لو اللہ کے نام کا ذکر کرو اور ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور توفیق طلب کرو اللہ تعالیٰ بڑا غفور ورحیم ہے۔

الٰہی یہ آرزو ہے میری منظور ہو جائے
پہچان ربی سے ہر مومن کا دل پُر نور ہو جائے

تسبیح وتحمید۔ ارشاد نبویؐ ہے کہ جو شخص دن میں سو بار سبحان اللہ وبحمدہٖ ''پاک ہے اللہ اور اس کی حمد کے ساتھ پڑھے'' اس کے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے۔ اگر چہ کثرت میں دریا کی کشادگی کے برابر ہوں اور فرمایا جو کوئی ہر نماز کے بعد 33 سبحان للہ۔ 33 بار الحمدُ للہ اور 33 بار اللہ اکبر کہے اس کے بعد اس کلمہ سے 100 پورا کرے۔ ''لا الہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ لہُ المُلکُ ولہُ الحمد وھوعلی کل شیءٍ قدیر۔'' تو اس کے سب بخش دیئے جائیں گے اگر چہ دریا کے جھاگ کے برابر ہوں اور روایت ہے ایک شخص رسول مقبولؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہؐ دنیا نے مجھے چھوڑ دیا ہے میں تنگ دست محتاج اور

Marfat.com

ہو گیا ہوں میں کیا کروں۔ فرمایا تو کدھر ہے، ملائکہ کی اس صلوۃ اور خلق کی اس تسبیح سے کیا بے خبر ہے جس کی بدولت وہ روزی پاتے ہیں اس نے عرض کی وہ کیا ہے آپؐ نے فرمایا۔

سبحان الله و بحمدهٖ سبحان الله العظيم و بحمدهٖ استغفر الله

پاک ہے اللہ اور اس کی حمد کے ساتھ اسے یاد کرتا ہوں پاک ہے اللہ بڑا اور اس کی تعریف کے ساتھ یاد کرتا ہوں۔ اس سے بخشش چاہتا ہوں۔ فجر کی نماز سے پہلے سو بار پڑھا کرو۔ حق تعالیٰ ہر کلمہ سے ایک ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے وہ قیامت تک تسبیح کیا کرتا ہے اور اسی کا ثواب تجھے ملے گا۔ اور فرمایا یہ کلمات باقیات الصالحات ہیں۔

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔

پاک ہے اللہ اور سب تعریف اللہ کے واسطے ہے اور کوئی معبود نہیں ہے۔ مگر اللہ اور اللہ بہت بڑا ہے۔ اور فرمایا میں یہ کلمات کہتا ہوں اور جو چیزیں گردش آفتاب کے نیچے ہیں ان سے بھی زیادہ ان کو پسند رکھتا ہوں اور فرمایا خدا کے نزدیک یہ چار کلمے سب کلموں سے بہتر ہیں۔ اور فرمایا دو کلمے ہیں کہ زبان پر ہلکے اور میزان میں گراں اور خدا کو بہت پسند ہیں

سورہ حمد ہدایت و معرفت کی عظیم دعا ہے جسکی 3 بار معنی جان کر تلاوت کرنے سے قرآن پاک کا ثواب ملتا ہے۔

آیت الکرسی معنی جان کر 4 بار تلاوت کرنے سے ایک قرآن پاک کا ثواب ملتا ہے۔

سورۃ اخلاص معنی جان کر 3 بار تلاوت کرنے سے ایک قرآن پاک کا ثواب ملتا ہے۔

سورۃ الکفرون معنی جان کر 4 بار تلاوت کرنے سے ایک قرآن پاک کا ثواب ملتا ہے۔

سورۃ والعصر معنی جان کر 4 بار تلاوت کرنے سے ایک قرآن پاک کا ثواب ملتا ہے۔

اے لوگو! مت بھولو کہ نماز ذکر اور تلاوت کے معنی جانے بغیر رجوع و خشوع اور عجز و انکساری پیدا نہیں ہوتی مگر توفیق باری تعالیٰ۔

فقرا نے رسُول مقبول ﷺ سے عرض کی یا رسول ﷺ آخرت کا ثواب تو سب امیروں نے لے لیا کیوں کہ جو عبادت ہم کرتے ہیں وہ تو وہ بھی کرتے ہیں اور اس کے علاوہ صدقہ خیرات بھی دیتے ہیں۔ اور ہم صدقہ نہیں دے سکتے آپؐ نے فرمایا تمہاری محتاجی کے سبب تمہاری ہر تسبیح و تہلیل اور ہر تکبیر صدقہ ہے اور ہر امر معروف اور نہی منکر بھی صدقہ ہے۔

اور اگر کوئی تم میں سے ایک لقمہ اپنے عیال کے منہ میں دیتا ہے وہ بھی صدقہ ہے۔

آداب دُعا۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ عبادات کا

Marfat.com

مقصود اظہار عبودیت ہے۔ اپنی شکستگی اور حق تعالیٰ کی عظمت کو ماننے کہ دعا میں یہ دونوں حقیقتیں ہیں اور جس قدر گریہ زاری زیادہ ہو سکے تیرے لئے اسی قدر اثر ہے۔ خاص دعا اچھے اوقات میں مانگے جیسے عرفہ کے دن۔ رمضان المبارک۔ جمعہ کے روز صبح کی نماز کا وقت۔

دوم یہ ہے کہ افضل حالات کو نگاہ میں رکھے جیسے بارش کے وقت اور فرض نماز کے بعد کا وقت کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ان اوقات میں آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اسی طرح اذان اور تکبیر کے درمیان اور روزہ دار ہونے کی حالت میں اور اس وقت جب دل بہت نرم ہو۔ اس لیے دل کی نرمی خدا تعالیٰ کی مہربانی اور رحمت کھلنے کی دلیل ہے۔

سوئم یہ ہے کہ دونوں ہاتھ اٹھائے اور آخر دعا ہاتھ منہ پر پھیرے۔ اس لیے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ اس بات سے بہت بلند و برتر ہے کہ جس ہاتھ کو اس کی طرف اٹھائیں، وہ اُسے خالی پھیرے رسول مقبول ﷺ نے فرمایا ''جو کوئی دعا کرے گا۔ تین چیزوں سے خالی نہ رہے گا۔ یا اس کا گناہ معاف فرمایا دیا جائے گا یا فوراً کوئی چیز اسے پہنچے یا آئندہ۔''

چہارم یہ ہے کہ دعا میں شک نہ کرے بلکہ دل اسی بات پر جمائے کہ دعا ضرور قبول ہوگی۔

رسول مقبول ﷺ نے فرمایا دُعا کرو تم اللہ تعالےٰ سے اس کی قبولیت کا یقین رکھتے ہوئے۔

پنجم یہ ہے کہ دُعا خشوع خضوع اور حضور قلب سے کرے اور تکرار کرے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو دل غافل ہو اس کی دعا نہیں سنی جاتی۔

14- قرآن، ہدایت، امانت۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ ''یہ برکت والی کتاب ہم نے اتاری تو اسکی پیروی کرو اور پرہیز گاری کرو تا کہ تم پر رحم ہو''

قرآن حکیم، خالق کائنات کی طرف سے علم و حکمت کا سمندر، شفا اور ھدایت و دانائی کا وہ سرچشمہ حیات ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر اپنے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کی وساطت سے اتارا ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے: ترجمہ۔ جو لوگ کتاب اللہ تعالیٰ کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ رزق ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے کھلے اور چھپے خرچ کرتے ہیں یقیناً وہ ایک ایک تجارت کے متوقع ہیں جس میں ہرگز خسارہ نہ ہوگا۔

قرآنی سورۃ الفاتحہ میں رب کریم نے خلقت کو اللہ تعالیٰ کے حضور دعا اور سیدھی راہ کی التجا سکھائی۔

Marfat.com

الحمد للہ رب العلمین

ترجمہ: سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہاں والوں کا بہت مہربان رحمت والا روز حشر (قیامت) کے دن کا مالک۔ (سورۃ الفاتحہ کی پہلی تین آیات)

ترجمہ: (یاالہٰی) ہم تیری ہی عبادت کریں اور تجھی سے مدد چاہیں۔ نہ ان کا جن پہ غضب ہوا نہ بہکے ہوں کا'' (فاتحہ کی آخری آتیں)

سورۃ بقرۃ میں فرمایا۔ الٓمٓ ذٰلک الکتٰب لاریب فیہ.

ترجمہ: ''وہ بلند مرتبہ کتاب (قرآن) کوکوئی شک کی جگہ نہیں اسمیں ھدایت ہے ڈروالوں کو جو بے دیکھے ایمان لائیں جو نماز قائم رکھیں جو ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں (صدقہ خیرات اور زکوۃ وغیرہ) اور ایمان لائیں اُس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا اور آخرت پر یقین رکھیں۔ وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ھدایت پر ہیں اور وہی مراد کو پہنچے۔''

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ (انسان) پر مکمل وضاحت فرمادی، کہ تمہارا اور سارے جہانوں کا مالک، معبود اور حاکم میں ہوں، میری اس سلطنت میں تم نہ خودمختار ہو، نہ کسی کے بندے ہو، نہ میرے سوا کوئی تمہاری بندگی اور پرستش کا مستحق ہے۔ دنیا کی محدود زندگی میں جس قدر اختیارات تمہیں (نیکی اور بدی) دے کر بھیجا جارہا ہے یہ تمہارے امتحان کی ایک مدت ہے، مدت مقررہ کے بعد تمہیں میرے پاس آنا ہوگا اور تمہارے اعمال جانچ کر امتحان میں فیل یا پاس کا جائزہ ہوگا۔ اور سزا جزا کے تحت دوبارہ ہمیش کی زندگی کا آغاز ہوگا۔

قرآن میں تقویٰ، اخلاق حسنہ، پاکیزگی، سیرت وکردار اور دعوت تحقیق وتسخیر کی تعلیم دی گئی ہے۔ صبر واستقلال، بلند حوصلہ سے طوفانوں اور مصائب کا مقابلہ کرنے کا عزم اور خواب غفلت میں رہنے والوں کو عذاب اور عبرت سے ڈرایا گیا ہے۔

توحید اور آخرت کی نشانیاں اور دلیلیں ہر لحہ انسانی آنکھوں کے سامنے رہتی ہیں۔ بشرطیکہ وہ غور و فکر کرے اور اپنے مالک اللہ سے راستہ چاہے۔

قرآن آفاقی پیغام ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ذات پاک ہر شے کا علم رکھتی اور انسانی ایمان وعمل اور خلوص واطاعت پر رہنمائی اور مدد عطا کرتی ہے۔

قرآن میں قدرت کاملہ کے انہی احکام وعمل، فطری تقاضوں اور فکری شعور کا ذکر ہے۔ قرآن نے جو بھی مثالیں انسانی عبرت ونصیحت اور ہدایت کے لئے پیش فرمائی ہیں وہ ازل تا ابد اور حاکم تا محکوم ہر لحہ ہر دور میں اٹل اور یکساں رہتی ہیں۔

Marfat.com

قرآن بلاشبہ حکمِ خالق ہے۔اس کی نافرمانی باعثِ عذاب وآلام ہے۔جس کے ہم مرتکب ہوتے ہیں۔اگرانسان اوراقوام عالم تدبر کریں تو معلوم ہوگا کہ زکوۃ وجہاداوراحتساب سمیت اسلامی نظریات محض مسلمانوں کی آسودگی اور آزادی کا پیغام نہیں یہ پوری انسانیت کی فلاح ونجات کا مکمل نظام ہے۔ بشرطیکہ اس پرغوروفکراورعمل کیا جائے۔

قرآن مجید کی رو سے یورپی نظریات کے تحت عورتوں کی گواہی کی حیثیت سمیت قرآن مجید کی کسی ایک آیت کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔یورپی اور امریکی اقوام کے کفر کا دوہرا معیار محض عالمی سیاسی عدم استحقام اور معاشیات کے دائرہ تک محدود نہیں یہ ہمیشہ کرپشن اور بدعنوانیوں کے مددگار رہتے ہیں اور یوں ہرلوٹ ماراور دہشت گردی تیسری دنیاہی میں پروان چڑھتی ہے۔

صیہونی اقوام، انسانیت کے نام پر سنگین جرائم میں ملوث کردار بد کو اسلامی سزاؤں (نفاذِ شریعت) سے بچاتے ہیں اور یوں اس لاقانونیت کی اوٹ میں ہزاروں قیمتی اور معصوم جانیں جبرودہشت کا نشانہ بنتی ہیں۔جبکہ اسلام دشمنی میں، حریت پسندوں کو زبردستی دہشت گردی میں ملوث کیا جاتا ہے۔

اے کلمہ شہادت کہنے والو! اقرارِ توحید ورسالت اور لا الہ الا اللہ کا مفہوم سمجھو۔اور فرمان الٰہی پر استقامت اختیار کرو۔

قرآن کی رو سے اصل نیکی عبادت نہیں نیک اعمال ہیں اللہ تعالیٰ سے نیک اعمال کی توفیق مانگیے۔

قرآن مجید مکمل ضابطہ حیات اور وسیلہ ہدایت ہے: یہ دنیا کی واحد کتاب ہے جس نے نوع انسانی کے افکار، اخلاق، تہذیب، اور طرزِ زندگی پراتنی وسعت، اتنی گہرائی اوراتنی ہمہ گیری کیساتھ اثر ڈالا ہے جس کی کوئی نظیر دنیا میں نہیں پائی جاتی۔پہلے اس کی تاثیر نے ایک قوم کو بدلا اور پھراس قوم نے اٹھ کر دنیا کے ایک بڑے حصے کو بدل ڈالا۔دوسری کتاب ایسی نہیں ہے جواس قدر انقلاب انگیز ثابت ہوئی ہو۔یہ کتاب صرف کاغذ پرلکھی ہوئی نہیں رہ گئی بلکہ عمل کی دنیا میں اس کے ایک ایک لفظ نے خیالات کی تشکیل اور مستقل تہذیب کی تعمیر کی ہے۔

جس موضوع سے یہ کتاب بحث کرتی ہے وہ ایک وسیع ترین مضمون ہے جس کا دائرہ ازل سے ابد تک پوری کائنات پر حاوی ہے یہ کائنات کی حقیقت اور اس کے آغاز وانجام اوراس کے نظم وآئین پر کلام کرتی ہے یہ بتاتی ہے کہ اس کائنات کا خالق ناظم اور مدبر کون ہے، اس کی صفات کیا ہیں، اس کے اختیارات کیا ہیں اور حقیقت نفس الامری کیا ہے جس پراس نے یہ پورانظام عالم قائم کیا ہے، یہ اس جہان میں انسان کی حیثیت اوراس کا نظام ٹھیک ٹھیک متشخص کر کے بتاتی ہے کہ یہ اس کا فطری مقام اوراس کی پیدائشی حیثیت کیا ہے جسے بدل دینے پروہ قادر نہیں، یہ بتاتی ہے کہ انسان کیلئے فکروعمل کا صحیح راستہ کیا ہے

Marfat.com

جو حقیقت سے پوری مطابقت رکھتا ہے اور غلط راستے کیا ہیں جو حقیقت سے متصادم ہوتے ہیں۔ صحیح راستے کے صحیح ہونے اور غلط راستوں کے غلط ہونے پر یہ زمین و آسمان کی ایک ایک چیز سے نظام کائنات کے ایک ایک گوشے سے انسان کے اپنے نفس اور اس کے وجود سے اور انسان کو اپنی تاریخ سے بے شمار دلائل پیش کرتی ہے۔ اس کیساتھ وہ یہ بھی بتاتی ہے کہ انسان غلط راستوں پر کیسے اور کن اسباب کی وجہ سے پڑتا ہے۔ صحیح راستہ جو ہمیشہ سے ایک ہی تھا اور ایک ہی رہے گا کس ذریعہ سے اس کو معلوم ہو سکتا ہے اور کس طرح اس کو ہر زمانے میں بتایا جارہا ہے، یہ صحیح راستے کی طرف نشاندہی کر کے نہیں رہ جاتی بلکہ اس راستے پر چلنے کیلئے ایک پورے نظام زندگی کا نقشہ پیش کرتی ہے۔ جس میں عقائد، اخلاق، تزکیہ نفس، عبادات، معاشرت، تہذیب، تمدن، معیشت، سیاست، عدالت، قانون غرض حیاتِ انسانی کے ہر پہلو سے متعلق ایک نہایت مربوط ضابطہ بیان کر دیا گیا ہے۔

یہ کتاب پوری تفصیل کیساتھ بتاتی ہے کہ اس صحیح راستے کی پیروی کرنے اور ان غلط راستوں پر چلنے کے کیا نتائج اس دنیا میں ہیں اور کیا نتائج دنیا ختم ہونے کے بعد ایک دوسرے عالم میں رونما ہونے والے ہیں۔ یہ کتاب اس دنیا کے ختم ہونے اور دوسرا عالم برپا ہونے کی نہایت مفصل کیفیت بیان کرتی ہے۔ اس تغیر کے تمام مراحل کو ایک ایک کر کے بیان کرتی ہے کہ وہاں انسان کیسے ایک دوسری زندگی پائے گا اور کس طرح اس دنیا والی زندگی کے اعمال کا محاسبہ ہوگا۔ اس کا پورا اعمال نامہ اس کے سامنے رکھ دیا جائے گا۔ کیسی زبردست شہادتیں اس کے ثبوت میں پیش کی جائیں گی، جزا اور سزا پانے والے کیوں جزا اور سزا پائیں گے۔ جزا پانے والوں کو کیسے انعامات ملیں گے اور سزا والے کس کس شکل میں اپنے اعمال بھگتیں گے۔ اس وسیع مضمون پر جو کلام اس کتاب میں کیا گیا ہے وہ اس حیثیت سے نہیں ہے کہ اس کا مصنف حقیقت سے براہِ راست تعلق رکھتا ہے۔ اس کی نگاہ ازل سے ابد تک سب کچھ دیکھ رہی ہے۔ تمام حقائق اس پر عیاں ہیں، کائنات پوری کی پوری اس کے سامنے ایک کھلی ہوئی کتاب کے مانند ہے۔ نوع انسانی کے آغاز سے اس کے خاتمہ تک ہی نہیں بلکہ خاتمہ کے بعد اس کی دوسری زندگی تک بھی وہ اس کو بیک نظر دیکھ رہا ہے اور وہ قیاس و گماں کی بناء پر نہیں بلکہ علم کی بنیاد پر انسان کی رہنمائی کر رہا ہے۔ جن حقائق کو وہ علم کی حیثیت سے پیش کرتا ہے وہ تمام مظاہر اور واقعات کی مکمل توجیہہ کرتا ہے۔ فلسفہ و سائنس اور علوم و فنون کے تمام آخری مسائل کے جوابات اس کے کلام میں موجود ہیں اور اس کے درمیان ایک منطقی ربط ہے کہ ان پر ایک مکمل مربوط اور جامع نظام فکر قائم ہوتا ہے۔ پھر عملی حیثیت سے جو رہنمائی اس نے زندگی کے ہر پہلو کے متعلق انسان کو دی ہے وہ انتہائی معقول اور انتہائی پاکیزہ ہے۔

قرآن نے انسانی تخلیق کی انتہائی حقیقت بیان فرمائی ہے۔ سورہ المرسلات میں فرمایا کہ ہر جان

Marfat.com

کیلیئے دونوں راستے کھلے ہیں، گمراہی کا بھی اور ہدایت کا بھی۔ سورہ کے آغاز میں ہواؤں کا ذکر فرمایا کہ وہ پہلے تو اٹھتی ہیں، پھر زور پکڑتی ہیں، پھر کہیں رحمت کے بادل لاتی ہیں، کہیں عذاب کا طوفان۔ کسی کیلیئے اتمام حجت بنتی ہیں اور کسی کیلیئے برائی سے بچنے اور نیکی اختیار کرنے کا سبب یعنی باعث عبرت۔ اسی طرح دین کی تحریک بھی پہلے آہستہ سے اٹھتی ہے، پھر زور پکڑتی ہے، پھر کوئی اس کا ساتھ دے کر رحمت کا مستوجب ہوتا ہے، اور کوئی اس کی مخالفت کر کے عذاب کا مورد بنتا ہے۔ سورہ کے آخر میں فرمایا، قرآن پاک ہدایت کی کتاب ہے، جو چاہے اس سے ہدایت حاصل کرے۔ اختتام پر فرمایا ''قرآن پاک آسمانی ہدایت کی کتابوں میں حرف آخر ہے، جو اسے نہ مانے، وہ کیسے ہدایت پا سکتا ہے۔''

ترجمہ: ''کیا ہم نے تمہیں حقیر پیدا نہیں کیا، پھر رکھا اسے ٹھہرانے کی جگہ (ماں کے رحم) میں، ایک جانے (بوجھے) وقت تک، پھر ہم نے تخلیق کیا (اسے) اندازے کے مطابق، تو ہم کیا خوب تخلیق کرنے والے ہیں۔''

قرآن کے مطابق دو فریقوں میں جھگڑا ہو جائے تو پہلے تم جارح کا تعین کرو پھر مظلوم اور مجروح کا ساتھ دو، انسانوں کی بہتری چاہنے والا اللہ تعالیٰ کو بہت پیارا ہوتا ہے۔

قرآن نے جائیداد میں بیٹے، بیٹیوں کا حصہ مقرر کیا ہے بعض افراد بیٹیوں کا حصہ نہیں دیتے جو ناقابل معافی ہے اور فساد کا موجب بنتا ہے۔ قرآن نے تمام معاملات (شراکت کاروبار، لین دین) وغیرہ یا معاہدات میں دو معقول گواہوں کے روبرو لکھ لینے کا حکم دیا ہے۔ اکثر لوگ اس میں کوتاہی کرتے ہیں جو بعد میں بڑے فساد کا موجب بنتا ہے۔ قرآن نے سودی کاروبار سختی سے منع فرمایا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ سے جنگ فرمایا ہے جس کا نتیجہ بھی بربادی نکلتا ہے۔ قرآن پاک ایک زندہ اور مسلسل معجزہ ہے قرآن ایک کتاب حیات اور کتاب انقلاب ہے۔ خود مسلمانوں نے اس کتابِ انقلاب کو غلافوں میں مقید و محبوس کر کے اسے طاقوں میں سجا اور زینت بنا رکھا ہے۔ مگر اسے ایک کتاب ہدایت کے طور پر اپنے ایوانوں، اپنی عدالتوں، اپنی منڈیوں، اپنے بازاروں اور اپنے کالجوں سکولوں سے بیگانہ کر رکھا ہے۔ اس کتابِ حکمت و دانش سے اپنی زندگیوں کو منور کرنے اور ساری دنیا کو اس کی روحِ انقلاب سے آشنا کرنے کی بجائے ہم اسے خوشبو میں بساتے، آنکھوں سے لگاتے اور سروں پر اٹھاتے ہیں مگر اس کی روحانیت سے خود بھی محروم ہیں اور ہم نے دنیا کو بھی محروم رکھا ہوا ہے۔ قرآن کی ہدایت کے مطابق عدل وانصاف پر مبنی معاشرہ دیکھنے کو مسلمانوں کی آنکھیں ترس گئی ہیں۔ علمائے کرام زبانی کلامی دعوے کرتے رہتے ہیں اور پدرم سلطان بود کے قصے سناتے رہتے ہیں۔ اسلامی فلاحی ریاست کی برکات کے بارے میں بڑے بڑے تاریخی واقعات بیان کرتے رہتے ہیں مگر آج دنیا میں سوارب کی تعداد سے زیادہ

Marfat.com

ہونے کے باوجود کوئی مسلمانوں کی بات نہیں سنتا۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اللہ کی کتاب سے خلق خدا کو روشناس کرانے کیلئے مہم شروع کریں کیونکہ اس کتاب عظیم کے طفیل نہ جانے کس کس کا دل بدل جائے۔ اور وہ نجات پائے۔

ھدایت۔ ترجمہ: وہ تو نہیں مگر نصیحت اور روشن قرآن کہ اُسے ڈرائے جو زندہ ہو۔ خدائی کلام واحکام کو سمجھے دل سے یقین کرے''

سورہ انعام آیت 79 پر تصیح فرمائی ''تو اسے سننے والے تو ہرگز نادان نہ بن مانتے تو وہی ہیں جو سنتے ہیں۔

ترجمہ: ''جو میری نصیحت سے منہ پھیر لے گا، اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی۔'' (سورہ طٰہٰ 124)

اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں میں سے ہدایت سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔ جس کو ہدایت مل گئی اس کو گویا سب کچھ مل گیا اور جس کو ہدایت نہ ملی اس کو کچھ بھی نہ ملا۔ سورہ انعام 126 میں ارشاد ہوا ہے۔

ترجمہ: ''کہ جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دینے کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے سینے کو دین اسلام کیلئے کھول دیتے ہیں۔'' (فرمان رسالت)

شرع مبین کی تفاسیر میں اس سے مراد دھوکے کے گھر (یعنی دنیا) سے بے رغبتی کا پیدا ہو جانا اور ہمیشہ رہنے والے گھر یعنی آخرت کی فکر لگ جانا اور اس کی تیاری میں لگ جانا ہے۔

ہمیں یہ جاننا چاہئے کہ فتنہ وفساد، بھوک، بیماری اور ذہنی پریشانیوں کا سبب کیا ہے؟

آج مسلمان قوم کی اکثریت فرائض کی پابندی نہیں کرتی جس کا حکم ہے، آپس کے حقوق، روزمرہ کے معاملات میں بددیانتی اور جبر کے عوض قدرت کاملہ انسانوں کو فطری سزا میں ملوث کر دیتی ہے۔

قرآنی ہدایات پر عمل سادہ طرز زندگی و پرہیزگاری انسانی فلاح اور آخرت میں نجات کے تقاضے ہیں معاشرہ میں بڑے اور قیمتی گھر گاڑیاں، رہنے سہنے سمیت شادی مہندی پر بے پناہ اخراجات خصوصاً زکوۃ کی عدم ادائیگی اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز اور نافرمانی کے ضمرے میں آتا ہے۔ جبکہ قرآن نے دنیا کی حقیقت بیان فرمادی ہے۔

ترجمہ ''یہ دنیا تو یہی دھوکے کا مال ہے'' اس دنیا سے ہر کسی کو خالی ہاتھ جاتا ہے انسانی جبر وظلم انسانی جان پر پڑتا ہے۔ کیا لوگ قرآنی وضاحت کا مطالعہ نہیں کرتے۔

ترجمہ ''اور اللہ خوش نہیں آتا کسی اترانے والے اور بڑائی کرنیوالے سے (النساء) گویا نکسیر اور شیخی باعث عذاب ہے۔

Marfat.com

ترجمہ ''اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور ڈرتے (جس سے اللہ اور رسول نے منع فرمایا ہے اس سے باز رہتے) تو ضرور ہم آسمان اور زمین سے برکتیں کھول دیتے۔ الاحراف ۱۸۴

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ ''اے لوگو توشہ آخرت کی فکر کرو''

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ '' ہے کوئی جو اللہ کو قرض حسن دے تو اللہ اس کے لئے بہت گنا بڑھا دے'' البقرہ 492

ترجمہ ''اے ایمان والو جب تم ایک مقرر مدت تک کوئی لین دین کرو تو اسے ٹھیک لکھ لو'' وصیت۔ ترجمہ تم پر فرض ہے، کہ جب تم میں سے کسی کی موت آئے اور کچھ مال چھوڑے تو وصیت کر جائے'' البقرہ 44 ترجمہ اور کوئی جان بِلا حکم خدا مر نہیں سکتی سب کا وقت لکھ رکھا ہے اس لئے مومن موت سے نہیں ڈرتا رضائے پر یقین رکھتا ہے۔

نبی اللہ کا فرمان ہے کہ جھوٹ رزق کو کھا جاتا ہے۔

گویا معاشرہ میں آج جس قدر جھوٹ برپا ہے اُسی قدر مہنگائی اور غربت مقدر بنتی جارہی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ترجمہ ''سچ نجات دلاتا ہے۔ جبکہ جھوٹ ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ جو شخص جھوٹ بولنا ترک کر دیتا ہے اسے بہت سے باقی گناہوں سے بھی نجات مل جاتی ہے۔ حضور ﷺ کا اسوہ حسنہ ہم سب کیلئے مشعل راہ ہے۔ آپ ﷺ نے پوری زندگی میں کوئی جھوٹ نہ بولا یہی وجہ ہے کہ کفار مکہ جو آپ ﷺ کے جانی دشمن تھے وہ بھی آپ ﷺ کو صادق وامین کہہ کر پکارتے تھے اور آپ ﷺ کی بات کو بسروچشم مان لیتے تھے۔ مثال کے طور پر جب آپ ﷺ نے اسلام کی دعوت دینے کیلئے کفارِ مکہ کو بلایا اور کوہِ صفا پر کھڑے ہو کر ان سے پوچھا کہ ''اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر کھڑا ہے جو تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم اس بات پر یقین کر لو گے؟ تو سب نے بیک زبان ہو کر کہا ہاں ہم آپ کی بات پر ضرور یقین کر لیں گے کیونکہ ہم نے آپ کو کبھی جھوٹ بولتے ہوئے نہیں دیکھا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ''اے لوگو! رسول اللہ ﷺ کی زندگی تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔''

(سورہ احزاب 21)

جبکہ ہماری قوم نے ماسوائے نماز، روزہ، حج وغیرہ رسماً اپنانے کے، نبی اللہ کی زندگی اپنانے کی بجائے منافقانہ اعمال اپنا رکھے ہیں۔ ہماری عملی زندگی کا رُخ بتا رہا ہے کہ کلمہ طیبہ کا وظیفہ پڑھنے والے خدا کی ایک طاقت اس کے نظام اور ایک قانون کو تسلیم ہی نہیں کرتے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

Marfat.com

ترجمہ: "تم لوگوں کو جو کچھ بھی دیا گیا ہے وہ محض دنیا کی زندگی کا سامان اور اس کی زینت ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے (یعنی آخرت) وہ اس سے بہتر اور باقی رہنے والا ہے، کیا تم لوگ عقل سے کام نہیں لیتے؟" (القصص آیت 60)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو اس عارضی زندگی اور آخرت یعنی ہمیش کی زندگی کی حقیقت سے آگاہی دے کر انسانی عقل اور ضمیر کے غور وفکر کیلئے ہدایت اور کامرانی کا راستہ عطا فرمایا کہ کہیں لوگ اس فانی دنیا ہی میں کھو کر آخرت سے غافل نہ ہو جائیں۔

اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں انہوں نے جو مجاہدے اور ریاضتیں کیں اور راہ حق کیلئے جو مشکلات اور تکالیف اٹھائیں اسکے نتیجے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں بلند مقام ومرتبہ عطا فرمایا ہے اور یہ برگزیدہ ہستیاں سینکڑوں سال گزرنے کے باوجود مخلوق خدا کو روحانی طور پر فیض پہنچانے کا بڑا ذریعہ ہیں۔

برصغیر کے عظیم صوفی شاعر حضرت بابا بلھے شاہ خیر پر یقین رکھتے تھے بلھے شاہ سماج میں بہتری کی فطری خواہش رکھنے والا کردار تھا اور حکمران اپنی نااہلیت کے سبب تمام فسادات اور معاشرتی بگاڑ کی جڑ اور عوام کے دشمن کروا دیتے ہیں اسی لئے ہم آج بھی بلھے شاہ کو ظالم حکمران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کلمہ حق کی ادائیگی کے عمل میں مصروف دیکھ سکتے ہیں۔ یہ تمام ظلم، لوٹ، کھسوٹ منافقت کے پردوں میں روپوش برہنہ سماج بلھے شاہ کیلئے قابل قبول نہیں تھا۔ بلھے شاہ چاہتا تھا کہ صدیوں سے نسل در نسل سوئے ہوئے عوام جاگ جائیں۔ بلھے شاہ مصلحت آمیزی کے خلاف تھا اور ہر وہ سچی بات کہنے کا قائل تھا جو آنکھ کا مشاہدہ زبان کی نوک پر لے آتا ہے۔ آپ کے اشعار ملاحظہ ہوں

پڑھ پڑھ شیخ مشائخ کہا دیں الٹے مسئلے گھروں بناویں
جھوٹے سچے کریں اقرار علموں بس کر او یار
پڑھ پڑھ نماز گزاریں اچیاں بانگاں چانگاں ماریں
منبر تے چڑھ وعظ پکاریں کیتا تینوں علم خوار
پڑھ پڑھ مسئلے روز سناویں کھانا پینا شک شبے دا کھاویں
دسیں ہورتے ہور کماویں اندر کھوٹ باہر سچیار
علموں بس کر او یار

آپؒ مزید فرماتے ہیں۔ کہ انسان مذہب کیلئے پیدا نہیں ہوا بلکہ مذہب انسان کیلئے آئے اس لئے بلھے شاہ مذاہب اور مسالک کی تمیز اور تخصیص سے بے نیاز ہو کر انسانی بھلائی کا نقطہ سمجھانا چاہتا ہے اور اس نقطے کی تقسیم کے بعد تمام فروعی اور ضمنی مسائل ختم ہو جانے کی بشارت بھی دیتا ہے۔

Marfat.com

موجودہ دور کی جبری، استحصالی ناانصافی پر مبنی پالیسیوں پر عمل درآمد کے پیشِ نظر حضرت بلھے شاہ قادریؒ نے فرمایا۔

کیوں ہویا ایں شکل جلا داں دی؟ کیوں پڑھیاں ایں پنڈ کتاباں دی؟
سر چائی اے پنڈ عذاباں دی اگے پینڈا (پُل صراط) مشکل تے بھاراا ے!
سبق الف (اطیعو اللّٰہ و اطیعو الرسول) پڑھیں تے چھٹکاراا ے!

امانت

امانت کے بارے میں فرمان الٰہی ہے ترجمہ ''اللہ تمہیں حکم دیتا ہے امانتیں جنکی ہیں ان کے سپرد کرو اور جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کیساتھ کرو'' (سورہ النساء 57-56)

اسلام اپنے پیروکاروں سے اس امر کی تلقین کرتا ہے کہ وہ بیدار ضمیر کے مالک ہوں، جو حقوق العباد کی حفاظت کریں۔ امانت بڑے وسیع معانی کی طرف اشارہ کرتی ہے جن کا مرکز یہ ہے کہ انسان ہر سپرد کردہ ذمہ داری اور معاملہ میں اس کا پورا یقین رکھے کہ وہ پروردگار کے سامنے جواب دہ ہے۔ کوتاہی پر اسے سزا ملتی ہے۔

حدیث شریف نے اس کی تشریح کردی ہے۔

ترجمہ: ''تم سب چرواہے ہو اور ہر ایک تم میں سے اپنی رعیت کے بارے میں امانت دار۔ قوم کا امام بھی چرواہا ہے اور اپنی رعیت کے بارے میں امانت دار۔ مرد اپنے گھر کا راعی ہے اور بیوی اپنے شوہر کے گھر کی راعی ہے اور اپنی رعیت کے بارے میں جوابدہ ہوگی۔ خادم اپنے سردار کے مال میں راعی ہے، اور وہ اپنی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔'' (بخاری)

عام لوگ امانت کو بہت محدود معنوں میں لیتے ہیں، یعنی فقط امانتوں کی حفاظت کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ دینِ الٰہی میں اس کے بڑے وسیع معنی ہیں۔

''یہ ایک اہم ترین فریضہ ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کو اس کی تلقین کریں اور اللہ تعالیٰ سے اس کی حفاظت کیلئے مدد چاہیں۔ حتیٰ کہ جب کوئی سفر پر جاتا ہے تو کہتے ہیں۔ اللہ تیرے دین، امانت اور اعمال کی حفاظت کرے۔'' (ترمذی)

حضرت انسؓ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ ''جب کبھی رسول اللہ ﷺ نے وعظ فرمایا تو یہ ضرور فرمایا کہ جس شخص میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں اور جو عہد کی پابندی نہیں کرتا وہ بے دین ہے۔''
(مسند احمد)۔

Marfat.com

ہر مسلمان کیلئے انتہائی سعادت یہ ہے کہ وہ دنیا میں کوتاہی سے بچے تاکہ آخرت کے انجام بد سے محفوظ رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک ساتھ دونوں حالتوں سے پناہ مانگی ہے۔

ترجمہ: ''اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں بھوک سے کیونکہ وہ برا ہمدم ہے اور پناہ مانگتا ہوں خیانت سے کہ وہ بری ساتھی ہے۔'' (ابوداؤد)

بھوک سے دنیا (جان) کے ضائع ہوجانے اور خیانت سے دین (ایمان) کے ضائع ہوجانے کی طرف اشارہ ہے۔

امانت یہ بھی ہے کہ ہر چیز کو اس کے مقام پر رکھا جائے۔ کوئی منصب ایسے شخص کو نہ دیا جائے جو اس کے لائق نہ ہو اور کسی ایسے شخص کو وظیفہ نہ دیا جائے جو حقدار نہ ہو۔

''ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر پوچھنے لگا، قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب امانتیں ضائع ہوجائیں تو قیامت کا انتظار کرنا، اُس نے کہا وہ کیسے؟ فرمایا جب معاملات نااہلوں کو دے دیئے جائیں تو قیامت کا انتظار کرنا۔'' (بخاری)

یہ بھی امانت ہے کہ انسان ادائے واجب کی پابندی کرے اور جو کام اس کے سپرد کیا جائے اس کی اچھائی میں پوری پوری کوشش کرے اور بیشک یہ سب سے بڑی امانت ہے جس کی اسلام تعظیم کرتا ہے کہ انسان اپنے ذمہ معاملات کو خوبصورتی کیساتھ ادا کرے اور لوگوں کے جو حقوق اس کے ذمہ ہیں ان کی پاسبانی کرے، کیونکہ ایک بااختیار انسان کی تھوڑی سی سستی سے قوم میں کوتاہی اور پھر تمام امت میں فساد پھیل جاتا ہے۔ حتیٰ کہ تمام سرکاری اہلکار، صنعتی، زرعی اور کاروباری کارکن اپنے ذمے فرائض کی ادائیگی میں امانت دار ہیں اور کوتاہی کی صورت میں فطری سزا پاتے ہیں اور لوگ انہیں بے ایمان کہتے ہیں۔

واجبات میں خیانت مختلف مراتب رکھتی ہے۔ سب سے بری خیانت وہ ہے جو دین، جمہوریت اور ملک کو نقصان پہنچائے۔ جبکہ پچھلے دور میں صدر وزیراعظم اور دیگر مجاز حکمرانوں کی بھاری کرپشن کا میڈیا اور سپریم کورٹ میں بڑا چرچا ہوا ہے۔

کاروباری دیانت کی ابتداء یہ ہے کہ ہم سب سے پہلے اشیائے صنعت وتجارت کے معیار، پوری دیانت کیساتھ متعین کریں

ایک بار جو معیار اور پیمانے مقرر کرلئے جائیں پوری دیانت وامانت کیساتھ ان معیارات کو قائم رکھیں سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کیلئے بھی یہ ضروری ہے کہ وہ ہوسِ زر کی خواہشات کے تحت کوئی تبدیلی نہ کریں جس سے معیشت پر بوجھ پڑے۔

کاروباری دیانت کا ایک رُخ یہ بھی ہے کہ تیار کردہ اشیا کا معیار اور قیمتیں جائز حدود میں رکھی

Marfat.com

جائیں۔لیکن نیم اور سرکاری اداروں بشمول فیول بینکاری pia شوگر اور فرٹیلائزر جیسی صنعتوں کا جائزہ لیا جائے تو اوپر والوں کی تنخواہیں اور سہولتی معیار، غریب عوام اور صارفین پر بوجھ ہی نہیں ناانصافی کی حد تک استحصال بھی ہے۔ واپڈا اور سوئی گیس جیسے محکمہ جات میں بے پناہ چوری اور بھاری اخراجات کو صارفین (نرخوں میں اضافہ) پر ڈالا جاتا ہے۔حکومت عدلیہ اور سینٹ پر واجب آتا ہے کہ ان اداروں کو غریب عوام کا خون پینے سے روکیں۔

حضرت مالک بن دینار کا قول ہے۔

ترجمہ:''اعمال میں سب سے پیارا عمل خلوص ہے،کوئی عمل، عمل نہیں ہوتا جب تک اس میں خلوص نہ ہو،خلوص کو عمل کیساتھ وہی نسبت ہے جو روح کو ذہن کیساتھ،خلوص عمل باطن ہے اور اطاعت عمل ظاہر ہے۔جس کا دل خلوص سے خالی ہو اس کے عمل کو شامل عبادت نہیں کیا جا سکتا۔''

15- حکمتِ قرآن

قرآن پاک میں ارشاد ہے (ترجمہ)''جسے حکمت و(دانش) عطا ہوئی اُسے خیر کثیر مل گی''۔

جناب رسول پاکؐ نے اس خیر کثیر سے سب سے وافر حصہ پایا' اوروں کے لئے خواندہ نہ رہنا عیب ہے۔جبکہ حضور اکرمؐ کے لئے اُمی ہونا باعث فخر ہے۔آپؐ کے مختصر کلمات میں حکمت کے بے پناہ ،سمندر بند ہیں۔کتب احادیث میں پہلی حدیث شریف یہ ہے''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے'' ذرا اس کی گہرائی پر توجہ کریں عمل وہی ہے لیکن نیت سے اس کی نوعیت ہی بدل جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کیا گیا عمل اور ہے۔اپنی غرض کے لیے کیا گیا اور ہے۔دکھاوے اور واہ واہ کے لیے کیا گیا اور ہے۔بظاہر اعمال کی صورت وہی رہتی ہے لیکن اندر سے نیت اسے کچھ سے کچھ بنا دیتی ہے۔ترجمہ''اے اللہ! مجھے اشیاء کی حقیقت جیسی ہے دکھا''!

یہ دعا گویا سارے اخلاق کا مخزن اور بنیاد ہے۔قرآن پاک کے مطابق کائنات حق و باطل کی رزم گاہ ہے اور اس رزم گاہ میں حق کو حق سمجھنے کے بعد ہی اس کا ساتھ اسی صورت دیا جا سکتا ہے جب توفیق الٰہی شامل حال ہو۔

آنحضرت ﷺ فرمایا جب تیری نیکی تجھے بھلی معلوم ہو اور تیری بدی تجھے بری لگے،تب تو مومن ہے''۔یعنی ایمان کا مقصد یہ ہے کہ نیکی کیلئے ذوق پیدا ہو جائے۔نیکی طبیعت کا جزو بن جائے۔نیکی کر کے دل خوش ہو جائے برائی سے نفرت ہو جائے

نبی اللہ ﷺ خطبات میں بالعموم فرماتے تھے۔ترجمہ''جس میں امانت داری نہیں اس میں ایمان

Marfat.com

نہیں اور جس میں عہد (کی پابندی) نہیں اس میں دین نہیں''۔(ابن ماجہ)

یہ بھی فرمایا کہ پوچھنے والے کو صحیح مشورہ دینا بھی امانت داری میں شامل ہے۔امانت داری اور عہد کی پابندی اچھے معاشرہ کی بنیاد ہے اس کے بغیر اچھا معاشرہ تشکیل نہیں پا سکتا نہ قائم رہ سکتا ہے۔فرمایا غیبت کرنے والے (چغل خور) جنت میں نہیں جائیں گے۔

ذہنوں میں روح اسلام کی تربیت کیلئے ضروری ہے کہ پرائمری تا ایم فل نصاب میں فکر اقبال کو شامل کیا جائے تاکہ اس قوم کا بچہ بچہ اقبال اور فکر اقبال کو جان سکے اور مان سکے۔کشکول گدائی نے حکمرانوں کو ہی نہیں، پوری قوم کو قناعت سے دور کر دیا ہے۔اقبالؒ کو قرآن پاک سے عشق تھا۔آپؒ کا تقریباً ہر شعر قرآن پاک کی کسی نہ کسی آیت سے منسوب ہے۔اقبالؒ نے مسلمانوں کو وقت کے ظالموں سے ٹکرانے اور اپنے اندر اتحاد پیدا کرنے کا جذبہ عطا کیا اور امت مسلمہ کے خلاف آج بھی جاری صیہونی یہودی اور عیسائی سازشوں کا حل وحدت امت میں قرار دیا۔

آج عرب ممالک میں شورش برپا کرنے کی سرتوڑ کوشش ہو رہی ہیں۔امت مسلمہ کے قدرتی وسائل اور ہمارے ہاں بلوچستان کے وسائل پر گوروں کی رال ٹپک رہی ہے۔ہمارے اور عرب دنیا کے حکمرانوں کو فکر اقبال سمجھ آجائے تو امت اسلامیہ کا سر حق سچ اپنانے سے بلند ہو جائے گا۔

16- ہدایت اور معرفت الٰہی

حدیث قدسی میں ارشاد رب العزت ہے:

ترجمہ''میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو اے محمدؐ میں نے تجھے خلق کیا''اس حدیث قدسی سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کو اس جہان میں مبعوث کرنے کا مقصد ہی خدا وحدہ لاشریک کی معرفت سے لوگوں کو روشناس کرانا تھا۔حضرت علی علیہ السلام نہج البلاغہ ابتدائی کلمات میں ارشاد فرماتے ہیں:

''دین کی ابتداء اس کی معرفت سے ہے اور معرفت کا کمال اسکی تصدیق ہے،تصدیق کا کمال توحید کا اقرار ہے،توحید کا کمال اخلاص عقیدہ ہے اور اخلاص کا کمال یہ کہ ذات وصفات الٰہی کے نفی کرنا ہے۔دین کا آغاز بھی اسی کی معرفت (رحمت) سے ہوتا ہے کہ دل و جان سے تصدیق اور فکر و نظر سے اسکی وحدانیت کا قرار کیا جائے۔

اللہ تعالٰی اگرچہ بغیر اسباب کے ہر چیز پر قادر ہے لیکن عام طور پر اللہ تعالٰی نے دنیا کے کاموں کو اسباب کے ساتھ جوڑا ہے۔جو آدمی ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے اسباب کو اختیار کرتے ہوئے محنت اور

Marfat.com

جدو جہد کرتا ہے۔

ترجمہ: میری طرف سے (قرآن) ہدایت آئے گی اور جس نے ہدایت کی پیروی کی اسے نہ کوئی خوف نہ غم (البقرہ 38)

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ترجمہ،اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت فرماتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے یعنی اس کے اندر ہدایت اور معرفت کی طلب ہوتی ہے

ترجمہ: تم بہترین امت ہو جسے نیکی پھیلانے اور برائی کو روکنے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کیلئے پیدا کیا گیا (العمران 110)

حضرت رابعہ بصری اکثر یہ دعا کرتیں، یا اللہ دنیا میں جو میرا حصہ ہے وہ اپنے دشمنوں کو عطا کر آخرت میں جو میرا حصہ ہے وہ اپنے دوستوں کو، میرے لئے تو اللہ ہی کافی ہے۔حضرت جنید بغدادی دعا فرمایا کرتے یا اللہ مجھے اس بات کی پرواہ نہیں کہ تو مجھے جنت میں بھیجتا ہے یا دوزخ کی آگ میں پھینکتا ہے۔مجھے تو بس اللہ کافی ہے۔

یہ دونوں دعائیں معرفت الٰہی کے ضمرے میں آتی ہیں ہدایت ہو یا معرفت حتکہ تمام عبادات و ظائف اور نیکیوں کی قبولیت کا دارومدار رزق حلال اور عجز وانکساری پر ہے۔اور اللہ بہت بڑا ہے زمین اور آسمانوں کی بادشاہی اسی کی ہے،اسکی بڑائی اور صفات انسانی عقل وشعور میں سما نہیں سکتیں،مگر اللہ تعالیٰ جسے چاہے ہدایت اور معرفت الٰہی عطا فرمائے۔

معرفت خدا ایک ایسی شے ہے جو ہر مرض کی شفا ہے،ہر وحشت کا ساتھی ہے،ہر غمزدہ کا سکون ہے،ہر فقیر کا سرمایہ ہے،ہر بے کس وبے بس کا سہارا ہے،ہر مقابلے میں ہتھیار ہے اور یہ ایک ایسا سمندر ہے جس کی گہرائی تک کوئی نہیں پہنچ سکتا اور ایسا سرمایہ ہے جسے جتنا کمائے انسان اسے اتنا ہی کم شمار کرنے لگتا ہے۔

معرفت کیلئے تین چیزیں ضروری ہیں۔۱:صحبت صالحین۔۲: کثرت ذکر۔۳:تفکر خلق اللہ۔

۱:صحبت صالحین: کو مقدم اس لئے رکھا کہ اللہ والوں کی صحبت ہی سے اللہ تعالیٰ کی یاد کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ان کی صورت دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آجاتا ہے،ان کی نورانی گفتگو سے اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو جاتی ہے اور محبت سے ذکر کی توفیق ملتی ہے

فقر خواہی بصحبتِ قائم است۔یعنی حق تعالیٰ کا راستہ صحبت ہی سے طے ہوتا ہے نہ محض زبان کام آتی ہے نہ ہاتھ،حق تعالیٰ جل شانہٗ نے قرآن پاک میں فرمایا۔

ترجمہ"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو" ڈرنے کا طریقہ بھی حق تعالیٰ نے اسی آیت میں

Marfat.com

آگے دے دیا کہ ’’سچوں کیساتھ رہ پڑو جن کا ظاہر اور باطن دونوں خدا کے خوف سے سچے ہوں ان کی صحبت کی برکت سے ان کا صدق تمہارے اندر بھی آجائے گا۔‘‘ یعنی ان کا اندر باہر ایک ہو جو کہتے ہوں اس پر عمل پیرا ہوں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے، ترجمہ: جو ہمارے راستے میں مجاہدہ (ذکر) اختیار کرے ہم ان کیلئے ہدایت کی راہیں کھول دیتے ہیں۔

۲: کثرت ذکر: یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کو بہت یاد کرنا، اللہ تعالیٰ کے ذکر کو تفکر فی خلق اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں غور وفکر) کے انوار سے نفس کے ظلماتی پردے ہٹتے چلے جاتے ہیں، ذکر کے انوار جب دل میں آتے ہیں تو دل کی تاریکیاں بدل جاتی ہیں، پہلے جب دل تاریک تھا تو سوچیں بھی تاریک تھیں، اب نورانی دل میں افکار بھی نورانی پیدا ہوتے ہیں۔ ذکر سے فکر کا جمود دور ہوتا ہے۔ چوتھے پارہ میں حق تعالیٰ نے صحابہ رضوان کی محبت کاملہ اور عبدیت کاملہ کا ذکر کیا ہے وہاں بھی پہلے یذکرون اللہ ذکر فرمایا کہ وہ لیٹے، بیٹھے، چلتے پھرتے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں پھر بعد میں ارشاد فرمایا کہ یتفکرون فی خلق السموت والارض کہ وہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور وفکر کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ ’’اے ہمارے پروردگار! یہ آسمان بے ستون آسمانوں میں چاند، سورج، اتنے بے شمار ستارے اور زمین کے اتنے بے شمار ذرات کو اکٹھا کر دینا آپ ہی کی قدرت کاملہ کی صفت ہے۔‘‘

کثرت ذکر کے انوار سے ان کی سمجھ ایسی نورانی ہوگئی جس سے اپنی غلامی اور بندگی کا اور حق تعالیٰ کی عظمت وشان کا یقین پختہ ہوگیا یہی وجہ ہے کہ عارفین باوجود کثرت ذکر وفکر کے خود بینی میں مبتلا نہیں ہوتے بلکہ ڈرتے رہتے اور کہتے ہیں کہ ’’یارب! ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا‘‘ کثرت ذکر سے طالب کے اندر جو انوار پیدا ہوتے ہیں وہ شیخ کے انوار فہم وبرکت کو جذب کر لیتے ہیں یعنی نور کھینچنے کی صلاحیت ذکر کے اہتمام سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

قرآن مجید کی بے شمار آیتیں اس بات پر زور دیتی ہیں کہ انسان اپنے احساس اور تجربے کے ذریعے اللہ کو پہچانیں، کبھی انسانوں کو اپنی تخلیق یاد دلا کر، کبھی زمین وآسمان کی خلقت کا تذکرہ کر کے، کبھی سمندروں کی طرف متوجہ کر کے، اور کبھی حیوانات ونباتات کی عجائبات دکھا کر پوچھتا ہے کہ تم غور کیوں نہیں کرتے؟ کیوں فکر آخرت نہیں کرتے؟

از مولانا موسیٰ رضا (امام خمینیؒ ٹرسٹ ماڑی انڈس میانوالی) اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہوتا ہے جو اللہ کی مخلوق سے زیادہ پیار کرتا ہے۔ اسلام میں محروم طبقات سے تعاون کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ قرآن مجید میں فی سبیل اللہ کا عنوان اپنی وسعتوں اور معنی ومفہوم

Marfat.com

میں ہر اس عمل اور کام کو سموئے ہوئے ہے۔ جو کسی بھی حوالے سے مخلوق خدا بالعموم اور انسانوں کیلئے بالخصوص فائدہ مند ہو۔

اسم اعظم۔ سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کا وہ صفاتی یا ذاتی نام ہے جسے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ سے خصوصی تعلق اور معرفت کے دروازے کھلتے ہیں۔ وہ اپنے رب سے اسم اعظم کی بدولت جو کچھ مانگتا ہے سو پاتا ہے۔ اسم اعظم کے صدقے اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ وہ اس کے خاص بندے بن جاتے ہیں اللہ انہیں دین و دنیا میں انعام یافتہ بنا دیتا ہے۔ گویا اسم اعظم ہر کام کی کنجی اور گوناگوں فیوض و برکات کا حامل ہے۔

اللہ کا ذاتی نام اور ہر صفاتی نام اس کی ایک خاص شان کا مظہر ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کو جس شان یعنی جس صفاتی نام سے پکارتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی اس شان کے فیوض و برکات سے اسے نواز دیتا ہے اور اپنی اس خاص شان کا راز اس پر کھول دیتا ہے، یعنی اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کو رحمٰن کہہ کر پکارتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے مالا مال کر دیتا ہے۔ اور اس کا وجود دوسروں کیلئے باعث رحمت بنا دیتا ہے لہذا معلوم ہوا کہ جس نام سے ہم اسے پکاریں گے اسی سے اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل ہو جائے گی اور یہی قربت جس لفظ سے میسر آتی ہے وہ اسم اعظم ہوتا ہے لہذا اسم اعظم تلاش کرنے کا ایک عام اصول کہ جس آیت یا لفظ میں اللہ تعالیٰ شان معبودیت، شان رحمانیت، شان قیومیت، شان صمدیت، شان قدرت، شان جلالیت، شان علویت، شان ابدیعت، شان لطافت کا اظہار ہوتا ہو، وہ لفظ یا آیت اسم اعظم ہوگی۔ مثلاً اللہ تعالیٰ معبود ہے، ہم اس کی عبادت کرتے ہیں اس لئے لفظ اللہ یا جس آیت میں ہو کہ اللہ ہمارا معبود ہے وہ اسم اعظم ہے لہذ الفظ اللہ اور لا الہ الا اللہ اسم اعظم ہے۔

اللہ اپنی مخلوق پر ہر وقت رحم کرتا ہے لہذ الفظ رحمٰن اور رحیم یا ایسی آیت جس سے رحمت باری کا مفہوم ظاہر ہو وہ اسم اعظم ہوگی اسی طرح اللہ ہمیشہ سے قائم دائم اور زندہ ہے۔ لہذا جو شخص اسے یا حَیُّ القَیُّومُ کہہ کر پکارتا ہے وہ اسے ہمیشہ کیلئے قائم دائم کر دیتا ہے لہذا یہ لفظ اور ایسی آیت جس سے قائم اور ہمیشہ زندہ رہنے کا مفہوم نکلے وہ اسم اعظم ہوگی۔ اسی طرح اس کی ایک اور شان یہ ہے کہ ہر چیز کا خزانہ اس کے پاس ہے یعنی اسے کسی چیز کی ضرورت نہیں چنانچہ وہ ہر لحاظ سے بے نیاز اور مالا مال ہے لہذا اللہ الصمد اسم اعظم ہوا، اس لئے جو اسے اللہ الصمد یعنی یہ کہتا ہے کہ تو میرا بے نیاز معبود ہے تو وہ اسے نیاز بندہ بنا دیتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تمام اذکار سے افضل کلمہ طیبہ ہے۔

Marfat.com

لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰہُ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (یعنی کوئی الہٰ نہیں (زندہ جاوید) مگر اللہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں یہ دعا پڑھی تھی لہذا جو مسلمان کسی حاجت کے وقت اس دعا کو پڑھ کر جو بھی دعا کرتا ہے وہ قبول ہوتی ہے۔

لَآاِلٰهَ اِلَّا اَنت سُبحٰنَکَ اِنّیِ کُنتُ مِنَ الظّٰلِمِین۔ اے اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے بے شک میں ظالموں سے تھا۔

حضرت اسما بنت یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں چھپا ہوا ہے: مشکوۃ!

ترجمہ۔ اور وہی تمہارا واحد معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں جو رحمٰن و رحیم ہے (بقرہ) الف لام میم اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ قائم ہے (آل عمران)

ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ان پانچ کلموں کے ساتھ دعا کر کے جو سوال بھی کرے گا اللہ اسے پورا کرے گا۔

(۱) لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَحدَہٗ لَاشَرِیکَ لَہٗ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں (۲) لَہُ المُلکُ وَلَہُ الحَمدُ اسی کا تمام ملک ہے اور اسی کی تمام تعریف (۳) وَھُوَعَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیرٌ اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ (۴) لَآ اِلٰهَ اِلَّااللّٰہُ اس کے سوا کوئی معبود نہیں (۵) وَلَاحَولَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ کوئی بھی طاقت اور کوئی بھی قوت اسکے بغیر میسر نہیں ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو یہ کہہ رہا تھا تو آپؐ نے اس سے فرمایا کہ تو جو چاہے مانگ اللہ کی نگاہ کرم تجھ پر ہے۔ (حصن حصین)

حکیم الامت علامہ اقبالؒ جاوید نامہ میں فرماتے ہیں "جب نماز، روزہ کے اندر سے روح جاتی رہی تو فرد کا ضبطِ نفس ختم ہو گیا،

فرمایا روح کی حفاظت ذکر اور فکر سے کرتا رہ، اخلاص یعنی ہر کام میں اللہ تعالیٰ ہی کی خوشنودی کو مضبوطی سے تھام لے، سلطان اور حاکمؔ سےؔ بے خوف ہو جا، عدل کر۔"

شریعت پر عمل بلاشبہ انسان کو متقی بنا دیتا ہے، اس کے بارے حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ شریعت کے تین جزو ہیں۔ علم، عمل اور اخلاص۔ یعنی علم العقائد، علم فقہ اور علم تصوف۔ علم العقائد توحید باری تعالیٰ اور رسالت کا دلی یقین، آسمانی کتب (قرآن)، فرشتوں، تقدیر اور یوم آخرت کی جزاء و سزا

Marfat.com

پر ایمان شامل ہے۔ دوم فقہ امام اعظم ابو حنیفہ کا مذہب یعنی فرائض واجبات، حرام، مکروہ کا جاننا، اعمال صالح کرنا۔ سوم علم تصوف ہے یعنی روحانیت کا علم اور عمل کیونکہ انسانی جسم دو جزو سے ہے، جسم اور روح تو روح کی غذا اور روحانیت کہلاتی ہے۔ تصوف کا بڑا مقصد نفس پر قابو پانا ہے اور ذاتِ الٰہی کے ذکر سے روحانیت کی منزلیں طے کرنا ہے کہ ذکرِ الٰہی روح کی غذا ہے کہ اس سے دل کو سکون ملتا ہے اور حق پر قائم رہنے کی توفیق عطا ہوتی ہے۔ قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تمہیں غافل نہ کر دیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اور جنہوں نے ایسا کیا تو وہی لوگ گھاٹے میں ہونگے اور خرچ کرلو اس رزق کو اللہ کی راہ میں۔''

گویا زندگی عطا کرنے والے کا حق ادا کرنا ہی مقصدِ حیات اور نجات و سلامتی کا راستہ ہے، اے لوگو جو آج تم زندہ ہو اپنے پچھلوں کی طرح کل قبروں کی خاموش دنیا میں جا سو گے پھر پچھتاوا کسی کام نہ آئے گا۔

ذکرِ الٰہی سے فکرِ آخرت بڑھتی ہے مگر فکر میں نورانیت ذکر ہی سے آتی ہے حدیث شریف میں ہے کہ ''فکر کا اجر ذکر کے اجر سے دس درجہ زیادہ ملتا ہے'' اس کی تائید سورہ قمر کی آخری آیات سے (ترجمہ) ''بے شک متقین بندے باغوں میں ہونگے ایک عمدہ مقام میں قدرت والے بادشاہ کے پاس'' جنت کیساتھ قربِ الٰہی بھی نصیب ہوگا جب تقویٰ کی یہ برکات ہیں تو تقویٰ (ڈر) کیسے پیدا ہو، غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تائید سورہ نازعات کی آیت سے بھی ہوتی ہے حق تعالیٰ جل شانہٗ ہمیں ان تین چیزوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

حیاتِ قلبی میں اصل حیات پوشیدہ ہے کیونکہ قلب کی حیات کے بغیر فنا حاصل کرنا ناممکن ہے اور فنا فی اللہ کے بغیر روح مطمئن نہیں ہوسکتی۔ روح بے چین کا چین فنا فی اللہ میں ہے۔ علامہ اقبالؒ نے فرمایا:

فنا فی اللہ کی تہہ میں بقاء کا راز مضمر ہے
جسے جینا نہیں آتا اسے مرنا نہیں آتا

غور کریں تالا تو کھل سکتا ہے مگر مہر لگ جائے تو معاملہ ختم ہو جاتا ہے۔ سورہ بقرہ میں کفار کے بارے میں فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ نے ان قلوب پر مہر لگا دی ہے ان کی سماعت اور ان کی آنکھوں پر بھی پردے پڑے ہیں۔''

قلوب میں کساوت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو جاتے ہیں فرمایا ''بعض پتھروں سے چشمے پھوٹتے ہیں اور بعض چٹانیں ہیبت الٰہی سے گر پڑتی ہیں'' اشارہ اس طرف ہے کہ ایسے قلوب پتھروں سے بھی گئے گزرے ہیں نہ ان کے اندر سے محبت کے چشمے پھوٹتے ہیں نہ ان کے اندر

Marfat.com

سے محبت الٰہی پیدا ہوتی ہے۔

ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کیا کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔''

اللہ پاک نے فرمادیا کہ میرے ذکر میں ہی فلاح ہے۔اب یہاں ذکر سے مراد صرف نماز ہی نہیں کیونکہ اللہ پاک نے یہ بھی فرمادیا کہ۔

ترجمہ: ''جب تم نماز پوری کرلو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔''

یعنی نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کو یاد کرو اور ایسے یاد کرو کہ ہر چیز سے غافل ہو جاؤ اور رب میں کھو جاؤ اور اپنے دلوں کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے صیقل کرلو اور اطمینانِ قلب، ذکر قلبی میں ہے کیونکہ رب کریم کا ارشاد ہے۔

ترجمہ: ''خبردار! (خوب سمجھ لو) کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دل کو اطمینان ملتا ہے۔'' (پارہ نمبر ۱۳ ۲۸ الرعد)

بندے کو دل کی صفائی اور ایمان کی تصدیق ذکر ہی کی بدولت عطا ہوتی ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ''بندوں میں افضل وہی ہیں جو ذکر الٰہی کرتے ہیں۔'' (حدیث پاک)

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کیساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے اور میرے ذکر سے اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں۔'' (فرمان الٰہی حدیث قدسی)

موجودہ دور میں جو اس قدر بے چینی اور افراتفری نظر آ رہی ہے وہ سب کی سب روح کی بے چینی ہے کیونکہ روح اپنے اصل وطن سے غافل ہے اور اس کا اصل وطن عرشِ الٰہی کے اوپر ہے جہاں یہ اس دارِ فانی میں آنے سے پہلے دیدارِ الٰہی میں مصروف تھی اور اس کا قرارِ ذکر، خدا کے ذکر کے بغیر ناممکن ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: ''جو شخص رحمٰن کے ذکر سے منہ پھیرتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں پس وہ اس کیساتھ رہتا ہے۔' (حدیث قدسی)

یہ شیطان انسان کو رب کریم سے اس قدر دور کر دیتا ہے کہ اس کو اپنا مذہب و شعار نظر نہیں آتا۔ انسان کیلئے ضروری ہے کہ وہ اس غفلت سے چھٹکارا حاصل کرے اور اپنے عمل، اور سعی کو سب کاموں پر فوقیت دے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

جو طالب علم، علم کے ساتھ اہل طریقت میں سے کسی شخص کی صحبت اختیار نہیں کرتا ہو بعض اوقات نفس کی تاریکیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔خدا کی قسم وہ شخص کامیاب ہوا جس کا کوئی شیخ ہے اور وہ نقصان و خسارے میں رہا جس نے کوئی شیخ نہ پکڑا یا شیخ کو تو پکڑا لیکن اس کی نصیحت کو نہ سُنا۔

Marfat.com

میرے مرشد بابا کرم بخشؒ قادری فرماتے کہ" ہمارے ہاں قرب خداوندی کا بہترین طریقہ یہ کہ لا اله الاالله کے ذکر کے وقت اپنے وجود سمیت ہر شے کی نفی کی جائے اگرچہ نماز روزے بھی خدا تعالیٰ تک پہنچے کے ذرائع وطریقے ہیں۔لیکن مکمل رسائی اپنے وجود اور کائنات کی نفی کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ہمہ وقت باوضورہ کر ذکر الٰہی میں مصروف رہے رات سوتے وقت درود ابراہیمی کے بعد سانس کے ساتھ پورے تخیل اور طریقت کیساتھ لاالہ الا اللہ کا ذکر دہراتا جائے جاگ آنے پر چند بار کلمہ طیبہ مکمل اور درود ابراہیمی ادا کرے

ذکر سے انسانی قلب جاری ہو جاتا ہے خدا تعالیٰ اس پر پوری طرح لطف وکرم فرماتا ہے۔

حضرت غوث پاکؒ فرماتے ہیں۔

ترجمہ: اگر نجات چاہتے ہو تو اپنی نفسانی خواہشات سے جہاد کرو اور اپنے اللہ سے موافقت کرو۔

حضرت سلطان باہوؒ نے فرمایا کہ انسان اللہ تعالیٰ کا ذکر صدق دل سے کرے۔فرمایا

"تسبیح پڑھی تے دل نہ پھریا۔کی لینا تسبیح پڑھ کے ہوُ علم (دین کا) پڑھیا تے عمل نہ کیتا۔کی لینا علم نوں پڑھ کے ہوُ"

مزید فرمایا مجاہدہ اور عمل ضروری ہے تیرا اپنا عمل ہی تیرے لئے مفید ثابت ہوگا۔یا تیرے لئے وبال بنے گا۔کوئی اپنے عمل سے تجھے کچھ نہیں دے گا۔تیرا دوست وہی ہے جو تجھے برائی سے روکے اور تیرا دشمن وہی ہے جو تجھے راہ راست سے بہکائے۔دنیا ساری حکمت اور عمل ہے آخرت ساری قدرت ہے۔دنیا کی بنا حکمت پر ہے۔حکمت کے گھر میں عمل نہ چھوڑ، تقدیر کا عذر کاہلوں کی حجت ہے۔تجھ پر افسوس! تیرے بدن کے اعضا گناہوں اور نجاستوں سے پاک نہیں اور قلب کی طہارت کا مدعی ہے۔نادان! کتابوں کا دفتر چھوڑ کر میرے پاس آجا۔علم، مردان خدا کی زبان سے حاصل ہوتا ہے۔کتابوں کے دفتر سے حاصل نہیں ہوتا۔حال سے ملتا ہے، قال سے نہیں ملتا۔علم ان لوگوں سے ملتا ہے۔جو مخلوق سے فانی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ باقی ہیں۔

"صدق، اخلاص اور خوف خدا ایسے خزانے ہیں جو کبھی فنا نہیں ہونگے۔صرف اللہ تعالیٰ سے امید رکھو اور سب احوال میں صرف اسی کی طرف رجوع کرو، ایمان کو قائم رکھو، وہ تجھے اللہ تعالیٰ سے واصل کردے گا۔

کسی بندے کا ایمان سچا اور پختہ نہیں جب تک اسے اپنے قبضہ واختیار سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قبضے واختیار کا یقین کامل نہ ہو جائے۔جو صبر، عدل اور جہاد اکبر کا، اسیر نہ ہو۔جسے مخلوق خدا سے دیانت اور حقوق کی ادائیگی کا پاس اور ان کے دکھ درد کا احساس نہ ہو۔مخلوق کی بھلائی چاہنے والا" اللہ تعالیٰ" کو

Marfat.com

سب سے پیارا ہے۔نیت اور کوشش میں خلوص ہو تو معاملات میں اللہ تعالیٰ مدد فرماتے ہیں۔علامہ نے یقین کامل کی وضاحت فرمائی۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

حضرت پیران شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں۔

غنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قرب میں ظفریاب ہو اور محتاجی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بندوں کے پیچھے بھاگے اگر تو یہ غنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے کو اپنے دل سے نکال دے دینا دی مال ومتاع کے پھندے میں نہ پڑ، یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سفر کرنے کیلئے زادراہ ہے۔سمجھو کہ ہر نعمت اس نے عطا فرمائی ہے اور پھر ان نعمتوں کے ذریعے مخلوق خدا کو فائدہ پہنچا کر اسکے قرب کا راستہ تلاش کرو، علم اسلئے ہے تا کہ اس پر عمل کرو، اور اسکے نور سے ہدایت پاؤ۔مزید فرمایا

جاہلو عالموں کے پاس بیٹھو، علم اللہ والوں کی زبان سے حاصل ہوتا ہے۔عالموں کے پاس جاؤ تو حسن ادب سے بیٹھو۔اہل معرفت کے پاس جاؤ تو خاموش بیٹھو۔فیض نظر کے لئے ضبط سخن چاہیے۔ حرف پریشاں نہ کہہ اہل نظر کے حضور زاہدوں کے پاس بیٹھو تو ان کیلئے رغبت لیکر بیٹھو کہ ہم بھی ان جیسے ہو جائیں۔جو شخص عارفوں کے پاس بیٹھتا ہے۔وہ اپنے نفس کی گھاتوں سے باخبر ہو جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان نفس ہی حجاب ہے۔جس شخص نے اپنے نفس کو پہچان (مٹا) لیا وہ اللہ تعالیٰ کیلئے باادب اور اسکی مخلوق کیلئے متواضع ہوا۔

عارف اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر کھڑا ادنیٰ خدمتگار ہے۔عارف صاحبِ مقام ہے اور مقام قائم رہنے والی شے ہے۔

اے غافل انسان! اپنے عمل میں اخلاص پیدا کر (یعنی عمل کا مقصد صرف حق تعالیٰ کی خوشنودی رکھ) ورنہ تیرا عمل فضول مشقت ہوگا۔خلوت وجلوت میں اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان رکھ، حق تعالیٰ تجھے ہر حالت میں دیکھ رہے ہیں، نہ تو اللہ تعالیٰ کی نگاہ سے چھپ سکتا ہے نہ انکے احاطہ سے باہر ہو سکتا ہے۔

جب تو اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بن جائیگا تو مخلوق کے قلوب میں تیری احسان مندی کا احساس اور انکی زبانوں پر اس کا بیان ہوگا۔اور لوگ تجھ سے محبت کرنے لگیں گے۔مزید فرمایا

دنیا کے بندو! میرے پاس آؤ اور مجھ سے وہ چیز سیکھو جس سے تم بے خبر ہو۔

قرآن مجید نے انسانی کامیابی کے اصل معیار اور میزان کی طرف توجہ دلائی ہے جو ہمیشہ پیش نظر رہنا چاہیئے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

Marfat.com

ترجمہ: یقیناً فلاح پا گیا وہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اس کو دبا دیا۔ (پارہ نمبر ۳۰ سورۃ الشمس آیت نمبر ۹، ۱۰)

ہم سمجھتے ہیں کہ ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ کا اصل کام اور اس کی درست ترتیب یہی ہے۔ تلاوت آیات اور تعلیم کتاب وحکمت کا مدعا بھی یہی تزکیہ ہے۔ اس مضمون میں ہم صرف تزکیے کی بات کرتے ہیں۔ انسان کی نشو ونما دراصل تزکیہ ہی ہے۔ تزکیے کے جو معانی اور مفہوم آئے ہیں وہ یوں ہیں

: ☆ زندگی کو سنوارنا ☆ پاک صاف کرنا ☆ بلند کرنا ☆ غلط افکار وتصورات سے پاک کرنا ☆ بے جا خواہشات سے پاک کرنا ☆ ظاہری وباطنی نجاست سے پاک کرنا وغیرہ

اللہ کی معرفت کا حصول ہی روحانی نشو ونما کا اہم مقصد ہے۔ ایک انسان بعض اخلاقی صفات میں اعلیٰ درجے کا مظاہرہ کرسکتا ہے لیکن اللہ کی معرفت اور اس کا دھیان نہ ہو تو یہ کردار ناپائیدار بھی ہوسکتا ہے اور اگر پائیدار بھی ہو تو اسکا فائدہ صرف دنیا میں ہوگا۔ چونکہ انسان، جسم اور روح کا مرکب ہے لہٰذا جسمانی احتیاجات کی تسکین کے ساتھ ہی اسے روحانی بالیدگی کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

ایک طرف ماہر طبیب کی طرح، علامہ اقبال کا ہاتھ زمانے کی نبض پر ہے اور وہ نئی نسل کے امراض کا بخوبی ادارک رکھتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ بے یقینی و بے اعتمادی اور ریب وتشکیک کا شکار ہے۔ خودی سے محروم ہے، اس لئے اپنی ذات پر بھروسہ نہیں اور چونکہ خودشناس نہیں، اسی لئے خداشناسی کی نعمت بھی حاصل نہیں، وہ اپنے ماضی کا عرفان رکھتا ہے، نہ اسے اپنے حال کی خبر ہے اور نہ مستقبل پر یقین ہے۔ علامہ سمجھتے ہیں کہ بے یقینی نوع انسان کیلئے ایک مہلک مرض ہے اور ذوق یقین سے محروم شخص کی حالت غلاموں سے بھی بدتر ہوتی ہے (غلامی سے بہتر ہے بے یقینی۔ بال جبریل ۲۷۳)۔ نسل نو کو اس بیماری سے نجات دلانے کیلئے، اقبال سب سے پہلے اسے لا الہ کا درس دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔

اے پسر! ذوق نگہ از من بگیر
سوختن در لا الہ از من بگیر

(جاوید نامہ ۱۹۹)

(اے بیٹے! ذوق نگہ (کا شعور وادرک بصرت اور معیار انتخاب) مجھ سے سیکھو۔ لا الہ کا سوز کیا ہے؟ (اور اس میں کیا لذت ہے؟) یہ بھی مجھ سے سیکھو۔)

لا الہ الا اللہ ہی وہ نسخہ کیمیا ہے جو بنی نوع انسان اور خاص طور پر نژاد نو کی بے یقینی بے اعتمادی فکر ونظر کی لغزشوں اور کردار کی جملہ کمزوریوں کا تیر بہدف علاج ہے۔ بتان وہم وگماں اس سے شفایاب اور سود وزیاں کے مغالطے لا الہ الا اللہ سے بے نقاب ہوتے ہیں۔ علامہ فرماتے ہیں

Marfat.com

.اے عزیزان من لا الہ کوفقط دوحرف نہ سمجھو، یہ ایک تیغ بے زنہار ہے اور یہ دوحرف ضرب کاری کی سی قوت کے حامل ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ علامہ اقبال قرآن سے وابستگی کو نئی نسل کیلئے ناگزیر قرار دیتے ہیں۔

اقبال کہتے ہیں کہ حقیقی علم فقط کتابوں سے حاصل نہیں ہوتا، اس کیلئے کسی صاحب نظر کی طرف رجوع ضروری ہے۔(ترا اعلاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں۔ بال جبریل ۴۷) علامہ اپنی اس بے مثال نظم میں نئی نسل کو حسب ذیل نصیحتیں بھی کرتے ہیں:

1:عدل وانصاف کو ہاتھ سے جانے نہ دو۔2:اعتدال اور میانہ روی اختیار کرو۔

3:احکام الٰہی کو اپنی گرہ میں باندھ لو۔4:اپنے قلب سے روشنی حاصل کرو۔

5:ضبط نفس سے اپنی جوانی کی حفاظت کرو۔6:اور فقر ودرویشی کو اپنی زندگی کا عنواں بناؤ۔

جوانوں کو سوز جگر بخش دے
مرا عشق ، میری نظر بخش دے

حضرت امام غزالی علیہ الرحمتہ کیمیائے سعادت میں فرماتے ہیں۔

اے عزیز یہ خیال نہ کر دل کا دروازہ عالم ملکوت کی جانب بغیر موت اور خواب کے نہیں کھلتا۔ یہ غلط ہے بلکہ بیداری میں اگر کوئی ریاضت کرے اور دل کو غضب اور شہوت اور اخلاق بد سے پاک کرے اور تنہائی میں بیٹھے آنکھ بند کر لے اور حواس کو معطل کر دے اور دل کو عالم روحانی کی طرف لگائے اور دل کی دھڑکن سے ہمیشہ اللہ اللہ اور لا الہ اللہ کہے نہ زبان سے اور یہاں تک کہ اپنے آپ سے بے خبر ہو جائے اور جب ایسا ہو جائے اگر چہ بیداری ہو لیکن اس کے دل کا دروازہ کھل جاتا ہے اور جو کچھ دوسرے خواب میں دیکھتے ہیں وہ بیداری میں دیکھتا ہے اور فرشتوں کے ارواح اس پر نیک صورتوں میں ظاہر ہوتے ہیں اور وہ پیغمبروں کو بھی دیکھتا ہے اور ان سے فائدہ حاصل کرتا ہے اور مدد پاتا ہے اور زمین وآسمان کے ملکوت اسے نظر آتے ہیں اور جس کسی کیلئے یہ راستہ کھل جاتا ہے وہ عجیب عجیب باتیں دیکھتا ہے جو حدود و صفات میں نہیں آتیں اور حضور نبی اللہ ﷺ نے فرمایا'' مجھے زمین دکھائی گئی تو میں نے اس کے مشرق ومغرب کو دیکھ لیا''۔

ترجمہ:''اسی طرح دکھاتے ہیں ہم ابراہیم کو سلطنت آسمانوں اور زمین کی''۔(پارہ نمبر ۷ سورۃ الانعام آیت نمبر ۷۵)

سب اسی سلسلے میں ہے بلکہ انبیاء علیہم السلام کے تمام علوم اسی طرح سے تھے حواس اور سیکھنے سے نہ تھے سب کا آغاز ریاضت ومجاہدہ سے تھا۔

Marfat.com

جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔
ترجمہ۔ ''سب سے رشتہ تعلق توڑ کر اپنے تئیں آپ کو بالکل خدا کے قبضہ اختیار میں دے دے دنیا کی تدبیریں مشغول نہ ہو کہ خدا خود سب کام درست کر دیتا ہے''۔ ترجمہ۔ ''مالک مشرق اور مغرب کا اس کے بغیر کسی کی بندگی نہیں''۔
ترجمہ۔ ''سو پکڑ اسی کو وکیل و کارساز''۔ جب تو نے اپنا وکیل خدا کو بنایا تو اب فارغ اور لوگوں سے نہ مل''۔

اے عزیز! گمان نہ کر کہ تمام باتیں خاص پیغمبروں کیلئے ہیں بلکہ تمام انسانوں کی فطرت اسکی قابلیت رکھتی ہے۔ جس طرح کوئی لوہا ایسا نہیں جو فطرتی طور پر آئینہ بننے کی قابلیت نہ رکھتا ہو۔ جس میں تمام جہان کی صورت نظر آئے مگر زنگار اسکے جواہر کو خراب اور ناکارہ کر دیتا ہے۔ اس طرح ہر وہ دل جس پر دنیا کی حرص اور گناہوں کی خواہش غالب آجاتی ہے زنگ آلود ہو جاتا ہے اور اس میں یہ اہلیت باقی نہیں رہتی۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اور ہر ایک انسان میں اس اہلیت کے موجود ہونے کی اللہ تبارک وتعالیٰ نے خبر دی ہے اور جس طرح کسی عقل مند سے پوچھا جائے کہ دو ایک سے زائد ہیں۔ جواب دے گا ہاں زائد ہیں اگرچہ تمام عقل مندوں سے اس نے کانوں سے نہ سنا اور نہ زبان سے کہا ہو لیکن سب کے دل اس کی تصدیق سے بھرے ہوئے ہوں گے جس طرف یہ تمام آدمیوں کی فطرت ہے اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کی معرفت بھی تمام آدمیوں کی فطرت ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:
ترجمہ۔ ہر ایک بچہ فطرت پہ پیدا ہوتا ہے پس اس کے ماں باپ اس کو یہودی بناتے ہیں یا مجوسی بناتے ہیں۔ (فرمان نبوی)
حضرت ذوالنورین مصریؒ فرماتے ہیں کہ ''دنیا کا مزہ اللہ کے ذکر میں اور آخرت کا مزہ اس کے عفو درگزر میں اور جنت کا مزہ اسکے دیدار میں ہے''۔

آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ گلی گلی مساجد اور مدارس بے پناہ ہجوم اور اسلامی تعلیمات کے باوجود معاشرہ میں طمع لالچ سے بے نیاز، شاکر و مطمئن ہدایت یافتہ بندے نظر نہیں آتے بلکہ احکاماتِ قرآن سے روگردانی میں نمائشی، زندگی بڑے گھر، قیمتی گاڑی، رہن سہن شادی مہندی میں بھاری اخراجات کیلئے ناجائز ذرائع جھوٹ بددیانتی استحصال اور کرپشن اپنالیا گیا ہے۔ جو فتنہ فساد قتال اور امراض و آلام کا راستہ ہے تو گویا آج ہمارے رسمی ارکان دین، نماز، روزہ، اور حج، دل پر جمی سیاہی دور نہیں کر پا رہے کہ شفاف دل سے نظام فطرت اور اٹل احکامات قرآنی کا ادراک کر سکیں ہم اپنی اولاد اور خاندان کیلئے ہر جائز

Marfat.com

ناجائز حربہ استعمال کرتے ہیں جو ہماری زندگی اور آخرت میں عذاب کا سبب بنتا ہے اور یہ کہ قرآن نے انسانی اعمال کے عوض قانون فطرت کی وضاحت فرمائی ہے۔

ترجمہ۔اور جب آدمی کو تکلیف پہنچتی ہے ہمیں پکارتا ہے لیٹے ، بیٹھے ، اور کھڑے اور جب ہم اسکی تکلیف دور کردیتے ہیں تو چل دیتا ہے جیسے ہمیں پکارا ہی نہ تھا۔(سورہ یونس 22 تا 24)

ترجمہ۔اے آدمی کس چیز نے فریب دیا تجھے اپنے کرم والے رب سے جس نے تجھے پیدا کیا

ترجمہ۔اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جسکے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔(التحریم 17-16)

ترجمہ۔ہر جان اپنی کرنی میں گروی ہے(المدثر 29)

ترجمہ۔اے ایمان والو اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے قریب ہے تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے اتاردے(التحریم 23-22)

ترجمہ۔تمہارا مال اور تمہاری اولاد سب فتنہ ہے(انفال 48)،جوانی میں یہ فلسفہ حیات سمجھ نہیں آتا ،بڑھاپے میں حقیقت سامنے آتی ہے۔

ترجمہ۔تو جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تو بیشک جہنم ہی اسکا ٹھکانہ ہے۔(النزاعت 44)

ترجمہ۔ان کے جس کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں گم گئی وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کر رہے ہیں یہ لوگ جنہوں نے رب کی آئیتیں اور اسکا ملنا نہ مانا تو ان کا کیا دھرا ہے سب اکارت ہے"

ترجمہ۔جب نامہ اعمال کھولے جائیں جب جہنم بھڑکایا جائے(التکوبر 13-12)

یقیناً ہم قرب الٰہی کیلئے جدوجہد نہیں کرتے جسکی بنیاد رزق حلال ہے توکل خشوع اللہ والوں کی صحبت سے ملتا ہے جب توکل قائم ہو جاتا ہے آدمی پہلے سے ترقی پاتا ہے اسکی ضروریات زندگی آسان ہو جاتی ہیں حکیم امت علامہ اقبالؒ نے بیعت طریقت کی حقیقت بیان فرمائی۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم تا غلام شمس تبریزی نہ شد

گویا بیعت پرہیزگار زندگی عبادات اور اطاعت کا عہد اور اقرار ہوتا ہے۔خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو توفیق باری تعالیٰ سے اس راہ صدق وصفا کو اپناتے ہیں۔جیسا کہ ذات الٰہی نے فرمایا ہے۔ترجمہ"بڑھ کر چلو اپنے رب کی بخشش اور اسکی جنت کی طرف"

اس آیت کریمہ میں باری تعالیٰ کی توفیق اور مدد مضمر ہے اور انسانی آزمائش کہ وہ ذات الٰہی پر کسقدر یقین اور ایمان رکھتا ہے؟۔

Marfat.com

سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جو کوئی خدا سے ڈرے تمام مخلوق اس سے ڈرے گی اور جو کوئی خدا سے نہیں ڈرے گا تو حق تعالیٰ تمام مخلوق کا ڈر اس کے دل میں ڈال دے گا۔'' اور فرمایا کہ ''تم میں سے عقل مند وہ شخص ہے جس میں خدا ترسی سب سے زیادہ ہو''

ہاں وہ شخص بغیر حساب کے جنت میں جائے گا جو اپنے رب کو یاد کر کے روئے''

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی قطرہ آنسو کے اس قطرے سے زیادہ عزیز نہیں جو خوف الٰہی سے نکلا ہو اور لہو کا وہ قطرہ جو خدا کی راہ میں بہایا جائے'' حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ سات شخص حق تعالیٰ کے سائے میں رہیں گے ان میں سے ایک وہ ہے جو خلوت میں خدا کو یاد کرے اور اس کی آنکھ سے آنسو نکلے''

حضرت داود علیہ السلام نے حق تعالیٰ سے کہا کہ یا اللہ! میری اولاد میں سے ہر ایک فرد تمام رات نماز پڑھتا ہے اور دن میں ہر ایک روزہ رکھتا ہے تب وحی نازل ہوئی کہ اس کی توفیق میں نے ان کو دی ہے تب وہ ایسا کرتے ہیں اب میں ایک لحظہ کیلئے تجھ کو تیری رائے پر چھوڑ دیتا ہوں۔ چنانچہ حضرت داود علیہ السلام کو ان کی رائے پر چھوڑ دیا گیا اور ان سے ایسی تقصیر ہوگئی کہ انہوں نے تمام عمر حسرت و پشیمانی میں بسر کی۔

17۔ زندگی بے بندگی شرمندگی

الحمد للہ رب العلمین ٥

شریعت کی رو سے ہر کلمہ گو مسلمان ہے بشرطیکہ توحید اور رسالت کا دل سے یقین زبان سے اقرار اور عمل سے ثابت کرے۔ عمل یہ کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی از روئے قرآن وسنت پابندی کرے ایک عام مسلمان کیلئے حقوق اللہ میں کچھ کمی کوتاہی ہو جائے تو وہ بندہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان معاملہ ہے اللہ غفور رحیم ہے اسے بخش دے یا سزا دے۔

لیکن حقوق العباد یعنی بندوں کے حقوق کی عدم ادائیگی پر گرفت بڑی سخت ہے۔ قرضہ شہید کو بھی معاف نہیں۔

قرآن حکیم نے ارشاد فرمایا۔ ترجمہ: رسُول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔

رسُول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا، مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے دوسرے کو تکلیف نہ پہنچے۔ اور یہ فرمایا کہ وہ شخص منافق ہے جو جھوٹ بولے، بددیانتی کرے اور وعدہ خلافی کرے خواہ نماز پڑھتا ہو روزہ رکھے یا حج کرے''

Marfat.com

اسکے بعد حقوق اللہ اور حقوق العباد کی وسیع تشریح قرآن وسنت اور احادیث مبارکہ میں فرمادی گئی۔رزق حلال کو حقوق اللہ اور نجاتِ آخرت تک کی بنیاد بنادیا گیا۔

اے لوگو موت کے بعد اللہ کے سوا کوئی وارث اور مددگار نہ ہوگا۔اور گنہگاروں کیلئے حشر میں اللہ کے رسُول ﷺ کے سوا کوئی شفاعت کام نہ دیگی۔اسلئے دین کے معاملہ میں تکرار نہ کرو۔اللہ تعالیٰ کی ربوبیت یعنی پالنے والے پر محنت مشقت کے بعد بھروسہ یعنی توکل اور کلمہ طیبہ کا ورد کیا کرو۔نبی ﷺ کی محبت اطاعت اور شفاعت کیلئے نبی ﷺ پر دورد پاک کو لازم کرلو۔ہمیشہ قرآن پاک کا مطالعہ بمعہ ترجمہ و تفسیر کرتے رہو۔جسم سے رُوح کے بلاوے سے پہلے بندگی کا حق ادا کرلو۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: جو شخص اللہ سے ڈرتا،تقویٰ اختیار کرتا ہے۔اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچتا ہے جہاں اُس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔

حدیث شریف میں آیا ہے بیشک آدمی رزق سے محروم کردیا جاتا ہے۔اُس گناہ کی وجہ سے جو وہ اختیار کرتا ہے۔

معلوم ہوا کہ نیک اعمال سے رزق اور نعمتوں میں برکت حاصل ہوتی ہے۔گناہوں سے تنگی اور بے برکتی آتی ہے۔آج زمانہ میں تنگی،محرومی اور بے برکتی ہمارے گناہوں کی بنیاد پر برپا ہے۔قرآن پاک نے دنیاوی زندگی کی حقیقت سے آشکار کیا''

(ولعصر۔ انا الانسان لفی خسر) ترجمہ:قسم ہے زمانے کی۔انسان خسارے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور عمل صالح کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے،(سورۃ العصر)

قرآن نے جبر حوس اور فتنہ فساد میں ڈوبے غفلت زدہ انسانوں کے عبرتناک انجام اور صبر وقناعت سے لبریز پرہیزگار بندوں کے نجات وانعام کی تشریح فرمادی۔

ترجمہ''اے لوگو جو تم آج زندہ ہو بڑھکتی آگ سے بچنے کیلئے نیک اعمال کرلو۔آج ہی گناہ کی زندگی سے سچی پکی توبہ کرلو وقت نزع سے پہلے کے سانسوں کو اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کیلئے وقف کردو۔اپنے مسائل ومعاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کردو۔وہ بڑا ہی درگزر فرمانے والا نہایت مہربان اور غفور رحیم ہے۔فرمایا کیا اللہ تمہارے لئے کافی نہیں؟

لیکن ھدایت وبندگی سے محروم بعض لوگ گناہ یعنی نافرمانی کو عار نہیں جانتے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب انسان گناہ کرتا ہے اس کے دل پر ایک سیاہ داغ پڑ جاتا ہے اگر

Marfat.com

توبہ کرلے تو یہ داغ دور ہو جاتا ہے۔ ورنہ دن بدن بڑھتا رہتا ہے حتیٰ کہ سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ پھر دل پر ایمانی باتیں اور ھدایت اثر نہیں کرتی۔ سلامتی اس بات میں ہے۔ کہ مسلمان دنیا کے معاملات کو بقدر ضرورت اختیار کرے اور طمع و لالچ میں نہ پڑے۔ ایسا تین قسم کی احتیاطوں سے ہو سکتا ہے۔ اول اس قدر کھانا کھایا جائے کہ بھوک روکی جا سکے۔ دوسرے کپڑے اس قدر استعمال میں لائے جائیں جو سادہ اور ستر کے لیے کافی ہوں۔ مکان اس قدر لیا جائے جو گرمی و سردی سے پناہ گاہ ثابت ہو سکے گویا چند روزہ زندگی سادگی میں گزار دے۔

سلامتی درحقیقت خوف اور امید کے درمیان ہی ہے۔ اور اللہ پاک کا یہ فرمان ایک مسلمان کیلئے کس قدر شرمندگی ندامت اور توبہ کا مقام ہے فرمایا "اے انسان کس چیز نے تجھے دھوکے میں رکھا اپنے کرم والے رب سے جس نے تجھے پیدا کیا۔ (سورہ انفال)

"واللّٰهُ خَيرُ الرّٰزِقين" اور اللہ ہی بہتر رزق دینے والا ہے۔

18- ایمان

ایمان بالقلب تصدیق بالایمان اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور صلی اللہ وسلم کی رسالت کا قلبی طور پر یقین کرنے کا نام ایمان ہے اور ان دونوں چیزوں کا زبان سے اقرار کرنا بھی ضروری ہے۔ دل سے یقین کرنا ایمان کی حقیقت ہے اور زبان سے تصدیق کرنا ایمان کی علامت ہے۔

ایمان اس کیفیت کو کہتے ہیں کہ راستی کے ساتھ حضور علیہ السلام پر اعتقاد رکھا جائے۔ احکام پر عمل کیا جائے۔ اور زبان سے اعلان کیا جائے ان تینوں کے بغیر ایمان ثابت نہیں ہو سکتا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ: "جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے"۔ یہ بات ذہن نشین کرنی چاہیے کہ نبی علیہ السلام کو صرف سچا نبی جان لینے کا نام ہی ایمان نہیں بلکہ دل سے اس کی تصدیق کرنا اور احکامات کی تعمیل بھی ضروری ہے کیونکہ علم اور چیز ہے اور تصدیق اور چیز ہے تصدیق سے مراد قبول کر لینا یعنی ہدایات پر عمل پیرا ہونا چاہئے۔

نبی علیہ ﷺ نے فرمایا، شب معراج مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا تو میں نے کچھ آدمی دیکھے جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ جس میں جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ آپ علیہ ﷺ کی امت کے خطیب ہیں جو نیکی کا حکم دیتے ہوئے خود بھولے ہوئے تھے۔ نیکی عمل سے پھیلائی جاتی ہے نہ کہ فتووں سے۔ دل اخلاق سے جیتے جا سکتے ہیں نہ کہ خطبوں سے۔ صوفی ولی اللہ کو کہا جاتا ہے مگر کچھ لوگ اس لفظ کے غلط معنی پہنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضرت

Marfat.com

علی ہجویریؒ نے فرمایا پہلے تصوف کا نام نہیں تھا مگر صوف تھے اور آج تصوف کا نام ہے مگر صوفی نہیں رہے۔ پہلے مساجد کچی تھیں اور نمازی پکے تھے اور اب مساجد پکی ہیں اور نمازی کچے ہیں۔ تصوف کو جعلسازوں نے بدنام کیا ہے۔ حق پرستی سے عیش مستی کا سفر بہت جلد طے ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔''ایمان والے وہ ہیں جو سب سے بڑھ کر ٹوٹ کر اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔ محبت کا ظاہری جسم نہیں بلکہ قلبِ باطن ہے۔ اظہارِ محبت جسمانی علامات سے تو ہوسکتا ہے مگر محبت کا اپنا مقام دل میں ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا' تم میں سے کوئی شخص صاحب ایمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر مجھ سے محبت نہ کرے۔

قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

عقل حیران کہ آخر کیوں لوگ راہ حق سے منحرف ہو جاتے ہیں۔ اعمال صالح سے کیوں روگردانی کی جاتی ہے۔ انہیں کیا حاصل ہوتا ہے؟ یہی نہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ اپنی قسمت اچھی بری تقدیر پر ایمان نہیں رکھتے۔ اور نہ ہی توکل بر خدا اور نہ ہی مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے اور پھر ہمیشہ کی زندگی اختیار کرنے کا یقین رکھتے ہیں۔ خدارا حقیقتوں پر یقین کرنے یا نہ کرنے سے حقیقت اور موت کسی صورت بھی ٹل نہیں سکتی اور نہ ہی تقدیر کا لکھا بدل سکتا ہے۔ یہ نادانی ہے بدبختی ہے۔ کلمہ طیبہ کی دعوت حق، دنیا والوں کی (دوزخ) سے رہائی، ذوق و یقین اور ہدایت و عمل کو آشکار کرتی ہے۔ جبکہ بیرونی اثرات استحصال، کرپشن اور محرومیوں نے انسانوں کو دیانت وصداقت سے محروم کر دیا ہے۔ ان میں اکثر لوگ قانون واخلاق اور خوف خدا سے عاری ہو کر دوسرے کے حقوق اور معاملات کی پامالی پر اتر آئے۔ ان میں حکام الٰہی اور احکامات نبوی کا ذرا سا احساس بھی باقی نہیں رہا اور نہ ہی فکر آخرت، حالانکہ قدرت نے انسانی وجود کو عقل، تدبر اور فکر کی صلاحیتیں عطا کی ہیں۔ فہم و فراست زبان و کلام سے نواز، قلب کا نور، روح کا سرور اور ضمیر کی آواز دے کر اچھائی، برائی، حلال و حرام کی تمیز عطا فرمائی، روح پھونک کر روحانیت کے اعلیٰ مدارج طے کرا دیئے۔ پھر نفس کو موضوع فکر بنایا۔ بندہ، روحانی معجزات اور موجودات (تخلیق کائنات) میں عجز وانکساری سے غور کرے کہ دنیا کا کوئی بھی انسان اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود خالق کائنات کے سامنے قطعی عاجز العقل وفہم ہے۔ اسی انسانی بے بسی اور اللہ تعالیٰ کے قادر مطلق ہونے کی حقیقت کو خوف خدا کہتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ'' (سورہ الحدید 28)

Marfat.com

ہم اللہ پر کیسا ایمان رکھتے ہیں، ہم نے اپنی حاجتوں اور دنیاوی مقاصد کے لئے غیر خدا سے کس قدر امیدیں باندھ رکھی ہیں۔ ایمان کی اصل تو یہ ہے کہ اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ آج کل اسلامی تعلیم اور درس کا بڑا زور ہے۔ محافل بجتی ہیں۔ مسجدیں نمازیوں سے بھری پڑی ہیں مگر خدا کی زمین ایسے لوگوں سے خالی ہے جن کو خدا کے خوف نے (بے ضرر) بے زبان کر رکھا ہو۔ اور اسلامی تعلیمات کے اثر سے لوگ احتساب نفس کے طرف مائل ہوں۔ جو خدا اور رسولؐ کے نزدیک اسلام کا اصل مقصود ہے۔ اس کے برعکس ہم اپنی زندگیوں میں نیکی اور بدی کے درمیان ایک اور راستہ بنا لیتے ہیں۔ ہم کلمہ پڑھتے ہیں نماز بھی اور روزہ بھی رکھتے ہیں۔ قرآن پاک کی تلاوت اور اقرار توحید و رسالت بھی کرتے ہیں۔ ہماری زندگی کا یہ ایک رخ ہے کہ نماز میں ٹوپی پہن کر معصوم سے بن جاتے ہیں۔

ہمارا دوسرا رخ روزمرہ کے معاملات کیلئے الگ سنبھال رکھا ہے۔ لین دین میں مخلوق خدا سے معاملات میں دکانوں، بازاروں، کھیتوں، دفتروں میں کوئی ہمیں برتاؤ کرتا دیکھے تو حیران ہو کہ یہ وہی شخص ہے جو نماز میں اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے۔ اور باہر آ کر ملاوٹ کرتا، کم تولتا، جھوٹ بولتا، جیب کاٹتا، رشوت لیتا، حرام کھاتا، جبر اور غبن کرتا، قوم کا خزانہ لوٹتا اور کیا کیا ظلم کرتا ہے۔ دنیا کی دولت حاصل کرنے کی ہوس نے اسے اللہ کے حکم اور ایمان کے مصرف سے اندھا کر دیا ہے۔ بکرے ذبح ہو رہے ہیں دیگیں پک رہی ہیں۔ قرآن خوانی ہو رہی ہے۔ اور اگر یہ مال حرام ہے تو پھر یہ سب دین کے ساتھ مذاق نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ سراسر منافقت اور ریاکاری ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ہماری دیگیں اور بکرے اور نہ ہی نمائشی عبادات درکار ہیں۔ حرام کی خیرات، رسومات اور نمائش کی جعلی شان و شوکت کے طوفان سے ہمارا انجام کیا ہوگا۔ لوگ دہشت گردی، حادثات، آسمانی آفات و واقعات سے عبرت حاصل کیوں نہیں کرتے۔ لوگوں نے دین کے خلوص کی اصل روح ضائع کر دی ہے۔

ارشادی باری تعالیٰ ہے

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو ہرگز نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں۔ نہ ان کے خون، ہاں تمہاری پرہیز گاری اس تک باریاب ہوتی ہے۔" (سورہ الحج 37)

قرآن کی رو سے ایمان والے وہ ہیں۔ جو نزول قرآن پر اور قیامت پر یقین رکھتے ہیں نماز اور زکوۃ پر قائم رہتے ہیں، انہیں ہر مسئلہ، معاملہ میں اللہ ہی کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔

ہم میں اکثر لوگ طلب دنیا میں فتنہ فساد برپا رکھتے ہیں۔ جسے مومن کامل کی طرح توکل اور سکون میسر نہ ہو۔ جو قناعت سے محروم رہے۔ ہمہ وقت حرص دنیا میں مبتلا رہے جو اللہ پر یقین اور توکل میں پورا نہیں وہ سچا مسلمان نہیں۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ''(اے نبی مکرمؐ) آپ فرما دیں، اگر تمہارے باپ (دادا) اور تمہارے بیٹے (بیٹیاں) اور تمہارے بھائی (بہنیں) اور تمہاری بیویاں اور تمہارے (دیگر) رشتہ دار اور تمہارا امال جو تم نے (محنت سے) کمایا اور تجارت جسکے نقصان سے تم ڈرے ہو اور وہ مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو۔ تمہارے نزدیک اللہ اور اسکے رسول ﷺ اور اسکی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (عذاب) لے آئے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں فرماتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک شخص صرف ظاہری اعمال کرتا ہو آپ اسے کافر نہیں کہہ سکتے منافق کہہ سکتے ہیں۔ منافقین مدینہ حضور ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ جہاد کرتے تھے۔ روزہ رکھتے تھے اور منافقین مدینہ گواہ تھے کہ یا رسول اللہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ مگر باطنی طور پر کفر پر جمے ہوئے تھے۔ ایمان نام ہے تصدیق قلبی کا وہ منافق لوگ حضور ﷺ کو دھوکہ دیتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ اللہ کو دھوکا دیتے ہیں۔ دل میں نافرمانی و رغبت ہے۔ ان کے دلوں میں ایمان داخل نہ ہوا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری امت میں ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ مساجد میں جمع ہونگے مگر ان میں سے مومن ایک بھی نہ ہوگا۔ اور دوسری روایت میری امت پر وہ وقت آئے گا مساجد میں لوگ اللہ کے ذکر اور نماز کیلئے اکٹھے ہوں گے مگر ان میں سے ایک بھی مومن نہ ہوگا پس احادیث کی روشنی میں پتہ چلا کہ ایمان قلب کی کیفیت سے عبارت ہے۔ بظاہر وہ لوگ جو مسجدوں میں بیٹھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہوتے ہیں لیکن ان کے دل غافل ہوتے ہیں۔ یا پھر بظاہر تو وہ مسجدوں میں ہوتے ہیں لیکن ان کا یہ عمل لوگوں کے دکھلانے کیلئے ہوتا ہے کیونکہ قلب کی کیفیت ایسی ہے جو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان ہے اللہ تعالیٰ جانتا ہے یا پھر وہ بندہ جانتا ہے۔ اور جو عمل خالص اللہ تعالیٰ کیلئے ہو وہی مقبول بارگاہ ہوتا ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو (تجھے یہ کیفیت نصیب نہیں اور اسے) نہیں دیکھ رہا تو (کم از کم یہ یقین ہی پیدا کر لے کہ) وہ تجھے دیکھ رہا ہے'' (بخاری مسلم ترمذی)

ایمان اسلام اور احسان تینوں باہم مربوط اور لازم و ملزوم ہیں ایمان وہ بنیاد ہے جس پر مسلمان کا عقیدہ استوار ہوتا ہے۔ اور اسلام سے مسلمان کا ظاہر اور اس کا عمل درست ہوتا ہے جبکہ احسان سے مسلمان کا باطن اور حال سنورتا ہے۔ اسلام کو دل میں بسا لینے کا نام ایمان ہے۔ احسان کے ذریعے ایمان اور اسلام دونوں کے اثرات قلب و باطن پر وارد ہوتے ہیں۔ جب مسلمان کے ظاہر و باطن میں

Marfat.com

کامل یکجہتی اور ہم آہنگی پیدا ہو جاتی ہے تو اس سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے اور نور سے اس کا باطن چمکنے لگتا ہے۔ جب ایمان اور اسلام قلب کی حالت اور باطن کا نور بن جاتے ہیں تو دل کی دنیا روحانی کیفیت میں بدل جاتی ہے۔ بندگی یہ مقام حالت مراقبہ کے ذریعے حاصل ہوتا ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ ہر وقت بندے کے دل و دماغ پر یہ کیفیت طاری رہے کہ میرا رب مجھے دیکھ رہا ہے میری ہر حرکت وسکون اس کے سامنے ہے یوں بندہ ہمہ وقت اپنے مولا کی نگرانی کے تصور سے بہت زیادہ ڈرتا رہے۔

19- نماز کیونکر فلاح کا وسیلہ بن سکتی ہے۔

روز محشر کہ جان گداز بود اولین پرستش نماز بود

کلمہ گوئی اور ایمان کا پہلا عمل نماز کی ادائیگی کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نافرمان اور فرمانبردار بندوں کا ظاہری فرق نماز سے ہوتا ہے۔ اسلام محض عقیدہ کا نام نہیں۔ ایمان اور صالح اعمال دونوں سے مل کر اسلام بنتا ہے۔

قرآن مجید میں نماز کی سخت تاکید آئی ہے۔ نماز کی اہمیت کا اندازہ نبی اللہؐ کے اس فرمان سے بھی ہوتا ہے۔

ترجمہ: ''جو لوگ اذان سن کر گھروں سے نہیں نکلتے، میرا جی چاہتا ہے کہ ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔'' (حدیث نبویؐ)

ایک مسلمان کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد نماز اور قرآن بامعنی پڑھنا، سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ہے۔ نماز کی حقیقت: اس نے جانی جس کے دل نے اس حق کو مانا کہ اس کی نماز، زندگی اور موت سب اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے۔

نماز اپنی جانوں اور مالوں کے حقیقی مالک و وارث اور رازق کا حق سمجھ کر شکرانے کے طور پر ادا کرنی چاہئے۔

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے (سورۃ ماعون ۳۰)

ترجمہ: ''خرابی ہے ان نمازیوں کیلئے جو نماز کی اہمیت سے بے خبر ہیں۔ بے وقت پڑھتے ہیں، کبھی پڑھتے اور کبھی نہیں پڑھتے ہیں۔'' (پارہ نمبر ۳۰ سورۃ الماعون آیت نمبر ۵)

قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ''قرآن ان پرہیز گاروں کیلئے ہدایت ہے جو غیب کی تصدیق کرتے ہیں۔ نماز قائم رکھتے اور ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے ہیں۔'' (سورہ البقرہ: آیات ۳)

Marfat.com

نماز درحقیقت بارگاہِ خداوندی کی حضوری، پروردگارِ عالم سے مناجات اور ہم کلامی کے شرف کا نام ہے۔جس سے انسان (خاک کی ایک مٹھی) کا عالمِ بالا کیساتھ ایک خاص ربط و تعلق قائم ہوتا ہے۔ اللہ جل جلالہ نے اپنی مخلوق کو، اپنے لطف و کرم سے اتنا نوازا کہ ہر شخص ہر وقت بارگاہِ خداوندی میں رسائی پا سکتا ہے، ہم کلامی کا شرف حاصل کرسکتا ہے اور دعا میں اپنی معروضات کو پیش کرسکتا ہے کوئی روک ٹوک نہیں۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

ترجمہ: ''جو کوئی نماز کو بھول گیا یا نماز کے وقت سوتا رہ گیا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب یاد آئے یا سو کر اٹھے اُسی وقت نماز پڑھ لے۔'' (الحدیث)

اقیمو الصلوٰۃ و اتو الزکوٰۃ ترجمہ: ''نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔''

نماز قائم: کرنے کے معنی تعلیماتِ نماز کو زندہ کرنے کے ہیں اول نماز میں پڑھی جانے والی آیات کے معنی سمجھے تاکہ دربارِ خالق میں پیشی کے دوران رجوع و خضوع پیدا ہو اور ہدایات الٰہیہ کو روح میں سمویا جاسکے کہ اس کا اثر عملی زندگی پر ہو کہ انسانی ذہن مومنانہ فراست حاصل کرسکے۔ امت مسلم کی بدبختی یہ ہے کہ نماز اور قرآن کے معنی نہیں جانتے۔ اسی وجہ سے نماز میں دل غافل رہتا ہے اور خشوع نہیں ملتا۔

نماز کی ادائیگی کے باوجود بھی اگر جھوٹ، بددیانتی، ناجائز منافع اور ناجائز مال و دولت کی حرص و ہوس ختم نہ ہو، لوگوں کے حقوق و معاملات کی احسن ادائیگی اور رزق حلال کھانے کی تمنا پیدا نہ ہو، جان کنی، عذابِ قبر اور آخرت کی فکر لاحق نہ ہو تو سمجھ لے کہ اللہ کی ربوبیت پر اُس کا ایمان اور دلی یقین نہیں اور یقیناً اس کا رزق مشکوک ہے۔ زکوٰۃ ادا نہیں کی یا والدین، رشتوں ناطوں سمیت دوسروں کے حقوق و احترام کی ادائیگی میں زیادتی ہوئی ہے۔ گویا گناہوں کی وجہ سے دل پر سیاہی جم گئی ہے، پہلے رزق کو پاک کرے، حقوق و معاملات اور زکوٰۃ کا فرض ادا کرے، گناہوں اور دوسروں کو ایذا رسانی سے سچی اور پکی توبہ کرے، اپنی پیدائش، زندگی اور موت کی حقیقت کو جانے کہ اس عارضی زندگی کو مسافر خانہ سمجھ کر دنیا میں زیادہ دل نہ لگائے، سادگی اور پرہیز گاری اپنائے۔

قرآن حکم کی رو سے عدم ادائیگی زکوٰۃ گویا آخرت سے انکار، گویا یہی کلمہ گو مسلمان مشرکوں میں شمار ہوتا ہے۔

ترجمہ: ''خرابی ہے شرک والوں پر جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے منکر ہیں۔'' (سجدہ 7-6)

تقویٰ کے معنی اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل پر پورا یقین اور امید کہ وہی میرے کام بنانے والا ہے۔

تقویٰ: درحقیقت ایمان ہی کی شاخ ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے رازق اور قادرِ مطلق ہونے پر دلی یقین رکھے گناہوں سے دور اور ہر معاملہ میں دلی یقین کیساتھ اللہ تعالیٰ سے رجوع کرے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ پر ایمان اور توکل کی شناخت نماز سے نہیں، لوگوں کیساتھ حقوق و معاملات کی احسن ادائیگی سے ہوتی ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

ترجمہ: ''اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقوٰی کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمانوں اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔'' (الاعراف:96)

ذاتِ باری تعالیٰ حق اور نور ہے، دنیا و آخرت کی فطری نجات اور سکون قلب کیلئے حق، سچ اور پرہیز گاری اختیار کی جائے، بڑے ہی کرم و فضل کا مالک سب کی حاجت روائی فرماتا ہے۔

حضور قلب: ''نماز نہیں مگر حضور قلب سے۔'' (حدیث نبویؐ)

توحید و رسالت اور صفاتِ باری تعالیٰ پر ایمان لا کر بندہ جب نماز کے معنی جان کر نماز میں دل لگا کر اپنے خالقِ حقیقی کو صدقِ دل سے پکارتا ہے تو یہ نماز قلب حضور کہلائے گی۔ اس سے نہ صرف انسانی دل، اطاعت و مناجات میں چلا جاتا ہے بلکہ جسم انسانی کا ہر عضو، آنکھ، کان، ہاتھ وغیرہ بھی گناہوں سے پاک زندگی کا تقاضا کرتے ہیں۔ طالبِ حق کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کیساتھ نیک اُمیدیں وابستہ رکھے۔ نرمی، محنت و مشقت اور دیانت اپنائے۔

ترجمہ: ''نماز اور صبر کیساتھ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو۔'' (البقرہ: آیات نمبر 152)

بلاشبہ اسلام نے ایمان و اطاعت گزاری کو احترامِ آدمیت اور حقوق العباد کیساتھ مشروط کیا ہے، نیک اعمال اور خدمتِ انسانی کو نفلی عبادات پر فوقیت بخشی ہے۔

ترجمہ: ''نماز کشائشِ رزق، عذابِ قبر کا ہٹ جانے کا سبب، دل کو سکون اور روح کو غذا بخشتی ہے۔'' (الحدیث)

حضرت سلطان باہو فرماتے ہیں۔ نماز کا حقیقی حسن نماز کے باطنی (دِلی) خضوع میں ہے۔ اگر تو نے رمز کو جاننا ہے تو تجھے نبیؐ کی غلامی میں مرنے سے پہلے مرنا ہوگا۔ (نفسانی خواہشات ناجائز طمع و لالچ اور غیر ضروری لوازمات سے قطع تعلق کرنا ہوگا۔

نمازِ معراجِ مومن: نمازی جب خضوع و خشوع اور صدقِ دل کیساتھ بارگاہِ ایزدی میں بار بار حمد و ثناء اور دعا و مدد کا طلبگار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بندے کا یہ عاجزانہ انداز پسند فرماتا ہے۔ جواباً ارشاد ہوتا ہے ''ہاں ہاں، میرے بندے میں حاضر ہوں۔''

یہ کتنا بڑا اعزاز اور توفیقِ الٰہی ہے کہ قیام نماز و سجدہ میں ایک عام گنہگار انسان بھی ذات الٰہی کیساتھ روحانی ہم کلامی اور انکساری کا شرف حاصل کر سکتا ہے۔ احکامات کے تحت جب بندہ دلی طور پر

Marfat.com

اطاعتِ حقیقی پر قائم ہو جاتا ہے تو ذاتِ الٰہی اس کے تمام معاملات سنوار دیتی ہے۔ اس کی زندگی کا رنگ بدل جاتا ہے۔ اس کا ہر معاملہ خیر پر مبنی ہوتا ہے۔ پھر وہ بندگی سے ایک پل بھی ضائع نہیں کرتا۔ درحقیقت جب انسان اپنے جسم و جان کو اللہ تعالیٰ کی ملکیت اور نماز کے معنی سمجھ کر تعمیل حکم کے تحت ادا کرتا ہے تو یہ نماز معراج ربی کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

تصور۔ جب بندہ نماز یا دیگر تسبیحات ادا کرے تو معنی سمجھے اور تصور دل میں لائے۔ مثال کہ آپ نے کہا اللہ اکبر تو اسکے معنی ہوئے اللہ بہت بڑا ہے اس لمحہ آپ کائنات ارض و سما کا تصور دل میں لائیں۔ ایسا ہی آپ نے سبحان اللہ کی تسبیح کی اس لمحہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق عرش فرش خانہ کعبہ۔ روضہ رسولؐ، قرآن پاک اور لاتعداد نباتات و جمادات اور انسانوں پرندوں کے حُسن جمال کا تصور دل میں لائیں۔

بچوں کی نماز: حدیث شریف میں بچوں کو نماز کی تعلیم کی بڑی تاکید آئی ہے (یعنی والدین کے ذمہ ہے کہ وہ) بچپن سے انہیں نماز کا عادی بنائیں۔ جب بچہ سات برس کا ہو جائے تو ماں باپ کو حکم ہے کہ اُن سے نماز پڑھوائیں اور دس برس کی عمر میں نماز نہ پڑھے تو اس کو سختی کر کے نماز پڑھوائیں اور اُن کے سونے کی جگہ علیحدہ کر دیں تنہا سلائیں (ابو داؤد)

نماز کا احترام اور بلند آوازیں: جب نماز یا اذان ہو رہی ہو، اُس وقت بچوں یا بڑوں کا شور و غل یا باتیں کرنا، ریڈیو، ٹی وی یا کسی طرح آواز بلند کرنا دین کے شعار (نماز) کے احترام کے خلاف ہے۔ علماءِ کرام نے تو ذکرِ اللہ اور تلاوت قرآن تک کی بلند آواز کو ایسی حالت میں منع کیا ہے کہ اُس سے نمازی کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے۔

بلند آواز سے نمازیوں یا غیر نمازیوں اور بیماروں کو تکلیف دینا گناہِ کبیرہ ہے۔ اسی طرح فجر میں جب کہ لوگوں کے سونے کا وقت ابھی باقی ہوتا ہے، بلند آواز یعنی لاؤڈ سپیکر سے کلمہ کلام پڑھنا اور بہت پہلے اذان دینا باعثِ زحمت ہی بنتا ہے۔

نماز کو بری طرح اور جلدی جلدی پڑھنا: رسُول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

ترجمہ: ''جو شخص بے وقت نماز پڑھے، وضو اچھی طرح نہ کرے، جی لگا کر نہ پڑھے اور رکوع و سجدہ اچھی طرح نہ کرے تو وہ نماز کالی، بے نور ہو کر رہ جاتی ہے اور یوں کہتی ہے کہ خدا تجھے برباد کرے جیسا تو نے مجھے برباد کیا، جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہو پہنچتی ہے تو پُرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر اُس نمازی کے منہ پر ماردی جاتی ہے اگرچہ اس پر ظاہر نہ ہو۔'' (طبرانی)

دعا: (حدیث نبوی) رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک دعا سے زیادہ کوئی چیز مکرم

Marfat.com

نہیں، آپ نے فرمایا دعا عبادت کا مغز ہے آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ سوال اور حاجت طلبی کو پسند فرماتا ہے اور سب سے بڑی عبادت یہ ہے کہ سختی کے وقت آدمی فراخی کا انتظار کرے۔

رسول ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ سے اپنی حاجت کا سوال ہی نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کا اس پر غضب ہوتا ہے، اسی طرح غفلت و بے پرواہی کیساتھ بغیر دھیان دیے دعا کے کلمات پڑھیں تو حدیث میں اس کے متعلق بھی آیا ہے کہ ایسی دعا قبول نہیں ہوتی۔

بسا اوقات دعا اور دم کی تاثیر اس لئے نہیں ہوتی کہ کسی ایسی چیز کی دعا کی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔ جیسا کہ مستدرک حاکم میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ترجمہ ''تم بارگاہ الٰہی میں اس طرح دعا کرو کہ تمہارے اندر قبولیت دعا کا پورا پورا یقین ہو، خوب سمجھ لو کہ غافل و بے خبر قلب کی دعا اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا''۔

صحیح مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ترجمہ ''لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ پاک چیز ہی کو قبول کرتا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ایسے آدمی کا ذکر فرمایا، ترجمہ ''ایک آدمی طویل سفر کرتا ہے خستہ حال اور گرد و غبار سے اٹا ہوا ہے۔ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر اللہ سے یوں مانگتا ہے: اے پروردگار! اور حال یہ حال ہے کہ اس کی غذا حرام ہے اس کا پینا حرام ہے، اسکے کپڑے حرام ہیں، (تو اب خود ہی سوچ لیں کہ) اس کی دعا کس طرح قبول ہوگی؟'' اور ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''تھوڑی دعا بھی نیکی کے ساتھ اسی طرح کافی ہو جاتی ہے جس طرح تھوڑا سا نمک کھانے کیلئے کافی وافی ہو جاتا ہے''۔

قرآن کی رو سے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے مانگنے کی اجازت نہیں البتہ واسطہ دے کر دعا مانگنا شرک نہیں۔ اس میں نبی کریم ﷺ مقربین بزرگان دین کا واسطہ جائز ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، دعا اس وقت تک زمین و آسمان کے درمیان لٹکتی رہتی ہے تاوقتیکہ مجھ پر درود نہ پڑھا جائے، پس درود دعا کی قبولیت کے لئے شرط ہے اس لئے اس کی کثرت کیجئے۔

20- دین اسلام

Marfat.com

قرآن پاک کی اعلیٰ اور ارفع تعلیمات پر حضورا کرم رسالت مآبؐ کی عملی زندگی یعنی کلام الٰہی اور سنت نبویؐ یہی دو بنیادی باتیں جنہیں حضور کی راہنمائی میں ان کے اصحاب کرامؓ اور خلفائے راشدین نے اپنے ایمان کا جزو بنایا اور عرب قوم کی کایا پلٹ کر رکھ دی اور پھر بنی نوع انسان کو جہالت سے نکال کر انسانیت کی اعلیٰ اقدار سے ہمکنار کر دیا انہوں نے اس ربانی نظام سے انسانوں کو ایک نئی زندگی عطا کی اور دنیا و آخرت کیلئے بے مثل اور مکمل دستور پیش کیا۔

یہی اسلام ہی تو تھا جس کے سامنے فارس کی دو ہزار سالہ شہنشاہیت سرنگوں ہو گئی اس کے ہزاروں سال سے روشن آتشکدے مسمار ہو گئے مسلمان عرب و فارس پر قابض ہونے کے بعد بلوچستان افغانستان اور ہندوستان بلکہ چین تک پھیل گئے ادھر روم کی قدیم و مستحکم شہنشاہیت کو نیست و نابود کر کے یورپ میں گھس گئے اور دنیا کے بیشتر ممالک پر ہزار برس حکومت کرتے رہے مسلمانوں نے بنی نوع انسان کو روحانی فیوض و برکات کے ساتھ ساتھ جدید تعلیم سائنس ٹیکنالوجی سے بھی آشنا کر دیا اور ایسا عادلانہ اور فطری نظام رائج کیا کہ جابر شہنشاہوں اور انسان دشمن سرکش طاقتوں قاداروں اور فرعون کا خاتمہ ہو گیا، غریبوں اور محتاجوں کو اسلامی نظام عدل کے تحت امراء کا سردار بنا دیا کمزور و طاقتور کے درمیان صدیوں پرانے نفرت انگیز فاصلے سنا کران کو یکساں حقوق دے رکھے اور انسانیت کا اعلیٰ معیار قائم کیا۔ لوٹ کھسوٹ کا خاتمہ اور خلق خدا نے اللہ تعالیٰ کے کرم اور رحمۃ اللعٰلمین کے صدقے آرام و سکون اور اطمینان کا سانس لیا اس نظام کی برکت نے ہی اسلام کو چاردانگ عالم میں پھیلنے میں آسانیاں فراہم کر دیں۔

اسلام کے ارکان۔ ا کلمہ طیبہ ۲، نماز ۳، روزہ ۴، حج زکوۃ اور ۵، جہاد، فی سبیل اللہ، اسلام میں مندرجہ ذیل عناصر فرائض کبیرہ کا درجہ رکھتے ہیں اور ایمان کا لازمی جزو ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی وحدانیت پر دل کے یقین اور زبان کے اظہار سے ایمان لانا۔

اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتوں پر ایمان لانا ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے ہیں جو حکم الٰہی سے اسکی حفاظت کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانا اللہ کے رسولوں پر ایمان لانا

نیکی بدی گناہ ثواب جنت و دوزخ اور اس دنیا کے بعد اگلے جہاں اور روز قیامت پر ایمان لانا۔

آخرت کی سزا جزا پر دلی یقین کے بغیر ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی آج سبھی مسالک کے درسوں میں اکثر و بیشتر محض قرآنی تعلیمات دی جاتی ہیں جبکہ بامعنی باتفسیر مطالعہ کے بغیر ہدایت اطاعت پیروی اور اخلاقی قدریں جزو زندگی نہیں بنیں۔

Marfat.com

اسلام نے انسانیت کو بغیر کسی تمیز کے تعلیم اور اکتساب رزق حلال کے ساتھ راہوں کو کھولا ہے۔ چراغ مصطفوی کے بغیر اس دنیا میں نہ روشنی ہے اور نہ ہی امن کا راستہ ہے۔ اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جس نے دنیا کی اچھائی اور برائی کے تمام مصنوعی معیاروں کو ختم کر کے اخلاق حسنہ اور کردار حمیدہ پر اخلاص، تقوی، اتحاد کے زریں اصولوں پر انسانیت میں مساوات، عدل وانصاف اور بھائی چارے کا سبق دیا آپس میں رواداری کے ساتھ ہر نسل ذات پات کے ساتھ محبت کا درس دیا ہے۔

دین اسلام پانچ بنیادی حقائق پر مشتمل ہے

ایمانیات (عقائد)، عبادات، معاملات، اخلاقیات اور آخرت کی سزا جزا۔ اس کی مثال ایک درخت کی طرح ہے۔ درخت کے بھی پانچ حصے ہوتے ہیں۔ پہلا حصہ جڑ، دوسرا تنا، تیسرا شاخیں، چوتھا پھول اور پانچواں پھل۔ دین اسلام کے درخت کی جڑ ایمانیات ہیں اس کا تنا عبادات ہیں۔ اسکی شاخیں معاملات ہیں، اس کے پھول اخلاقیات اور اسکا پھل آخرت۔

جڑ درخت کے لئے خوراک مہیا کرتی ہے۔ انسان کی ایمانیات یعنی عقائد کی مثال جڑ کی سی ہے۔ جڑ جتنی مضبوط ہوگی۔ اُتنا ہی درخت پھلے پھولے گا۔ لہذا عقائد اور ایمانیات پر پورا یقین ہونا چاہئے۔ اللہ پر ایمان اُسکے فرشتوں اُسکی کتابوں اُسکے رسولوں اور یوم آخرت پر ایمان انکی مضبوطی پر دین کی مضبوطی کا انحصار ہے۔ نماز، روزہ، اور حج وغیرہ جو عبادت کی مخصوص شکل ہے۔ تنے کا کام ہے کہ وہ جڑ کی طرف سے بھیجی گئی خوراک کو مضبوط کر کے شاخوں اور پھلوں تک پہنچاتا ہے۔ خوراک جتنی خالص اور طاقتور ہوگی درخت اُتنا ہی تن آور ہوگا۔ جو لوگ نماز، روزہ ہی کو منزل سمجھ بیٹھے ہیں۔ نماز پڑھ لی، روزہ رکھ لیا، بس بخشش ہوگئی۔ حالانکہ نماز روزہ منزل نہیں بلکہ منزل تک پہنچانے کا ذرائع ہیں۔ کہ ان کو ادا کر کے ہم منزل حاصل کر سکتے ہیں، جن لوگوں نے انہی عبادات پر انحصار کر لیا وہ ایک ٹنڈ منڈ درخت کی طرح ہیں۔ ایسا درخت جس کا صرف تنا ہی ہے۔ کوئی شاخ نہیں۔ تو پھل پھول کہاں سے لگیں گے۔ اور جس درخت کی شاخیں ہی نہ نکلیں ایسے ٹنڈ منڈ درخت کو لوگ کاٹ دیتے ہیں۔ ذرا غور کیجئے۔ دین اسلام کے درخت کی شاخیں روزمرہ کے حقوق اور باہمی معاملات ہیں اگر یہ اللہ کے خوف کیوجہ سے درست ادا ہوں تو یہ ایمان بالیقین اور توکل الی اللہ ہے۔

اسلام سب سے پہلے انفرادی اصلاح اور اطاعت کا حکم دیتا ہے، تا کہ ہر شعبہ زندگی میں صالح اقدار کے ذریعے ملک وملت کو خوشحال بنایا جاسکے۔

- اسلام کی اولین بنیاد کلمہ طیبہ پر ہے۔ اس کا ورد اس قدر کیا جائے کہ اس پر مکمل ایمان نصیب ہو جائے اور اس میں جو حقیقت بیان کی گئی ہے اس پر قلب و روح سے یقین آ جائے۔ اس حکم کی

Marfat.com

عظمت دل میں اُتر جائے اور زندگی کے سانچے میں ڈھل جائے۔

- نماز زندگی کا لازمی جزو بن جائے اور تمام مصروفیات سے بڑھ کر اس مصروفیت کا احساس دل میں آ جائے اور اس کو حتی الامکان صحیح طور پر خشوع وخضوع سے ادا کرنے کا اہتمام ہونے لگے۔
- ہر شخص اپنا دینی فرض سمجھ کر دین سیکھے اور اس کی با قاعدہ کوشش فکر کیساتھ کرے۔
- اللہ تعالیٰ کا ذکر جس میں تلاوتِ کلام پاک، دُعا، استغفار اور درود شریف وغیرہ شامل ہیں ہماری عادات کا حصہ بن جائے۔
- ہمارے اخلاق اور ہماری معاشرت حضور اکرم ﷺ کی ہدایت کے مطابق ہو جائے اور ہر کام کرتے ہوئے ہماری خالصتاً یہی نیت ہو کہ یہ کام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے ہے، یہ یقین بھی پُختہ ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے بغیر نہ دُنیا بہتر ہے نہ آخرت۔
- سب سے ضروری بات یہ کہ اپنی اور بچوں کی پرورش اس انداز سے کی جائے کہ دین کی راہ میں تکلیفیں اٹھانے اور اپنا وقت وکمائی خرچ کرنے کی عادت پڑ جائے تا کہ دین میں مضبوطی آ جائے۔

حجۃ الوداع کے خطبہ میں نبی اللہ ﷺ نے اسلام کی حقیقی روح کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔

ترجمہ: "دسن رکھو تمہارے خون اور تمہاری عزتیں اور تمہارے احوال ایک دوسرے کیلئے ایسے ہی محترم ہیں جیسے آج کا دن، یہ مہینہ اور یہ شہر محترم ہیں۔" (بخاری شریف)

گویا اسلام کی اصل روح حقوق العباد کی ادائیگی ہے، عام لوگ نماز، روزہ، حج ہی کو، اور وہ بھی رسماً ادائیگی کو ہی اسلام سمجھتے ہیں حالانکہ حقوق کی ادائیگی اور حلال کے بغیر نہ نماز قبول ہوتی ہے، نہ حج اور نہ زکوٰۃ، توحید ورسالت پر ایمان کے بعد رزقِ حلال اور اخلاقی قدریں لازم وملزوم ہیں۔ کہ فطرت ہر نیکی، توفیق اور راحت انہی بنیادوں پر تعمیر کرتی ہے۔

اسلام میں فضول خرچی اور اسراف کی کوئی گنجائش نہیں ہے لیکن مسلم اُمہ میں نافرمانی کی انتہا کہ شادی پر اُٹھنے والے اخراجات کے مقابلے میں غیر اسلامی ممالک نے شادی کو اتنا آسان بنادیا ہے کہ یہ کوئی مسئلہ نہیں رہا۔

اکثر خاندانوں میں حقداروں سے جائیداد چھین لی جاتی ہے بعض لوگ بیوگان اور یتیم بچوں پر بھی رحم نہیں کرتے حالانکہ جوان بیوہ کا نکاح ثانی بڑے ہی اجر وثواب کا عمل ہے اور پھر یتیم بچوں کی سرپرستی۔

- معاشرہ میں جائیداد کے علاوہ لین دین میں بد دیانتی، جھوٹ اور دھونس دھاندلی روزمرہ کا معمول بن چکا ہے، جو بدترین فسادات کا موجب بنتا ہے اور سزاوار ہے۔

Marfat.com

- والدین میں سے کسی ایک کا باقی رہ جانا اور نکاح ثانی کرنا احکاماتِ شریعت میں سے ہے، لیکن خصوصاً اولاد کی بدبختی کہ نکاح ثانی میں وہ والدین کے دشمن بن جاتے ہیں۔
- اسی طرح ہمارے معاشرہ میں لاتعداد ہندوانہ رسم ورواج شامل ہو گئے ہیں، جو بدبختی کی طرف لے جاتے ہیں۔اسلامی احکامات کی اشاعت اور تبلیغ کے ذریعے انسانی ضمیر کو خواب غفلت سے بیدار کرنا ضروری ہے کہ حقوق کی ادائیگی اور خدمت خلق سے اُس کی دُنیا اور آخرت سنور جائے۔

بلاشبہ نظام فطرت کے تحت آج کے انسانوں کے بے پناہ تفکرات اور امراض وآلام یا سکون و راحت اُن کے رزق اور رجوع الی اللہ کی قدر کے تناسب سے ظہور پذیر ہوتے ہیں، جس قدر اطاعت، خشوع اور دست رزق میسر ہوگا سکون وراحت ملے گی۔

ارشادِ ربانی ہے۔

ترجمہ: ''کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں یونہی بیکار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے نہ جاؤ گے۔'' (23:115)

ایک اور آیت میں فرمایا۔(38:27)

ترجمہ: ''اور ہم نے آسمان وزمین اور اس کے درمیان کی چیزوں کو ناحق پیدا نہیں کیا۔''

بعض لوگوں کیساتھ جب اللہ تعالیٰ اور آخرت کی بات کریں تو کہتے ہیں کہ جب وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا، یہ لوگ اس گمان میں ہیں کہ لاشعوری اور لاعلمی کی زندگی گزارنے سے بچت ہو جائے گی جیسا کہ کبوتر کا رویہ ہوتا ہے بلی کو دیکھ کر لیکن ایسا نہیں ہوگا۔

اسلام محض عبادات کا نام نہیں ہے، یہ مسلمانوں کو معاشرت کا ایک باقاعدہ نظام عطا کرتا ہے جس میں زندگی کے تمام شعبوں کیلئے نظم اور اخلاقیات کا ہر پہلو موجود ہے۔ مسلمانوں کو اپنا معاشی نظام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ہدایات وعمل کے مطابق ابھارنا ہوگا اور یہ سب تب ہی ممکن ہے جب اسلامی دنیا کے حکمران ان عالمی خطرات کے پیش نظر متحد و منظم ہو جائیں اور تمام اسلامی ممالک اس نظم کو قبول کرنے اور نافذ کرنے کو اپنے اختیارات میں مداخلت کی بجائے، اُمتِ مسلمہ کو اُمتِ واحدہ کی تشکیل نو خیال کریں۔

قرآن نے خیر وشر، نیک وبد، اچھے اور برے کے جو معیارات ہم کو بتا دیئے ہیں وہ حرفِ آخر ہیں۔دینِ اسلام کی تعلیمات ابدی اور دائمی ہیں۔اسلام نے جن چیزوں کو برا کہہ دیا ہے بس وہ بری ہیں اور جن اعمال وافعال کو اچھا کہہ دیا ہے بس وہ اچھے ہیں۔ایک مسلمان کو راہِ حق پر چلنے کیلئے قرآنی ہدایات موجود ہیں اور یہ درس کہ ہم اپنی زندگی کا محاسبہ خود کریں اور ہم غور کریں کہ جو زندگی ہم گزار رہے ہیں اور

Marfat.com

جو اعمال ہم سے سرزد ہوئے ہیں وہ صحیح ہیں یا غلط، نیک ہیں یا بد۔ ہمارے اعمال ہمیں راہِ حق اور صراطِ مستقیم پر چلا رہے ہیں یا ہم غلط راہوں پر چل رہے ہیں اور اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل کی نعمت عطا فرمائی ہے۔ اس عقل کو سب سے پہلے انسان کو خود اپنے محاسبے کیلئے استعمال کرنا چاہئے۔

انسان کا نفس اور انسان کا دل خواہشات کا مرکز ہے اور تمناؤں اور آرزوؤں کی آماجگاہ ان دلی خواہشات پر اور نفسانی آرزوؤں پر فکر وعقل کو نظم اور ضبط قائم کرنا چاہئے۔ عقل کو یہ فیصلہ کرنا چاہئے کہ برائی کیا ہے اور اچھائی کیا۔ نیک و بد اور گناہ و ثواب کے مابین عقلِ انسانی کو فرق کرنا چاہئے۔ اگر انسانی عقل یہ فریضہ انجام نہیں دیتی ہے تو پھر انسان اور حیوان کا فرق مٹ جاتا ہے۔ درحقیقت یہ انسانیت کی موت ہے۔ آدمی کو انسان ہونا اسی وقت میسر ہو سکتا ہے کہ وہ عقل کو سلامت روی کیلئے استعمال کرے، اگر سلامتی کی راہ سے انسان ہٹ گیا اور نفس کا غلام ہو کر برائیوں کی گرفت میں آ گیا تو وہ انسان کیسے رہ سکتا ہے۔ دراصل محاسبہ عمل اسی کا نام ہے کہ انسان جو کام کرے اس پر پہلے غور کرے اور جب کام کر چکے تو محاسبہ کرے کہ وہ صحیح تھا یا غلط۔ اگر دل یہ گواہی دے اور ضمیر یہ پکارے کہ ہمارا عمل غلط تھا، ہمارا اقدام صراطِ مستقیم سے ہٹا ہوا تھا تو، توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ بروقت خود احتسابی اور اپنے اعمال کا خود محاسبہ کرنا ہی دراصل یوم حساب کی شرمندگی سے بچا سکتا ہے۔

ایسا آج تک نہیں ہوا ہے اور نہ آئندہ ہوگا کہ انسان غلط کام کرے اور سرخرو ہو۔ غلط کام بہر حال غلط ہے، برائی ہمیشہ بری رہے گی اور برائی کرنے والا پریشان اور بدنام رہے گا۔ یہ قانونِ فطرت ہے اور قوانین فطرت تبدیل نہیں ہوا کرتے۔

جب انسان اپنے فکر وعمل کا خود محاسبہ کرنا چھوڑ دیتا ہے تو اس کی سوچ اور اس کی فکر بیمار ہو جایا کرتی ہے اور جب وہ آخرت سے بے پروا ہو جاتا ہے تو دنیا ہی میں وہ پریشان اور آشفتہ حال ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کیلئے قرآن ندا دیتا ہے۔

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو! ہر شخص کو چاہئے کہ یہ دیکھتا رہے کہ اس نے آخرت کیلئے کیا عمل آگے بڑھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے کہ تم کیا کر رہے ہو۔“ (الحشر 18)

آیئے ہم غور کریں اور آج سے یہ فیصلہ کر لیں کہ ہم اس چند روزہ زندگی میں انسان بن کر رہیں گے اور اچھے عمل کریں گے اور اس دنیا کو گہوارہ امن بنائیں گے۔ ہم اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی حکومت قائم کریں گے۔ ہم اس دنیا میں قرآنی قانون نافذ کریں گے اور ہادی برحق حضرت محمد ﷺ کی پیروی کریں

Marfat.com

گے۔

دنیاوی قوانین صرف انسان کے افعال کو قابو میں رکھنے کے اہل ہیں، انسان کے اندر کو صرف مذہب درست رکھتا ہے، اندر اگر درست ہو تو تمام افعال درست ہو جائیں گے۔ تمام انسانی قوانین انسانی خواہشات کے تابع ہیں آدمی جب چاہے ان کو اپنا آلہ کار بنا لے۔ مذہب آدمی کے تابع نہیں ہے آدمی اس کو اپنی مرضی کا رنگ دینے کی کوشش کرتا ہے لیکن مطلوبہ کامیابی اکثر حاصل نہیں کر پاتا اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ مذہب مکمل نیکی اور نیکی کو انسانی بناوٹ میں استعمال کیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ اس کو دائمی خوشی نیکی میں ملتی ہے۔ نیکی انسان کے اندر موجود ہے اس تک پہنچنے کی ضرورت ہے۔

ہر شخص اسلامی اصولوں کے سایہ میں با آسانی زندگی گزار سکتا ہے کیونکہ وہ بشری مزاج اور انسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔ اس کی ہر بات عقل میں سما جاتی ہے۔ انسان کی حریت و آزادی کا علمبردار بھی ہے۔ فرائض و واجبات ہوں یا سنن و مستحبات، کسی میں کچھ دشواریاں پیش نہیں ہوتیں بلکہ انسانی سہولت کیلئے اس کے پاس ایک عام قاعدہ موجود ہے۔

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔'' (البقرہ 286)

اسی طرح اسلامی تعلیمات بھی انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں۔ اسلام نے احکام پر پابندی سے عمل پیرا ہونے کیلئے صرف اس لئے زور دیا ہے کہ وہ انسان کو انسانیت کی راہ پر چلنا سکھائے۔

ترجمہ: ''تو اپنا منہ سیدھا کرو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کیلئے ایک اکیلے اسی کے ہو کر۔ اللہ تعالیٰ کی ڈالی ہوئی بنا جس پر لوگوں کو پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ کی بنائی چیز نہ بدلنا۔ یہی سیدھا دین ہے مگر بہت لوگ نہیں جانتے۔'' (الروم 30)

آیت کریمہ میں فطرت سے مراد انسانی طبیعت کا مادیت اور روحانیت کے مابین اجتماع ہے۔

ترجمہ: ''اور جو مال اللہ تعالیٰ نے تجھے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر طلب کر اور دنیا سے اپنا حصہ نہ بھول۔'' (قصص 77)

اسلام نہ تو پوری طرح روحانیت ہی میں منحصر ہے اور نہ ہی اس پر مادیت کا غلبہ ہے بلکہ ایسی طبیعت پر قائم ہے جو انسانی مزاج کے بالکل موافق ہے۔ اس وجہ سے وہ جنس بشر کے تمام افراد کے مناسب بھی ہے چنانچہ انسان اگر پوری طرح سے اس کے اصولوں کو اپنا لے تو امن و امان اور چین و سکون اس کی ذات سے کوئی نہیں چھین سکتا۔

عقلی اعتبار سے بھی اسلام عالمگیر مذہب بننے کی صلاحیت رکھتا ہے چنانچہ غور و فکر کے بعد اسلامی اصول و ضوابط میزان عقل پر پورے اترتے ہیں اور ہر انسان اپنی استطاعت کے مطابق انہیں سمجھتا اور

Marfat.com

فائدہ بھی حاصل کرتا ہے۔اس کی سب سے بڑی دلیل قرآن کریم کی نازل ہونے والی پہلی آیت کریمہ ہے، جس نے عقل کومخاطب کرتے ہوئے اسے غور وفکر پر ابھارا ہے۔

اسی طرح کائنات کے گرد وپیش جو کچھ بھی ہے، اس میں غور وفکر کرنے کیلئے قرآن حکیم نے مختلف آیات میں دعوت فکر دی ہے۔

ترجمہ:''اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے آیات بیان فرماتا ہے کہ تم سوچ و فکر کیساتھ کام کرو۔''(البقرہ219)

ترجمہ:''تم فرماؤ کیا برابر ہو جائیں گے اندھے اور انکھیارے؟ تو کیا تم غور نہیں کرتے۔''(الانعام50)

ترجمہ:''کیاانہوں نے اپنے جی میں نہ سوچا؟''(الروم8)

ترجمہ:''توتم نصیحت سناؤ کہ کہیں وہ دھیان کریں۔''(الاعراف176)

اسلام کی عالمگیریت میں کوئی شائبہ نہیں ہے اوراس کے قانون کی ہر ہر چیز عقل کی کسوٹی پر پوری اترتی ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا اگر کسی شخص کی پہچان کرنی ہو کہ وہ کیسا ہے تو اُسکی نماز اور روزے کو نہ دیکھو بلکہ اُسکے معاملات کو دیکھو جو وہ دوسرے لوگوں کے ساتھ روا رکھتا ہے۔ اُسکے رویئے اور حسنِ سلوک کو دیکھو جو وہ لوگوں کے ساتھ کرتا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ کیا تنے نے اپنی شاخیں نکالی بھی ہیں کہ نہیں۔ اور اگر نکالی ہیں تو آیا صحت منداور مضبوط ہیں یا سوکھی سڑی کمزور۔ خوراک جتنی طاقتور خالص اور ملاوٹ سے پاک ہوگی اُتنی ہی شاخیں مضبوط ہوں گی۔ نماز روزہ خوراک ہے۔ان کے بھی مقاصد ہیں۔ ہر عبادت کا ایک مقصد ہے۔نماز کا مقصد قرآن سے پوچھا تو فرمایا۔ترجمہ: بیشک نماز ہر قسم کے فحش کاموں اور گناہوں سے بچاتی ہے۔ اگر کوئی نماز پڑھ کربھی گناہ نہیں چھوڑتا۔ فحاشی وعریانی اور بے حیائی ختم نہیں کرتا تو سمجھ لیں کہ اس درخت کی خوراک میں ملاوٹ ہے۔ اوراسی لئے شاخیں کمزوراور گلی سڑی ہیں۔اس طرح روزے کا بھی مقصد ہے۔ ترجمہ: اے ایمان والوتم پر روزے فرض کئے گئے جس طرح پہلی قوموں پر فرض کئے گئے تھے۔ تاکہ تم متقی بن جاؤ۔(القرآن) اگر روزہ رکھ کر انسان متقی نہیں بنتا گناہ نہیں چھوڑتا تو ایسے روزہ دار کے لئے کوئی اجر نہیں سوائے بھوک پیاس برداشت کرنے کے۔ اس طرح حج ہے۔ عبادات کے مقاصد جواللہ تعالیٰ نے ہمیں دئے ہیں۔ نماز روزہ اور حج کے مثبت اثرات سے انسان پاک صاف ہوجاتا ہے۔ لوگوں کے ساتھ اُسکے معاملات بہترین ہوجاتے ہیں۔ وہ نماز پڑھ کر کسی پر ظلم نہیں کرتا، کسی کو تنگ نہیں کرتا۔ یتیم کا مال نہیں کھاتا، ہمسائے اور رشتہ دار کواذیت نہیں دیتا۔ وہ

Marfat.com

رشوت اور حرام مال نہیں کھاتا۔ وہ زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کرتا ہے۔ اور اپنے رویئوں اور دوسروں کے ساتھ سلوک کو خوب سے خوب تر نبھاتا ہے۔ جب یہ سب کچھ مل جاتا ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ دین اسلام کی شاخیں نکل آئی ہیں۔ اب ہم اُمید کریں گے کہ ان پر جو پھل لگے گا وہ خوب تر ہوگا۔ اگر ہم دوسرں کے ساتھ اپنے معاملات میں درست ہیں تو اس کا اثر ہماری اخلاقیات پر پڑے گا۔ ہمارا اخلاق سنور جائے گا۔ ہر کوئی ہمیں اچھا کہے گا۔ اتنے خوشبودار پھول کھلیں گے اور اتنا شیریں پھل لگے گا کہ ہماری خوشبو ہر سو پھیل جائے گی۔ کہ یہ شخص بہت اچھا ہے۔ دوسرں کا خیال رکھتا ہے والدین ہمسائیوں رشتہ داروں بیواؤں یتیموں اور غریبوں کی کس قدر مدد کرتا ہے۔ نماز پڑھ کر یتیم کے سر پر ہاتھ رکھتا ہے۔ روزہ رکھ کر کسی کا حق نہیں مارتا۔ ملاوٹ نہیں کرتا۔ جھوٹی قسمیں نہیں کھاتا۔ کسی کا دل نہیں توڑتا۔ اخلاقیات کے پھل پھر اتنے شیریں ہوجاتے ہیں کہ بس ہر کسی کا دل باغ باغ ہوجاتا ہے۔ اور حضور بنی کریم کی وہ بات پوری ہوجاتی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس کا اخلاق اچھا ہے'' اور ایسا شخص جب اس دنیا سے جاتا ہے۔ ہر کوئی اُسے اچھے الفاظ میں یاد کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کو اُسکے نیک اور خوش اخلاق ہونے کی گواہی مل جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے گواہ رہو میں نے اس شخص کو بخش دیا۔ اور بد اخلاق جب مرتا ہے تو کوئی کہتا ہے کہ اچھا ہوا مر گیا۔ ہر کوئی اُس سے تنگ تھا۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتا ہے کہ گواہی مل گئی اسے جہنم میں پھنک دو۔ آیئے اللہ کے جس پسندیدہ دین اسلام کے ہم داعی ہیں۔ ذرا سوچیئے۔ کہ ہم کیسے مسلمان ہیں؟

ہماری ایمانیات، عبادات، معاملات، اور اخلاقیات کس سطح پر جارہے ہیں۔ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اسی اختیار و تصرف پر جزا ملتی ہے۔ جبکہ کردار بدسزاوار اور بدبختی میں گھر جاتا ہے۔ انسان کی سوچ میں اخلاقیات کا دارومدار کسی ایجوکیشن سسٹم پر نہیں، بلکہ مذہب پر ہے۔ مذہب یا دین سے وابستگی انسان کے اطوار اور عادات میں تبدیلی پیدا کرتی ہے۔ انسان کی سوچ میں اخلاقیات کو فروغ بھی دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مذہب سے گہری وابستگی رکھنے والے گھرانوں میں ان کے اطوار اور اخلاقی اقدار بہت اعلیٰ ہوتے ہیں۔ دنیا میں موجودہ پیدا ہونے والے بدترین حالات کی وجہ صرف اور صرف اپنے مذہب سے دوری ہے۔ آج ہم لوگ مسلمان ممالک میں رہنے کے باوجود اپنے مذہب میں اس طرح داخل نہیں ہیں۔ جس طرح ہمیں داخل ہونے کا حکم ہے۔ اوپر مسجد نیچے مندر ہے۔ ہمارے اندر مذہبی جوش وخروش تھوڑا اور رواجی اور روایتی زیادہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے احکامات اور رسول ﷺ کی سنت سے دوری ہمیں بھی آہستہ آہستہ بے راہ راوی کی طرف لے جارہی ہے۔ اگر ہماری یہی حالت رہی تو آئندہ آنے والے وقتوں میں کفار کی بے حسی و بے

Marfat.com

راہ راوی والا جرثومہ ہمارے اندر بھی پیدا ہونے کا شدید خطرہ ہے۔

نہج البلاغہ میں تشکر کے بارے میں ذکر ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: حسن ادب من الایمان، ترجمہ: اچھا ادب ایمان کا حصہ ہے۔ معاملات میں حسن ادب بہت ہی عمدہ ہے اور دنیا کا کوئی کام حسن ادب کے بغیر پایا تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا۔ ادب لوگوں میں مروت کی پاسداری، دین میں اتباع، سنت اور محبت میں احترام کی حفاظت کا نام ہے۔ جس میں مروت نہ ہوگی وہ سنت کا پیروکار نہ ہوگا۔ اور جس میں اتباع سنت نہ ہوگی اسمیں احترام کی پاسداری نہ ہوگی۔ حضرت علی ہجویریؒ فرماتے ہیں۔ معاملات میں حفظ ادب دل میں مطلوب کی تعظیم سے حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اسکی آیات کی تعظیم تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے۔ جو شخص بے ادبی سے اللہ تعالیٰ کی آیات اور نشانیوں کی پامالی کرتا ہے۔ اسے طریقت کی منزل میں کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ ولی اللہ کسی بھی حالت میں ادب کا تارک نہیں ہوتا ہے۔ محبت ادب سے پیدا ہوتی ہے اور ادب محبت کی نشانی ہے۔ ایک حدیث میں حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں اور تمہاری صورتوں کو اور تمہارے صرف ظاہری اعمال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔ مقبولیت کا اصل دارومدار دل کے رخ کی صحت یعنی نیت کی درستی پر ہے۔ پس اگر کسی شخص کا عمل بظاہر اچھے سے اچھا ہو لیکن اس کا دل خلوص سے خالی ہو اس کی نیت درست نہ ہو تو وہ عمل کبھی بھی قابل قبول نہیں ہوگا۔ کیونکہ رسول ﷺ کے ذریعہ انسانی دنیا کو اخلاق حسنہ کو جو تعلیم و تربیت ملی ہے۔ اور وہ روحانی و اخلاقی بلندی یعنی ہر اچھا کام یا کسی کے ساتھ اچھا برتاؤ صرف اس نیت سے کیا جائے کہ ہمارا خالق و پروردگار ہمیں دیکھ رہا ہے۔ اور ہم سے راضی ہو جائے اپنی رحمت کا نزول ہم پر فرمائے اور اس کی ناراضگی اور غضب سے ہم محفوظ رہیں۔ ایک اور جگہ ارشاد رسول ﷺ ہے کہ ''ماں کی گود سے لیکر قبر تک علم حاصل کرو''

علم فلسفہ، علم منطق، علم نجوم سے تو انسان اپنی راہ بھٹک کر اپنے ہدف سے دور ہو جاتا ہے۔ اور بالآخر گمراہی اسکا مقدر بن جاتی ہے۔ کیونکہ اس کے دل میں یقین کی جگہ شکوک و شبہات گھر کر لیتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ جب انسان دنیوی علوم کی طرف راغب ہو جاتا ہے۔ تو وہ حصول دنیا کی جدو جہد میں گم ہو کر اپنی آخرت کو بھول جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بھی ایسے علم سے خدا کی پناہ مانگی ہے۔ آپ ہر روز یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ ''اے اللہ میں بے فائدہ علم سے پناہ مانگتا ہوں۔'' (حضرت علیؓ نے فرمایا)

اسلام خدا کا دین ہے جسے اس نے اپنے لیے پسند فرمایا، اور اپنی نگرانی میں پروان چڑھایا، اپنے منتخب بندوں کیلئے چنا اس کے ستون اپنی محبت پر قائم کیے، دوسرے (خود ساختہ) مذاہب کو اس کی عظمت کے سامنے گرا دیا، اس کی بلندی کے لیے دوسری ملتوں کو پست کر دیا، اس اسلام کی کرامت سے دشمنوں کو

Marfat.com

ذلیل اوراس کی مدد کیلئے حریفوں کا ساتھ چھوڑ دیا۔اس کے رکن کی وجہ سے گمراہی کے رکن گرا دیے۔
دین قیامت تک نور پاش وضوفگن وتازہ وپائندہ رہے گا اسلام کے ستون خدا نے حق کی گہرائیوں پر قائم کیے ہیں اور بنیاد کو استوار و مضبوط کیا ہے۔اس کے چشموں کو اتھاہ بنایا،اوراس کے چراغوں کے شعلے تیز بھڑکائے اور منارے ایسے بنائے کہ مسافریں (راہ علم وحق) اس کی روشنی میں چلیں ،وہ علامتیں قرار دیں کہ (راہ حق کا) قصد کیا جائے وہ چشمے بنائے گئے۔کہ پیاسے اُترنے والے سیراب ہوں۔اس دین میں انتہائی رضا قرار دی،تو یہ دین خدا کے نزدیک مضبوط ارکان بلند،روشن دین روشن چراغ ،معزز شاہی،بلند نشان ہے اس کی خاک اڑانا (مٹانا) ناممکن ہے اس لیے اس کی عزت کرو ،پیروی کر،اس کا حق ادا کرو۔
یہ دین حق ہے جس کے معاون بے مددگار نہیں چھوڑے جائیں گے قرآن (ایمان) کا خزانہ اورا س کا بھی مرکز علم کا سرچشمہ بلکہ علمی سمندروں کا معدن ہے اور عدل کا باغ اوراس کے حوض،اسلام کے سنگِ بنیاد،حق کی وادیاں اوراس کے ہموار جنگل (اسی قرآن میں) ہیں۔قرآن وہ سمندر ہے جسے کھینچنے والے کبھی خشک نہیں کر سکتے۔اس میں وہ منزلیں ہیں جس کے مسافر راستہ نہیں بھول سکتے۔وہ جھاڑیاں ہے جن سے گزرنا بہت مشکل ہے۔خدا نے اس قرآن کو علما کی پیاس میں سیرابی،فقیہوں کے دل کی بہار صالحین کے طریقوں کا راستہ،وہ دوا جس میں کوئی مرض نہیں،وہ نور جس کے ساتھ ظلمت نہیں،مضبو رشتہ اور محفوظ پناہ گاہ جس کی چوٹی اُونچی ہے یہ اپنے محبت کرنے والوں کی عزت اور حلقہ (اسلام) میں آنے والوں کے لیے صلح،پیروی کرنے والوں کے لیے ہدایت ہے جو اسے اپنائے اس کے لیے عذ ،اور جو اس کے ذریعے بولے اس کیلئے دلیل اور جو اس کی امداد سے لڑے اس کے لیے گواہ،جو اس سے حجت قائم کرے اس کے لیے کامیابی،جو اسے اٹھالے (اپنالے اسے سنبھالنے والا جو اسے کام میں آئے اس کی سواری منزل آسان) جو اس کو پہچان لے اس کیلئے نشانی،جو اس سے سلامتی مانگے ا لیے سپر اور ڈھال ہے جو اس کو محفوظ رکھے،اس کے لیے علم جو دوسرں کو بتائے اس کیلئے روایت،جو کے ذریعے فیصلہ کرے اس کیلئے یہ قرآن حکم ہے۔
دنیا کی قوتیں مال و دولت،اقتدار،غلبہ،حکومت اور تجارت کیلئے جنگیں کرتی ہیں۔مگر اسلا جنگ ان میں سے کسی ایک کیلئے ہو تو جہاد نہیں۔اسلام میں جنگ کی اجازت صرف حصول حق اور ظلم خاتمہ کیلئے ہے۔اسلام میں شب خون کی بھی ممانعت ہے۔اسلام کسی بھی حالت میں رحم وشفقت اوراحترام آدمیت کو نظر انداز نہیں کرتا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے
ترجمہ'': جس نے کسی کی جان لی سوائے اس کے کہ مقتول نے کسی کی جان لی ہو یا زمیر

Marfat.com

فساد برپا کیا ہو، اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی کی جان بچائی ہو تو گویا اس نے تمام انسانوں کی جان بچالی۔''

ظالم حکمرانوں کو سیدھی راہ دکھلانا ان کے سامنے کلمہ حق بیان کرنا قرآن وحدیث کی روشنی میں سمجھانا علمائے حق کا شیوہ رہا ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا تقاضا ہے۔عائذ بن عمروؓ نے عبیداللہ بن زیاد کو اپنی روش بدلنے کی تلقین کی۔آج بھی امت مسلمہ کو تاریخ کے بدترین ظالموں سے واسطہ ہے ان کے سامنے کلمہ حق کہنے والے مبارک باد کے مستحق ہیں۔ایسے ظالموں سے نجات کیلئے کوشش کرنا امت مسلمہ اور دین کی سب سے بڑی خدمت ہے۔دین اسلام کی تعلیم کا نچوڑ یہ ہے اسکی اصل حیثیت بندے کی ہے اور اسے اس دنیا میں اپنے رب کا اپنے پالنہار کا بندہ بن کر رہنا ہے۔اسے اپنی ساری عمر اس کی بندگی میں گزارنی ہے

اسلام میں دوسری تعلیم یہ ہے کہ انسان کو خود ہی رب کا بندہ نہیں بن کر رہنا ہے بلکہ تمام انسانوں کو اللہ کی بندگی کی طرف بلانا ہے۔اس کے آگے سجدہ ریزہ ہونے کی دعوت دینی ہے۔اسلام نسل پرستی کی دعوت نہیں دیتا نہ یہ قوم پرستی کی تعلیم دیتی ہے۔اسکی دعوت کسی کسی گروہ کی طرف بھی نہیں ہے بلکہ وہ تو نظریے کی طرف بلاتا ہے۔ایک اللہ کی طرف اس کی پکار ہے جو تمام انسانوں کا رب ہے اس لحاظ سے یہ انسانیت کی دعوت ہے

21- نفاذِ اسلام اور (روشن خیالی) حسبہ بل

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں امتحان کے لئے بھیجا ہے۔اس کے کردار اعمال، نیت اور خوفِ خدا کے اجر وثواب کا وقت (بعد از موت) مقرر فرمایا ہے۔لیکن اس دنیا میں اس کی جدوجہد کے نتائج اسی اصول پر ظاہر ہوں گے جو عالمِ اسباب میں سب کے لئے یکساں ہیں۔ہمارے نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں صاف نظر آرہا ہے۔کہ اللہ کا دین جب بھی غالب اور نافذ ہوا اسی عالمِ اسباب کی تکمیل کے نتیجے میں ہوا ہے، کسی معجزہ کے نتیجے میں نہیں ہوا ان مراحل میں پہلا مرحلہ نظام عدل قائم کرنے سے لوگوں کے حقوق کی بحالی (روزگار) اور قانونی بالادستی کا اجراء ہے دوسرا مرحلہ اسلامی تعلیم وتربیت کے ذریعہ فکری انقلاب (محنت ودیانت) برپا کرنا ہے۔

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ نے 13 جنوری 1948 کو اسلامیہ کالج پشاور اپنے خطبہ استقبالیہ میں فرمایا اور ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لیے نہیں کیا بلکہ ہم ایسی تجزیہ گاہ چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو اپنا سکیں۔

Marfat.com

اسلام دراصل پرہیز گار زندگی کا تقاضا کرتا ہے جس میں حقوق العباد (انسانوں کے حقوق) کو افضل قرار دیا گیا ہے۔

یہ نظام جس معاشرہ میں رائج ہو گیا وہ ملک، قوم اور معاشرہ دنیا و آخرت میں سرخرو اور کامیاب ہوا جب کہ ہم سب انفرادی اور قومی سطح پر لا الہ کی بنیاد (نفاذ اسلام) سے روگردانی کے بدلے دینی مجرم اور مبتلائے عذاب ہیں۔ یہ دہشت گردی، ناگہانی اموات اور حادثات ہماری انہی نافرمانیوں اور مخلوقِ خدا کو عدل و انصاف اور حقوق و مساوات سے محروم رکھنے کا نتیجہ ہیں کیونکہ فطرت ناانصافیوں کو پسند نہیں کرتی آسٹریلیا، امریکہ اور یورپی ممالک میں مسلم اقلیت کو مکمل مذہبی آزادی حاصل تھی وہاں بے پناہ دینی جوش و خروش پایا جاتا تھا، سب سے بڑھ کر اس معاشرہ میں جھوٹ اور بددیانتی کی تربیت نہیں ملتی۔ لیکن مسلمان ملک ترکی میں تباہ کن لادینی کے اثرات سے مذہبی فوجی افسران اور ممبر پارلیمنٹ کو اسلیئے نکال دیا گیا کہ وہ شرعی احکامات کو اپنانے اور پردہ کی پابند تھی۔

شریعت کی رو سے تاریخ و تہذیب اور تمدنی عمل میں تبدیلی کی اس حد تک چھوٹ کی اجازت ہے کہ کوئی قول و عمل شریعت سے متصادم نہ ہو، دین میں نت نئی باتیں داخل کرنا بدعت اور ناجائز، شریعت کی رو سے ہر اس انداز کا تعاقب کرنا چاہئے جو تجدید کے بہانے بے راہ روی اور خرافات کی طرف مائل ہو۔ اس میں خلاف شرع عادات اور رسومات بھی شامل ہیں۔ شریعت کی رو سے فرائض و سنت کو چھوڑ کر غیر شرعی حرکات، گھروں میں مجسمے اور تصاویر خواہ بزرگان دین اولیاء کرام یا براق کی ہی کیوں نہ ہوں سراسر ناجائز ہیں۔

آج مسلم ممالک میں ڈش، ٹی وی، کیبل اور مغربی ثقافت کی حکومتی سرپرستی، شر، کی افزائش ہے جس سے ان کی ذہنی، جنسی، جسمانی، ایمانی اور روحانی قوت زائل ہو جاتی ہے وہ شیطانی راستہ اپنا کر زندگی بھر بے راہ روی کی روش میں بہتے جاتے ہیں۔

علامہ اقبالؒ، اسلام کے علاوہ کسی دوسرے نظریہ پر سمجھوتہ کرنے پر تیار نہ تھے فرماتے ہیں۔

"ہر دستوار العمل جو غیر اسلامی ہو وہ نامعقول اور مردود ہے"

حضرت علامہ اقبالؒ لادینیت غیر حقیقت پسندانہ معاشی اور استحصالی نظام، مغرب کی سی جنسی بے راہ روی، سیاسی اور ذاتی مفاد پرستی، محرومیوں اور قانونی شکنجوں میں جکڑی ہوئی لاتعداد برائیوں سمیت اس عالم فانی میں انسانوں کے تمام مسائل کا حل صرف اور صرف نفاذِ اسلام میں دیکھتے تھے۔

علامہ اقبالؒ نے اپنے اشعار میں تشریح اور وضاحت فرما دی۔

شعلہ بن کر پھونک دے خاشاکِ غیر اللہ کو
خوف باطل کیا ہے؟ غارت گر باطل ہی تو

Marfat.com

درحقیقت آج یہ سارا بگاڑ خدا اور رسول خداﷺ کے احکامات سے بغاوت کا نتیجہ ہے کہ دنیا بھر میں عموماً اور دنیا اسلام میں خصوصاً سیلاب وحادثات، زلزلہ آفات اور فتنہ وفساد سمیت بربادی اور خواری برپا ہے۔

حضرت علامہؒ نے باطل نظام کو باغی قوت کا نام دیا، اسے اسلام کا باغی، طاغوت کا کارندہ اور انسانی فلاح ومساوات کا دشمن گماشتہ قرار دیا ہے۔

سورہ بقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔(آیت:208)

ترجمہ:''اے ایمان والو، اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو''

حضرت علامہؒ نے فرمایا

باطل دوئی پسند ہے حق لا شریک
شرکت میانہ حق وباطل نہ کر قبول

دراصل عقیدہ توحید ورسالت میں مکمل طور پر عمل پیرا ہوئے بغیر باطل نہیں مٹتا جبکہ اسلامی تصور کے سامنے مادہ پرستی کوئی معنی نہیں رکھتی۔

جبکہ آج منکرانِ توحید اور مغربی میڈیا، نافرمانی میں اطاعت گزار، نمازی کو بھی مذہبی جنونی اور انتہا پسند قرار دینے لگے ہیں۔ جو اسلام دشمنی اور شیطانی پیروی کا واضح ثبوت ہے۔

اسلام امن وسلامتی کا مذہب ہے۔ اس کی تعلیمات کا خلاصہ محبت ومساوات کی بنیاد پر ایک آفاقی معاشرے کی تشکیل ہے تاکہ تمام بنی نوع انسان کا یکساں احترام کیا جائے۔ اسلام ناگزیر طور پر عالم انسانی کیلئے امن کا مذہب ہے کیونکہ اسلام اتحادِ انسانی کا داعی ہے۔ اسلام نے بنی نوع انسان کے اتحاد کے ضمن میں جو پہلا قدم اٹھایا وہ ایک ہی نوع کے اخلاقی ضابطے رکھنے والوں کو اتحاد کی دعوت دینا ہے۔ قرآن کریم نے اعلان کیا کہ ''اے اہل کتاب آؤ ہم اللہ تعالیٰ کی توحید پر متحد ہو جائیں جو ہم سب کے درمیان مشترک ہے۔''

علامہ اقبالؒ نے فرمایا ''اسلامی ریاست کا انحصار ایک اخلاقی نصب العین پر ہے۔ پس اسلام ایک قدم ہے، نوع انسانی کے اتحاد کی طرف۔ یہ ایک سوشل نظام ہے جو حریت اور مساوات کے ستونوں پر کھڑا ہے۔ اس وقت احترام انسانی کیلئے اسلام سب سے بڑی نعمت ہے۔''

عوام کو شرعی نظام سے خوفزدہ نہ ہونا چاہئے، یہ تو ماں کی گود کی طرح ہے البتہ مجرموں کیلئے ضرور سخت ہیں تاکہ انسانی فلاح میں امن، عدل اور مساوات قائم ہو سکے۔ اسی طرح جن مقدموں میں انگریزی قانون کے تحت نسلیں گزر جاتی ہیں، شریعت چند دنوں میں طے کرادیتی ہے۔ مظلوم کی دادرسی

Marfat.com

سے معاشرہ میں ظلم کا خاتمہ اور سکون وراحت ہو جاتا ہے۔ کسی بھی سیاسی، دینی رہنما کو شریعت کی سزاؤں کے بارے میں کسی قسم کا تبصرہ یا رائے زنی کرتے وقت احتیاط کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے، جس سے ان کی شریعت سے بدگمانی کا تاثر ملتا ہو۔ شریعت کا نفاذ اور شریعت محمدی ﷺ کے مطابق زندگی بسر کرنا ہر کلمہ گو مسلمان کا مقصدِ حیات ہے جس روگردانی کا کوئی مسلمان تصور بھی نہیں کرسکتا۔ سوات میں نظام عدل ریگولیشن کے نفاذ سے قیام امن کے ساتھ ساتھ اسلامیان پاکستان کو اس لئے بھی اطمینان حاصل ہوا کہ اس سے ملک میں شریعت کے نفاذ کی راہ ہموار ہوتی ہوئی نظر آئی ہے۔ اگر مولانا صوفی محمد ملک میں اسی شریعت کے نفاذ کا تقاضہ کر رہے ہیں جو شریعت محمدی ہے اور جس کا قرآن مجید میں تعین کیا گیا ہے تو اس کے نفاذ میں کسی کلمہ گو مسلمان کو اعتراض کی کیونکر جرأت ہوسکتی ہے۔

دنیا بھر کے مفکر عوام اور حاکم اگر ذہنی تنگی اور اسلام دشمنی کو دل سے نکال کر رب کائنات کے حقیقی نظام اسلام اور قرآن مجید کا ذہین مطالعہ کریں تو وہ اسے انسانی فلاح اور امن و راحت کا آفاقی نظام حیات پائیں گے۔ جبکہ اس کے مقابلہ میں دنیا بھر کے تمام دیگر نظام حیات استحصالی اور جبری ہیں۔ نظام قدرت کے تحت آج پوری دنیا میں خوف وخطر، دہشت و وحشت، طوفان، زلزلے اور فساد و فتنہ برپا ہے۔ جبکہ اسلام کے امن، فلاح اور رواداری کی ایک زندہ مثال افغانستان میں طالبان کا دورِ حکومت ہے اور پاکستان میں بھی بے پناہ ملکی اور غیر ملکی سازشی دہشت گردی کے باوجود سوات میں امن قائم ہوا ہے جبکہ عہدِ حاضر میں نام نہاد روشن خیالی کی جو سازش چلائی جارہی ہے اسی سے اسلامی قواعد وضوابط کو پس پشت ڈالا جارہا ہے۔ رب قدوس نے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: اور ہرگز تم سے یہود اور انصاریٰ راضی نہ ہونگے حتکہ تم ان کے دین کی پیروی نہ کرو۔''

اصطلاح کے عام ہو جانے کے بعد پہلے برطانیہ اور پھر تمام یورپ اور دنیا بھر میں سیکولرزم کے معنی یہ ہوئے ''انسان زندگی کے دنیا سے متعلق امور کا تعلق مذہب سے نہیں ہوتا اور مزید کہ کہ حکومتی معاملات کا خدا یا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہوتا''

آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق اول یہ کہ ''سیکولرزم سے مراد عقیدہ ہے کہ مذہب اور مذہبی خیالات وتصورات کو ارادتاً دنیاوی امور سے حذف کر دیا جائے اسکی یورپی فلسفیانہ ترجیح یہ ہے کہ یہ ایک ایسا نظام عقائد ہے جس میں اخلاقی نظام کی بنیاد کلی طور پر بنی نوع انسان کی دنیا میں فلاح و بہبود اور خدا اور حیات بعد اموت پر ایمان سے انکار (یعنی انکے عقائد سے اخراج) پر رکھی گی ہے۔ دوم یہ کہ اس کے بارے میں ایک نظریہ ہے کہ تعلیم خصوصاً وہ تعلیم جو عوامی سرمایہ کے طرف سے دی جارہی ہے، مذہبی عقائد اور مذہبی تعلیم کو آگے نہ بڑھائے۔'' ویبسٹر ڈکشنری کے مطابق سیکولرزم کے معنی ہیں'' دنیاوی امور سے

Marfat.com

مذہب اور تصورات کا اخراج یا بیدخلی۔''

علامہ اقبال نے کیمبرج میں کہا ''میں نوجوانوں کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ دہریت و مادیت سے محفوظ رہیں۔اہل یورپ کی سب سے بڑی غلطی یہ تھی کہ انہوں نے مذہب وحکومت کو علیحدہ علیحدہ کر دیا۔ اس طرح ان کی تہذیب اخلاق سے محروم ہوگئی اور اس کا رخ دہریانہ مادیت کی طرف پھر گیا۔پہلی جنگ عظیم کے بعد لیگ آف نیشنز تشکیل پائی تو اقبالؒ نے کہا اسلام نے جمعیت اقوام سے بڑھ کر جمعیت آدم کا پیغام دیا ہے۔

مکے نے دیا خاک جنیوا کو یہ پیغام جمعیت اقوام کہ جمعیت آدم؟

خدا کا شکر ہے ارض پاک فرقہ وارانہ فساد کی لعنت سے بچا ہوا ہے۔مگر اسلام کے دشمن گھناؤنی سازشوں کو منظم کر کے مذہبی فرقوں کو بڑھا کر خانہ جنگی کی طرف لانے کی کوشش میں ہیں۔تمام مسالک کے قائدین کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ وہ سب ان کو ناکام بنائیں۔مشائخ عظائم اور علمائے کرام ہوش میں آئیں یہ سیاسی مسخرے انہیں آپس میں لڑا کر نفاذ مصطفیٰ کا عملی نفاذ بند کرنا چاہتے ہیں۔ملک بھر کے علماء اور مشائخ مشترکہ طور پر نظریاتی کونسل تشکیل دیں جو ملک میں لادینی نظام و ثقافت ،کرپشن، جھوٹ، بددیانتی ،مہنگائی اور دہشت گردی کے خاتمے اور یکجہتی کیلئے معاونت کریں تمام آئمہ مساجد میں فکر آخرت کے تحت رزق حلال رواداری ،مساوات اور انصاف کا اذلی پیغام ذہن نشین کرائیں اور یہ بتائیں کہ ہر جان اپنی کرنی (اعمال) میں گروی ہے۔

بقول علامہ اقبال.

سبق پھر پڑھ صداقت کا شجاعت کا عدالت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

حکیم الامت علامہ اقبال نے آج سے تقریباً 100 سال پہلے اس کی نشاندہی کی اور فرمایا۔

تیری دوا نہ جنیوا میں ہے۔نہ لندن میں فرنگ کی رگ جاں پنجہ یہود میں ہے۔

آج کشمیر فلسطین سمیت اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل کیوں نہیں ہو رہا اور یہ کہ دنیا بھر میں مسلمانوں کا ہی خون بہایا جا رہا ہے۔

قانون فطرت کی رو سے یہ ہمارے اعمال بد اور نافرمانی کا عذاب الٰہی ہے،جبکہ اطاعت گزار انسانوں اور قوموں کا دشمن غلبہ رہتا ہے۔اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

دراصل مغربی تہذیب اور اسکے پرچم برداروں کو ایسے ''اسلام'' پر کوئی اعتراض نہیں۔جیسے تقریباً دو صدیوں تک براصغیر ہند پر قابض اور حاکم رہا۔اس دوران مسجدیں بھی قائم رہیں۔اذانیں بھی

Marfat.com

ہوتی تھیں۔نمازیں بھی پڑھی جاتی تھیں روزے بھی رکھے جاتے اور عیدیں بھی منائی جاتی مگر اسلام کو اک فعل اور موثر سیاسی پلیئر کی حیثیت حاصل نہیں تھی۔اس اسلام پر برصغیر کے دروازے بند تھے جس کا پرچم آنحضرتؐ نے اپنے منہ بولے شہید بیٹے حضرت زید بن حارثؓ کے فرزند حضرت اسامہ بن زیدؓ کے ہاتھوں میں تھماتے ہوئے حکم دیا تھا کہ ''جاؤ سرزمین حجاز کے اس طرف موجود باطل کی قومیں تمہارے شوق جہاد کے نشانے پر آنے کی منتظر ہیں۔

اہل مغرب نے مسلمانوں کو اپنی ''بنیادوں'' سے متنفر کرنے کیلئے ایسے تمام حربے اردگرد اختلاف اور ابہام کا تانا بانا بنا جو انکے سینوں میں ''حرارت ایمانی'' قائم رکھنے کا سبب بن سکتے تھے۔اس ضمن میں 1857ء کی جنگ آزادی کے حوالے سے اس کمیشن کا ذکر جو تاج برطانیہ نے سرہنٹر کی سربراہی میں مسلمانوں کی نہ ختم ہونیوالی شورش پسندی کے اسباب تلاش کرنے کیلئے قائم کیا تھا۔1860ء میں اس کمیشن کی رپورٹ سامنے آئی۔اس میں بتایا گیا کہ جب تک مسلمانوں کو شریعت کے تقاضوں سے ہٹایا نہیں جائے گا اور انکے عقائد سے ''جہاد'' کی تڑپ زائل نہیں کی جائے گی سید احمد شہید جیسے ''شورش پسند'' پیدا ہوتے رہیں گے۔اگر یہ کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا۔کہ ہنٹرز رپورٹ کے بعد ہی سرکار کی سرپرستی میں ایسی مذہبی تحریکوں کا سلسلہ شروع ہوا جن کا مقصد مسلمانوں کو تصور جہاد اور شریعت سے دور کرنا تھا۔آج بھی میڈیا سمیت مغربی تہذیب اور اسکے حاشیہ بردار اسی مہم پر لگے ہوئے ہیں

آنیوالی نسلیں جب بھی اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی تاریخ لکھیں گی تو ''افغان جہاد'' کو ایک سنگ میل کا درجہ دیں گی۔کیونکہ جس سیاسی اسلام سے مغرب اس قدر خائف ہے اس میں جان افغان جہاد نے ہی ڈالی تھی۔

اسلام کا تو مقصد ہی خدا کی زمین پر خدا کی حاکمیت قائم کرنا ہے۔اس کا آغاز ریاست مدینہ کے قیام سے ہوتا ہے۔اسکے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں کرہ ارض کا بائیس لاکھ مربع میل علاقہ اسلام کے تسلط میں آجاتا ہے۔تاریخ میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ چند ہزار افراد پر مشتمل فوج 13 برس کے عرصے میں اتنے بڑے علاقے پر قابض ہو جائے۔مگر درحقیقت یہ ''قبضہ'' نہیں تھا۔اسلام نے خلق خدا کو شہنشاہوں کی محکومیت سے آزادی دلا کر خدا کی حاکمیت میں دے دیا۔مغربی تہذیب کے پرستار آج بھی سیاسی اسلام استعمال نہ کرنے پر بضد ہیں۔

علی المرتضےٰ نے فرمایا: حکم خدا کا نفاذ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو حق کے معاملہ میں نرمی نہ برتیں عجز انکساری کا اظہار نہ کریں حرص و طمع کے پیچھے نہ لگیں۔جو میانہ روی اختیار کرتا ہے وہ محتاج نہیں ہوتا (کیمیائے سعادت)

Marfat.com

امیر حمایت اسلامی سید منور حسن گذشتہ دنوں تحریک اسلامی سوڈان کے آٹھویں جنرل کنونشن میں شرکت کے بعد جسمیں دنیا بھر سے 8000 مسلم سکالر نے شرکت کی نوائے وقت 10 نومبر 12 میں فرماتے ہیں کہ مشترکہ اعلامیہ میں مسلہ کشمیر سمیت دنیا بھر کے مسلم کش فسادات کا جائزہ لیا گیا اور اس بات پر اتفاق کیا گیا کہ مسلم دنیا کا اصل مسلئہ امریکی مداخلت سیاسی عسکری معاشی تہذیب وثقافت، اخلاقیات، اور عقیدہ کے دائرہ تک ہے۔ یہ جنگ مسلم دنیا کے وسائل پر قبضے کی جنگ ہے۔ آج دنیا بھر میں فساد، دہشت گردی اور انتہا پسندی کا ذمہ دار امریکہ ہے۔

علامہ اقبالؒ نے قائداعظمؒ کے نام خط لکھا تھا ''شریعت اسلامیہ کے طویل عمیق مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اسلامی قانون نافذ کیا جائے کہ یہی مسلمانوں کی ترقی اور افلاس کا بہترین حل ہے۔

اسلامی تعلیمات اور پیغمبر اسلام ﷺ کی رہنمائی کا بنیادی نکتہ فرد کی روحانی اصلاح، معاشرہ کے عادلانہ نظام اور کامیاب زندگی پر محیط ہے۔ مغربی تہذیب نے انسانوں کو جن معاشی، سیاسی اور معاشرتی مسائل سے دوچار کیا ہے اُن کے حل کیلئے کتاب میں اسلامی تعلیمات پر مبنی تجاویز کا تذکرہ ہے۔

اسلام کا اصل موضوع انسانی زندگی ہے۔ اخلاقی، معاشی، معاشرتی، ثقافتی اور سیاسی زندگی کے کئی پہلو ہیں جبکہ معاشرہ کی تکمیل کیلئے اخلاقی صحت مندی اور معاشی عدل کی روایات ضروری ہیں۔ افراد کے معاشرہ بننے میں اس کی خود غرضی حائل ہے لہٰذا معاشرہ کی تشکیل کیلئے جائز انسانی مفادات کا تحفظ لازمی ہے۔ جس کے بارے میں حکیم الامت ڈاکٹر اقبالؒ نے فرمایا۔

دین، خالق ومخلوق کا تعلق اور انسانی فلاح کا بنیادی تصور سمجھنے اور عمل کرنے کیلئے قرآن سے بہتر اور کوئی ذریعہ نہیں گویا یہ کتاب آفاقی تعلیمات اور مقاصدِ حیات پر دلالت کرتی ہے۔ آپس کے حقوق کی احسن ادائیگی، روزمرہ کے معاملات میں سرخروئی، رزقِ حلال اور روحانیت جو ایمانِ کامل کے بغیر ظہور پذیر نہیں ہوسکتی۔

خوفِ خدا، راضی بہ رضا، صبر وتوکل اور ذکرِ الٰہی روحانیت کے درجات ہیں۔ دنیا کے غافل انسانوں کی بیداری اور پرہیزگاری کی تعلیم وتربیت ہی نجات واطاعت کا راستہ ہے۔

بلاشبہ تمام تر ترقی کا دارومدار فلاحی نظامِ حکومت یعنی استحصال، جبر اور کرپشن سے پاک خودکار نظامِ عدل سے وابستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو بے پناہ وسائل اور صلاحیتیں عطا کی ہیں، ان کی ترقی اور صحیح استعمال ابھی باقی ہے۔ بدقسمتی سے ملکی نظام آج تک بیوروکریسی اور عالمی سامراج کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کے انجام کی تشریح کی ضرورت نہیں ہے اس کا نتیجہ ہم سب کے سامنے ہے کہ بلند بانگ حکومتی دعووں کے باوجود آج ملک کے اندر بے پناہ بھوک، بیماری، بے روزگاری اور ہر سرکاری شعبہ میں

Marfat.com

کرپشن اور لاقانونیت کا بے پناہ فساد برپا ہے۔

قرآنی وضاحت اور نظامِ فطرت کے تحت انسانوں اور قوموں کے عروج و زوال کا انحصار صرف مادی وسائل پر نہیں بلکہ اخلاقی اقدار قائم کرنے میں مضمر ہے۔ جبکہ پاکستان میں ملکی اور عالمی سنگینی کے پیشِ نظر انتظامی امور سمیت ہر سرکاری شعبہ میں بے پناہ کرپشن، استحصالی قوانین اور جبری کارکردگی کے پیشِ نظر سزا اور جوابدہی کے نظام میں غیر جانبدار اور شفاف اصلاحات کی اشد ضرورت ہے۔

ہماری پستی اور مہنگائی کی ایک بڑی وجہ فیول، بجلی، گیس اور پانی سمیت قدرتی وسائل اور پیداواری منصوبہ بندی کے ذمہ دار مغربی اور امریکی تربیت یافتہ اخلاقِ حسنہ سے عاری بیوروکریٹس ہیں جنہوں نے ہمیں غیر ملکی ایجنٹوں کے جال میں پھنسا دیا ہے اور ہمارے نظامِ تعلیم، صحت، معیشت، سیاست اور اخلاق سمیت ہر شعبہ زندگی کو عملاً لادینی اور استحصالی بنیادوں پر استوار کر دیا ہے جس کے نتیجے میں قوم نے بے حسی کے تباہ کن اندھیروں میں پناہ لے لی ہے۔ ملک میں مختلف TV چینلز اور کیبل سے فحاشی و عریانی سے بھرپور نشریات کے ذریعے نئی نسل کے اخلاق و کردار میں تباہ کن فساد برپا کر دیا ہے۔

خطبہ حج میں امامِ کعبہ نے مسلم اُمہ کو انہی شیطانی اور صیہونی سازشوں سے خبردار کیا ہے کہ مسلم قوم ڈٹ کر ان سازشوں کا مقابلہ کرے یہی انسانی زندگی، ضمیرِ حق کی آواز اور مقصدِ حیات ہے۔

حکومتِ وقت اگر خلوص اور سنجیدگی سے محض بڑے اور قیمتی گھروں کی بجائے قوم کو کم لاگتی گھر تعمیر کرنے کی پابند بنا دے، نظامِ زکوٰۃ کا مکمل اجراء سٹیل، فیول اور گیس، بجلی کے منافع اور قیمت میں معقول کمی اور قومی تعمیری تصرف کا شفاف نظام وضع کرے، فوری انصاف کیلئے شرعی کورٹس کا قیام، محکمہ جات کی کرپشن کے مکمل خاتمہ اور ہمہ وقت احتساب کیلئے تحصیل و ضلعی سطح پر محتسبِ اعلیٰ آزاد اور صالح بااختیار سپریم کونسلیں قائم کر دے تو ملک سے غربت اور بے روزگاری سمیت معاشرہ میں برپا تباہ کن فسادات کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ امن اور خوشحالی قوم کا مقدر بن سکتی ہے، غیر پیداواری سرمایہ کاری کا رخ زرعی، صنعتی پیداوار اور تجارت کی طرف موڑا جا سکتا ہے۔ غیر ملکی قرضوں کے عوض موجودہ عالمی استحصالی پالیسیوں سے نجات مل سکتی ہے۔ ملک خود کفیل اور عوام خوشحال ہو سکتے ہیں۔

درحقیقت نظامِ قدرت کے تحت، اس کائنات میں چند روزہ انسانی زندگی، آزمائش کا مرحلہ ہے۔ ایک رحمان کا راستہ ہے، دوسرا شیطان کا۔ خیر ہو یا شر، اُس کی تخلیق کے رنگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی دُنیا پر یعنی خیر کی دنیا پر ''شر'' کسی اور جہان سے حملہ آور نہیں ہوتا، یہ اسی دنیا کا حصہ ہے، اُسی خالق کی تخلیق ہے۔

ابلیس، اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ایک اور مساوی اور مخالف طاقت نہیں۔ ابلیس، اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں ایک باغی اور منکر طاقت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کی مخلوق اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں، اپنی

Marfat.com

بغاوت اور سرکشی کی میعاد میں مہلت مانگنے والا، اپنی آخری سزا کا منتظر، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس اپنی نامرادی اور عبرت سے نا آشنا، اللہ تعالیٰ کا باغی تو ہے، اس کا مقابل نہیں۔ یہی شیطانی قوتیں بھیس بدل کر آتی ہیں جس کا مقصد تعلیماتِ حق دور کرنا ہے اس کے وہ کئی نام کبھی تعلیم کے ذریعے، کبھی ثقافت، کبھی قومیت، کبھی سیاست و ادب اور معاشرت دیتے ہیں اور بعض اوقات ترقی، روشن خیالی سے گمراہی کی طرف لیجانا مقصود ہوتا ہے۔ اگر ہم کلمہ گوئی کے ناطے اللہ تعالیٰ اور نبی اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے فلاحی راستہ پر سختی کیساتھ کاربند ہوں، آخرت پر پختہ ایمان کے بدلے سادگی، ایمانداری، عدل اور جذبہ ایثار و خدمت کیساتھ ملک و ملت کی تعمیر اور خلقِ خدا کی خدمت کریں تو اس طرح اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور خیر و برکت شامل ہو جاتی ہے۔

دوسرا راستہ جولادینی اقوام عالم نے اپنی ملی اور استحصالی ترجیہات کے تحت اپنا رکھا ہے، جس میں حلال و حرام اور جائز و ناجائز کی تمیز نہیں ہوتی۔

اسی لادینی کردار کے بدلے کشمیر، فلسطین، افغانستان اور عراق میں بے گناہ مسلمانوں پر بے پناہ جبر اور ظلم کی انتہا کر انہی مظلوم مکینوں پر دہشت گردی کا الزام لگایا جاتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور سچوں کیساتھ رہو۔'' (سورہ التوبہ 119)

لیکن جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں اور ظالم کی امداد انتہا کو پہنچ جائے تو قوموں پر عذابِ الٰہی نازل ہو جاتا ہے۔

اگر ہم تاریخ عالم اور عروجِ اسلام پر غور کریں تو عہدِ اسلام، امن و آشتی کا گہوارہ اور غیر مسلموں سمیت تمام لوگوں کی جان و مال کے تحفظ کے مثالی نظام کا قیام تھا۔

مسلم اُمہ کے لادینی اور مغربی ثقافت کے دلدادہ لوگوں کیلئے ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ''اور جو کوئی بعد اس کے کہ اس پر راہِ راست واضح ہو چکی ہو، رسول ﷺ کی مخالفت کرے گا اور اہل ایمان کے راستے کے علاوہ کسی اور راستے پر چلے گا، تو اس کو ہم اس طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا اور پھر اسے ہم جہنم میں داخل کریں گے جو بدترین ٹھکانا ہے۔'' (سو النساء 115)

قرآن نے سورہ قریش پارہ 30 میں ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: ''اُس رب کی بندگی کرو جو بھوک میں رزق اور خوف میں امان بخشتا ہے۔''

گویا آج کے انسانوں اور قوموں میں اخلاق و کردار کے بگاڑ اور اطاعتِ حقیقی سے دوری کے تناسب سے بھوک، بیماری اور خوف و ہراس (دہشت گردی)، قدرت کاملہ ہی کی طرف سے ایک فطری

Marfat.com

سزا ہے۔ اِن آلام وفساد سے بچاؤ کی صرف یہی ایک صورت ہے کہ ہم اسلامی احکامات کے (بطرزِ خلافت راشدہ) نفاذ کے ذریعے انفرادی اور ملی سطح پر فطرت اور حقیقت کے قریب آ جائیں، ہر شخص اپنی ذات، کنبہ اور ملکی سطح پر نافرمانی کو دور کرنے کی عملاً سعی کرے۔

درحقیقت تمام تر فتنہ فساد لادینی استحصالی، کرپٹ، مغربی سیاسی نظام حکومت کی وجہ سے برپا ہوا ہے اور یہ کہ ہمارے تعلیمی نصاب میں اخلاقِ حسنہ، فکرِ آخرت اور فطری سزا و جزا کی تعلیمات شامل نہیں۔ اس کے مقابلے میں شریعت فقط گناہوں سے نہیں روکتی اور ان کے ارتکاب پر سزا نہیں دیتی بلکہ اُن کے وسائل اور ذرائع پر پابندی عائد کرتی ہے اور انہیں ممنوع قرار دیتی ہے جو انسانوں کو گناہ کی طرف لے جاتے ہیں کہ گناہ کا راستہ بند ہوا تو گناہ کرنا آسان نہ ہوگا۔

لادینی ثقافت کی طرح، طبیعت میں ہیجان پیدا کرنے والے جذبات، شہوت پیدا کرنے والے اسباب کیبل نیٹ ورک، فحش پروگراموں، فحش گانوں، پتنگ میلہ کے فحش ہلہ گلہ سے نہ روکنا اور کرپشن کی کھلی چھٹی دینے کے بعد توقع رکھنا کہ قانون کی قوت لوگوں اور معاشرہ کو گمراہی کے فتنہ فساد سے بچا لے گی، بڑی نادانی، نااہلی اور مقاصدِ اصلاح پروگرام سے بددیانتی ہے۔ جبکہ شریعت، اطاعت اور حدود کی پابندی انسانی فلاح اور حقیقی خوشیوں کی طرف لے جانے کا واحد راستہ ہے۔

موجودہ لادینی ثقافت جس میں عریانی، فحاشی، فیشن پرستی، حرام دولت کی ترغیبات، عوام کو برائی کی طرف دھکیل کر لے جاتی ہیں، معاشرہ میں بے پناہ فتنہ وفساد انہی امور کی وجہ سے برپا ہے، اس کے بعد قانون کی گرفت اور عمل درآمد کی مثال تو ایسی ہے کہ کسی کو بہتے ہوئے دریا میں دھکا دے کر گرا دینا اور پھر اس کو یہ کہنا کہ خبردار اپنے دامن کو موجوں سے گیلا نہ ہونے دینا یہ بذاتِ خود جرم ہے۔

قرآن نے اس وضاحت سے بچاؤ کیلئے ترغیب فرمائی۔

ترجمہ: ''تم خوب جان لو کہ دنیاوی زندگی محض لہو ولعب، زینت اور ایک دوسرے پر اترانے اور حال و اولاد میں زیادتی پر فخر کرنے کا نام ہے اور آخرت میں عذابِ شدید ہے اور خدا کی طرف سے مغفرت اور رضا بہت بہتر چیز ہے اور نہیں ہے دنیا مگر دھوکے کا سامان۔'' (سورہ الحدید 20)

راہِ عمل میں کامیابی یا ناکامی مقصدِ حیات نہیں ہوتی کہ آدمی جدوجہد کا مکلّف ہے، نتائج اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں البتہ زندگی کی اس کتاب میں ذاتی مفاد پرستی اور جاہ پسندی کا کوئی باب نہیں ہوتا جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

ترجمہ: ''کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کیلئے کافی نہیں۔؟''

یہ عمل ہمیں سکھاتا ہے کہ انسانیت کا مستقبل، ابلیس اور اسکے کارندوں پر منحصر نہیں اللہ تعالیٰ کے

Marfat.com

ہاتھ میں ہے جو اُمیدوں کو پورا کرنے والا ہے۔

قرآن نے شیطانی راہ اختیار کرنے والوں کیلئے دردناک عذاب کی خبر دی ہے۔

ترجمہ: ''اللہ کی قسم، آپ (ﷺ) سے پہلے بھی بہت سی قوموں کی طرف ہم نے رسول بھیجے (اور پہلے بھی یہی ہوتا رہا ہے کہ) شیطان نے ان (قوموں) کے بُرے اعمال انہیں خوشنما بنا کر دکھائے (اور انہوں نے رسولوں کی بات نہ مانی) وہی شیطان آج ان لوگوں کا بھی رفیق بنا ہوا ہے اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔'' (سورہ نحل آیت 63)

لوگو مت بھولو کہ، یہ دنیا، ازل تا ابد انسانوں اور قوموں کے درمیان حق و باطل کی جنگ، موت کی ہچکی تک انسانوں کی آزمائش، انسانوں اور قوموں کے کردار و عمل کے تحت فطری عروج و زوال کے مراحل ہیں، جو انسانوں اور قوموں کو خوش بختی یا بد بختی کی طرف لے جاتے ہیں۔

ارباب اقتدار و اختیار مت بھولیں کہ تعلیم و صحت، قومی پیداوار، نظام عدل اور ثقافت جیسے شعبوں میں انقلابی اقدامات اٹھانے اور ضلعی محتسب اعلیٰ، صالح سپریم کونسل کی نگرانی کے بغیر مطلوبہ مقاصد کا حصول ہرگز ہرگز ممکن نہیں۔ اس سلسلہ میں سرحد اسمبلی کا حسبہ ایکٹ صد قابل تحسین اور فلاحِ انسانی کا بہترین نمونہ ہے، اس کے نفاذ سے ملک و ملت مضبوط اور عوام خوشحال ہونگے۔ یہ بل ملکی فتنہ وفساد اور عالمی سنگینی کے پیشِ نظر انتہائی ضروری اور اہم ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے نفاذ کی توفیق عطا فرمائے۔

نبی اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

ترجمہ: ''تم نیکی کا حکم دو گے برائی سے روکو گے ورنہ شدید اندیشہ ہے کہ تم پر عذاب نازل ہو، پھر تم دعائیں کرو گے تو قبول نہ ہوں گی۔''

اللہ تعالیٰ نے اس خطہ پاک میں بے پناہ زمینی اور آبی وسائل اور خاص موسم عطا فرمائے ہیں، لیکن نام نہاد مغربی جمہوری لادینی نظام کی وجہ سے ہر شعبہ زندگی خصوصاً خزانہ اور انتظامی امور میں بے پناہ کرپشن کا فساد برپا ہے، اسلئے کہ موجودہ نظامِ ریاست میں سزا، جزا، مؤثر جوابدہی اور غیر جانبدار آڈٹ کا نظام ناپید ہے، صوابدیدی اختیارات، سرکاری گاڑیوں اور قومی خزانہ کا بے دریغ ذاتی استعمال، جعلسازی، بوگس بلوں بلکہ کرپشن اور کردار بد کی سیاسی حوصلہ افزائی کے عوض معاشرہ میں بے پناہ بھوک، بیماری اور جبر و ظلم برپا ہے۔

خالقِ کائنات نے اپنی مخلوق پر (اطاعت یا نافرمانی کے عوض) اٹل فطری قوانین کے تحت جزا و سزا مقرر کی اور وضاحت فرما دی کہ میرے سوا تمہارا کوئی الٰہ اور مددگار نہیں۔ دنیا میں ہر انسان جیسا ارادہ اور

Marfat.com

عمل کرتا ہے ویسا بھرتا ہے، جو کچھ بوتا ہے وہی کاٹتا ہے۔
نافرمان اپنے ہی اعمال کی بدبختی میں گھر کر بے پناہ امراض و آلام اور فتنہ و فساد میں ملوث ہو جاتا ہے اس کی وضاحت میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔
ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا، لوگ اپنے اعمال کی سزا پاتے ہیں۔''
نظامِ فطرت کے تحت احترام آدمیت، آپس کے حقوق اور روزمرہ کے معاملات میں کوتاہیوں، جھوٹ بددیانتی اور جبر و ظلم کے بدلے انسانی زندگی عذاب بن جاتی ہے۔
دنیا بھر میں کردار بدسمیت کفر ولادینیت کا سارا فساد بھی انہی اسلامی نظریات، فکرِ آخرت اور فلاحی اقدامات سے روگردانی کی وجہ سے برپا ہے کہ وہ ازل سے اسلامی نظریات کو مٹانے اور اپنے مادی نظریات ثبت کرنے میں کوشاں ہیں، یہی ہر انسانی زندگی کی آزمائش یعنی نجات یا بدبختی کی طرف لے جانے والے الگ الگ راستے ہیں۔
ارشادِ نبوی ﷺ ہے۔
ترجمہ: ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کیلئے وہی پسند نہ کرے جو اپنی ذات کیلئے پسند کرتا ہے۔''
کیا مغربی تعلیمات، فلسفہ اور سائنس سے یہ ہم آہنگی پوری ہوسکتی ہے جو مذہب کے علمی نظام سے پوری کرنا مقصود ہے؟
قرآن نے فکر اور عمل دونوں پر اصرار کیا ہے، علم کا موضوع حقائق کو جاننا، اور عمل کا مقصود پالینا ہے لہٰذا ضرورت یہ ہے کہ ہم، بے جان عقائد، مردہ رسومات، فرقہ وارانہ آرزوؤں، مفاد پرستانہ گروہ بندیوں سے نکل کر قرآنی ہدایات پر عمل پیرا ہوں کہ ازل تا ابد انسانیت کو ایک ہی مسئلہ درپیش ہے کہ اپنی اور دوسروں کی حرص و ہوس سے نجات کیسے ملے؟ یہی نکتہ مذہب میں حصولِ مقصد اور جہادِ زندگانی کہلایا۔
جدید انسان نے روحانی اعتبار سے یعنی باطنی طور پر زندہ رہنا چھوڑ دیا ہے، یعنی رب العالمین سے دلی طور پر دور ہو گیا ہے۔ چنانچہ قرآن جس معاشرے سے مخاطب ہے وہ معاشرہ تشکیل نہ پا سکا، آج کا انسان ذہنی کشمکش میں مبتلا ہے۔ اس نے بے چینی اور مایوسی میں پناہ لے رکھی ہے، وہ قرآنی فکر، سوچ اور عمل کو بے یقینی میں لے بیٹھا ہے۔
دنیا میں کوئی چیز نا اُمیدی اور مایوسی سے زیادہ مہلک نہیں۔ قرآن نے مایوسی کو گناہ بلکہ کفر قرار دیا ہے، دنیا بھر کے غریب عوام میں جس نظام سے آج معاشی مسائل حل کرنے کا تقاضا پیدا ہوا ہے وہ سرمایہ داری نظام سے پیدا ہونے والی بے انصافی کے ردِ عمل کے طور پر اُبھرا ہے۔ اسلئے معاشی استحکام

Marfat.com

کے بغیر کوئی معاشرہ یا ریاست فلاحی ریاست تصور نہیں ہو سکتی۔ ان کا علاج قرآن مجید کے ذریعے پہلے بھی برپا ہو چکا ہے اور اب بھی اس سے مسائل کا حل طلب کیا جا سکتا ہے۔ ضرورت فکر، رجوع، یقین اور تحقیق کی ہے۔

اگر ہم انسانی تہذیب کے پچھلے چار ہزار سال کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ پچھلے ڈیڑھ سو برس سے انسانیت، مغربی تصورات کے زیرِ اثر آئی ہے، اس سے پہلے تمام نوعِ انسانی کے ذہنوں پر مشرقی تصورات کی حکومت تھی۔ اس ڈیڑھ سو برس میں باقی چار ہزار برس کے مقابلے میں ہلاکت اور خونریزی کہیں زیادہ ہوئی ہے۔ قرآن کی رو سے زندگی تعاون کا عمل ہے اور اس کے تقاضے عطا و قبول سے پورے ہونے چاہئیں لیکن مغرب اور امریکی، مفاداتی جبری پالیسیوں کے ذریعے بنیادی حقوق کی آڑ میں قوموں اور غریب عوام بلکہ ہر شعبہ زندگی میں جبر و استحصال برپا کرتے ہیں اور دوسرے ممالک سے مفاداتی معاملات طے کرتے وقت جمہوریت کی پاسداری کرنے کی بجائے آمروں اور غیر منتخب حاکموں کی پشت پناہی کرتے ہیں گویا یہ ان کے اخلاقیات کے دوہرے معیار ہیں۔

انہی جبری، استحصالی، صیہونی اور امریکی پالیسیوں کی بناء پر آج پاکستان سمیت پوری مسلم دنیا میں بے پناہ فتنہ و فساد اور دہشت گردی پیدا ہوئی ہے اور امن و امان تباہ ہوا ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں اس جبر و ظلم کا انجام بڑا ہی دردناک اور ٹھکانہ دوزخ ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے عوام کو یہ علم ہونا چاہئے کہ درست جمہوریت میں بھی قوت و حکومت کا سرچشمہ عوام ہوتے ہیں جبکہ اسلامی نظامِ حکومت شوریت کا مرکزی نقطہ یعنی طاقت و حاکمیت کا سرچشمہ مالکِ کائنات ہی کی ذاتِ پاک ہے جس کا وظیفہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کی صورت میں ہم رات دن زبانی الاپتے ہیں، کلمہ کی حقیقت اور روح تک نہیں پہنچتے مطلب یہ کہ اسی عارضی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی عائد کردہ حدود و قیود میں رہ کر نظامِ شریعت کا نفاذ کریں، گویا اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ تعالیٰ ہی کے احکامات پر کاربند ہونا اسلامی نظامِ حیات ہے۔ بارگاہِ ایزدی میں دعا ہے کہ مخلوق کو اپنے خالق و مالک کی پہچان اور اطاعت کی توفیق عطا فرمائے اور یہ کہ ہمیں شیطانی پیروی اور اس کی اطاعت سے محفوظ رکھے۔

جس بارے میں نبی اللہ ﷺ کا فرمان سماعت کیجئے۔

ترجمہ: ''اپنے بعد میں تم سے جس چیز کے بارے میں ڈرتا ہوں وہ یہ کہ دنیا کی زینت اور کامیابی کے دروازے تم پر کھول دیئے جائیں گے۔'' (بخاری و مسلم)

اگر ہم ملک و ملت میں برپا معاشی اور سیاسی عدم استحکام کی بنیاد کا حقیقت پسندانہ جائزہ لیں تو آج ہر شعبہ زندگی میں برپا قتل و غارت، ڈکیتی، تخریب کاری، اغوا برائے تاوان، اور جبر و ظلم سمیت تمام تر فتنہ و

Marfat.com

فساد کی اصل وجہ برٹش تعزیراتی استحصالی نظام ہے جس سے ملکی عدالتی نظام اور محکمہ جات میں بے پناہ کرپشن، بااثر افراد کا کردار بد سے تعاون اور خصوصاً پولیس نظام مافیا کی شکل اختیار کر چکا ہے اور یہ کہ اس کے سدِ باب کیلئے بنیادی طور پر کس طرزِ عمل اور نظام کی ضرورت ہے تو حقیقی اور تاریخی تجزیہ کے مطابق ضروری ہے کہ نظام حکومت کو اسلامی قدروں پر استوار کیا جائے اور یہ کہ امن، عدل، معیشت اور بیورو کریسی کی خرابیوں کو یکسر دور کرنے کیلئے ضلعی، صوبائی اور مرکزی محتسبِ اعلیٰ، خودمختار، بااختیار (نامور صالح ماہرین، عدلیہ اور افواج) 25 رکنی سپریم کونسل کے قیام سے نگرانی اور ہمہ وقت احتساب کا عمل شروع کیا جائے۔

اسلئے کہ آج سنگین ترین ملکی اور عالمی حالات کے پیشِ نظر صالح اقدار اور مؤثر جوابدہی نظام کے بغیر ملک وملت کی خوشحالی اور بقاء کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

آیئے زیرِ نظر کتاب میں ہم ذاتی، ملی اور ریاستی سطح پر برپا فساد اور ان کی اصلاح پر ایک حقیقت پسندانہ نظر ڈالتے ہیں۔

- کتاب میں پر ملکی اور عالمی سطح پر رونما ہونے والے حالات و واقعات معاش و معیشت، تعلیم و سیاست، مذہبی، معاشرتی بدحالی اور انتظامی امور کے فسادات کے نتیجے میں برپا بے پناہ کرپشن اور فتنہ وفساد کے بنیادی محرکات کی نشاندہی اور ان کے سدِ باب کا تخلیقی جائزہ لیا گیا ہے۔
- قانونِ فطرت کی رُو سے انسانوں اور قوموں کے اعمال و کردار اور نظام ریاست کے عوض دنیاوی عروج وزوال اور دنیا و آخرت کی سزا، جزا کی حقیقت کو آشکار کرنا اور خصوصاً اعلیٰ اخلاق و کردار کے عوض فطری نجات اور کامرانی کا حصول شامل ہے۔
- اسلامی اور لادینی تعلیمات (کردار نیک و بد) کے نتیجے میں رونما ہونیوالے نتائج (خیر اور شر) یکساں نہیں ہو سکتے، دین کی اصل روح اور موجودہ گمراہ کن تعلیمات اور رسومات پر انسانی ضمیر کو بیدار کرنا۔ (مقصدِ حیات) تاکہ انسانیت فلاح پا سکے۔

کیا انسان کو اپنی پیدائش، عارضی زندگی اور موت کی حقیقت پر مدبرانہ غور، آخرت کی سزا، جزا اور ہمیش کی زندگی کا یقین اُسے خوابِ غفلت سے بیداری (اپنے پالنے والے رَب پر دلی ایمان لانے) کیلئے کافی نہیں۔؟

موجودہ مادی دور میں ہر شخص مال و جاہ، مادی لذتوں اور مالی مسرتوں کے حصول میں اس قدر محو ہے کہ وہ قانونِ قدرت، اپنے طمع ولالچ اور حرص وہوس کے انجام وعبرت سے بےخبر دیوانہ وار رات دن ایک کئے ہوئے ہے نہ پاکیزہ اور اخلاقی قدریں اُس کے روبرو ہیں، نہ قرآن وسُنت کے احکامات،

Marfat.com

اکثریت ان میں نماز و زکوٰۃ تک ادا نہیں کرتی بلکہ ناجائز اور حرام طریقہ بھی اپنا لیتے ہیں، اس لہو ولعب سے انسانی دل سیاہ ہو جاتا ہے، جسم میں مقید روح، نظامِ زندگی اور غفلت کے باعث راہِ نجات اور اسرارِ حق سے دور بھٹک جاتی ہے۔

اس دنیا میں ہر انسان تین جہتیں لے کر ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے۔ اول آزادی سے جینے کا حق ۔ دوم معاش ۔ سوم جنسی تسکین۔

اسلام انہی جہتوں کی دستیابی پر اصرار کرتا ہے تاکہ انسانوں اور معاشروں کو سکون و راحت اور امن و سلامتی میسر آسکے لیکن بدقسمتی سے پاکستان میں ان تینوں جہتوں کے حصول کو مشکل ترین بنا دیا گیا ہے۔ اربابِ اختیار اور مفکرین پر لازم آتا ہے کہ وہ کلمہ گوئی کے ناطے انسانوں کے اس حق اور طلب کو آسان تر بنائیں۔

ایک بار پھر سوال سامنے آتا ہے کہ بالآخر، ذاتی، ملی اور ریاستی سطح پر برپا ان مسائل اور فساد کا علاج کیا ہے؟ اول یہ ہمیں اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ یہ کوئی انوکھی بات یا مسئلہ نہیں قرآن اور تاریخِ انسانی گواہ ہے کہ روزِ اول سے ہر ہر دور میں نظامِ قدرت کے تحت انسانوں اور تہذیبوں کی آزمائش کے مراحل آتے ہیں یہ قدرت کاملہ کی طرف سے انسانی جانچ کہ کون اور کس قدر حق سچ پر قائم یا بھٹک کر شیطانی راہ اپناتا ہے۔ تاریخ نے خیر و شر کے لاتعداد عبرتناک انجام اور نصیحت آموز واقعات اپنی کتاب میں سمیٹ رکھے ہیں۔

دوم یہ کہ جب تک انسانوں کو حق و باطل کا علم اور خیر کی تربیت نہ ہوگی وہ جہالت و گمراہی میں انجام سے بے خبر پھنستے چلے جائیں گے۔ اسلئے قوم مسلم کو قرآن و سنت، اسلامی تعلیمات اور فطری انجام و عبرت سے روشناس کرانا ضروری ہے کیونکہ فطری طور پر فلاح اور نجات کی تمنا ہر دل میں موجود ہوتی ہے۔

اسلام نے سب سے پہلے انسانوں کی اخلاقی، معاشی اور نظامِ عدل کی صورت کو سدھارنے کا حکم دیا ہے اس کیلئے قومی سطح پر پیداواری شعبہ جات کے خلاف عالمی اور ملکی استحصالی سازشوں کو ناکام بنانا، اسلامی احکامات کے تحت نظامِ عدل اور زکوٰۃ سمیت اسلامی اصلاحات کے نفاذ، بھاری کرپشن اور اسراف کے عمل کو روکنے کی سعی کرنا۔ یہ فرائض ہر اُس کلمہ گو شخص پر واجب ہیں جو ملک و ملت کا خیر خواہ ہو، کلمہ طیبہ اور یوم آخرت پر دلی یقین اور ایمان رکھتا ہو۔ اور یہ کہ اسلامی ہدایات اور تعلیمات کو جزوِ زندگی بنائے، اعلیٰ اخلاق جس میں سچ بولنا، عدل و قناعت اور تقویٰ اختیار کرنا یہ سب اخلاق، خالقِ کائنات کے عطا کردہ ہیں، اسلئے ان کی ابدی افادیت اور خیر و برکت میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں، احساس و ایثار اور خدمت سمیت ان صفات کو اپنانے والے اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جاتے ہیں۔ ان سے روگردانی

Marfat.com

کرنے والے فطری قانون کے تحت ذلیل وخوار ہو جاتے ہیں اور معاشرہ میں بگاڑ کا سبب بنتے ہیں، تکبر اور غرور میں بھی سراسر ذلت اور رسوائی ہے اور یہ شیطان کے کردار بد میں سے اور باعث عذاب ہیں۔

قرآن نے بعداز موت انسان کو زندگی کی حقیقت سے آگاہی عطا فرمائی ہے۔

ترجمہ: ''وہی ہے جو تخلیق کی ابتداء کرتا ہے، پھر وہی اس کا اعادہ کرے گا، اور یہ اس کیلئے آسان تر ہے۔ آسمانوں اور زمین میں اس کی صفت سب سے برتر ہے، اور وہ زبردست اور حکیم ہے۔''

(الروم آیت 27)

یہی عقیدہ توحید ورسالت ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا انسان ہر شے سے بے خوف ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے یہ ادوار تو محض ہمارے ایمان وعمل کی آزمائش کے مراحل ہیں، انہی لمحات کی ترجمانی حکیم الامت علامہ اقبالؒ نے کچھ اس طرح کی ہے۔

دُنیا کو ہے پھر معرکہ روح و بدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو اُبھارا ہے
اللہ کو پامردی مومن پہ بھروسہ
ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا

معنی یہ کہ اسلام، رضائے الٰہی میں جسم اور روح دونوں کو غذا بہم پہنچانا چاہتا ہے لیکن کفار روح کی غذا سے انکاری محض جسمانی پرورش پر بضد ہیں حالانکہ موت سے جسم فنا ہو جاتا ہے، روح ابدی اور امرِ ربی ہے۔

لاکھوں قربانیوں کے بعد پاکستان اس لئے بنایا گیا تھا کہ ہم اسلامی اصولوں کے مطابق اپنی زندگی بسر کرسکیں گے۔ اس لئے وہ جو عوام کو اس راہ سے بھٹکا رہے ہیں اسلام کے دشمن ہیں۔ اسلام دنیا بھر کیلئے ایک بلند مطمع نظر پیش کرتا ہے جس سے بلاشبہ ہر مرض کا علاج کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ معاشرہ میں موجودہ تباہ کن فتنہ وفساد مغربی اقدامات کا ثمر ہمارے سامنے ہے۔ ہمارا معاشرہ اور ریاستی قوانین، انسان کی فطری اُمنگوں اور بنیادی حقوق کا تحفظ فراہم نہیں کرتے حالانکہ ہم سب خود کو مومن اور ریاست کو اسلامی جمہوریہ پاکستان گردانتے ہیں۔

عوام اور رائے عامہ کے مطابق موجودہ سنگین ترین ملکی اور عالمی حالات بیوروکریسی کے پیدا کردہ امریکی من مانی پالیسیوں کا نتیجہ ہیں، قومی سطح پر اگر ان کا احتساب نہ کیا گیا تو نتیجہ کس قدر فساد زدہ اور بھیانک ہوگا؟ اور ان برائیوں کے خلاف جہادِ اکبر اختیار نہ کیا گیا تو آخرت میں اللہ تعالیٰ کے حضور بندوں کا انجام اور حشر کیا ہوگا؟۔ جب تک ایک ایسی متحدہ دینی ونظریاتی سیاسی پارٹی تشکیل نہ دی گئی جو

Marfat.com

صحابہ کرامؓ کے نقشِ قدم پر چلے، بدترین ملکی حالت درست نہیں ہو سکتے۔ موجودہ ماحول میں صرف چہرے بدلیں گے، حالت نہیں بدلیں گے، ضرورت ایسے بے لوث خوفِ خدا رکھنے والے دین دار حضرات کی ہے جو سیاسی پارٹیوں کی موجودہ روایات کو توڑ دیں اور قوم کی حقیقی اُمنگوں اور مقاصدِ نظریہ پاکستان کو بازیاب کریں۔

جیسا کہ علماء دین کلمہ طیبہ کی تشریح لا الہ الا اللہ کے معنی کوئی معبود نہیں کے لیتے ہیں، جبکہ فقر میں لا کے معنی ہر چیز کی نفی یعنی حقیقت میں کوئی (الہ نہیں) سوائے اللہ تعالیٰ کے اور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

قرآن نے وضاحت فرمادی کہ پوری دنیا اور اس کے مال واسباب محض ایک کھیل کود اور تماشہ سے زیادہ کچھ نہیں کاش لوگ سمجھتے۔

تو گویا علم باللہ کیلئے ہمیں روحانیت کی طرف رجوع لانا ہوگا۔

روحانیت کیا ہے اور اس کا حصول کیونکر ممکن ہے اور پھر روحانیت کے قوانین وآداب کیا ہیں؟ ان مراحل میں پہلا مقام رضائے الٰہی ہے گویا اللہ تعالیٰ کی حاکمیت میں پہلا مقام اللہ تعالیٰ کی رضا پر چلنے (اطاعت) کا ہے، خواہ اُس کی رضا کی خاطر جان کا نذرانہ ہی کیوں نہ دینا پڑے۔ قرآن نے دنیا کے تاریخی ادوار اور بعض اُمتوں پر روشنی ڈالی لیکن سب سے اہم یہ کہ قرآن کا موضوع انسان اور اس کی فلاح ہے۔ قرآن نے انسان کو عذابِ الٰہی سے بچنے کیلئے رسول ﷺ کی اطاعت اور پیروی کا حکم دیا ہے۔

آج ہمارے عقائد مختلف ہیں، سب عقیدے درست نہیں ہو سکتے، درست عقیدہ (توحید و رسالت) وہ ہے جو نا درست کو محبت میں بدل دیتا ہے۔ نفرت اور غصہ عقیدوں کی اصلاح نہیں کر سکتے۔ جس دِل میں نفرت پرورش پائے وہ دل خود عقیدہ توحید سے محروم ہو جاتا ہے، روحانی تعلیم و تربیت اور تصوف ہی ہے جو بلا تمیز رنگ و نسل انسانوں میں محبت و ایثار کا جذبہ پیدا کر دیتا ہے۔

انسان اگر اپنی پیدائش، زندگی اور بالآخر موت کی حقیقت پر ٹھنڈے دل سے غور کرے اور اپنے خالق پر دلی ایمان لائے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مصیبت سے نجات، رزق و راحت اور خیر و برکت عطا کرنیوالی ہستی نہیں، وہی خطائیں معاف کرنے والا غفور و رحیم ہے، اُس کی اطاعت اور کرم کے بغیر انسان زندگی اور آخرت میں نجات حاصل نہیں کر سکتا، گویا انسان اپنی زندگی میں جس قدر صبر و تحمل، احساس و ایثار، متقی اور پرہیزگاری اپنائے گا اُسی قدر اُسے قُربِ الٰہی اور سکون و راحت عطا ہوگا۔ جو لوگ جھوٹ اور بد دیانتی کے ذریعے رزق و راحت تلاش کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر دلی ایمان نہیں رکھتے بلکہ وہ درحقیقت منافقین کی صف میں چلے جاتے ہیں۔ بد دیانتی، بے حیائی اور اسراف۔ گویا

Marfat.com

سب گناہ انسانی جان پر پڑتے ہیں اور وہ فطری عمل کے ذریعے بدبختی میں گھر جاتا ہے، ناجائز منافع اور حرام رزق سے وہ اور اس کی بیوی، بچے شدید کرب و بلا میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس کی لاتعداد مثالیں ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں، اُن جابر اور ظالم لوگوں بلکہ خاندانوں کا آج نشان تک باقی نہیں رہا۔

اے لوگو! مت بھولو کہ دم مرگ ہر شخص پر موت کی بیہوشی طاری ہوگی پھر جسدِ خاکی کو قبر کی لحد میں اتار دیا جائے گا پھر اُسے منکر نکیر (فرشتوں) کے سوالوں کا جواب دینا ہوگا، دنیا میں متقی اور پرہیز گاروں کیلئے یہ قبر جنت کا باغ اور حدِ نگاہ وسیع ہو جاتی ہے۔ نافرمان انسانوں کو عذابِ قبر شدید یا ہلکا بقدر گناہوں کے ہوتا ہے۔ دنیاوی مال و دولت کچھ بھی ساتھ نہیں جاتا محض اعمال جاتے ہیں، حرام مال نہ صرف جان کا وبال بلکہ اولاد کی جان و مال پر بھی پڑتا ہے۔ دوسروں کے حقوق کی پامالی یا جبر و ظلم سے تُو جس قدر بھی مال و متاع کما لے، خیر و برکت اور سکون و راحت نصیب نہ ہوگا۔ وہ تو اطاعتِ رسول ﷺ اور اطاعتِ الٰہی ہی سے حاصل ہوتا ہے، ظاہری اسلام اور عبادات بھی کسی کام نہیں آتے جب تک عقیدہ توحید و رسالت پر دلی یقین، ایمان، تقوی اور عمل کی توفیق نہ ملے، صحت و عافیت اور سکون و راحت کا حصول صرف اور صرف رضائے الٰہی ہی سے حاصل ہوتا ہے، تجھ پر لازم ہے کہ گناہ کی زندگی سے سچی توبہ کر لے، ہر چیز اپنے خالق سے طلب کر۔ مال اور گناہوں کی وجہ سے تو موت سے ڈرتا ہے، تُو اپنے اعمال و اخلاق اور خلقت کے حقوق و معاملات کو آج ہی اس قدر شفاف بنا لے کہ اپنے اصلی اور ہمیش کے گھر جانے اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں سرشار ہو جائے یہ محبت جبھی تیرا مقدر بنے گی اگر تو دنیا میں اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اس کی مخلوق سے محبت کرتا ہے، اُس کی رضا اور سُنتِ نبوی ﷺ پر عمل کرتا ہے، شیطانی شبہ سے خود کو اپنے اہل و عیال کو دور رکھتا ہے اور صدقِ دِل سے حق کی عبادت کرتا ہے، برائی اور ظلم کے خلاف آواز بلند کرتا ہے، مظلوم اور غریب کی مدد کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کو ہر لمحہ حاضر و ناظر جان کر ہر گناہ اور ہر عیب سے دور رہتا ہے۔ تیری سب توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی عطا ہے۔

ملت کو ہے اس مہدی برحق کی ضرورت
ہو جس کی نگاہ عالم افکار پر

تاریخ میں جھانکا جائے تو یہ بات واضح ہوتی چلی جائے گی کہ وہ حکمران جو اپنے منصب و اقتدار، حاکمیت و بادشاہیت کو اپنے لئے آزمائش و ابتلا کا دور سمجھتے رہے، اُن کے قلب و ذہن میں یہ بات رات رہی کہ ہم نے اس امتحان میں کامیاب ہونا ہے۔ یہ مرحلہ ہم نے امانت، دیانت اور خدمت کا دامن ہاتھ میں تھام کر طے کرنا ہے تو ان کا دور، عوام کیلئے خوشحالی اور فضل و انعام کا دور ثابت ہوا اور جو حکمران اپنے اقتدار کو قدرت کی طرف سے دیا گیا فضل و انعام سمجھنے کی بجائے اسے اپنی طاقت و ذہانت پر قیاس کر۔

Marfat.com

رہے اور اسے اپنے ہی بازو کا زورِ کمال سمجھتے رہے، وہ دور، عوام کیلئے آزمائش وابتلا اور امتحان کا دور ثابت ہوا۔ آیئے خلافت کی افادیت واہمیت کو حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے ارشادات کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔

آپؓ نے حضرت رافع طائیؓ کو ہدایت فرمائی کہ دنیا میں امیر کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں نیز روزِ قیامت اس کا محاسبہ نہایت سخت ہوگا۔

حضرت عمر فاروقؓ نے اصولِ حکمرانی کے متعلق چند بنیادی ضابطے فرمادیئے، جب کسی (حاکم) عامل کا تقرر کیا جاتا تو اس کے مال وجائیداد کی فہرست بنالی جاتی جسے آپؓ خود چیک فرماتے رہتے۔ اگر عامل کے مال واسباب میں اضافہ نظر آرہا ہوتا تو زائد بحق ریاست ضبط کرلیا جاتا۔

امیر المؤمنین فاروقِ اعظمؓ کا دستور یہ تھا کہ دور دراز کا کوئی وفد اکثر ان کے ہاں موجود رہتا۔ حیرت انگیز عزم، غیر معمولی یکسوئی اور بے پناہ یادداشت کا یہ حکمران اپنی وسیع وعریض حکومت میں ہر خطے کے مسائل سے آگاہ رہنے کا اہتمام کرتا تھا۔

بصرہ کا وفد گفتگو کر چکا تو امیر المؤمنین کی فرمائش پر اُنہوں نے اس دیار کے محتاجوں کی فہرست بنائی۔ پہلا نام پڑھ کر وہ چونک اٹھے ''سعید بن عامرؓ، کون سعید بن عامرؓ؟

''ہمارے گورنر صاحب'' ایک آواز نے کہا ''دنوں پہ دن گزر جاتے ہیں اور ان کے ہاں چولہا نہیں جلتا'' عمرؓ رو دیئے اور اس دن کو یاد کیا جب بارِ امانت سنبھالنے پر سعیدؓ انہیں نصیحت کرنے آئے تھے۔ ''قول اور عمل کو ایک رکھنا، بہترین بات وہی ہے، عمل جس کی تصدیق کردے، دور نزدیک کے مسلمانوں پہ ہمیشہ توجہ کی نگاہ رکھنا اور ان کیلئے وہی چاہنا جو اپنے اہل وعیال کیلئے پسند کرتے ہو۔'' امیر المؤمنین اپنے مہمان کو دیکھتے رہے اور کہا ''سعیدؓ، یہ کس کے بس کی بات ہے'' جواب یہ تھا ''یہ آپ کے بس کی بات ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی اُمت کا نگہبان بنادیا ہے۔'' بے مثال قوت فیصلہ کے حکمران نے فوراً ہی سعید کا ہاتھ تھام لیا ''میں تمہیں بصرہ کا گورنر مقرر کرتا ہوں'' ناصح نے بچنے کی کوشش کی ''عمر مجھے آزمائش میں مت ڈالو، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں۔'' لیکن عمرؓ نے انکار کردیا، ''تم لوگ حکومت کی ذمہ داریاں میرے سر ڈال کر خود کنارہ کشی چاہتے ہو۔'' رخصت ہونے کا وقت آیا تو امیر المؤمنین نے ضروری ہدایات دیں اور سوال کیا، ''کیا میں تمہاری تنخواہ مقرر کردوں۔'' ابن عامرؓ نے انکار کردیا، م ''میرا وظیفہ میری ضروریات کو کافی ہے'' حالانکہ کافی نہ تھا۔

دیناروں کی ایک تھیلی وفد کے سپرد کردی گئی۔ ''سعید سے کہنا عمرؓ نے یہ مال تمہاری اپنی ضرورتوں کیلئے بھیجا ہے۔''

معلومات جمع کرنے کا نظام بیحد فعال تھا، ہر چند کہ وہ اس بات کو سمجھ نہیں سکتے جو اصحاب

Marfat.com

رسول ﷺ سے اُلفت نہیں رکھتے اور جنہوں نے تاریخ کے اس عہد کی سیاحی نہیں کی۔ خبر لانے والا کچھ دن میں خبر لایا: سعید بن عامرؓ نے تھیلی کو وحشت سے دیکھا اور بلند آواز سے آیت پڑھی انا لله و انا الیه راجعون کیا ہوا؟ کیا امیر المؤمنین انتقال کر گئے؟ کیا مسلمانوں کو کسی معرکے میں شکست ہو گئی؟ ''نہیں'' گورنر نے کہا، اس سے بھی بڑا حادثہ ہو چکا ہے۔ دنیا میرے گھر میں داخل ہو گئی کہ میری آخرت برباد کر دے۔'' پھر صحابی رسول ﷺ نے ان دیناروں کو چھوٹی چھوٹی تھیلیوں میں ڈالا اور شہر کے محتاجوں میں بانٹ دیا۔

کچھ دن بعد امیر المؤمنین کو یروشلم کا سفر درپیش ہوا۔ سفر کے اختتام پر اونٹ شہر میں داخل ہوا تو غلام اس پر سوار اور دنیا کی سب سے بڑی سلطنت کا حکمران نکیل تھامے تھا۔ وہ سفر جب مسلمانوں نے مشورہ دیا کہ مذاکرات سے پہلے وہ لباس تبدیل کر لیں اور انہوں نے کیا ''لباس زمین کی اور رعب آسمان کی چیز ہے'' وہ سفر جس کے بارے میں مؤرخ یہ کہتے ہیں کہ عمرؓ یروشلم کو روانہ ہوئے تو زمین کانپ رہی تھی۔

بیت المقدس کو نمٹا کر عمرؓ جنگی کمانڈروں سے ملے، دمشق اور گردوپیش کے حکام سے ملاقاتیں کیں اور پھر حمص روانہ ہو گئے۔ وہ شہر، جہاں سے اب بہت شکایات آتی تھیں۔ اس قدر کہ کوفہ کی نسبت سے اس کا نام ''کویفہ'' پڑ چکا تھا۔ امیر المؤمنین نے شہر والوں سے صاف اور سیدھا سوال کی ''تم نے اپنے امیر کو کیسا پایا''، ''جب تک دن نہ چڑھ آئے وہ گھر سے باہر نہیں نکلتے۔'' سعید کچھ دیر خاموش رہے اور پھر کہا ''بخدا میں اس پر بات کرنا پسند نہ کرتا تھا۔ میرے گھر میں کوئی خادمہ نہیں، میں خود آٹا گوندھتا ہوں اور کچھ دیر خمیر اٹھنے کا انتظار کرتا ہوں۔'' ''رات کو پکارنے پر وہ جواب نہیں دیتے۔'' ''میں بتانا پسند نہ کرتا تھا مگر واقعہ یہ ہے کہ میں رات کو اپنے رب کیلئے مختص کر رکھا ہے۔'' ''ہفتے میں ایک دن وہ گھر میں گھسے رہتے ہیں۔'' قدرے تامل کے بعد گورنر نے کہا ''میرے پاس ایک ہی لباس ہے، دھوتا ہوں تو خشک ہونے کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔''

ادھر ایک سنکی طالبعلم قبیلہ جمح کے سعید بن عامرؓ کے بارے میں سوچتا ہے، جو عمرؓ کے پیکر وجلال کو یاد دلاتا تھا ''قول اور عمل کو ایک رکھنا، بہترین بات وہی ہے، عمل جس کی تصدیق کر دے۔'' اور وہ عمر ابن خطابؓ کے بارے میں سوچتا ہے جنہوں نے اس شخص کو گورنری سونپی۔ یارب وہ کیسے لوگ تھے۔ یا اللہ ہم کیسے لوگ ہیں۔

حضرت عمرؓ اور اسلامی جمہوریت۔ تاریخ شاہد ہے کہ حضرت عمرؓ کے دور میں ہر انتظامی مسئلے مجلسِ شوریٰ کا انعقاد ہوتا تھا کوئی فیصلہ بغیر مشورے اور رائے کے نہیں کیا جاتا تھا۔ یہ ایسی تاریخی حقیقت ہے جس پر سب کا اتفاق ہے، اجماع ہے۔

Marfat.com

حضرت عمرؓ کے عہد میں دو ہی نمائندہ جماعتیں تھیں جو پوری قوم کی نمائندگی کرتی تھیں اور سارے عرب میں ان کی نمائندہ حیثیت تسلیم کی جاتی تھی اور وہ تھے مہاجر اور انصار انہی دو صداقت شعار، محبّ وطن، دیانت وامانت سے مرصع جماعتوں کے نمائندوں پر مجلسِ شوریٰ کی تشکیل ہوتی تھی۔ حضرت عمرؓ کے عہد میں مشاورت کیلئے مجلسِ شوریٰ میں ان دونوں کی موجودگی ضروری سمجھی جاتی تھی۔

مجلسِ شوریٰ کے انعقاد کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ حضرت عمرؓ کی طرف سے منادی مجلسِ شوریٰ کے اجلاس کا اعلان کرتا تھا۔ لوگ تاخیر کے بغیر مسجد میں جمع ہو جاتے تھے۔ حضرت عمرؓ مسجد پہنچ کر دو رکعت نماز پڑھتے تھے، منبر پر آتے اور خطبہ دیتے۔ اس کے بعد تمام لوگوں کے سامنے مشورہ طلب بات پیش کی جاتی تھی۔ معمولی اور روزمرہ کے بارے میں اس مجلس کے فیصلے کافی سمجھے جاتے تھے۔ لیکن جب کوئی اہم بات پیش آتی تھی تو مہاجرین وانصار کا اجلاس عام ہوتا تھا اور سب کے اتفاق سے وہ امر طے پاتا تھا، مثلاً عراق وشام کے فتح ہونے پر جب بعض صحابہؓ نے اصرار کیا کہ سب مفتوحہ مقامات فوج کی جاگیر میں دے دیئے جائیں تو بہت بڑے پیمانے پر مجلسِ شوریٰ کا انعقاد ہوا۔ ممتاز مہاجرین وانصار کے علاوہ دس بڑے بڑے اور ممتاز سردار اور اہل الرائے شریک ہوئے۔ کئی دن تک یہ اجلاس جاری رہا۔ نہایت آزادی اور بے باکی سے لوگوں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس موقع پہ حضرت عمرؓ نے جو تقریر کی اس کا یہ ایک فقرہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ”میں تمہاری طرح ایک فرد ہوں، نہیں چاہتا کہ میں اپنی خواہش تم پر مسلط کردوں۔“

اس جملے میں جمہوریت اسلامی کی روح اپنی معراج پر ہے۔ حضرت عمرؓ کا یہی طرز فکر وعمل ان کی حکومت کو ہر دوسری شخصی حکومت سے ممتاز کرتا ہے۔ لاریب! مسند خلافت پر حضرت عمرؓ کثرت رائے سے متمکن ہوئے تھے، اختیارات کل کے حامل تھے، ہمہ وقت وہ مشاورت کو بدرجہ اولیٰ اہمیت دیتے تھے، جب نہاوند کا معرکہ پیش آیا اور عجمیوں نے اس ساز وسامان کے ساتھ تیاری کی کہ لوگوں کے نزدیک خود خلیفہ وقت کا اس مہم میں جانا ضروری ٹھہرا تو اس موضوع پر مجلس شوریٰ منعقد ہوئی جس میں تمام طبقہ ہائے فکر کی نمائندگی کی تھی۔ بعض صحابہ کرامؓ نے اپنی تقریروں کے دوران واشگاف انداز میں حضرت عمرؓ کے جانے کی مخالفت کی اور اس کو خلافِ مصلحت قرار دیا اور کثرت رائے سے یہ فیصلہ ہو گیا کہ حضرت عمرؓ کا جانا مناسب نہیں ہے، پھر حضرت علیؓ نے اختلاف کرنے والوں کی بحث کو سمیٹتے ہوئے حضرت عمرؓ کے نہ جانے پر زور دیا اور تجویز کے حق میں ایسے دلائل پیش کئے کہ یہ فیصلہ کثرت رائے سے طے ہو گیا کہ حضرت عمرؓ کا جانا مناسب نہیں ہے۔

اسلامی سزاؤں کے متعلق اہل یورپ اور ان کی تعلیم وتہذیب سے متاثر لوگوں کا عام اعتراض ہے

Marfat.com

کہ یہ سزائیں سخت، وحشیانہ اور شرافتِ انسانی کے خلاف ہیں۔

قرآنِ کریم نے صرف چار جرموں کی سزائیں خود مقرر اور معین کر دی ہیں، جن کو شرعی اصطلاح میں حد کہا جاتا ہے۔ ڈاکہ کی سزا داہنا ہاتھ اور بایاں پیر، چوری کی سزا داہنا ہاتھ پہونچے سے کاٹنا، زنا کی سزا بعض صورتوں میں سو کوڑے لگانا اور بعض میں سنگسار کر کے قتل کر دینا، زنا کی جھوٹی تہمت کسی پر لگانے کی سزا اسی کوڑے پانچویں حد شرعی، شراب پینے کی ہے، جو باجماع اسی کوڑے مقرر کئے گئے ہیں، ان پانچ جرائم کے سوا تمام جرائم کی سزا حاکم وقت کی صوابدید پر ہے، کہ جرم اور مجرم اور اس کے ماحول پر نظر کر کے جتنی اور جیسی چاہے سزا دے۔ اس میں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ سزاؤں کی تحدید و تعین کا کوئی خاص نظام اہلِ علم و اہلِ رائے کے مشورہ سے مقرر کر کے قاضی یا جج کو ان کا پابند کر دیا جائے، جیسا کہ آج کل عموماً اسمبلیوں کے ذریعہ تعزیری قوانین متعین کئے جاتے ہیں، اور قاضی یا جج مقررہ حدود کے اندر سزا جاری کرتے ہیں۔ البتہ ان پانچ جرائم میں جن کی سزائیں قرآن یا اجماع سے مقرر کر دی گئی ہیں، اور ان میں کسی فرد یا جماعت یا اسمبلی کو تغیر و تبدل کا کائی اختیار نہیں ہے، مگر ان میں بھی اگر جرم کا ثبوت شریعت کے مقرر کردہ ضابطہ شہادت سے نہ ہو سکے، یا جرم کا ثبوت تو ملے مگر اس جرم پر جن شرائط کیساتھ یہ سزا جاری کی جاتی ہے وہ شرائط مکمل نہ ہوں، اور نفس جرم قاضی یا جج کے نزدیک ثابت ہو تو اس صورت میں بھی حدِ شرعی جاری نہ ہوگی بلکہ تعزیری سزا دی جائے گی، اسی کیساتھ یہ شرعی ضابطہ بھی مقرر اور مسلم ہے کہ شبہ کا فائدہ مجرم کو پہنچتا ہے، ثبوت جرم یا جرم کی شرائط میں سے کسی چیز میں شبہ پڑ جائے تو حدِ شرعی ساقط ہو جاتی ہے، مگر نفس جرم کا ثبوت ہو جائے تو تعزیری سزا دی جائے گی۔

اس سے معلوم ہوا کہ ان پانچ جرائم میں بہت سی صورتیں ایسی نکلیں گی کہ ان میں حدود شرعیہ کا نفاذ نہیں ہوگا، بلکہ تعزیری سزائیں صوابدید حاکم کے مطابق دی جائیں گی، تعزیری سزائیں چونکہ شریعت اسلام نے مقرر نہیں کیں بلکہ ہر زمانہ اور ماحول کے مطابق عام قوانین ممالک کی طرح ان میں تغیر و تبدل اور کمی بیشی کی جاسکتی ہے، اسلئے ان پر تو کسی کو کسی اعتراض کی گنجائش نہیں، اب بحث صرف پانچ جرائم کی سزاؤں میں اور ان کی بھی مخصوص صورتوں میں رہ گئی ہے، مثال کے طور پر چوری کو لیجئے اور دیکھئے کہ شریعت اسلام میں ہاتھ کاٹنے کی سزا مطلقاً ہر چوری پر عائد نہیں، کہ جس کو عرف عام میں چوری کہا جاتا ہے، بلکہ سرقہ جس پر سارق کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اس کی ایک مخصوص تعریف ہے۔ کہ کسی کا مال محفوظ جگہ سے سامان حفاظت توڑ کر ناجائز طور پر خفیہ طریقہ سے نکال لیا جائے اس کی تعریف کی رو سے بہت سی صورتیں جن کو عرفاً چوری کہا جاتا ہے، حد سرقہ کی تعریف سے نکل جاتی ہیں، مثلاً محفوظ مکان کی شرط سے معلوم ہوا کہ عام پبلک مقامات مثلاً مسجد، عیدگاہ، پارک، کلب، اسٹیشن، ویٹنگ روم، ریل جہاز وغیرہ

Marfat.com

میں عام جگہوں پر رکھے ہوئے مال کی کوئی چوری کرے یا درختوں پر لگے ہوئے پھل چرا لے یا شہد کی چوری کرے تو اس پر حد سرقہ جاری نہیں ہوگی۔ اسی طرح وہ آدمی جس کو آپ نے اپنے گھر میں آنے کی اجازت دے رکھی ہے خواہ وہ آپ کا نوکر ہو یا مزدور و معمار ہو یا کوئی دوست عزیز ہو وہ اگر آپ کے مکان سے کوئی چیز لے جائے تو وہ اگرچہ عرفی چوری میں داخل اور تعزیری سزا کا مستحق ہے، مگر ہاتھ کاٹنے کی شرعی سزا اس پر جاری نہ ہوگی، کیونکہ وہ آپ کے گھر میں آپ کی اجازت سے داخل ہوا، اس کے حق میں حفاظت مکمل نہیں۔

اسی طرح اگر کسی نے کسی کی جیب کاٹ لی یا ہاتھ میں سے زیور یا نقدی چھین لی یا دھوکہ دے کر کچھ وصول کر لیا یا امانت لے کر مکر گیا، یہ سب حرام و ناجائز اور عرفی چوری میں ضرور داخل ہیں، مگر ان سب کی سزا تعزیری ہے، جو حاکم کی صوابدید پر موقوف ہے۔ شرعی سرقہ کی تعریف میں داخل نہیں، اسلئے اس پر ہاتھ نہ کاٹا جائے۔

اسی طرح اگر کسی نے مشترکہ مال میں چوری کر لی جس میں اس کا بھی کچھ حصہ ہے، خواہ میراث کا مشترک مال تھا یا شرکت تجارت کا مال تھا، تو اس صورت میں چونکہ لینے والے کی ملکیت کا بھی کچھ حصہ اس میں شامل ہے اس ملکیت کے شبہ کی وجہ سے حد شرعی ساقط ہو جائے گی، تعزیری سزا دی جائے گی۔

حدود کے نفاذ میں شریعت اسلام نے ضابطہ شہادت بھی عام معاملات سے ممتاز اور بہت محتاط بنایا ہے، زنا کی سزا میں تو دو گواہوں کی بجائے چار گواہوں کو شرط قرار دے دیا اور وہ بھی جبکہ وہ اسی عینی گواہی دیں جس میں کوئی لفظ مشتبہ نہ رہے، چوری وغیرہ کے معاملہ میں اگرچہ دو ہی گواہ کافی ہیں مگر ان دو کیلئے عام شرائط شہادت کے علاوہ کچھ مزید شرائط عائد کی گئی ہیں، مثلاً دوسرے معاملات میں مواقع ضرورت قاضی کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ کسی فاسق آدمی کے بارے میں اگر قاضی کو یہ اطمینان ہو جائے کہ عملی فاسق ہونے کے باوجود یہ جھوٹ نہیں بولتا تو قاضی اس کی گواہی کو قبول کر سکتا ہے، لیکن حدود میں قاضی کو اس کی گواہی قبول کرنے کا اختیار نہیں، عام معاملات میں ایک مرد اور دو عورت کی گواہی پر فیصلہ کیا جا سکتا ہے، لیکن حدود میں دو مردوں کی گواہی ضروری ہے، عام معاملات میں شریعت اسلام نے تمادی کو (یعنی مدت دراز گزر جانے کو) کوئی عذر نہیں قرار دیا، واقعہ کے کتنا ہی عرصہ کے بعد کوئی گواہی دے تو قبول کی جا سکتی ہے، لیکن حدود میں اگر فوری گواہی نہ دی بلکہ ایک مہینہ یا اس سے زائد دیر سے گواہی دی تو وہ قابلِ قبول نہیں۔ حد سرقہ کے نفاذ کی شرائط کا یہ اجمالی خاکہ فقہ حنفی کی نہایت مستند کتاب بدائع الصنائع سے ماخوذ ہے۔

غرضیکہ حد شرعی صرف اس صورت میں جاری ہوگی جبکہ شریعت مقدسہ کے مقرر کردہ ضابطہ کے

Marfat.com

مطابق جرم بھی مکمل ہو اور اس کا ثبوت بھی مکمل، اور مکمل بھی ایسا کہ اس کا کوئی پہلو مشتبہ نہ رہے، اس سے معلوم ہوا کہ شریعت اسلامیہ نے جہاں ان جرائم کی سزائیں مقتضائے حکمت سخت کی ہیں، وہیں حدود شرعیہ کے نفاذ میں انتہائی احتیاط بھی ملحوظ رکھی ہے، حدود کا ضابطہ شہادت بھی عام معاملات کے ضابطہ شہادت سے مختلف اور انتہائی احتیاط پر مبنی ہے، اس میں ذرا سی کمی رہ جائے تو حد شرعی تعزیری سزا میں منتقل ہو جاتی ہے، اسی طرح تکمیل جرم کے سلسلہ میں کوئی کمی پائی جائے جب بھی حد شرعی ساقط ہو کر تعزیری سزا رہ جاتی ہے، جس کا عملی رُخ یہ ہوتا ہے کہ حدود شرعیہ کے نفاذ کی نوبت شاذ ونادر کبھی پیش آتی ہے، عام حالات میں حدود والے جرائم میں بھی تعزیری سزائیں جاری کی جاتی ہیں، لیکن جب کہیں تکمیلِ جرم، تکمیلِ ثبوت کیساتھ جمع ہو جائے گو وہ ایک فیصدی ہی ہو تو سزا نہایت سخت، عبرتناک دی جاتی ہے۔ جس کی ہیبت لوگوں کے قلب و دماغ پر مسلط ہو جائے اور اس جرم کے پاس جاتے ہوئے بھی بدن پر لرزہ پڑنے لگے جو ہمیشہ کیلئے انسدادِ جرائم اور امن عامہ کا ذریعہ بنتی ہے، بخلافِ مروجہ تعزیری قوانین کے کہ وہ جرائم پیشہ لوگوں کی نظر میں ایک کھیل ہے جس کو وہ بڑی خوشی سے کھیلتے ہیں، جیل خانہ میں بیٹھے ہوئے بھی آئندہ اس جرم کو خوبصورتی سے کرنے کے پروگرام بناتے رہتے ہیں، جن ممالک میں حدود شرعیہ نافذ کی جاتی ہیں ان کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو حقیقت سامنے آجائے گی، کہ وہاں نہ آپ کو بہت سے لوگ ہاتھ کٹے ہوئے نظر آئیں گے۔ نہ سالہا سال میں آپ کو کوئی سنگساری کا واقعہ نظر آئے گا، مگر ان شرعی سزاؤں کی دھاک قلوب پر ایسی ہے کہ وہاں چوری، ڈاکہ اور بے حیائی کا نام نظر نہیں آتا، سعودی عرب کے حالات سے عام مسلمان براہِ راست واقف ہیں، دن میں پانچ مرتبہ ہر شخص یہ دیکھتا ہے کہ دکانیں کھلی ہوئی ہیں۔ لاکھوں کا سامان ان میں پڑا ہوا ہے اور ان کا مالک بغیر دکان بند کئے ہوئے نماز کے وقت حرم شریف میں پہنچ جاتا ہے اور نہایت اطمینان کیساتھ نماز ادا کرنے کے بعد آتا ہے، اس کو کبھی یہ وسوسہ بھی نظر نہیں آتا کہ اس کی دکان سے کوئی چیز غائب ہوگئی ہوگی، پھر یہ ایک دن کی بات نہیں، عمریوں ہی گزرتی ہے، دنیا کے کسی متمدن اور مہذب ملک میں ایسا کر کے دیکھئے تو ایک دن میں سینکڑوں چوریاں اور ڈاکے پڑ جائیں گے، تہذیبِ انسانی اور حقوقِ انسانی کے دعویدار عجیب ہیں، کہ جرائم پیشہ لوگوں پر تو رحم کھاتے ہیں مگر پورے عالم انسانیت پر رحم نہیں کھاتے جن کی زندگی ان جرائم پیشہ لوگوں نے اجیرن بنا رکھی ہے۔ انہی واقعات میں روزانہ بیسیوں مکین قتل ہو جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک مجرم پر ترس کھانا پوری انسانیت پر ظلم کرنے کے مترادف اور امن عامہ کو قتل کرنے کا سب سے بڑا سبب ہے، یہی وجہ ہے کہ رب العالمین جو نیکیوں، بدوں، اتقیائم اولیاء اور کفار و فجار سب کو رزق دیتا ہے اور جس کی رحمت سب پر وسیع ہے، اس نے جب حدود شرعیہ کے احکام قرآن میں نازل فرمائے تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا۔

Marfat.com

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کی حدود جاری کرنے میں ان مجرموں پر ہرگز ترس نہ کھانا چاہئے۔'' (سورہ نور 2)
اور دوسری طرف قصاص عالم انسانی کی حیات قرار دیا، یاولکم فی القصاص حیوة یا اولی الالباب، معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی حدود کے خلاف کرنے والے یہ چاہتے ہی نہیں کہ جرائم کا انسداد ہو، ورنہ جہاں تک رحمت و شفقت کا معاملہ ہے وہ شریعت اسلام سے زیادہ کو سکھا سکتا ہے۔ جس نے عین میدانِ جنگ میں اپنے قاتل دشمنوں کا حق پہچانا ہے اور حکم دیا ہے کہ عورت سامنے آجائے تو ہاتھ روک لو، بچہ سامنے آجائے تو ہاتھ روک لو، مذہبی عالم جو تمہارے مقابلہ پر قتال میں شریک نہ ہوا پنے طرز کی عبادت میں مشغول ہو اس کو قتل نہ کرو۔

اور سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ ان اسلامی سزاؤں پر اعتراض کیلئے ان لوگوں کی زبانیں اٹھتی ہیں جن کے ہاتھ ابھی تک ہیروشیما کے لاکھوں بے گناہ، بے قصور انسانوں کے خون سے رنگین ہیں، جن کے دل میں شاید کبھی مقاتلہ اور مقابلہ کا تصور بھی نہ آیا ہو، ان میں عورتیں، بچے، بوڑھے سب ہی داخل ہیں اور جن کی آتش غضب ہیروشیما کے حادثہ سے بھی ٹھنڈی نہیں ہوئی بلکہ روز کسی خطرناک سے خطرناک نئے بم کے بنانے اور تجربہ کرنے میں مشغول ہیں، ہم اس کے علاوہ کیا کہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی آنکھوں سے خودغرضی کے پردے ہٹادے اور دنیا میں امن قائم کرنے کے صحیح اسلامی طریقوں کی طرف ہدایت کرے۔ (معارفِ قرآن)

ہمارا عدالتی نظام عملاً غیر اسلامی ہے۔ جہاں مظلوم کو فوری اور فریادی کو سستا انصاف میسر نہیں۔ اپیلوں میں عمر بیت جاتی ہے۔ اجرا نہیں ہوتا، نہ لزمان تعمیل حکم کرتے ہیں اور یوں عدم احتساب کی بناء پر معاشرہ میں جرائم کی بھرپور حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ حکومت، عدلیہ اور چیف جسٹس صاحبان کی یہ قانونی ذمہ داری ہے کہ وہ کرپٹ تھانہ اور جعلی گواہوں کی بجائے سعودیہ کی طرح حقائق پر مبنی فوری انصاف کے نظام سے جرائم کے نشان مٹادیں۔ عدل کے بغیر ملت کی بقاء اور افراد کی نجات ممکن نہیں اور نہ ہی ظلمت میں ڈوبی ہوئی مخلوقِ خدا کی چیخوں کی آواز سنائی دیتی ہے۔

نظام عدل میں سیاسی مداخلت اور بھاری کرپشن کی وجہ سے جرائم میں انتہائی تشویشناک اضافہ کے پیش نظر ہر شعبہ زندگی کی اصلاح اور حصول عدل کیلئے ضلعی محتسب اعلیٰ ایکسپرٹ سپریم کونسل کا قیام اور آئینی ترامین کرنا، گاؤں، محلہ، وارڈ کی سطح پر انتہائی پرہیزگار 5 رکنی پنچایت کی نامزدگی سے شکایات سیل اور جوابدہی کے ذریعے انصاف کے تقاضے پورے کرنا ہر حکومت کی ذمہ داری ہے۔

''اسلام مجرم کی آبرو کے کسی ایسے حق کو تسلیم نہیں کرتا کہ وہ جرم کی سزا ہی سے بچ جائے۔''

حصول انصاف کیلئے، اسلام میں عبرتناک سزاؤں کا بنیادی اور اصلاحی پہلو جرائم کا خاتمہ ہے۔

Marfat.com

دیگر عوامل کے علاوہ ہمارا موجودہ نظام عدل بھی رکاوٹ اور تاخیری حربہ ہے۔

اصولی طور پر گھناؤنے جرائم کے خاتمہ کیلئے ضمانتوں کی سہولت کا خاتمہ ضروری ہے۔

حکومت وقت اگر عدل وانصاف کے فوری حصول کو مؤثر بنانا چاہتی ہو تو حسبہ بل کے نفاذ سے تائید وتصرف خداوندی کے حصول کیلئے معاشی اور سماجی ناانصافیوں کا خاتمہ کرے۔

نظام عدل میں حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے فیصلوں کی جو نظیریں ہم تک پہنچی ہیں، ان کے مطابق صالح پنچ مقرر کر کے عدالت کی طرف سے ان کو حاکمانہ اختیار دے دیئے جاتے اور ان کا فیصلہ عدالتی فیصلوں کی طرح نافذ ہوتا تھا۔

پاکستان میں رائج مغربی جمہوریت اور نفس کے پجاری سیاسی نظام میں سکت نہیں کہ فوری عدل کا نظام رائج کرے، بلاشبہ فوری عدل کا حصول نظام شریعت کے بغیر ممکن نہیں۔ اسی لئے حکیم الامتؒ نے فرمایا: جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

میں محبت و آزادی کا وارث ہوں۔ مگر جس وقت آزادی پر کوئی آنچ آئے گی۔ میں آزادی کی خاطر پیار کو قربان کر دوں گا۔ میں آپ کو بتاؤں گا کہ میں بادلوں کا عاشق ہوں۔ چشمہ برہنہ کے پردے پر ان کا جوش وخروش اور ان کی آزادی میرے شعور کی وسعت سے داد لیتی ہے۔ میری چشمِ حیراں میں غلامی سب سے بدصورت ہے۔ پاکستانی قوم آزادی اور غلامی کی شدید کشمکش میں مبتلا ہے۔

قیام امن، مساوات، عدل وانصاف اور قومی پیداوار ہی، آزادی اور معاشرہ کی خوشحالی کی ضامن ہوا کرتی ہیں جن کی دستیابی موجودہ استحصالی نظام میں ممکن نہیں۔ عدل، جزاء وسزا، قانون کی بالادستی سے قائم ہوتی ہے۔ جو نظام خلفاء راشدین ہی میں ملتی ہے۔ قوم کا دل چاہتا ہے کہ فنا کے ہاتھوں سے لمحات شب چھین لے اور پھر شاہراہ حیات پر اس قدر احتیاط سے چلے کہ کوئی چیونٹی بھی دب کر نہ مر جائے۔

اللہ تعالیٰ وطن پاک اور قوم کا حامی وناصر ہو کہ ہم وطن عزیز کی عظمت کا سامان کر سکیں۔ (حکیم محمد سعید شہید) اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہمارے قلب اور روزمرہ کے حالات سے زندہ تعلق رکھتی ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ''اے ایمان لانے والو! انصاف کے علمبردار اور اس کے اوپر صرف اللہ تعالیٰ کیلئے گواہ بن کر کھڑے ہو جاؤ اگرچہ تمہارے اپنے نفس کے خلاف جائے یا والدین یا رشتہ داروں کے خلاف، وہ امیر ہوں یا غریب، اللہ تعالیٰ ان کا تم سے زیادہ خیر خواہ ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ خواہشات کی پیروی تمہیں عدل کی راہ سے ہٹا دے، اگر تم نے لگی لپٹی بات کہی یا سچائی سے پہلو بچایا تو جان رکھو کہ جو کچھ عمل بھی تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے۔'' (النساء 35-134)

Marfat.com

قرآن مجید کی یہ آیت ہم سب سے یہ مطالبہ کررہی ہے کہ ہم (عدل وانصاف) کے علمبردار بن کر کھڑے ہوں، اس پر گواہ بنیں اور ہمارا یہ سارا کام صرف اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو۔ خواہ یہ گواہی انفرادی یا اجتماعی طور پر خود ہمارے اپنے خلاف کی جائے، یا اس کی زد ان پر پڑے جن سے ہمیں اتنی محبت ہو جتنی کہ اپنے والدین یا رشتہ داروں سے ہوتی ہے۔ اس میں امیر کا لحاظ ہے نہ غریب کا، طاقتور مستثنیٰ ہے نہ کمزور۔ پہلی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ذریعے یہ ذمہ داری اس اُمت کے سپرد کی ہے۔

ترجمہ: ''ہم نے اپنے رسول بھیجے، واضح ہدایت کیساتھ، کتاب اُتاری تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔'' (الحدید)

انصاف پر قائم کرنے کا یہ طریقہ ایسا ہے جس کیلئے تبلیغ ہی نہیں بلکہ قوت کا استعمال بھی ضروری ہو تو کیا جائے۔ اب یہ بات واضح ہوگئی کہ انصاف کا یہ قیام بعثت انبیاء سے لے کر وجودِ اُمت تک کے تمام مراحل میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔

قسط کے معنی دراصل یہ ہیں کہ انسان کی پوری زندگی انصاف اور عدل کے اصولوں کے اوپر قائم ہو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کتاب اتاری ہے اور اس کتاب کے اندر میزان کا لفظ استعمال کیا ہے کیونکہ انسان کی پوری زندگی کا نظام اسی کے اوپر قائم اور استوار ہے۔ صرف یہی کافی نہیں ہے کہ انفرادی زندگی کے اندر انصاف پر قائم ہو جاؤ اور انفرادی عمل سے انصاف کی روش قائم کرو بلکہ یہ ضروری ہے کہ تمہارے دم قدم سے دنیا کے اندر انصاف، عدل اور رحمت کا نظام قائم ہو اور تمہارا پورا طرزِ عمل اس بات کی گواہی دے۔ یہ گواہی صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر ہو۔ اس میں کسی کی کوئی رو رعایت کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ فرمایا ہے کہ شُهَدَاءَ لِلّٰہِ۔

انصاف صرف اسی صورت میں قائم ہوسکتا ہے، جب انسانی زندگی میزان اور انصاف پر قائم ہو۔ جہاں کوئی فرد، کوئی قوم، کوئی حکومت اور ریاست اس بات کی دعوے دار بن جائے کہ صرف میری مرضی اور میری خواہش کتاب وسنت کے مطابق ہے تو پھر میں آپ کی اجازت سے مولانا مودودی کا ایک جملہ نقل کرنا چاہوں گا کہ فرعون کی پوزیشن کسی ایسے شخص یا ایسی ریاست کی پوزیشن سے مختلف نہیں ہے جو شریعت سے آزاد ہو کر اپنی خود مختاری، حاکمیت اور بالادستی کا سرچشمہ کسی صاحب امر و نہی بادشاہ کو مانے۔ جب ایسا شخص یا قوم یہ مؤقف اختیار کئے ہوئے ہے تو فرعون کے مؤقف اور اس مؤقف میں کوئی اصولی فرق نہیں ہے۔

حکومت کے بلند و بانگ دعووں، بھاری فنڈز کے استعمال اور وسیع تر منصوبہ بندی کے باوجود معاشرہ میں درست، سستا اور فوری انصاف میسر نہیں بلکہ ہر سُو بے پناہ فتنہ و فساد برپا ہے۔ آج نہ جانے

Marfat.com

کسقدر خلقت معاشرتی جبر وظلم کا شکار، کن کن دروازوں پر دستک دیتی ہے لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔
حکومت قاضی کورٹس اور مقامی صالح 5رکنی پنچائت کے قیام سے معاشرتی فساد کو دور کرسکتی ہے۔
تمام تھانوں، عدالتوں، سرکاری دفاتر محکمہ جات، سرکاری ہسپتالوں، انکم ٹیکس، سیلز ٹیکس، بجلی، گیس کے دفاتر میں شکایات سیل قائم کیے جائیں جو قطعی آزاد، بااختیار اور غیر جانبدار ہوں، اُن کے صوبائی بورڈ، عوامی، صنعتی، زرعی اور تجارتی رکاوٹوں کو دور کرنے کے مجاز ہوں، نا اہل اور بددیانت اہلکاروں کو برخاست کرنے کا اختیار انہیں حاصل ہو۔

حسبہ بل

ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم بحیثیت قوم دوغلی پالیسی کا شکار ہو چکے ہیں۔ دنیا میں مسلمان تو بہت ہیں لیکن اسلام کہیں نہیں ہے۔ ہماری تلواریں یزید کیساتھ اور دل حسینؓ کے ساتھ ہیں۔ آدھا تیتر اور آدھا بٹیر کی اس پالیسی کی وجہ سے ہم عجیب وغریب قسم کی کنفیوژن کا شکار ہو چکے ہیں اور ہمیں فرار کا کوئی راستہ نہیں مل رہا۔ ہم دل سے چاہتے ہیں کہ اسلام آئے لیکن پھر اس کے تقاضوں کو پورا کرنے میں رکاوٹ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حسبہ بل جیسے غیر متنازعہ بل کو محض واویلا کا حربہ بنالیا گیا ہے۔ اگر ایم ایم اے والے اسلامی نظام نافذ کرنے میں کامیاب ہوجاتے تو ہر شعبہ زندگی میں بدرجہا بہتری آئے گی۔ حسبہ بل کے نفاذ سے معاشرہ میں فوری انصاف اور روزگار کے علاوہ سرکاری اداروں اور محکمانہ کرپشن کے خاتمہ سے عوامی مسائل اور شکایات کا فوری ازالہ اور عوام میں سکون وراحت اور امن وآشتی ہوگی۔
حسبہ بل کا آرٹیکل 23 پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 10,20.31,37 اور 228 کی ہی تفصیلی شکل ہے۔ اس بل میں صرف امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر زور دیا گیا ہے جو یقیناً ہر مسلمان فریضہ ہے۔
وفاقی حکومت کے بعض ارکان اس لئے بل کی منظوری سے خوش نہیں کہ یہ امریکی ایجنڈے ''روشن خیالی اعتدال پسندی'' کی ضد ہے۔ ہمارے ملک کا ماڈرن طبقہ بھی اسلامائزیشن اور مولوی کی طاقت سے بہت خوفزدہ ہے۔
سابقہ سرحد حکومت کا مؤقف کہ اس سے قبل دسمبر 1996 میں اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی رپورٹ میں حسبہ ادارہ کے قیام کی تجویز دی تھی۔ موجودہ تسلیم شدہ بل بھی 11 ماہ اسلامی نظریاتی کونسل کے پاس موجود رہا اور ان کی کہی گئی سفارشات کی روشنی میں سارا بل تیار کیا گیا ہے۔ جہاں تک ایک متوازی ادارہ قائم کرنے کی بات ہے تو اس کا اظہار حکومت کی دوسری پالیسیوں میں بھی ہوتا ہے۔ عام عدالتوں کی موجودگی میں انسدادِ دہشت گردی کی عدالتیں اور احتساب کیلئے عمومی تفتیشی اداروں اور عدالتوں سے

Marfat.com

رجوع کرنے کی بجائے نیب کے ادارے خصوصی عدالتوں کا قیام اس بات کا ثبوت ہیں۔

آج مغرب نے اپنی تہذیبی جنگ قوت اور اسلحہ کے زور سے اور کمزور قوموں کے وسائل ہڑپ کرنے کیلئے اسلامی نظریات کے خلاف برپا کر رکھی ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ ہم علامہ اقبالؒ کی فکر سے کوئی قوت پاسکتے ہیں کہ تہذیبوں کے اس ٹکراؤ میں فتح یاب ہوسکیں اور آزاد منڈی کی معیشت اور مغربی تہذیب کے ارتقاء کی آخری حد جمہوریت کو اس انداز سے اپنائیں کہ ہماری دنیا ان مضمرات سے محفوظ رہ کر نوع انسانی کو جینے کا حق دے سکے۔ ان فلاحی ترجیہات کی طرف حسبہ بل پہلا مبارک قدم ہے۔

مسلمانوں کا جمود اسی وجہ سے ہے کہ اُنہوں نے معاشرتی علوم میں بھی فکر کے اپنے تخیلات کو حرفِ آخر سمجھا۔ اقبالؒ کے تمام مقالات، خطوط، شاعری اور بالخصوص خطبات کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ وہ مسلمانوں پر طاری پانچ سو سالہ جمود توڑنا چاہتے ہیں۔ جدید علم و معارف اور سائنس و دانش کے حاصلات سے اسلامی فکریات کی توضیح اور تبصرہ و تشکیل کر کے عصر جدید کے تقاضوں سے نمٹنے کیلئے مسلمانوں کو ایک نیا ذہن دینا چاہتے ہیں۔ اس لحاظ سے اقبالؒ مسلم جدیدیت اور نشاۃ ثانیہ کی سب سے بلند آہنگ آواز ہیں جو راہ اقبالؒ نے کھولی تھی، دوبارہ بند نہ ہو جائے اور ہماری فکر کے سانچے منجمد نہ ہو جائیں۔

علامہ اقبالؒ کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کیلئے لازم ہے کہ وہ پہلے اپنے ہاں اسلامی جمہوریتیں قائم کریں، انہیں مستحکم کریں اور پھر ان جمہوریتوں کا ایک وفاق بنائیں تا کہ عالمگیر اسلامی جمہوری خلافت مسلمانوں کے اتحاد سے وجود میں آئے، جو مغرب کی نوآبادیاتی استعماریت سے نوع انسانی کی نجات کا باعث بنے۔ علامہؒ کے نزدیک مسلمانوں کے زوال کی پہلی وجہ تصوف سے دوری ہے، جس سے دوری کے زیرِ اثر مسلمان حر اور عمل کی قوت سے محروم ہو گئے۔ دوسرے مذہب کی تعبیر ارسطوی منطق سے کرنا اور تیسرے مذہب کو طاقت (حکومت) سے جدا کرنا۔ اقبالؒ کے نزدیک ملتِ اسلامیہ کے زوال کا بنیادی سبب ہے اور جب مذہب یا دین کو سیاست سے الگ کر دیا جائے تو وہ سیاست چنگیزیت بن جاتی ہے۔

جس تہذیب مغرب کے بارے علامہ اقبالؒ نے کہا کہ وہ اپنے خنجر سے آپ خودکشی کرے گی اور اس کی فتوحات کی اصل بے کاری و عریانی و مہ خوری و افلاس کو قرار دیا۔ جہاں غریبوں اور مظلوموں کا لہو پی کر تعلیم مساوات دی جاتی ہے۔ جہاں مشینوں کی حکومت ہے اور احساسِ مروت کو آلات کچلتے ہیں، جہاں بندہ مزدور کے اوقات تلخ ہیں، جو سرمایہ پرستی کے سفینے ڈبو دینے کیلئے خدا سے فریادی ہیں۔ جس کی بربریت کا مظاہرہ افغانستان، عراق اور دوسرے اسلامی ممالک ہیں، پورا مغرب امریکہ کی زیرِ قیادت تہذیب جدید کے تقاضے درندگی سے کر رہا ہے اور استحصالی پالیسیوں کے بعد فرمان خدا سنا رہے ہیں دنیا کے غریبوں کو جگا دو تا کہ وہ بڑھ کر کاخ امرا کے درو دیوار ہلا دیں۔

Marfat.com

22- وسیلہ بیعت، تصوّف / فقر

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ”بے شک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں انہی میں سے ایک (عظمت والا) رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں (قرآن مجید) تلاوت فرماتا ہے اور انہیں (ظاہری اور باطنی طور پر) پاک کرتا ہے۔ اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور ضرور اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے“۔ (آل عمران) 164

اللہ تعالیٰ نے ان گنت نعمتیں عالم انسانیت اور بالخصوص مومنین کو عطا فرمائیں اور کسی پر احسان نہ جتلایا لیکن نعمت عظمیٰ یعنی حضور اقدس ﷺ کے اس دنیا میں تشریف لانے پر اللہ تعالیٰ نے احسان جتلا کر فرمایا کہ میں نے مومنین کو اپنا محبوب عطا فرما کر ان پر احسان کیا۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ تم پر میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت کا اتباع لازم ہے اس پر عمل کرو اور ان کے طریقے کو داڑھوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑلو۔ (احمد۔ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

انسانی زندگی نفس اور روح کے ملاپ کا نام ہے، روح امرِ ربی ہے، روح کی غذا پرہیزگاری، تزکیہ نفس اور رجوع الی اللہ ہے۔ متقی حضرات سورہ حمد، الحمدللہ رب العٰلمین میں انعام یافتہ حضرات کی پیروی کی دعا اللہ تعالیٰ سے ہر رکعت نماز میں کرتے ہیں۔ یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ قرآن نے خلقت کے مصائب و آلام اور بھولے بھٹکے انسانوں کیلئے رہنمائی کی خاص ترغیب عطا فرمائی۔

سورۃ المائدہ ترجمہ ”اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اسکی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔“ معنی یہ کہ مقرب جسکی بدولت تمہیں قربِ الٰہی حاصل ہو۔

قرآن نے وضاحت فرمائی کہ ”نبی اللہ کی بعثت سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے“۔

یعنی نزول قرآن اور بعثت رسولؐ سے قبل وہ اپنی حاجات کے لئے حضورؐ کے نام کے وسیلہ سے دعا مانگتے اور کامیاب ہوتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقبولانِ حق کے وسیلہ سے دعا قبول ہوتی ہے۔

قرآن نے گنہگاروں کو ان کی زندگی میں بخشش کی ترغیب عطا فرمائی۔

ترجمہ: ”اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو رسول ﷺ کے حضور حاضر ہوں رسول ﷺ ان

Marfat.com

کی شفاعت کریں تو اللہ تعالیٰ کو بڑا ہی مہربان بخشش دینے والا پائیں گے۔''

کیا اللہ تعالیٰ اپنے آپ نہیں بخش سکتا پھر یہ کیوں فرمایا کہ اے نبی تیرے پاس حاضر ہوں اور تو اللہ سے ان کی بخشش چاہئے حقیقتاً فریاد اللہ کے حضور ہی ہے۔ نبی اللہ اس فریادی کے بیچ وسیلہ و واسطہ ہیں یہی اس آیت قرآنی کا مفہوم ہے۔

بلاشبہ تمام اختیارات، طاقت، علم کا سرچشمہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کو جو کچھ بھی حاصل ہے وہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔ یعنی عطائی ہے۔ یہ فرق ہمیں واضع طور پر نظر آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں دیتا ہوں یا زندہ کرتا ہوں وغیرہ کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں وہ خود صاحب اختیار ہے اور مالک ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے محبوب اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ فیض و کرم سے اور اس کے اذن سے خلق خدا کو عطا کرتے ہیں۔

حضرت جنید بغدادیؒ سے روایت ہے ''توحید کا مفہوم یہ ہے کہ انسان حق تعالیٰ کے سامنے اپنے اختیار اور اردے سے قطعاً دست بردار ہو جائے۔ اپنے نفس کی آواز سے بے نیاز رہے تو ایسا درویش جسکے پاس نہ خزانہ ہے نہ لشکر نہ دنیاوی وسائل نہ جاہ وحشمت۔ توکل الی اللہ مصلے پر بیٹھا اپنے اللہ برحق کی یاد میں ہمہ وقت مصروف عمل ہے۔ ایسے باصفا لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا کہ جس آنکھ سے وہ دیکھتا ہے میں وہ آنکھ بن جاتا ہوں جس زبان سے وہ بولتا ہے میں وہ زبان بن جاتا ہوں جس ہاتھ سے وہ کرتا ہے میں وہ ہاتھ بن جاتا ہوں۔ چنانچہ ان اولیا کرام کو انوار وتجلیات کے نزول کے باعث وہ شان دلربائی عطا کر دی جاتی ہے کہ لوگ اُسکے رُخِ زیبا کو دیکھتے ہی خداوند کریم کی بارگاہ میں سچی توبہ کر لیتے ہیں۔ قلب سلیم کے حصول سے انکی دنیا بدل جاتی ہے۔ توحید باری تعالیٰ پر ایمان یہ ہے کہ تمام اختیار، طاقت، علم وحکمت اور ملکیت اللہ تعالیٰ کی ہے۔ یہ سلسلہ رشدُ وھدائیت اور شفاوراحت ظاہر باطن سلسلہ رسالت آسمانی کتب، جُود وکرم خیر وبرکت سب پالنے والے رب کریم کی ربوبیت کا حصہ ہے۔ انبیاء کرام کے معجزات، اولیاء کرام اور ولیوں کی کرامات، متقین اور پرہیزگاروں کے توسط سے بیماریوں سے نجات دکھی انسانیت کی فلاح، سب عطائے خداوند کریم ہے۔

سورہ المائدہ 254/5 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے، ترجمہ۔ ''اور جب میں نے تجھے سکھائی کتاب اور حکمت یعنی اسرار علوم''

ترجمہ: حضرت عیسیٰ علیہ اسلام نے کہا میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے، کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی سی مورت بناتا ہوں، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً زندہ ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے، اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے کو سفید داغ والے کو اور

Marfat.com

میں مردے زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو تم اپنے گھر میں جمع رکھتے ہو، بے شک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے (آل عمران-50-45

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ، اور جب میں نے پاک روح سے تیری مدد کی (حضرت جبرائیل علیہ سلام) کو حضرت عیسیٰ علیہ سلام کیساتھ رہتے اور حوادت میں انکی مدد کرتے۔ (المائدہ 264)

اسی طرح حضرت موسیٰ اور خضر علیہ السلام کا واقعہ سورہ کہف میں مفصل طور پر بیان کیا گیا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی کے تختہ کو توڑ دیا حالانکہ وہ اس پر خود بھی سوار تھے اور ایک دیوار گرا کرا سے نئے سرے سے بنا دیا ایک بچے کو مار دیا ان تینوں واقعات پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہر بار اعتراض کیا اس کے باوجود حضرت خضر علیہ السلام کا عہد یاد کرتے رہے کہ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ تم سے میرے ساتھ صبر نہیں ہو سکے گا۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام معافی چاہتے اور فرماتے کہ میں بھول گیا اب نہیں کہوں گا۔ بالآخر تیسرے واقعہ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا:

"اب میری تمھاری جدائی ہے اور میں تمھیں ان باتوں کا راز بتاتا ہوں جن پر تم صبر نہ کر سکے"

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو علم ظاہری تھا اور حضرت خضر علیہ السلام کو علم باطنی۔ پس طالب اور کامل پیر کی مثال حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہ السلام جیسی ہوتی ہے اور کامل پیر مثل طبیب کے اور طالب مثل مریض کے ہوتا ہے اور طبیب معالجہ میں کبھی دوائی تلخ اور کبھی شیریں دیتا ہے۔ مریض کو چاہیے کہ اس دوا کو کھائے تاکہ وہ صحت یاب ہو جائے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے

(اے محبوب) کہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں۔ (آلعمران-44)

اور قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے اور اللہ کی شان یہ نہیں (اے عام لوگو) تمہیں غیب کا علم دیدے ہاں اللہ تعالیٰ منتخب فرمالیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔ تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیزی گاری کرو تو تمہارے لئے بڑا ثواب ہے (آلاعمران-179

ترجمہ: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسول کے۔ ان کے آگے پیچھے (فرشتوں کا) پہرہ مقرر کر دیتا ہے (کہ شیطان دخل اندازی نہ کرے) (الجن-27-26

فرمانِ الٰہی ہے۔ ترجمہ: "میرے رسُولوں پر ایمان لاتے رہو اور ان کی تعظیم کرو" (المائدہ-12

ترجمہ (اے محبوب) بے شک ہم نے تمہیں (امت کے احوال و اعمال پر) حاظر و ناظر اور (مقربین کو جنت کی) خوشخبری سنانے والا اور (منکرین کو دوزخ کا) ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا۔ تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول ﷺ کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح شام اللہ کی پاکی بولو (الفتح

Marfat.com

8-9) دیکھئے کہ صرف حضور اقدس ﷺ پر ایمان لانے کا ہی ذکر نہیں ہو رہا بلکہ یہ بھی واضح فرمایا کہ رسول ﷺ کی تعظیم و توقیر بھی تم پر واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے وسیلے اور صدقے سے اپنے ولیوں کو بھی اختیارات اور روحانی مقامات عطا فرماتا ہے۔ ان ولیوں کی دعاؤں سے تقدیروں کو بدل دیتا ہے اور ان کی توجہ اور طاقت سے بعض اوقات ایسے کام بھی ہوجاتے ہیں جو انسانی عقل سے باہر ہوتے ہیں۔

قرآن مجید میں حضرت سلیمان علیہ السلام اور ملکہ بلقیس کے تخت لانے کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے ایک ولی کامل کی شان کا اظہار بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حضرت آصف بن برخیاؒ، حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں موجود تھے انہوں نے پلک جھپکنے سے پہلے وہ تخت لاکر حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارہ گاہ میں حاضر کر دیا۔ انسانی عقل دنگ کہ ایک ولی کامل کی شان کا اظہار بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ علم اور اختیار ہوتا ہے۔ حقیقت میں ان اولیاء کرام کی محبت میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہوتی ہے ان کے پاس بیٹھنے سے اور نسبت رکھنے سے قرب الٰہی اور حضور اقدس ﷺ کے قرب کی دولت میسر آتی ہے اس لئے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا

ترجمہ: ''اللہ سے ڈرو اور صدیقین کے ساتھ ہو جاؤ'' (توبہ 119

سورۃ الدخان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ترجمہ: ''ہاں شفاعت کا اختیار انہیں ہے جو حق کی گواہی دیں یعنی توحید الٰہی کی گواہی دیں۔'' (حدیث پاک)

ایسے متقی بندوں کے بارے باری تعالیٰ نے سورہ یونس 146 میں فرمایا۔

ترجمہ: ''سن لو! اللہ تعالیٰ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔'' (پارہ نمبر ۱۱ آیت نمبر ۶۲ سورۃ یونس)

ترجمہ: ''اور تم میں ایک جماعت ہونی چاہئے جو نیکی کی طرف بلائے اور نیکی کا حکم دے، برائی سے منع کرے یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔'' تو یہ اولیاء امت کی جماعت ہے جو ہر دور میں نیکی کا حکم دیتی ہے، برائی سے منع کرتی ہے اور لوگوں کے دکھ درد کا مداوا کرتی ہے۔ (پارہ نمبر ۴ آیت نمبر ۱۱۰)

درحقیقت قرآن حکیم سمیت انبیاء، اولیاء، متقی، پرہیزگار اور صالحین کی تمام جماعتیں انسانی فلاح ونجات، فکر آخرت، تزکیہ نفس اور اعمال صالح کی ترغیبات کیلئے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا خاصہ ہیں۔

جو اپنے اپنے حلقہ میں اپنے پیروکاروں کو صراط مستقیم پر لیجانے میں ہمہ تن گوش رہتی ہیں۔

بلاشبہ قرآن نے نیکی اور بدی کی دونوں راہوں سے آگاہی دے دی ہے اب انسان کو اختیار ہے کہ وہ ہدایت پر عمل کرے اور فلاح پائے۔

Marfat.com

ترجمہ: "(ہر نفس کو) اس کی بدی اور نیکی سے آگاہ کر دیا گیا ہے۔ بیشک وہی مراد کو پہنچا جس نے نفس کا تزکیہ کیا اور وہ نامراد ہوا جس نے گناہ کی دلدل اختیار کی۔" (10-891)

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ کی طرف توبہ کرو (خالص توبہ سچے دل سے)۔" (8-44)

نبی اللہ ﷺ نے فرمایا۔

استغفر الله ربی من کل ذنب و اتوب الیه

ترجمہ: "اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو اور اس سے استغفار کرو کیونکہ میں خود روزانہ سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں (مسلم)

فرمانِ الٰہی ہے۔ ترجمہ: "نماز اور صبر سے اللہ تعالیٰ کی مدد چاہو۔"

نماز ہو یا روزہ، حج ہو یا عبادت یا خیرات و زکوٰۃ سب میں خلوص اور رضائے الٰہی کیلئے ہونا لازم ہے۔

اولیاء کرام بارگاہ خدا سے فیض و تجلی حاصل کرتے ہیں اور وہ ان ارواح و قلب کو فیض پہنچاتے ہیں جن کا ان کے ساتھ روحانی لگاؤ اور قلبی مناسبت ہوتی ہے اس لیے اگر کوئی شخص انکار و تعصب سے پاک ہو کر ان کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوتا ہے تو وہ ان کے فیوض و برکات سے ضرور فیض یاب ہوتا ہے۔

اولیا اللہ کا ایمان ذات تعالیٰ کی توحید اور سرور کائنات کی رسالت اور قرآن کی حقانیت پر بڑا پختہ ہوتا ہے کوئی شیطانی وسوسہ اندازی کوئی عصبیت اسے متزلزل نہیں کر سکتی ان کا ظاہر اور باطن نور تقویٰ سے جگمگا رہا ہوتا ہے۔

بیعت کرنا بھی وسیلہ ہے لیکن شرط خلوص، پرہیز اور رجوع کی ہے۔ اس کی مثال کہ آپ بیماری میں معالج سے دوا لیتے ہیں اگر بتائے ہوئے طریقہ پر پرہیز نہیں کرتے تو دوا فائدہ نہیں دیتی۔ اگر آپ وسیلہ کیلئے سچے دل سے توبہ اور پرہیز کرتے ہیں تو یہ وسیلہ نہ صرف آپ کے دکھ درد کا مداوا ہوتا ہے بلکہ اسے قربِ الٰہی کا ذریعہ ہونا چاہیے۔

ذکر فکر اور تصور، روحانی نشو ونما کی بنیاد ہوتی ہے۔ عقائد اور تصورات کو اللہ کیلئے خاص کرنا، آخرت کی جوابدہی کا احساس ہونا۔ گفتگو معاملات لین دین میں سچائی اور دیانت اختیار کرنا۔ لہجے میں نرمی، خوف، غصہ، طمع و لالچ اور حسد سے دوری اصلاح احوال میں حکمت و دانش اور حسن عمل کی جستجو، دوسروں کی بہتری چاہنا تمام معاملات میں اللہ کی خوشنودی، ضبط نفس کو ملحوظ حاضر رکھنا۔ خصوصاً توکل اللہ پر استحقامت اختیار کرنا۔

گویا تمام تر وسیلوں سے فیض یابی کا دارومدار خلوص نیت، سچی توبہ اور اللہ تعالیٰ سے نیک امید اور اطاعت گزاری میں ہے۔ بیعت درحقیقت نجات وعرفان کا وسیلہ ہے اس میں عہد لیا جاتا ہے کہ

Marfat.com

بقیہ زندگی پرہیزگاری، اطاعت اور بندگی میں گزاروں گا تو گویا یہ اسی سلسلہ کی روانی ہے جو اللہ تعالیٰ نے شفاعت مصطفیٰ کے ذریعے معافی اور بخشش کی ترغیب عطا کی ہے۔ اور یوں یہ وسیلہ عین توحید ہے۔

ترجمہ: ''اے لوگ! اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے'' ہیں کہ کون زیادہ مقرب ہے۔ (المائدہ)

قرآن نے مردوں کے علاوہ عورتوں کو بھی بیعت اور روحانیت کی ترغیب عطا فرمائی ہے۔ بیعت گویا اطاعت کا عہد ہے۔ ترجمہ اے نبی جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیگی نہ چوری کرینگی نہ بدکاری نہ اپنی اولاد کو قتل نہ تہمت لگائیگی اور کسی نیک بات میں نافرمانی نہ کرینگی ان سے بیعت لے لو اور انکی مغفرت چاہو'' المتحنہ 42.43.44.45

حضور پاک ﷺ کے مشن اور تصوف کی تعلیمات کے حوالے سے ایک تحقیق کے مطابق دنیا بھر میں تقریبا دو سو سلاسل ہیں۔ برصغیر پاک وہند کے مشہور سلاسل میں سلسلہ قادریہ، جنید یہ ،، کبرویہ، فردوسیہ، چشتیہ،، شطاریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ اور سلسلہ عظیمیہ شامل ہیں۔

سلسلہء قادریہ کے امام حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ہیں۔ آپ کو غوث پاک، غوث الاعظم اور دستگیر کے القابات سے نوازا گیا ہے۔

آپ کے شجرہ سیدنا امام حسینؓ بن حضرت علیؓ بن ابی طالب سے ملتا ہے۔ آپ نے مسلمانوں کی روحانی اخلاقی، معاشی اور معاشرتی اصلاح کیلئے سلسلہء قادریہ کی بنیاد رکھی۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا مزار مبارک عراق بغداد میں ہے۔ سید شیخ عبدالقادر جیلانی امت مسلمہ کے لئے روحانیت طریقت اور تصوف میں مینار نور کی حیثیت رکھتے ہیں۔

سلسلہ ء چشتیہ کی نام کی نسبت ''چشت'' سے ہے۔ جو افغانستان میں ہرات کے قریب ہے۔ سلسلہ چشتیہ کے امام حضرت ممشاد دینویؒ ہیں۔ انہوں نے اپنے شاگرد حضرت ابواسحاق کو وسط ایشیائی ریاستوں میں بھیجا کہ وہاں آتش پرستی زوروں پر تھی۔ سلسلہ چشتیہ بزگوں نے خدمت، اخلاق اور سخاوت کے ذریعے لوگوں کو اپنے قریب کیا۔ بے شمار آتش پرست مسلمان ہوئے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ المعروف خواجہ غریب نواز نے اس حوالے سے بے مثال خدمات انجام دیں آپ کا مزار مبارک اجمیر شریف میں ہے۔ سلسلہ ء سہروریہ حضرت شیخ عبدالقادر سہروردی کے نام سے منسوب ہے۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ اور حضرت بہاؤ دین زکریہؒ ملتانی ہیں۔ آپ کی منظم روحانی تحریک نے سندھ، ملتان اور بلوچستان کے علاقوں کو روحانی اعتبار سے صراط مستقیم کی راہ دکھائی، سلسلہ،

Marfat.com

سہروردی کے بزرگوں نے چین، فلپائن، جاوا، سماٹرا اور مشرق بعید کے بے شمار جزائر میں تجارت کی غرض سے سفر کرتے ہوئے اپنے اخلاق، کردار اور دینی تعلیمات کے مظاہر سے کروڑوں افراد کو مسلمان کیا اور انکی روحانی تربیت بھی کی۔

سلسلہ نقشبندیہ نے بھی اسلام کے فروغ اور صوفیائے کرام کی تعلیمات کی اشاعت میں بڑا نمایاں کردار ادا کیا۔ آغاز حضرت بہاؤالدین نقشبندی نے کیا۔ روحانی بزرگوں کا کہنا ہے کہ سلسلہء قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ کا شجرہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے واسطے سے رسول پاک ﷺ تک پہنچتا ہے جبکہ سلسلہء نقشبندیہ کا شجرہ طریقت حضرت ابوبکرؓ کے واسطے سے رسول پاک ﷺ تک پہنچتا ہے۔ سلسلہء نقشبندیہ تک مشہور صوفی بزرگوں میں حضرت امیر کلالؒ خواجہ نقش بند ثانی المعروف باقی باللہؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ، خواجہ محمد معصومؒ، عبدالرحیم محدث دہلویؒ شامل ہیں۔ اس سلسلے کے بزرگوں، حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اکبر نے فتنہ دین الٰہی کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ سلسلہء عظیمیہ بھی دیگر سلاسل طریقت کی طرح ایک روحانی درس گاہ ہے۔

سلسلہء عظیمیہ کے امام حضرت قلندر بابا اولیاءؒ ہیں۔ اہل تکوین اور عوام آپ کو قلندر بابا اولیاءؒ کے نام سے پکارتے ہیں۔ آپ کا پورا نام حسن اخریٰ محمد عظیم برخیا ہے۔ سلسلہء عظیمیہ کے مرشد خواجہ شمس الدین عظیمی نے سیرت طیبہ، تصوف اور روحانی علوم کے حوالے سے سینکڑوں کتابیں اور رسائل تصنیف کیے۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ اور حضرت سیدنا علی بن عثمان الہجویری (465ھ) کے بعد ہمیں مبلغین اسلام کا بڑا سلسلہ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، خواجہ فرید الدین گنج شکر، حضرت بہاء الدین زکریا اور ان حضرات کے تربیت یافتہ مبلغین صورت میں نظر آتا ہے۔ ان حضرات کے بعد خواجہ نظام الدین اولیاء بڑی استقامت، اور حکمت کیساتھ تقریباً 70 سال تک دلی میں کا تعلیم و تربیت میں مشغول رہے اور آپکے اثرات سے پورا برصغیر مستفید ہوا۔ تاریخ میں بہت کم افراد ایسے دکھائی دیتے ہیں جنکے حلقہ احباب و ترتیب میں اتنے عالی دماغ اور باصلاحیت افراد ہوں جتنے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کو میسر آئے۔ شاہ محمد غوثی رقم طراز ہیں۔ خواجہ نظام الدین اولیاء کے سات سو تربیت یافتہ خلفاء تھے جن میں سے ہر ایک کے سینے سے گویا کہ عرفان کا آفتاب طلوع ہوا محسوس ہوتا تھا۔

اعلی حضرت امام احمد بریلویؒ کو تمام علوم پر برتری حاصل تھی۔ تعلیمات اسلام کو اعلی حضرت جسقدر اجاگر کیا آج ہندوپاک کے علاوہ پورے عالم اسلام میں اسکی تقلید جاری ہے اندھیروں سے کر توحید و رسالت سے آشنائی دی۔ درحقیقت یہ تعلیمات اسلام ہی کا فیض ہے جو اولیاء اللہ کی خانق

Marfat.com

شفقت رحم دلی وسعت جود وسخا سے کہ لاکھوں کروڑوں انسان لبیک کہتے ہوئے اللہ وحدہ لاشریک کے حضوراً اپنی جبین نیاز کو جھکایا اور سجدہ شکر بجالائے۔ داتا گنج بخش علی ہجویری نے بھی خلفت وشرک وبدعت سے بچا کر اسلام کی تعلیمات کو اسقدر پھیلایا کہ کروڑوں گمراہ انسانوں کو توحید ورسالت کی اصل تعلیمات سے آشنائی دی دنیا بھر میں پھیلے فیض وکرم کے یہ استانے قیامت تک بھولی بھٹکی عوام کیلئے نفسانی اور روحانی چراغ ہیں جسکی تعلیمات سے لوگ اپنے قلب ونظر کو پاک صاف کر سکتے ہیں۔

برعظم پاک وہند کی تاریخ میں حضرت مجدد الف ثانی پہلے عالم دین صوفی بزرگ تھے۔ جنہوں نے ہندوستان کو ہندو برہمن کی تنگ نظری ونسل پرستی سے آگاہ کیا آپکا دوقومی نظریہ تاریخ اسلام کا سنہری باب ہے۔ بادشاہ جہانگیر نے متاثر ہوکر آپکے پیغام پر اکبر اعظم کے دین الٰہی کی روایات اور احکامات منسوخ کردیئے جو ورثہ میں ملے تھے۔

ہندوستان میں اکبر بادشاہ کے دور میں اسلام کی تعلیمات پر ہندومت کے اثرات اور اسلام کی اصل روح کو ہندومت کی دُھند نے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا شیخ احمد سرہندی نے مسلمانوں کو شعور اور آگہی عطا کی ایک دور اندیش طبیب کی طرح حضرت مجدد کو اصل مرض کا اندازہ ہو گیا تھا وہ مرض انکا رِنبوت اور توہین رسالت جو گستاخی رسولؐ کا رنگ لئے ہوئے تھا علما کو قتل کرنا قید میں ڈالنا مساجد اور مقابر کو تباہ کر کے مہابلی کے سرکاری خرچ پر مندر تعمیر کرنا۔ خبیث مرض کے اسی پہلو کے لئے حضرت مجدد نے رسالہ اثبات نبوت تحریر فرمایا اور نظام سلطنت سے وابستہ راسخ العقیدہ مسلمان افسروں کو مکتوب لکھ کر انہیں آنے والے خطرات سے آگاہ کیا۔ حضرت شیخ سرہند نے راسخ العقیدا اہل طریقت اور علمائے صالحین کو بھی مخاطب کیا اور مکتوبات لکھے۔ اس کے ساتھ ہی حضرت شیخ نے اسلامی تصوف کو خرافات سے پاک کرنے کی کوشش کی اور بتایا کہ تزکیہ نفس اور صحیح اسلامی تربیت کا اصل طریقہ وہی ہے جو حضرت محمد ﷺ نے مکی دور میں دارارقم میں اور پھر مدنی دور میں صفہ مسجد نبویؐ میں اختیار فرمایا تھا اور جس نے صحابہ کرامؓ کی تربیت یافتہ جماعت تیار کی جس نے صرف ربع صدی کے اندر جزیرہ عرب کا مقدر سنوار دیا اور اس وقت کی دو سپر طاقتوں، روم وایران، کو الٹ پلٹ کر کے ایک عظیم الشان اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھی جس کی ہمیشہ کی طرح آج بھی اہل علم وعدل مثالیں دیتے ہیں اور دنیا کو ایک ایسا تمدن دیا جس میں معاشرتی اخوت ومساوات کے ساتھ ساتھ بے مثال عدل اور سلامتی ہے۔

قرآن پاک کی یہ ترغیب رب العالمین کی طرف سے خلقت پر انعام ہے تاکہ دعائیں قبول اور قرب الٰہی حاصل ہو،

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ زندوں کی دعاؤں اور صدقہ سے مُردوں کو فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ سعد بن

Marfat.com

عبادہ کی والدہ فوت ہو گئیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اس ضمن میں کونسا صدقہ اچھا ہے آپ نے فرمایا پیاسوں کو پانی پلایا جائے۔سعد رضی اللہ عنہ نے کنواں کھدوایا اور کہا کہ کنواں اُم سعد کے لیے ہے۔بلاشبہ یہ صدقہ راہ للہ دیا گیا جسکا ثواب والدہ کے نام کر دیا۔

دعا بلا کو دور کرتی ہے اور صدقہ اللہ تعالےٰ کے غصے کی آگ کو بجھاتا ہے زندہ و مردہ دین و دنیا میں آرام پاتے ہیں اللہ تعالےٰ نے اولیاء کرام اور علمائے حق کو نائب بنایا۔تا کہ وہ مخلوق کو بتا سکیں کہ فلاں فلاں کام سے فلاح و بہبود حاصل ہوتی ہے۔اور فلاں فلاں برے کام تباہی کا راستہ ہیں اس صورت میں مخلوق کے پاس کسی قسم کی حجت یا عذر باقی نہیں رہتا، چنانچہ فرمایا۔

ترجمہ ’’تا کہ لوگوں کو رسولوں کے آنے کے بعد اللہ پر کوئی حجت یا عذر نہ رہے‘‘۔(آیت کریمہ)

تحفہ قادریہ و اخبار الاخیار و زبدۃ الآثار میں ذکر و روایت ہے کہ

حضور پر نور جگر پارہ شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

’’جو کسی مصیبت میں مجھ سے فریاد کرتا ہے۔وہ مصیبات دور ہوتی ہیں اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے سختی دفع ہو۔اور جو اللہ عزوجل کی طرف کسی حاجت میں مجھے وسیلہ کرے وہ حاجت پوری ہو۔اور جو دو رکعت نماز پڑھے۔ہر رکعت میں بعد فاتحہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے۔پھر سلام پھیرے او رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر گیارہ بارہ درود و سلام بھیجے۔اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یاد کرے۔اِسی طرح غوثِ اعظم فرماتے ہیں کہ اگر کوئی بغداد شریف کیطرف گیارہ قدم چلے اور میرا نام لے اور اپنی حاجت ذکر کرے تو بے شک اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ حاجت روا ہو۔

فتاویٰ امام نسفی سے ہے۔

ترجمہ: بیشک مسلمانوں کی روحیں بروز جمعرات شام اپنے گھر آتی ہیں اور دروازے کے پاس کھڑے ہو کر دردناک آواز میں پکارتی ہیں۔(حدیث)

اے میرے گھر والوا میرے بچوا میرے عزیزو ہم پر صدقہ سے مہر کرو۔ہمیں یاد کرو، بھول نہ جاؤ، ہماری غریبی میں ہم پر ترس کھاؤ نیز خزانہ الروایات مستند میں ہے۔

ترجمہ: ابن عباسؓ سے روایت ہے جب عید یا جمعہ یا عاشورہ کا دن یا شب برات ہوتی ہے اموات کی روحیں آ کر اپنے گھروں کے دروازں پر کھڑی ہوتی ہیں کہ کوئی ہے کہ ہمیں یاد کرے کوئی ہم پر ترس کھائے کوئی ہماری غربت کی یاد لائے۔اسی لیے مسلم گھرانوں میں ہمیشہ ان ایام اور جمعرات شام کا کھانا ختم شریف پڑھ کر غریب کو دیتے آئے ہیں روحوں کو ان صدقہ و خیرات کا ثواب (غذا) ملتا ہے۔

سورہ بقرہ میں ذکر آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے نذر نیاز یا منت ماننا جائز ہے اس دعا کیساتھ یا اللہ

Marfat.com

میرے فلاں کام یا بیمار کو شفا عطا فرما میں فلاں ولی کے فقیروں اور زائرین کو کھانا وغیرہ کھلاؤنگا۔

نبی ﷺ نے صدقہ وخیرات کی بہت فضلیت فرمائی ہے۔

مرحومین کیلئے دعائے مغفرت کی قرآنی ترغیب۔سورہ الحشر 9 ترجمہ ''عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے''

کھانا صدقہ وخیرات اہلسنت وجماعت میں سوئم اور چالیسویں کے ختم مرحومین کیلئے دعائے مغفرت کا سلسلہ جسکے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا لوگوں کو حکم تو یہ دیا گیا ہے کہ صحابہ اکرام کیلئے استغفار کریں اسی طرح اللہ کیلئے نذر، نیاز، منت ماننا جمعرات شام مرحومین کی مغفرت کے لئے دعا اور کھانا کسی غریب کو کھلانا شرعاً جائز اور طریقہ صالحین ہے۔

حق تعالیٰ نے فرمایا

ترجمہ: ''تم ہرگز نیکی حاصل نہ کرسکو گے، حتکہ اپنی عزیز ترین چیز اللہ کے راستہ میں خیرات نہ کرو گے۔(پارہ نمبر۴ پہلی آیت)

تصوف۔

اسلام میں تصوف کو صوفی ازم کہتے ہیں۔صوفی اور تصوف کی تعریف مختلف مذاہب میں کچھ یوں ہے۔

اسلام: اپنے نفس کو فنا کر کے خدا سے ناطہ جوڑنا۔

ہندو: زندگی کے تمام چکروں سے اپنے آپ کو پاک کرلینا۔دنیا سے ناطہ توڑلینا۔

مہاتمابدھ ازم: اپنے اندر کی دنیا سے گہرا تعلق صوفی ازم ہے۔

کیتھولک کرسچن: میں فطرت اور خدا کے ساتھ تعلق کو جوڑنا۔

اسلام سے پہلے بھی یوناں میں صوفی ازم کی تاریخ ملتی ہے۔اسلام میں تصوف کا آغاز حیات طیبہ سے ہوا۔احادیث قدسی سے حضرت محمد ﷺ کی روحانی زندگی کی تصدیق ہوتی ہے۔وہ صرف خدا کی طرف متوجہ رہتے تھے اور حب دنیا سے آزاد تھے۔قرآن نے اللہ کا جو تصور پیش کیا زہد وفقیر کے رجحانات اس کا لازمی نتیجہ تھے۔احساسِ گناہ اور خوفِ سزا وجزا نے اسلامی زہد وفقر کے رجحان کی نشو ونما میں مدد دی۔اس کی مثال خواجہ حسن بصری کی شخصیت ہے (۸۲۸ء) ان پر ہر وقت خشیت الٰہی کا غلبہ رہتا تھا۔ان کا اعتقاد تھا کہ حزن واتقا تصفیہ قلب کا بہترین وسیلہ ہے۔

بصرہ، عراق، ثمرقند، بخارا میں اسکی پہلی بنیاد رکھی گئی۔ترکی میں سلجوک سلطنت عثمانیہ کے دور میں بھی یہ عروج تھا۔

Marfat.com

حضرت رابعہ بصریؒ کے مرشد نے بصرہ میں تصوف کا آغاز کیا۔حضرت امام بخاری کے پیرو کاروں میں تصوف کا آغاز ہوا۔سنٹرل ایشیاء میں بھی صوفی ازم کے نشان ہیں خراسان کے علاقے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں صوفی ازم کی نشاندہی ہوتی ہے موجودہ تاجکستان ترکمستان میں صوفی ازم زوروں پر رہا۔

سپین میں بھی صوفی ازم ملتا ہے۔نارتھ افریقہ میں قادریہ سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔(صوفی ازم یعنی تصوف کے چار سلسلے بہت مشہور ہیں۔۱۔سلسلہ چشتیہ،۲۔نقشبندیہ،۳۔قادریہ،۴۔سہروردیہ،علامہ اقبالؒ نے کہا۔

تصوف سے مراد وہ عبادات اور مجاہدات ہیں جو قلب کے پردے ہٹائیں اور حقائق کا انکشاف کریں۔آغاز اسلام کی پہلی دوصدیوں کے زاہد و عابد ہی تصوف کے پیش رو تھے اس زمانے میں ہر چیز دین سے وابستہ تھی۔کوفہ وبصرہ سے زہد وورع کے یہ رجحانات سارے عالم اسلام میں پھیل گئے تھے لیکن انہیں سب سے زیادہ مقبولیت خراسان میں حاصل ہوئی۔بلخ کے شہزادے ابراہیم بن ادھم (۷۷۷ء) تاج وتخت ٹھکرا کے فقیر ہوئے۔ان کے اور مہاتما بدھ کے حالات میں تطابق پایا جاتا ہے۔اسی دوران زہد وورع کے ان رجحانات کی نشونما عراق میں بھی جاری رہی خراسان میں نژاد فضیل بن عیاض نے اپنی عمر کا آخری حصہ کوفہ اور مکہ میں گزارا۔انہوں نے بھی خوف خدا اور حب دنیا سے نفرت پہ زور دیا۔تصوف میں محبت کی آمیزش سے اس کی جذبات انگیزی اور وجد آفرینی کی کوئی انتہا نہ رہی۔آگے چل کر حب الٰہی تصوف کا اساسی عنصر قرار پایا۔

یہ بزرگ دین کے معاملہ میں سخت اور احکام شرعی کے پابند تھے اور توبہ کو ترقی کا پہلا زینہ قرار دیتے تھے۔تصوف کے گزرنے کے مقام مبتدی کیلئے (توبہ) ودگ) (زہد) (فقر) (صبر) (توکل) اور رضا ہے۔

صوفی کیلئے:(مراقبہ)(قرب)(محبت)(شوق)(انس)(خوف)(دجا)(اطمینان)مشاہدہ یقین ہے۔

قلب وہ مقام ہے۔جہاں تصوف کا ابدی شعلہ ہمارے چشم باطن کو روشن کرتا ہے اور ہم مادی لذتوں کی قیدوبند سے آزاد ہو کر ربّ عالم سے اپنے اصل رشتہ بندگی کو جوڑ لیتے ہیں۔

محبت ایک جذبہ اور معرفت ایک کیفیت ہے اور حب الٰہی صوفی کا ضابطہ ہے وجدان اس کا مدعا ہے اور معرفت اسکی منتہا۔بقول علیؒ ہجویری محبت معرفت کی طرف لے جاتی ہے اور معرفت کا عرفان وصال محبوب ہے۔

Marfat.com

فقر کا تصور۔ علامہ اقبالؒ نے نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ سے اخذ کیا ہے۔ نبی کریمؐ کی پوری زندگی فقیرانہ اسلوب کا نمونہ اور فقیر کی عملی تفسیر ہے۔ متعدد روایات میں بتایا گیا ہے۔ کہ اِدھر اُدھر سے جو تحائف، ہدایا، مال ومنال اور زرو جواہر آتا، آپ ﷺ اسے فی الفور تقسیم کر دیتے۔ اپنے لیے یا گھر والوں کیلئے کچھ بھی نہ رکھتے تھے۔ قریش مکہ نے پیش کش کی کہ ہم زرو جواہر لا کر آپ کے قدموں میں ڈھیر کر دیتے ہیں ہمارے بتوں سے تعرض نہ کیجیے۔ آپؐ نے اس پیش کش کو پرکاہ کے برابر بھی اہمیت نہ دی۔ دراصل اقبال کے تصور فقر کا مفہوم اسوہ رسولؐ سے ہٹ کر سمجھنا ممکن ہی نہیں ہے۔ علامہ اقبال کے نزدیک فقر ایسی ''متاعِ مصطفیٰؐ'' ہے۔ جو امت مسلمہ کو وراثت میں عطا ہوئی ہے اور آپ ﷺ نے امت کو اس کا امانت دار اور نگران بنایا ہے۔

علامہ اقبال نے فارسی اور اردو شاعری میں قلندر، مرد قلندر، درویش، بندہ درویش اور مرد کامل جیسے الفاظ وتراکیب کو فقر غیور کے معنوں میں اور فقیر کے متبادل اور مترادف کے طور پر استعمال کیا ہے۔

گویا توحید، مرد قلندر کا سرمایہ حیات ہے اور یہی فقر کی کلید ہے۔ جب وہ لا الہ الا اللہ کہتے ہوئے غیر اللہ کی نفی کرتا ہے تو اس میں ''اللہ کی شان بے نیازی'' پیدا ہو جاتی ہے۔ حضرت علی ہجویریؒ نے اسکی تائید اس طرح فرمائی ہے۔ کہ ذات خداوندی کے ماسوا تمام چیزوں سے دل کو فارغ رکھنے کا نام فقر ہے۔ (کشف المحجوب، ص ۸۵)

حضرت نے ایک بزرگ ابو سعیدؒ کا قول نقل کیا ہے کہ اصل فقیر وہ ہے جو اللہ کے ساتھ غنی ہو (ایض، ص ۸۷) یعنی اللہ اسے کافی ہو اور وہ خود کو اللہ کے سوا کسی کا بندہ نہ سمجھے، نہ کسی سے ڈرے، نہ کسی سے دبے، نہ وہ کسی کے سامنے سر جھکائے۔

ڈاکٹر سید عبداللہ لکھتے ہیں: فقر ایک روحانی کیفیت، ایک رویہ ہے جس کی رو سے برتر مقاصد زندگی کو مادی لذائذ اور قریبی ترغیبات پر ترجیح حاصل ہوتی ہے۔ فقر فرد کے اندر ایک خاص قسم کا وقار، ایک خاص قسم کا میلان بے نیازی پیدا کرتا ہے''۔ (مسائل اقبال، ص ۲۵۰) چنانچہ وہ حضرت علی ہجویری کے نزدیک فقر کی اصل متاع، ترک دنیا اور اس سے علیحدگی نہیں بلکہ دل کو دنیا کی محبت سے خالی اور بے نیاز کرنا ہے۔ مال و دولت، مادی طرز فکر حب دنیا، ہوس جاہ و منصب اور آل اولاد کی محبت سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اسے دنیا کی ساری نعمتیں ہیچ اور سارا دنیاوی سلسلہ بے حقیقت معلوم ہوتا ہے۔ وہ صرف ذاتِ واحد پر ایمان رکھتا اور اسی پر بھروسا کرتا ہے، اس لیے علامہ اقبالؒ کے نزدیک اس کا مقام ومرتبہ سکندر و دارا جیسے معروف حکمرانوں اور شاہوں سے بھی بلند و برتر اور اونچا ہوتا ہے، بشرطیکہ اسکی فقیری میں اسوہ رسول اللہؐ اور اسوہ صحابہؓ کے آثار پائے جاتے ہوں۔

Marfat.com

؎ اک فقر سے قوموں میں مسکینی اور دل گیری اک فقر سے کھلتے ہیں اسرار جہانگیری

ایک فقر کم ہمتی، بزدلی اور پسپائی سکھاتا ہے۔

دوسری نوعیت کا فکر امامت ریاضیت سخاوت اور لا الہ کی عملی تفسیر بناتا ہے۔

فقر محمدی۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ **الفقر فخری و الفقرمنی** فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔ فقر وہ باطنی فن اور کمال ہے جس پر فخر الانبیاء کی ذات بابرکات نے فخر فرمایا ہے۔ لغت عربی میں فقر افلاس اور تنگدستی اور دنیوی تنگی و ناداری کو کہتے ہیں۔ لیکن باطنی دنیا میں فقر دونوں جہان کی بادشاہی اور سرداری کا نام ہے۔ حضرت پیر محبوب سبحانی قدس اللہ سرہ العزیز سے کسی نے فقر کی تعریف پوچھی تو آپ نے فرمایا دنیائے باطن میں فقیر وہ ہے جس کسی شے کو کہہ دے تو وہ ہو جائے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم فقر اور معرفت الٰہی سے محبت کرو، کیونکہ ان دونوں سے دونوں جہان کا فخر حاصل ہوتا ہے۔ دنیا کو حقارت کی نگاہ سے دیکھو کیونکہ یہ شیطانی مال و متاع ہے۔

عالموں، فاضلوں، فقیروں، عارفوں واصلوں پر شیطان ان کی قوت علم کی وجہ سے غالب نہیں آسکتا۔ جب شیطان کسی مردہ دل یا طالب دنیا کے قلب میں جاتا ہے تو اس کے نفس امارہ کو زندہ کرتا ہے اسے دنیا کی طمع دلاتا ہے۔ شیطان، حرص، حسد، بغض، کینہ، وسوسہ اور خطرات پیدا کرتا ہے۔ مگر تین شخصوں کے وجود میں اسے دخل ہونے کی مطلق ضرورت نہیں۔ اول جس کے دل میں نور ایمان ہوتا ہے اور تصدیق دل سے وہ کلمہ طیبہ پڑھتا ہے۔ دوم وہ شخص جو اسم اللہ کے تصور والا ہو کیونکہ تصور اسم اللہ کی سوزش سے شیطان جل کر خاک ہو جاتا ہے۔ تیسرا جو **لا حول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم** پڑھے۔

اللہ کے ذکر کو جب تک من میں نہ اتارا جائے صرف حافظ ہونے سے پردے نہیں اٹھتے۔ باوجود اس کے کہ علم و فضیلت میں بہت کچھ کمال حاصل کرنے کے باوجود دنیا داری میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہزاروں کتابیں پڑھنے کے باوجود نفس کی خواہشات میں اضافہ ہوتا ہے۔ حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں کہ اللہ کے چاہنے والوں اور اللہ کی رضا پر زندگی گزارنے والوں کے علاوہ اس اندر کے چور کو کوئی نہیں مار سکتا۔ حضرت باہوؒ مزید فرماتے ہیں۔

''صرف ظاہری علم پڑھ لینا اور حفظ کر لینا کافی نہیں۔ اس سے تکبر اور بڑائی غالب آجاتی ہے۔ کتابیں سر پر اٹھا لینے سے گلیوں میں مارا مارا پھرنے سے بات نہیں بنتی۔ جہاں اچھا کھانا وہاں زیادہ پڑھنا یہ راہ حق نہیں ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ اللہ کے کلام کو بیچنے والا دونوں جہانوں میں رسوا ہوتا ہے۔

اے پیروں کے پیر دستگیر میری فریاد کان لگا کر سن۔ میری کشتی بھنور میں پھنس گئی ہے۔ ؎

Marfat.com

نکالئے۔اے جیلان کے شاہ۔اے اللہ کے محبوب بندے اپنی طاقت کا اظہار فرماتے ہوئے میری خبر لیں۔اے میراں پاک آپ جیسے کامل مرشد ہوں تو بغیر کشتی کے بھی پار ہو سکتے ہیں۔

اگر چہ نفل نماز،روزے،شریعت،کا تقاضا ہیں۔مگر قلب حضور کے بغیر انکی قیمت نہیں پڑتی۔مکے جانے سے حج تو ہو جاتا ہے مگر دل کی پیاس نہیں بجھتی۔صرف چلے کاٹنا،جنگل پھرنا سے بات نہیں بنتی۔آپؒ فرماتے ہیں کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ عبادات تمہارے لئے اللہ تک پہنچنے کا ذریعہ بن جائیں تو مرشد ضروری ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ غوث اعظم سے محبت کرنے والا کبھی بھی پریشان نہ ہوگا۔اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بارے میں فرمایا۔

ذکر کا طریقہ۔ا۔زبان بند کر کے دل سے ذکر الٰہی کرنا ذکر قلبی ہے۔۲۔دل پر پانچ شیطانی قلعے ہیں۔جوان کو نہیں توڑتا اس کا دل نہیں کھلتا اور قلبی ذکر کا صاحب نہیں ہوتا۔

ا۔طمع۔۲۔حرص۔۳۔ضد۔۴۔تکبر۔۵۔نفاق۔

اسم اللہ کے تصور کا طریقہ اور مراقبہ کرنے کا طریقہ۔(تعل رز فیضان باہوؒ)

طالب کیلئے لازمی ہے۔پہلے کامل وضو کرے،پاک لباس پہنے،خالی مقام میں آئے اور روقبلہ ہو کر مربع بیٹھے ذکر الٰہی میں مشغول ہونے سے پہلے آنکھیں بند کر کے مراقبہ کرے اور اسم اللہ ذات کا تفکر شروع کرتے وقت ظاہری اور باطنی شیطانوں کے راستے بند کر کے خطرات نفسانی کو دور پھینک دے پھر تین مرتبہ کلمہ تمجید پڑھے پھر تفکر سے دل پر اسم اللہ لکھے اسم اللہ کی تاثیر سے سینہ صاف ہو جاتا ہے۔خناس وخرطوم مر جاتے ہیں تصور کی دونوں آنکھوں سے مراقبہ میں پرواز کر کے دل کے ارد گرد ایک وسیع میدان میں مجلس نبوی ﷺ میں آئے۔اس وقت **لا حول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم، سبحان اللہ** اور درود شریف پڑھے حتیٰ کہ مجلس محمدی ﷺ سے حکم ہوا ے صاحب تصور ہاں یہ محض مجلس محمدی ہے۔شیطان میں یہ طاقت نہیں کہ اس مجلس محمدی ﷺ میں آسکے۔

23- عقائد مسلم

یہ دنیا دار العمل ہے اور اسکے لئے ایک آخرت یعنی اختتام دنیا (قیامت) ایک جزا سزا کا دن ہے۔ایاک نعبدُ کے ذکر کے بعد یہ عقیدہ سامنے آتا ہے کہ اعتقاد عمل پر مقدم ہے اور عبادات کی مقبولیت عقیدے کی صحت پر موقوف ہے اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کسی کیلئے نہیں ہو سکتی۔ایاک نستعین میں یہ تعلیم فرمائی گئی کہ استعانت خواہ بواسطہ ہو یا بے واسطہ ہر طرح اللہ کیلئے خاص ہے۔حقیقی مستحان ذات الٰہی ہے باقی آلات وخدام واحباب وغیرہ سب عون الٰہی کے مظہر ہیں بندہ کو چاہئے کہ ہر چیز میں دست قدرت کو

Marfat.com

کارکن دیکھے اس سے یہ سمجھنا کہ اولیاء وانبیاء سے مدد لینا شرک ہے عقیدہ باطل ہے کیونکہ مقربان حق کی امداد، امداد الٰہی ہے اسکے وہ معنی جو وہابیہ نے سمجھے تو قرآن پاک میں **استعینو باالصبر عالصلوۃ** (مدد چاہو صبر سے اور نماز سے) کیوں وارد ہوتا اور قرآنی آیت ترجمہ "لوگ وسیلہ ڈھونڈ تے ہیں کہ کون زیادہ مقرب ہے"۔ **اھدِ نا الصراط المستقیم** ذات وصفات اور عبادت کے بعد دعا تعظیم فرمائی تو گویا عبادت کے بعد مشغول دعا ہونا۔ حدیث میں بھی نماز کے بعد دعا کی تعلیم فرمائی گئی ہے۔ صراط مستقیم سے مراد اسلام قرآن، وسنت واصحاب نبی اکرم ﷺ آپ کے ال واولاد ہیں اس سے ثابت ہوا کہ صراط مستقیم طریقِ اہلسنت ہے جو اہل سنت اور سوداعظم سب کو مانتے ہیں۔ **صراط طلاالذین انعمت علیھم** سے مسلمین مراد ہے یا جن اموار پر بزگان دین کا عمل رہا ہے اس سے بہت سے مسائل حل ہوجاتے ہیں۔ محبت اولیاء سے انسان بدکاری بے حیائی اور دنیاوی طمع ولالچ سے دور ہوجاتا ہے۔ معاملات میں سچائی اور فیض وبرکت کا حصول کرتا ہے۔ جسکے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ "اور وہ لوگ جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ہم ضرور انکو اپنے راستے دکھائیں گے"۔

گویا حیات انسانی کا سب سے بڑا مقصد معرفت الٰہی کا حصول ہے جسکی تربیت کیلئے بیعت کا ذریعہ نبیؐ کی سنت مبارکہ سے ثابت ہے۔ قرآن نے اس راہ سے غافل انسانوں کو متبنہ کیا ہے۔ ترجمہ "جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا رہیگا"۔ معنی یہ ہے کہ معرفت الٰہی اور معراج انسانیت سے محروم رہیگا۔

قرآن حکیم خالق کائنات کی طرف سے خلقِ خدا کے نام دین اسلام کی تشریح ہدایت شفا پناہ گاہ اور رحمت کہ عقائد فاسدہ، قلبی امراض اور جہالت کو دور کرتا ہے، گمراہی سے بچاتا ہے حق کی راہ دکھاتا ہے اور ایمان والوں کیلئے رحمت ہے قرآن نے فطرت کے قوانین کی وضاحت بھی عطاء کی اور بتایا کہ انسان کا ہر نیک یا بد عمل اسکی جان پر پڑتا ہے۔ راقم نذیر احمد علوی بیان کرتا ہوں کہ عام لوگوں میں عقیدہ بیعت روحانی تعلیم وتربیت تزکیہ تفس ذکر الٰہی اور ذکر حبیب الصلوۃ وسلام کا ہے۔ اللہ کے ولیوں کی حاضری میں روحانیت کے علاوہ دیگر مسائل کیلئے عرض کی جاتی ہے کہ میرے حق میں اللہ کے حضور دعا فرما دیجیئے کہ اللہ مجھے ان تکالیف سے نجات عطا فرمائے۔ جنکی ترغیب سور فاتح میں **صراط الذین انعمت علیھیم** میں بھی عطاء فرمائی۔ سورہ مائدہ میں بھی وسیلہ کی ترغیب عطاء فرمائی ترجمہ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اسکی طرف وسیلہ ڈھونڈو کہ کون زیادہ مقرب ہے اسکی رحمت کی امید رکھتے اور اسکے غذاب سے ڈرتے رہو۔ دوسری جگہ فرمایا کہ اللہ سے وہی لوگ ڈرتے ہیں جو اسکی صفات وعظمت کو جانتے ہیں۔ حرمت اور اطاعت رسولؐ کے بارے میں فرمایا ترجمہ جس قوم نے اپنے درمیان سے رسول اللہ کو

Marfat.com

نکالا، اور سنت الٰہی یہی ہے کہ انکو حلاک کر دیا گیا"۔

سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا اللہ کا عذاب بڑا ہے۔ یہ اسلئے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت سے مقدم جانا۔ دنیاوی مال و دولت کی حقیقت بیان فرمائی ترجمہ "امال اور بیٹے جیتی دنیا کا سنگار ہے اور باقی رہنے والی اچھی باتیں (اعمال) سورہ الکھف میں فرمایا۔ ترجمہ "ان کے جسکی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں گھر ہوگئی ہو تو انکا کیا دھرا سب اکاوت ہے"

فرمانِ الٰہی ہے۔ "وہ ایمان والے نہیں" یعنی کلمہ پڑھنا، نماز، روزہ ادا کرنا مومن ہونے کیلئے کافی نہیں جبتک دل میں کلمہ طیبہ اور اس کے تصرف کی تصدیق نہ ہو۔ ایسوں کو منافق کہتے ہیں۔ فرمایا "ان کے دلوں میں بیماری ہے"

نبی اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: "اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔" (الحدیث)

قرآن نے اطاعت کے بارے میں فرمایا۔

ترجمہ: "ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔" (النساء 174)

ترجمہ: "سورہ بقرہ 258 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ: "اور یہ رسول تمہارے نگہبان اور گواہ۔"

اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ کوئی اس کو دھوکہ دے سکے، منافق اپنے گمان میں رسول اللہ ﷺ سے کجی رکھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ کو اسرار کا علم یعنی وہ منافقین کے چھپے کفر و نفاق پر مطلع ہیں اور یوں درحقیقت وہ اپنی ہی جانوں کو فریب دے رہے ہیں۔

جو لوگ دل میں نفاق رکھتے ہوں نبی اللہ ﷺ پر درود و سلام کے تارک ہوں قرآن کی رو سے نبی اللہ ﷺ کا گستاخ کافر ہے۔ کلمہ طیبہ کے بعد نماز ہر مسلمان کیلئے سب سے افضل اور روشن عقیدہ ہے خصوصاً نماز کی وہ آیات جن کی بدل نہیں کھولیں تو اول سورہ حمد میں رب کائنات کی حمد و ثناء کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور عبادت، اطاعت اور صراطِ مستقیم کی خصوصی التجا، دوم التحیات قعدہ میں بیٹھ کر آپ پڑھتے ہیں۔

ترجمہ: "اے نبی آپؐ پر سلامتی اللہ کی رحمت اور برکت ہو"

جس کی تاکید میں مزید اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرمایا: (پارہ نمبر ۲۲ سورۃ احزاب آیت نمبر ۵۴)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے نبی اللہ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے مومنو! تم بھی نبی اللہ ﷺ پر درود بھیجو۔"

Marfat.com

مومنو درود وسلام کا ورد بڑا ہی انعام خیر و برکت اور عزت محفوظ ہونے کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ترجمہ: ''اور ہم نے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔'' (پارہ نمبر ۳۰ آیت نمبر ۴ سورۃ الم نشرح)

اور فرمایا

ترجمہ: ''یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔'' (لاحزاب 5) اگلی آیت میں روحانیت کا ذکر فرمایا۔

ترجمہ: ''اے محبوب یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا اور تم ﷺ سے اور نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام بن مریم سے اور ہم نے گاڑھا عہد لیا۔'' (الاحزاب 6 تا 7)

سورہ 27 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ''اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے ،خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا مگر بہت لوگ نہیں جانتے۔''

واضح رہے کہ دنیا میں کل دو جماعتیں ہیں ایک رحمان کی دوسری شیطان کی، قرآن نے رحمان کی جماعت کی مجادلہ 28 میں ترجمانی کی ہے۔

ترجمہ: ''جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں اور گستاخوں کیساتھ (خواہ اس کے باپ، بیٹے، بھائی یا رشتہ دار) سے محبت و دوستی نہیں رکھتے، بیشک رحمان کی جماعت ہیں۔''

عقائد کیلئے نبی اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: ''اے میری اُمت تم سوادِ اعظم کی اتباع کرو۔'' (فرمان نبویؐ)

گویا حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی چاروں کی اتباع سوادِ اعظم کی ہے۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ بارگاہِ الٰہی میں دعا کرتے ہیں۔

ترجمہ: ''اے اللہ ہمیں اہلسنت والجماعت کے عقیدے پر قائم رکھ، اسی جماعت میں رہتے ہوئے ہمیں موت آئے اور انہی کے ساتھ ہمارا حشر ہو۔'' (مکتوب 27 دفر دوم حصہ ہفتم) مزید فرمایا ''ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ وہ اہلسنت جماعت کے عقیدے پر اپنا عقیدہ درست کرے کیونکہ یہی سود اعظم ہے۔ اہلسنت و جماعت کے خلاف عقیدہ بداعتقادی زہر قاتل ہے اس کا انجام ہمیشہ کی ہلاکت اور دائمی عذاب ہے۔ عمل میں اگر سستی و کوتاہی ہو جائے تو بخشش کی امید ہوتی ہے لیکن اگر عقیدے میں خرابی ہو تو نجات کی اُمید باقی نہیں رہتی۔''

Marfat.com

نجات کا دار مدار اقوال و افعال اور اصول و فروع میں اور اہلسنت و جماعت کی متابعت میں ہے۔ اس لئے کہ یہی گروہ نجات پانے والا ہے۔ اور اس جماعت کے سوا جتنے فرقے ہیں ہلاکت کے کنارے پر ہیں۔ آج اس بات کو کوئی جانے یا نہ جانے کل قیامت کے دن سب پر یہ واضح ہو جائے گا۔ لیکن اس وقت کا پچھتانا کوئی فائدہ نہ دے گا۔ یا اللہ ہمیں ہوش عطا کر! اس سے پہلے کہ موت ہمیں آ جھنجوڑے۔ مکتوب۔1/۹۲

نیز خواجہ خواجگان فرید الدین گنج شکر قدس سرہ نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ کا مذہب سب کا سب درست ہے کہ اس میں غلطی کا احتمال نہیں ہے۔ انسان ایک مقرر وقت تک کے لیے اس دنیا میں آتا ہے۔ اس کے بعد موت اس دنیاوی زندگی سے اس کا تعلق منقطع کر دیتی ہے۔ جتنا عرصہ وہ دنیا میں رہتا ہے وہ اپنے عقیدے کے مطابق اعمال سرانجام دیتا ہے۔ اگر اس کا عقیدہ صحیح ہے تو اس سے اعمال صالحہ وقوع پذیر ہوں گے بصورت دیگر اعمال بد سرزد ہوں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: جنہوں نے اس دنیا میں اچھے کام کیے۔ ان کے لیے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور آخرت کا گھر (ان کے لیے بہت بہتر ہے۔ پرہیز گاروں کا گھر ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے۔ رواں ہوں گی ان کے نیچے نہریں۔ ان کے لیے وہاں وہ چیز ہوگی جس کی وہ خواہش کریں گے۔ یوں بدلہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں کو'' (پارہ نمبر۱۳ سورۃ ابراہیم آیت نمبر۳۳)

(۱) شعبہ تبلیغ حق کی تاریخ عالم میں جھانکا جائے تو اسمیں بڑی ہی قرابت، احسان و مروّت اور عطاو درگزر کے مینارِ نور دنیا کے مسلم علاقوں میں دکھائی دیتے ہیں جن سے خلقِ خدا ہمیشہ فیض یاب ہوتی رہتی ہے۔

(۲) کتب احادیث کی رو سے اللہ تعالیٰ نے خلقت کی رہنمائی اور دکھ درد کے مداوا کیلئے ایک لاکھ چوبیس ہزار سے زائد پیغمبر کروڑوں قطب، غوث، ابدال، ولی اللہ اس دنیا فانی میں بھیجے جنکی زندگیاں اعلیٰ ترین اخلاقِ حسنہ کا نمونہ اور دکھ درد کا مداوا ہیں جنکے بارے ارشاد، باری تعالیٰ ہے

ترجمہ: اللہ کے ولی کو نہ کچھ غم نہ اندیشہ ہے۔ (پارہ نمبر۱۱ آیت نمبر۶۲ یونس)

قرآن نے عدم اطاعت رسول ﷺ کے بارے میں فرمایا۔

ترجمہ: ''تو ڈریں جو رسول اللہ ﷺ کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا دردناک عذاب آ لے۔''

اہلسنت والجماعت کے پیروکار نذر نیاز، صدقہ و خیرات جو ہر صورت راہِ للہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا

Marfat.com

کلام یا گیارھویں کے ختم میں خیر و برکت یا ایصال ثواب کیلئے دعا اور تلاوت کرتے ہیں۔

اللہ ذوالجلال نے کائنات ارض و سماوات اور اس میں سب موجودات، سات یوم میں تخلیق فرمائیں۔ انسان کو مٹی سے بنایا، دنیا میں اسے نائب اور خلیفہ بنا کر بھیجا، ہر دور میں خلقت پر آسمانی کُتب، صحیفے اور نبیوں کے ذریعے ہدایات اور احکامات پہنچائے، جو دین اور مذہب کہلائے۔ آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر قرآن مجید آخری اور مکمل کتاب نازل فرمائی جو آغازِ کائنات سے لے کر اختتامِ کائنات (قیامت تک) ادوار کی جائزہ آسمانی کتاب ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، رسولِ خدا کی رسالت، علمی، ادبی، اخلاقی، معاشی، معاشرتی مساواتی جو کہ روح و بدن، اعمال و کردار، استحکام، ضمیر و ایمان، صبر و تحمل، احکاماتِ زکوٰۃ و نماز سمیت انسانی زندگی کے ہر ہر پہلو اور ہر ہر مرحلہ پر رہنمائی عطا کرتی ہے۔ قرآن مجید کا اصل موضوع انسانی فلاح اور اخلاقی تعمیر ہے، قرآن اپنے ماننے والوں کو سادگی، حیا، پرہیزگاری، رواداری اور احکامات خالق کی پیروی کا درس دیتا ہے، یوم آخرت، جزا و سزا اور ہمیش کی زندگی عطا کرنے کا عندلیہ دیتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا! خدا نے اپنی کتاب (قرآن کریم) کو بندوں کا رہنما بنایا جس میں نیک و بد کے (اعتقاد) گفتار و کردار کا بیان فرما دیا۔ تم نیکی کا راستہ اپنے سامنے رکھو۔ تاکہ ہدایت یافتہ بن جاؤ۔ اور بدی سے دوری اختیار کرو، اور یاد رکھو کسی مسلمان کو بغیر کسی جائز اور معقول سبب کے ایذا پہنچانا (قطعاً) نادرست ہے (مثلاً قصاص، چوری، کی سزا وغیرہ) اس چیز کی طرف سبقت کرو جو تم میں سے ہر شخص کے لیے مخصوص ہے۔ اور قیامت کا دن تم کو پیچھے سے ہنکار رہا ہے۔ خدا کے بندو اللہ سے ڈرتے رہو۔ کیونکہ تم سے ہر چیز کے بارے میں حتیٰ کے چار پائیوں اور زمینوں کے بارے میں بھی سوال کیا جائے گا۔ (پس) اللہ کی اطاعت کرو، اس کی نافرمانی نہ کرو۔

خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن مجید) کو بندوں کا رہنما بنایا، جس میں نیک و بد کا (اعتقاد) گفتار و کردار کا بیان فرما دیا۔ تو نیکی کا راستہ اپنے سامنے رکھو، تاکہ ہدایت یافتہ بن جاؤ، اور بدی سے دوری اختیار کرو۔

لیکن تمام مذاہب، اقوام، افراد اور گروہوں نے راہِ حق سے روگردانی میں احترامِ آدمیت، انسانیت اور مساواتی اقدار کی بجائے استحصال اور جبر و ظلم کا نظام برپا کر رکھا ہے۔ اسی طرز پر مسلم امہ کی اکثریت نے احکاماتِ قرآن و احادیث، خیرات و زکوٰۃ اور حقوق و مساوات سے ہٹ کر محض نماز، روزہ اور حج کو مکمل دین سمجھ رکھا ہے۔ مسلم امہ کی اکثریت قرآن اور شریعت و سنت نبوی کا مطالعہ تو کر لیتی ہے لیکن عمل خشوع خضوع اور خلوص و توکل سے عاری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں ایک مہلت

Marfat.com

کیساتھ امتحان کیلئے بھیجا ہے اس کی جانچ کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ بن کر امن، عدل اور اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرتا ہے یا نافرمانی پر اُتر آتا ہے۔ جب ہم معاشرہ میں بڑے بڑے مسلم گھرانوں کے افراد اور اداروں کے عروج وزوال کا جائزہ لیتے ہیں تو ان کی بربادی کے اکثر دو ہی سبب نظر آتے ہیں، اول احکامات خالق کی نافرمانی، جیسے سودی کاروبار، جھوٹ، بددیانتی، ناانصافی، ناپ تول ،مقدار ومعیار میں کمی، وعدہ خلافی، شرابی، زانی حاسد، مغرور، مرد وعورتیں، دوم جبر وظلم، استحصال، قتل، حقوق اور مال پر ڈاکہ ڈالنا، زکوٰۃ کی عدم ادائیگی، گویا اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، حاکمیت، صفات واختیار، رازق ووارث جیسی صفات پر دلی یقین وایمان نہ ہونا جبکہ گناہوں اور حرام رزق کھانے سے دل پر سیاہی جم جاتی ہے اس میں احساس وادب حیا اور ایمان چلا جاتا ہے۔

سورہ ہود کے آخری رکوع میں چند قوانین ارشاد فرمائے۔ ایک یہ کہ اس جہاں میں قانون مہلت ہے۔ اس لیے بدکردار افراد یا اقوام کی گرفت فوراً نہیں ہوتی بلکہ انہیں مہلت دی جاتی ہے اگر وہ چاہیں تو اس مہلت کے دوران اپنا رویہ درست کرلیں لیکن اگر وہ اپنا طرز عمل نہ بدلیں تو پھر ان پر عذاب آجاتا ہے کئی بار ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان کے لیے آخری حد مقرر کی جاتی ہے کہ اگر وہ اسے بھی پار کر جائیں گے تو ان پر فوراً عذاب وارد ہو جائے گا۔

آج ہم معاشرہ کا بغور جائزہ لیں تو اسی قانون قدرت کے تحت بداعمال وکردار کے ثمرات شفاف دکھائی دیتے ہیں میرے عہد زندگی میں جن سے میں واقف ہوا، جن لوگوں نے حرام کھایا، جبر ظلم کیا، زنا کاری، جوابازی یا سودی کاروبار کیا بالا آخر سب کے سب بربادی اور عبرت ناک انجام کو پہنچے اور یہ کہ وہ آخرت میں بھی سزاوار نظر آتے ہیں جبکہ زکوۃ کی عدم ادائیگی کے بھاری نقصانات اور قانون قدرت کی خلاف ورزی میں سزا ضرور ملتی ہے۔

اللہ تعالیٰ پر دلی ایمان لانا ہی مسلمان کی زندگی کا اصل مقصد ہے۔ زندگی کی کامیابی کا دارومدار اس امر پر ہے کہ آپ نیکی سے کس قدر قریب اور بدی سے کس قدر دور ہیں۔ نیکی انسان کو روحانی، اور جسمانی طور پر طاقتور بنا دیتی ہے۔ بدی سے سکونِ قلب وضمیر جاتا رہتا ہے، انسان اندر ہی اندر سے ٹوٹتا رہتا ہے، اس کے فرائضِ اسلام بھی رسم بن جاتے ہیں، اسے دین کی اصل روح، چاشنی اور حقیقیت میسر نہیں آتی۔

وطن عزیز میں آج کسقدر برائیاں اور فتنہ فساد برپا ہے۔ نبی اللہ ﷺ کا ادشاد مبارک ہے یقیناً عذاب الٰہی ہمارے اعمال بد کی سزا ہے۔

''نماز برائیوں سے روکتی ہے'' جبکہ ہماری نماز برائیوں سے نہیں روکتی اسلئے کہ خالق کائنات کی

Marfat.com

ربوبیت اور رسول اللہؐ کی رسالت پر پختہ ایمان ہی نہیں ہے اور نماز، روزہ، حج، کے باوجود ہم جھوٹ بد دیانتی اور وعدہ خلافی سے تعلیمات اسلام کو عملاً درست ادا نہیں کر پاتے۔ حرام کمانے سے ہماری نماز اور دعا کیونکر شرف قبولیت پا سکتی ہے۔ فرمان الٰہی ہے ''جس قوم نے اپنے درمیان سے (تعلیمات) رسُول کو نکال دیا، سنت الٰہی یہی ہے کہ اس قوم کو ہلاک کر دیا گیا۔ اے لوگو اگر عذاب الٰہی سے بچنا چاہتے ہو تو اللہ سے ڈرو آخرت کی جزا سزا پر ایمان لاؤ آج ہی سچی اور پکی توبہ کرو تاکہ نجات دنیا و آخرت اور خیر و برکت ہمارا مقدر بنے۔

جیسا کہ فرمان الٰہی ہے ترجمہ ''بیشک اس سے نجات پائی جس نے اپنے آپ کو پاک کیا''

ذکر الٰہی سے دل کی سیاہی مٹ جاتی ہے۔ جو لوگ اس راستہ علم اور عمل سے ناواقف ہیں وہ جسم اور کپڑوں کی طہارت میں مصروف رہتے ہیں اور دوسرے لوگ بھی اس صاف لباس کو دیکھتے ہیں۔ لیکن دل کی طہارت اور پاکیزگی جو جھوٹ، بد دیانتی وعدہ خلافی، حسد، کینہ یا طمع لالچ اور جسم کو گناہوں اور حرام سے بچانے سے حاصل ہوتی ہے۔ عام لوگ اور اکثر نمازی بھی دل کی پاکیزگی کی طرف رغبت نہیں کرتے۔

تلاوت قرآن کے بارے میں خواجہ بصریؒ نے فرمایا اگلے لوگ یہ جانتے تھے کہ قرآن شریف حق تعالیٰ کی طرف سے خلقت کے نام پیغام یعنی خط ہے اس کے حکامات پر غور و فکر اور عمل کرتے رہے۔ آج خوش الحانی اور حروف کی درست ادائیگی تو کی جاتی ہے عمل کی نیت سے معنی سمجھنا اور تفسیر میں جانا ضروری نہیں جانتے۔ ارشاد نبویؐ ہے ''میری امت کے بہت سے منافق قرآن خواں ہونگے''

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا قرآن پڑھو تو رو، دل کو غمگین کر لو، ذکر کے بارے فرمان الٰہی ہے ''تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں'' غافل دل اور دنیاوی خیالات سے ذکر الٰہی کا حق ادا نہیں ہوتا۔ فرمایا اس کا ذکر زاری اور ڈر کیساتھ صبح شام پوشیدہ طور پر اور کسی وقت بھی اس سے غافل نہ ہو''

عقائد ماترید (نقل از) اسیف الصارم, مارچ، 2004

1: اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اعمال میں اختیار دیا ہے کہ وہ اپنے ارادے اور مرضی سے کرتے ہیں نہ کہ جبر و اضطرار سے اسی وجہ سے ثواب و عذاب ہوتا ہے۔

2: اللہ تعالیٰ بندے کے افعال، اسکے ارادے کے موافق کر دیتا ہے اگر بندہ نیکی کا ارادہ کرے تو نیکی کی قدرت و استقامت پیدا کر دیتا ہے اور اگر برائی کا ارادہ کرے تو اس کی طاقت پیدا کر دیتا ہے۔

3: بندہ خود ہی نیکی کی قدرت ضائع کر دیتا ہے اسی لئے عذاب کا مستحق ہوتا ہے بندہ کچھ مجبور ہے اور کچھ اختیار رکھتا ہے خالق رب تعالیٰ ہے فرق اتنا ہے کہ نیکی کے اعمال اس کی رضا ہے اور برائی کے کام رضا اور خوشنودی کے خلاف ہیں اب اپنے اعمال کا بدلہ اس کے کام پر ہے اور یہی عین

Marfat.com

عدل وانصاف ہے۔

4: مقتول اپنے وقت مقررہ پر مرتا ہے اللہ تعالیٰ نے جتنی عمر اس کے مقدر میں لکھی ہے وہی ہوگی اسے موت اسی وقت پر آئے گی، اس کی موت اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اس میں تبدیلی نہیں ہوسکتی اس کی موت قاتل کی وجہ سے پہلے یا بعد نہیں ہوتی۔

5: قاتل پر قصاص اس لئے عائد ہوتا ہے کہ شریعت نے فساد کے خاتمہ کیلئے یہ حدود مقرر کر رکھی ہے اور عذاب بھی اسی وجہ سے ہوتا ہے۔

6: جس طرح کوئی بندہ کسی انسان کی پیدائش میں شامل نہیں اسی طرح کسی کی موت میں بھی شامل نہیں قاتل کے فعل سے موت کے وقت میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ کوئی شخص دوسرے کا رزق نہیں کھا سکتا جو اللہ تعالیٰ نے ازل سے اپنے علم اور قسمت ازلی کے مطابق لکھ رکھا ہے کیونکہ یہ تقدیر الٰہی کے خلاف ہوگا جو ناممکن ہے۔

7: کراماً کاتبین جو دو فرشتے ہیں، انسان کے دونوں کاندھوں پر اچھے اور برے اعمال لکھتے ہیں، ان پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔

8: موت کے بعد روح کا جسم سے اسی طرح کا تعلق ہوتا ہے جس طرح زندگی میں تھا۔

9: منکر نکیر (دو فرشتے قبر میں مردے کے پاس سوال و جواب کیلئے آتے ہیں ان) کا سوال و جواب کرنے پر ایمان لانا برحق ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ جب بندے پر اللہ تعالیٰ کا کوئی فرشتہ نازل ہوتا ہے تو انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں یہ کیفیت تو فقط فرشتوں سے ملاقات پر ہوتی ہے۔ لیکن اس وقت آنسوؤں میں کتنا سکون، قلب و روح کو کسقدر طمانیت اور لذت نصیب ہوتی ہے۔ جب حجاج کرام بوقت شام عرفات کے میدان میں گریہ زاری کرتے ہیں یہی تو وہ جگہ ہے جہاں ارواح کی اپنے رب کیساتھ اقرار اور پہلی ملاقات ہوئی تھی۔ ایک روایت ہے کہ میدانِ حشر بھی میدان عرفات میں ہوگا۔

10: اسی طرح مرنے کے بعد مردوں کا قبروں سے زندہ اٹھایا جانا بھی برحق ہے۔

11: عذاب جسم اور روح دونوں کو ہوگا۔

12: نامہ اعمال مسلمانوں کے داہنے ہاتھ اور کافروں کو پیٹھ پیچھے دیئے جائیں گے۔

13: پل صراط حق ہے جسے رب تعالیٰ قیامت کو دوزخ کی پشت پر قائم کرے گا یہ پل بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہوگا اس پر سے سب کو گزرنا ہوگا بعض ہوا کی طرح تیز بعض بہتے پانی کی طرح بعض تیز گھوڑے کی چال سے بعض پیدل چلنے والوں کی طرح اور بعض چیونٹی کی طرح اس پل کو

Marfat.com

طے کریں گے یہ سب کچھ اعمال کی نسبت سے ہوگا بعض نیک لوگوں کو پتہ ہی نہ چلے گا کہ پُل تھا بھی کہ نہیں بعض زخمی ہونگے اور بعض کٹ کر جہنم میں گریں گے۔

14: جنت و دوزخ برحق ہیں اور دونوں پیدا ہو چکی ہیں۔ جنت میں ہر قسم کی راحت ہوگی، جہنم میں آگ اور کھولتا ہوا پانی۔

قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ''جو برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا۔''

ترجمہ: ''فرمایا خواہشوں کے پیچھے نہ جاؤ ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔''

اللہ کی یہ دنیا اندھیر نگری نہیں ہے نظام قدرت کے تحت یہاں بھی محدود پیمانے پر جزا اور سزا کا عمل جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت رحیم و کریم ہے۔ وہ کسی کی نیکی ضائع نہیں کرتا اور اس کا اجر اس دنیا میں بھی عطا کرتا ہے۔ لیکن وہ بے حد منصف مزاج اور جبار و قہار بھی ہے اور خصوصاً ان لوگوں کو ہرگز معاف نہیں کرتا جو اس کے بندوں پر ظلم کرتے اور دوسرں کو دکھوں میں مبتلا کرتے ہیں۔ بعد میں مکافات عمل کے ذریعے عذاب میں پھنس جاتے ہیں۔

درحقیقت تقدیر کے غلط مفہوم اور فلسفے نے قوموں کی زندگی میں بڑا منفی کردار ادا کیا ہے۔ تقدیر کا خود ساختہ عقیدہ افراد کے زوال کا سبب بنتا ہے۔ مسلمانوں میں اقبالؒ پہلے شخص تھے جنہوں نے اس کو سمجھا اور قوم کو سمجھایا ہر شخص اپنی غلطی کو تقدیر سمجھ کر نظر انداز کر دیتا ہے۔ جس کے نتیجے میں اصلاح اعمال کا سلسلہ بند ہو کر رہ گیا ہے۔ انسان اشرف المخلوقات ہے اسی لئے وہ صاحب اختیار ہے وہ اپنی مرضی سے خیر و شر کا انتخاب کرتا ہے۔ اور اسی کی بنیاد پر روز حساب اس کو سزا و جزا ملے گی اگر یہ مان لیا جائے کہ انسان جو کچھ کرتا ہے وہ پہلے سے لکھا ہوا ہے۔ اور اس سے اللہ ہی برا یا اچھا کام کراتا ہے۔ یا یوں کہے کہ خیر و شر اللہ کی طرف سے ہے۔ اس میں انسان کا کوئی عمل دخل نہیں تو یہ خدائی نظام عدل کا انکار ہے مثال کے طور پر قرآن کہتا ہے کہ جس نے جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کر دیا تو اس کی سزا جہنم ہے جبکہ حقیقت یہ کہ اس شخص نے مقتول کو اپنے اختیار مرضی اور ارادے سے قتل کیا اور ہم اسے تقدیر سمجھ کر خدا کا کیا دھرا سمجھ بیٹھے جو کہ سراسر غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو اس کی موت عالم الغیب ہونے کے ناطے پہلے سے اپنے علم کی بنیاد پر لکھ دی تھی اگرچہ قاتل نے اپنی مرضی اور ارادے سے قتل کیا۔ تقدیر کا جو عقیدہ ہمارا ہے اس سے نعوذ باللہ خدا قاتل ثابت ہوتا ہے اگر ایسا ہے تو پھر سزا کس بات کی اللہ کو پہلے سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ فلاں شخص فلاں وقت پر فلاں جگہ پر کام کرے گا اور اسے لکھ دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو صاحب اختیار پیدا کیا ہے۔ تا کہ بروز قیامت وہ یہ نہ کہہ سکے کہ یہ کام میری تقدیر میں لکھا ہوا تھا لہذا

Marfat.com

اسے اسی طرح ہونا تھا اس میں میرا کوئی دوش نہیں۔ یہ بھی اپنا دوش خدا کو دینے کے مترادف ہے جو کہ سراسر کفر ہے۔ مسلم امہ آج اپنے ہر اچھے برے کام کو اللہ سے منسوب کر کے خود فارغ ہو گئی ہے۔ اور یہ زوال ہے۔ ایک مغل بادشاہ سے نجومی نے کہا کہ آپ کے ہاتھ میں ہندوستان فتح کرنے کی لکیر نہیں ہے تو بادشاہ نے تلوار سے اپنے ہاتھ پر لکیر کھینچ کر کہا کہ لو لکیر میں نے ڈال دی ہے اور پھر اس نے ہندوستان فتح کر لیا۔

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے وصیت فرمائی۔

خدا کے بندو میں تمہیں خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں، حق و باطل کی عبرتیں اور نصیحتیں تم سب پر عیاں ہیں۔ اپنی زندگی میں گنتی کے لمحات کو نیک اعمال میں بدل دو، دنیا میں دل نہ لگاؤ۔ مت بھولو کہ دنیا ہمیشہ کیلئے رہنے کی جگہ نہیں، مسافر خانہ ہے، یہ تو محض توشہ آخرت کیلئے تیری مہلت اور آزمائش کا وقت ہے، ہر نیا سانس لمحہ اور دن تیری مہلت سے گھٹتا رہتا ہے۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ پر مکمل یقین اور ایمان رکھو۔ توحید و رسالت کی شمع کو اطاعت کے ذریعے ہمیشہ روشن رکھو اور باری تعالیٰ سے اس کی توفیق چاہو۔

ترجمہ ''اور تم خرچ کرو یا منت مانو اللہ تعالیٰ کو اس کی خبر ہے'' (البقرہ) نذر خاص اللہ تعالیٰ کیلئے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرا فلاں کام ہو یا بیمار کو تندرستی عطا کر تو فلاں ولی کے آستانہ پر یہ نذر دونگا (جائز ہے)

ترجمہ:۔ شہیدوں کو مردہ مت کہو وہ زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔''

تقدیر: اللہ تعالیٰ کے اندازے کو تقدیر کہتے ہیں۔ تقدیر دو قسم، ایک قسم بدلتی ہے اور دوسری نہیں بدلتی۔ جو بدلتی ہے اسے تقدیر معلق کہتے ہیں اور جو نہیں بدلتی اسے تقدیر مبرم کہتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے دعا کرنے اور صدقہ دینے کو تقدیر کے رد کرنے کا سبب بنایا ہے بلکہ یہ بھی مقدر ہے کہ جب بندہ خدا سے دعا کرے گا یا صدقہ کرے گا تو اس سے نفع پہنچے گا، بلائیں ٹلیں گی، تمام اسباب باوجود رب تعالیٰ کی قضاء و قدر سے یہی حکم رکھتے ہیں، جیسے بیمار کو دواؤں سے شفا ملتی ہے اسی طرح بندوں کیلئے اعمال کو سبب بنایا جس سے بہشت و دوزخ میں داخل ہونگے یہ تقدیر الٰہی ہے اور تقدیر معلق کے تبدیل ہونے سے اللہ تعالیٰ کے علم میں تبدیلی نہیں آتی بلکہ یہ تبدیلی مخلوق کی نسبت سے واقع ہوتی ہے۔

: زندوں کی دعا مردوں کیلئے کرنا اور صدقہ دینا مُردوں کو فائدہ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے دعاؤں کو قبول کرتا ہے اور حاجتوں کو پورا کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا سبب پیدا فرمایا بعض اسباب ظاہری اور بعض باطنی ہوتے ہیں اسباب کی تاثیر کا اندازہ اللہ تعالیٰ اپنے علم سے کم زیادہ کرتا ہے ارشاد باری ہے۔

ترجمہ: ''جب آدمی کو تکلیف پہنچتی ہے ہمیں پکارتا ہے لیٹے، بیٹھے اور کھڑے جب ہم اسکی تکلیف

Marfat.com

دور کر دیتے ہیں تو چل دیتا ہے گویا کسی تکلیف پہنچنے پر ہمیں پکارا ہی نہیں۔نجات کے طلبگار کو چاہئے کہ ہمہ وقت یادالٰہی اور کلمہ طیبہ کا ورد کرتا رہے۔اور ہر شام سونے سے پہلے حساب لگائے کہ کہیں کسی کو تکلیف تو نہیں دی۔دھوکا تو نہیں دیا، کسی کا دل تو نہیں دکھایا، جو اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب بنتا ہو۔

انسان کی سوچ میں اخلاقیات کا دارو مدار جدید سائنس یا کسی ماڈرن ایجوکیشن سسٹم پر نہیں، بلکہ مذہب پر ہے۔مذہب یا دین سے وابستگی انسان کے اطوار اور عادات میں تبدیلی پیدا کرتی ہے۔انسان کی سوچ میں اخلاقیات کو فروغ بھی دیتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ مذہب سے گہری وابستگی رکھنے والے گھرانوں میں ان کے اطوار اور اخلاقی اقدار بہت اعلیٰ ہوتے ہیں۔دنیا میں موجودہ پیدا ہونے والے بد ترین حالات کی وجہ صرف اور صرف دین سے دوری ہے۔آج ہم لوگ مسلمان ممالک میں رہنے کے باوجود اپنے مذہب میں اس طرح داخل نہیں ہیں۔جس طرح ہمیں داخل ہونے کا حکم ہے۔یعنی ہم آدھے آدھے داخل ہیں۔اوپر مسجد نیچے مندر ہے۔ہمارے اندر مذہبی جوش وخروش تھوڑا اور رواجی اور روایتی زیادہ ہے۔اللہ تعالیٰ کے احکامات اور رسول ﷺ کی سنت سے دوری ہمیں بھی آہستہ آہستہ بے رہروی کی طرف لے جارہی ہے۔اگر ہماری یہی حالت رہی تو آئندہ آنے والے وقتوں میں کفار کی سی بے حسی و بے رہروی والا جرثومہ ہمارے اندر بھی پیدا ہونے کا شدید خطرہ ہے۔کتاب نہج البلاغہ میں تشکر کے بارے میں ذکر ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا: حسن ادب من الایمان، اچھا ادب ایمان کا حصہ ہے۔معاملات میں حسن ادب بہت ہی عمدہ عمل ہے اور دنیا کا کوئی کام حسن ادب کے بغیر پایا تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا۔ادب لوگوں میں مروت کی پاسداری، دین میں اتباع، سنت اور محبت میں احترام کی حفاظت کا نام ہے۔یہ تینوں باتیں ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں، اس لئے کہ جس میں مروت نہ ہوگی وہ سنت کا پیرو کار نہ ہوگا۔اور جس میں اتباع سنت نہ ہوگی اسمیں احترام کی پاسداری نہ ہوگی۔حضرت علی ہجویریؒ فرماتے ہیں۔معاملات میں حُسن ادب دل میں مطلوب کی تعظیم سے حاصل ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ اور اسکی آیات کی تعظیم تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے۔جو شخص بے ادبی سے اللہ تعالیٰ کی آیات اور نشانیوں کی تعظیم کو پامال کرتا ہے۔اسے طریقت کی منزل میں کچھ حاصل نہیں۔ولی اللہ کسی بھی حالت میں ادب کا تارک نہیں ہوتا۔اس لئے کہ محبت، ادب سے پیدا ہوتی ہے اور ادب محبت کی نشانی ہے۔ایک حدیث میں حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں۔اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں اور تمہاری صورتوں کو اور تمہارے صرف ظاہری اعمال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔مقبولیت کا اصل دارومدار دل کے رخ کی صحت یعنی نیت کی درستی پر ہے۔ پس اگر کسی شخص کا عمل بظاہر اچھا ہو لیکن اس کا دل خلوص سے خالی ہو اس کی نیت درست نہ ہو تو وہ عمل کبھی بھی قبول نہیں ہوتا۔کیونکہ رسول ﷺ کے ذریعہ انسانی دنیا کو اخلاق حسنہ کو جو تعلیم

Marfat.com

وتربیت ملی ہے اس کی تکمیل اخلاص وللھیت کی تعلیم سے ہوتی ہے۔ یعنی اخلاص، کتابِ اخلاق کا آخری سبق اور روحانی واخلاقی بلندی کا آخری زینہ ہے۔ اس اخلاص کا مطلب یہ ہے ہر اچھا کام یا کسی کے ساتھ اچھا برتاؤ صرف اس نیت سے کیا جائے کہ ہمارا خالق و پروردگار ہمیں دیکھ رہا ہے۔ اور ہم سے راضی ہو جائے اپنی رحمت کا نزول ہم پر فرمائے اور اس کی ناراضگی اور غضب سے ہم محفوظ رہیں۔

اسلام میں متبرک تاریخوں کے وظیفے اور عملیات:

دسویں محرم (عاشورہ): محرم کی نویں اور دسویں کو روزہ رکھے تو بہت ثواب پائے گا۔ بال بچوں کے لئے دسویں محرم کو خوب اچھے اچھے کھانے پکائے تو انشاء اللہ سال بھر تک گھر میں برکت رہے گی۔ بہتر ہے کہ حلیم (کھچڑا) پکا کر حضرت شہید کربلا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی فاتحہ کرے بہت مجرب ہے اسی تاریخ کو غسل کرے تو تمام سال انشاء اللہ تعالی بیماریوں سے امن میں رہے گا کیونکہ اس دن آب زم زم تمام پانیوں میں پہنچتا ہے (تفسیر روح البیان پارہ بارہ آیات قصہ نوح) اسی دسویں محرم کو جو سرمہ لگائے تو انشاء اللہ سال بھر تک اس کی آنکھیں نہ دکھیں (درمختار)

ربیع الاول کا میلاد شریف: ربیع الاول بارہویں تاریخ حضور انوار صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک کی خوشی میں روزہ رکھنا ثواب ہے مگر بہتر ہے کہ دو روزے رکھیں اور اس مہینہ میں محفل میلاد شریف کرنے سے تمام سال گھر میں برکتیں اور ہر طرح کا امن رہتا ہے (روح البیان)

ربیع الآخر کی گیارہوں شریف: پابندی سے گیارہویں کی فاتحہ دیا کرے تو رزق میں بہت ہی برکت ہوگی انشاء اللہ کبھی پریشان حال نہ ہوگا۔

رجب: کیونکہ ان روزوں کا ثواب ہزار روزوں کے برابر ہے بائیسویں رجب کو امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ کی فاتحہ کرے بہت اڑی ہوئی مصیبتیں ٹل جاتی ہیں ستائیسوں رجب کو معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں جلسے کریں خوشیاں منائیں رات کو جاگ کر نوافل پڑھیں شعبان شب برات :اس مہینہ کی پندرھویں رات شب برات بہت مبارک رات ہے اس رات کو قبرستان جانا وہاں فاتحہ پڑھنا سنت ہے اسی طرح بزرگان دین کے مزارات پر حاضر ہونا بھی ثواب ہے، اگر تمام رات نہ جاگ سکے تو جس قدر ہو سکے عبادت کرے اور زیارات قبور کرے (عورتوں کو قبرستان جانا منع ہے) لہذا و، صرف نوافل اور عبادت ادا کریں۔ اگر اس رات کو سات پتے بیری کے پانی میں جوش دے کر غسل کرے تو انشاء اللہ العزیز تمام سال جادو سے محفوظ رہے گا

ماہ رمضان شریف کی ستائیسویں رات غالبا شب قدر ہے، اس رات کو جاگ کر گزارے اگر تمام رات نہ جاگ سکے تو سحری کھا کر نہ سوئے اور دعا مانگے۔ اور اگر ہو سکے تو سو رکعت نفل پڑھے اور ہ

Marfat.com

رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد انا انزلناہ فی لیلۃ القدر (الخ) ایک بار اور قل ھواللہ احد تین بار پڑھ لے اور ہر سلام پر دس بار درود پڑھتا جائے۔

جمعۃ الوداع میں نماز قضا عمری پڑھے۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ جمعۃ الوداع کے دن ظہر وعصر کے درمیان بارہ رکعت کی نیت سے پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک بار آیت الکرسی اور تین بار قل ھواللہ احد اور ایک ایک بار سورہ فلق اور سورہ ناس پڑھے اس کا فائدہ یہ ہے کہ جس قدر نمازیں اس نے قضا کر کے پڑھی ہوں گی ان کے قضا کرنے کا گناہ انشاء اللہ معاف ہو جائے گا

24۔ علم الادیان

ہر انسان کیلئے بدن اور دین کا علم حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے۔

دینی علوم کے حصول کے بغیر قرآنی احکامات کا علم اور صالح اعمال نہ ہونگے۔دین اسلام کی بنیاد لاالہ الا اللہ محمدرسول اللہ پر اور آخرت پر ایمان ویقین اور عملاً اطاعت پر ہے۔دنیا کا ہر بچہ عالم ارواح سے عالم دنیا میں آکر فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔والدین کے مسلک اور نصابی تعلیم پر خود کو استوار کر لیتا ہے۔آج کا انسان سائنس اور جدید علوم میں بے انتہا تحقیق کرتا ہے جبکہ دین اور مسلک پر تحقیق انتہائی ضروری ہے جس پر دنیاوی اعمال اور نجات آخرت (ہمیش کی زندگی) کا دارومدار ہے۔"اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے"میری امت میں تہتر فرقے ہونگے نجات صرف میری اور میرے صحابہ کرام کی تقلید پر ہے"۔

قرآن میں اولیاء کرام کا ذکر بھی عقائد اور نجات کا راستہ ہے گویا اکثریتی گروہ اور عقیدہ اہلسنت ہی درست ہے لیکن عقائد محض سے نجات نہیں ملتی ان پر عمل اور درست نیت لازم ہے۔اکثر لوگ عمر بھر دنیا کمانے میں لگے رہتے ہیں درست عقائد کے مطابق نماز زکوۃ سمیت احکامات پر عمل نہیں کرتے نظام فطرت کے تحت آئے دن بنکوں سمیت ڈاکے چوریاں حکمہ مارکیٹوں اور فیکٹریوں میں بھڑکی آگ سے بڑی تباہی سے ہمکنار ہو کر بے سکونی اور ذہنی انتشار کا شکار ہو جاتے ہیں۔جبکہ سچی توبہ پرہیز گاری اور ذکر الٰہی سے دل سکون پاتے ہیں۔(القرآن)

ہر مسلک کے تعلیم یافتہ افراد بلکہ یونیورسٹیوں کی بنیاد پر دوسرے مسلکوں اور قرآنی تعلیمات اور عقائد کا جائزہ لیکر درست راستہ اپنایا جانا چاہئے۔اس سے افراد معاشرہ اور اقوام عالم کا موجودہ فتنہ فساد ختم ہوسکتا ہے۔قوم موجودہ نام نہاد جمہوریت سے سخت بیزار صدارتی نظام کی خواہشمند ہے۔آج ملک بھر میں ہمارا تعلیمی نصاب خصوصاً انگلش میڈیم کی تعلیم اور طلباء کی تربیت اور چند اچھے ٹی وی چینل کے سوا تمام

Marfat.com

چینلز دینی پروگراموں کو رسماً ادا کر رہے ہیں اور ایسے پروگرام سٹیج شو اور ڈرامے نشر کئے جا رہے ہیں جن میں اکثر اوقات ہماری معاشرتی فطری شرم وحیا کا بالکل خیال نہیں رکھا جاتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ جو لوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کے آرزومند رہتے ہیں ان کیلئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہیں اللہ سب کچھ جانتا ہے اور تم کچھ بھی نہیں جانتے اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ بڑی شفقت رکھنے والا مہربان ہے۔

(سورۃ النور آیت 19-20)

ملک بھر کے دینی مدارس مذہبی اجتماعات، میلاد النبی کی محفلیں اور جلوس ان سب میں خلق خدا حُبِ نبوی سے سرشار ہوتی ہے۔ علمائے کرام اور مشائخ عظام کا فرض ہے کہ وہ ہر پلیٹ فارم پر ان معاشی معاشرتی اخلاقی اور روحانی پہلوؤں کو اجاگر کریں جن کا شمار ہماری عملی زندگی سے ہے اور ان تمام برائیوں سے منع کریں۔ جھوٹ بد دیانتی، وعدہ خلافی، بے حیائی، حرام کمائی اور اخلاقی بے راہ روی جو نسل انسانی کو خصوصی طور پر تباہی کی طرف لے جا رہی ہے علما کرام قناعت تقوی، امانت و دیانت، صدق وصفا اور فکر آخرت سے آگاہ کریں۔ والدین اور اساتذہ دونوں کا بھی فرض ہے کہ وہ تعلیم کے ساتھ ساتھ اخلاقی تربیت پر پوری توجہ دیں۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ اگر میں تمہیں وہ بات بتاؤں جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔

کیا ان تمام علمی اور عملی مقاصد کے حصول کیلئے ممبران صوبائی و قومی اسمبلی، ممبران اسلامی نظریاتی کونسل اور علماء حق اللہ کے حضور جوابدہ نہیں۔؟ تو پھر یہ عہدے اور مراعات کس مرض کی دوا ہیں۔

زباں سے کہہ بھی دیا لاالہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

حضرت عمر ابن الخطابؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: تم ضرور نیکی کا حکم دیتے رہنا اور برائی سے منع کرتے رہنا ورنہ تم پر تم ہی میں سے برے لوگ مسلط کر دیئے جائینگے پھر تمہارے نیک لوگ دعا کرینگے تو انکی دعا قبول نہیں ہوگی۔ (بزار) امام ترمذی کی روایت میں ہے ورنہ اللہ تم پر عذاب نازل فرمائیگا اگر تم اللہ سے دعا کرو گے تو تمہاری دعا قبول نہیں ہوگی۔ (طبرانی)

امام کعبہ نے خطبہ حج اکبر 2016 میں ملت اسلامیہ کے کرپٹ اور استحصالی نظام کا سخت نوٹس لیتے ہوئے فرمایا

''مسلم حکمرانو، عوام کے ساتھ انصاف کرو، عوام کی بے چارگی اور بے بسی خدا کے غضب کا نشانہ بنتی ہے'' موجودہ ریاستی نظام میں حکمران طبقہ استحصالی اور جبری ہتھکنڈوں سے امیر اور امیر تر 30%

Marfat.com

عوام خط غربت سے بھی نیچے آ گئے ہیں۔ پچھلے ادوار میں ریلوے، سٹیل مل، PIA، سمیت ریاستی اداروں میں بے پناہ کرپشن سے سکہ کی قدر میں 46% کمی اندرونی بیرونی قرضوں میں 100% اضافہ بڑا قومی المیہ ہے کالا باغ ڈیم کی تعمیر، ایران، سے گیس کی ترسیل نہ ہونے سے برآمدی احداف پورے نہ ہو سکے جن پر تجارت اور ملکی ترقی کا انحصار ہے۔ اہل نظر کہتے ہیں وہ قوم صفحہ ہستی سے مٹنے کے قابل ہوتی ہے جو عذاب درعذاب جھیلتی ہے مگر اپنے اعمال وکردار کا محاسبہ اور جبر وظلم کا خاتمہ نہیں کرتی عالمی سنگینی اور ملکی بربادی کے پیش نظر ہمیں موجودہ استحصالی نظام کا خاتمہ کر کے امریکی طرز پر صدارتی نظام لانا ہوگا۔ جسمیں صالح پیشہ ور ماہرین اور ماسٹر ڈگری ماہرین قانون سازی کریں ضابطہ اخلاق جواب دہی نظام کے ذریعے کرپشن کے خاتمہ سے ملک کو خوشحال بنائیں نصاب تعلیم کو مقاصد قیام پاکستان پر استوار ملک بھر میں یکساں طوار پر رائج کریں۔

سندھ حکومت نے قرآنی تعلیمات کو باترجمہ نصاب تعلیم میں شامل کیا ہے پنجاب سمیت دوسرے صوبوں کو اسکی تقلید کرنی چاہیئے تا کہ قرآنی تعلیمات سے معاشرہ میں برپا بے پناہ فتنہ فساد میں کمی آئے پولیس اور عدالتی نظام کو سعودیہ کی طرز پر استوار کیا جائے تا کہ اسلامی روایات سے امن اور عدل قائم ہو۔ قرآنی تعلمات کی بنیاد انسانی فلاح جبکہ مغربی نظام عدل بذات خود ایک فساد ہے۔

ارشاد الٰہی ہے ''رسول اللہ کی زندگی میں تمہارے لئے بہترین نمونہ موجود ہے''

آئیں پھر سے ہم مدینے چلیں، سیکھنے زندگی کے قرینے چلیں (سنت نبویؐ پر عمل کریں)

دوسرا اہم ترین راز قانون فطرت کا ہے۔ ترجمہ ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے'' (حدیث نبوی)

قرآن نے فرمایا ترجمہ ''ہر انسان اپنی کرنی میں گروی ہے'' انسان جو بوتا ہے وہی کاٹتا ہے آج ہم طمع لالچ میں حرام حلال کی تمیز نہیں کرتے جھوٹ بددیانتی کرپشن ہمارے خون میں رچ بس گئی ہے ہمارے دل سیاہ زبان گستاخ اور آنکھیں پتھر ہو گئی ہیں۔ ہم میں سے بہت سے لوگ نماز روزہ، حج بھی ادا کرتے ہیں لیکن روزمرہ کے حقوق معاملات اور لین دین میں خودغرضی کرتے ہیں نبی اللہ کا فرمان ترجمہ ''وہ شخص منافق ہے جو جھوٹ بولے بددیانتی کرے خواہ نماز، پڑھتا ہو، روزہ رکھے یا حج کرے۔

یہی بے ضرفی دنیا وآخرت میں رسوائی کا سبب بنتی ہے۔ اسلئے کہ ہم اپنی موت اور انجام آخرت سے غافل ہیں۔

تو یہ کیسے ممکن ہے کہ بوئیں ہم کانٹے دار جھاڑی اور پھل ہمیں ملے میٹھا۔ معاشرہ اور انسانوں میں احساس شرم وحیا احترام وایثار اور خلوص باقی نہ رہے انسان خونخوار بھیڑیے کی شکل اختیار کر جائیں تو پھر سزا کے طور پر برائکر مرغی کولا مشروبات، ملاوٹی غذائیں، کیمیکل ملی سبزی فرونٹ اور لاعلاج امراض

Marfat.com

جعلی ادویات ہی ہمارا مقدر بنیگی۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ ''اللہ کی شان نہیں کہ مخلوق پر ظلم کرے لوگ اپنے گناہوں کی سزا پاتے ہیں''

معاشرہ میں روزمرہ کے حقوق و معاملات میں منافقانہ رویے اور ہر شعبہ زندگی میں طمع و لالچ کا فساد برپا ہے سرکاری اور پرائیویٹ ملازمین کی اکثریت بھی اپنے ذمہ کام یا ڈیوٹی میں بددیانتی اور بے حسی اختیار کرتی ہے گویا ایسے لوگوں کا اپنے خالق رب کریم کی ذات وصفات ربوبیت اور سزا جزا (آخرت) پر یقین کم ہے انہیں اپنی ذمہ داریوں اور وعدوں کا احساس نہیں ہوتا۔

نظام فطرت کے تحت ان میں وہ مخلوق جو گناہ کرتی ہے اور نیکی کی طرف بھی مائل ہوتی ہے کو بقدر کوتاہی جلد سزا (کفارہ گناہ) مل جاتی ہے مسلم قوم اپنی انہی فطری سزاؤں سے پریشان کن امراض و مسائل اور معاملات میں ملوث، اللہ کے حضور دعائیں مانگتی ہے اخلاقی قدروں سمیت خود کی اصلاح اور توکل الی اللہ نہیں کرتی تا کہ اٹل فطری سزاؤں اور بدبختی سے محفوظ رہ سکے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کیلئے اسکی موت سے پہلے تک سچی توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے۔ جو چاہئے اطاعت کر کے دنیا وآخرت سنوار لے۔ جو انسان اس حقیقت کو تسلیم کر لیتا ہے کہ میں مخلوق ہوں اور میرا ایک خالق ہے جس نے مجھے پیدا کیا وہی مجھے موت دے گا جو انسانی رزق و راحت، اور نجات و عذاب دینے والی واحد مالک ہستی ہے تو وہ انسان عذاب الٰہیکے ڈر سے مجرمانہ زندگی سے دور رہتا ہے اسے یہ دلی یقین بھی حاصل ہو جاتا ہے کہ مرنے کے بعد اعمال و کردار کی جوابدہی کیلئے اسی کے ہاں پیش ہونا ہے اگر وہ ناراض ہوا تو جان کنی اور قبر میں عذاب ہوگا اور جہنم کے قہر و غضب کا نشانہ بنے گا۔ تو وہ انسان مظاہر قدرت اور صفات باری تعالیٰ کے اعتراف و یقین اور جذبہ شوق و محبت میں احکامات خالق کی تعمیل اور بندگی اس خلوص، صفائی اور دل کی گہرائی سے کرتا ہے کہ مالک خوش ہو جائے تو یہ توفیق الٰہی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

ترجمہ ''اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور نیک عمل کرتے تو ہم آسمانوں اور زمین سے ان کیلئے (رحمت کے) خزانے کھول دیتے'' (اعراف 96)

☆ بلاشبہ آج افراد، معاشرہ اور ملکوں میں یہ سب فتنہ فساد دہشت گردی اور آفات، احکامات الٰہی سے روگردانی کا نتیجہ ہیں۔

اے لوگو حرام اور ناحق سے کنارہ کش ہو جاؤ، باضمیر بن کر اللہ کی پناہ مانگو کہ دنیا میں ہماری زندگی چندروزہ ہم سب موت کی قطار میں کھڑے ہیں۔

جو بندہ اپنے رب کریم سے دلی تعلق اور مغفرت چاہتا ہے تو لا الہ الا اللہ کے ذکر و عمل سے دل کو

Marfat.com

شیشے کی طرح صاف کرے، شکر واطاعت اور صدق وتوکل پر قائم۔ ہر شے اسی سے طلب کرے وہ عطا کرے تا کبھی نہ بھی کرے تو رضائے الٰہی پر خوش ہو جائے کہ وہ دانائی اور حکمت کا مالک ہی بہتر جانتا ہے کہ کس چیز میں تیری بہتری ہے یا نہیں۔ نفع نقصان اور خیر وشر کی قدروں کا وہی مالک، سمیع وعلیم ہماری ہر دعا ادا اور نیت کو جانتا دیکھتا سنتا ہے۔

☆لوگو اپنے اور اپنی اولاد کیلئے حرام نہ کماؤ، یہ تمہارے اور تمہارے اہل وعیال کی جان ومال کا وبال بنتا ہے۔ زمانہ کی طرف (ناگہانی اموت) دیکھ کر عبرت حاصل کرو۔ خوش بخت وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے اخلاق وعمل کو سنوار دے انہیں صوم وصلوٰۃ کا پابند بنادے اپنے اور اپنے والدین کے لئے صدقہ جاریہ کا اہتمام کرے تا کہ جان کنی آسان اور قبر میں بھی روح کو غذا ملتی رہے۔ یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ اعمال زندگی خود بھی گناہوں کی سزا دیتے ہیں۔ بددیانت اور جھوٹے لوگ بدبختی میں مبتلا رہتے ہیں۔

بلاشبہ آج جسے ہم جدید اور ترقی یافتہ دور کا نام دیتے ہیں گمراہی اور نافرمانی کا دور ہے۔ یہ مغربی تعلیمات اور سرمایہ دارانہ استحصالی نظام اور نام نہاد جمہوریت کا ثمر ہے۔ جس میں حکمران ارباب اختیار افسر شاہی جاگیردار اور سرمایہ دار طبقات کی اکثریت ناجائز طور پر جائیدادین اور سرمایہ سمیٹنے بڑے گھر بڑی گاڑیوں کو شان وشوکت کا نام دیتے ہیں۔ قانون فطرت کے تحت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور دکھی انسانیت کے حقوق کی پامالی کے عوض سکون وراحت اور ذاتی طور پر اللہ کی نعمتوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات حق ہے اس نے کائنات ارض سما اور انسان کو حق کیساتھ پیدا فرمایا ہے۔

قرآنی سورہ بنی اسرائیل 161 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ ”جو اس زندگی میں اندھا ہو (حق پہچاننے سے) وہ آخرت میں بھی اندھا ہے“

سورہ کہف میں فرمایا ترجمہ ”جنکی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں گم ہو گئی تو اس کا کیا دھرا سب اکارت ہے ان کا بدلہ جہنم ہے۔

قرآنی تعلیمات حق سچ شفا پناہ اور رحمت ہے قلبی امراض عقائد فاسدہ جہالت اور گمراہی کو دور کرتا ہے انسانوں کی سوچ اور طرز فکر وعمل کو پیدا کرتا ہے جسکے بارے میں حکیم الامت نے فرمایا پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں۔۔ شاہیں کا جہاں اور کرگس کا جہاں اور نبی رحمتؐ نے فرمایا ترجمہ ”جو میں لایا ہوں وہ باراں رحمت کی مثل ہے جو خشک ناتواں اور پیاسوں کو ایسا سیراب کرتی ہے کہ بہار آجاتی ہے تعلیمات نبوی دلوں کی روشنی تزکیہ نفس، روح کی تازگی عصمت اور فضیلت بخشتی ہے“

فرمان الٰہی ہے ترجمہ ”رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے“

ترجمہ ”جو رسول کی نافرمانی کرے اسے زمین میں دبا کر زمین ہموار کر دی جائے“

Marfat.com

قرآن کی رو سے دنیا و آخرت کی فلاح و نجات رسول کی غلامی سے مقدر بنتی ہے جبکہ مغرب اور امریکی اجنڈا جبر و ظلم کے ذریعے دولت اور وسائل پر قبضہ جمانا ہے جو مرتے وقت دنیا میں ہی رہ جانا ہے جبکہ آخرت کا عذاب بڑا سخت ہے۔

حقیقی اسلام اور ضابطہ حیات کا یہی نقطہ اور طرز فکر و عمل صہونیت زدہ انسانوں کو حقیقت اور فطری طرز عمل سے دور کر دیتا ہے۔اسلئے لازم ہے کہ مسلم قوم کی نجات و اصلاح کیلئے نصابی تعلیم میں علم ادیان کتابچہ شامل کیا جائے۔

تاکہ مسلم قوم حقیقی اطاعت پر عمل پیرا ہو کر دنیا و آخرت میں سرخرو ہو سکے نہایت دکھ کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج ہم نام کے مسلمان ہیں نماز بھی پڑھ لیتے ہیں، روزہ اور صاحب استطاعت حج کیلئے خانہ کعبہ اور مدینہ منورہ پر حاضری دیتے ہیں۔واپس آ کر خلق خدا پر وہی جبر و ظلم روا رکھتے ہیں۔

نبی اللہؐ نے مسلمان کی تعریف میں فرمایا مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے دوسرے محفوظ اور مامون رہیں''۔اللہ کے گھر کی حاضری اور روضہ رسول کی زیارت میں سچی اور پکی توبہ کرنے کے بعد تو حدیث مبارکہ کی رو سے نئے جنم کی طرح انسان گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے بشرطیکہ آئندہ ظاہری اور باطنی طور پر بے ضرر حساس اور پرہیز گار بندہ بن جائے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

اے لوگو اللہ کریم سے اسکی توفیق مانگو اسی پر بھروسہ کرو مشکل کشا بڑا ہی رحیم کریم اور خطائیں معاف فرمانے والا پالنے والا رب ہے

رب قادر کے حضور التجا ہے اے عشق نبی، میرے دل میں سما جانا

25۔ علمِ حقیقی

انسان کا اشرف ہونا معرفتِ الٰہی یعنی اللہ پاک کے اسماء و صفات کے پہچان کی بدولت ہے اور یہ علمِ حقیقی یعنی نورِ معرفت، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد ﷺ کے وسیلہ جلیلہ کی بدولت عطا فرمایا ہے۔

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ:''پس جو لوگ آپ کیساتھ ایمان لائے اور آپ ﷺ کی تعلیم اور آپ ﷺ کے دین کی مدد کی اور اس نور (قرآن مجید) کا اتباع کیا جو آپ کیساتھ اتارا گیا وہی لوگ کامیاب ہیں۔''(اعراف 157)

نبی اللہ ﷺ کا ارشادِ پاک ہے۔

Marfat.com

ترجمہ:"اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت اور رہنمائی ہے اور اس نورِ معرفت کا میں قاسم ہوں۔"

مخلوقِ خدا کی رہنمائی اور نظام ہدایت کو جاری و ساری رکھنے کیلئے اپنے انعام یافتہ بندوں (رسولوں) کو باقی مخلوق کی تربیت اور رہنمائی کیلئے مقرر فرماتا ہے۔

انسان بندگی میں اس وقت آتا ہے جب اس کا تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب ہو جائے۔ اس تزکیہ اور تصفیہ قلب کیلئے اللہ تعالیٰ کا ذکر ایک نور کی حیثیت رکھتا ہے۔

قرآنی سورہ یونس میں ارشاد ہے۔ ترجمہ "اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی یہ دلوں کی صحت، ہدایت اور رحمت ہے ایمان والوں کیلئے"

نبی اکرم ﷺ کا فرمان مبارک ہے۔

ترجمہ: "ہر چیز کی صفائی کسی چیز سے ہے اور دلوں کی صفائی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہے۔"

(روح البیان)

اب ان دلوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کس طرح ممکن ہو۔ جب ان دلوں کی نسبت نبی اکرمؐ کے قلب مبارک سے شیخ کامل کے وسیلہ سے جڑ جاتی ہے، تو اس قلب اطہر سے نورِ معرفت ان دلوں میں داخل ہو کر ان کو صاف شفاف اور سلیم بنا دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے انسانوں کے نفوس سکون حاصل کر کے مطمئن بن جاتے ہیں اور اپنی مرضی چھوڑ کر رب کی مرضی والے یعنی راضی بہ رضا بن جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضور پاک ﷺ کو قرآن پاک میں سراجاً منیرا فرمایا یہ سراجاً منیرا نورِ معرفت کا پاور ہاؤس ہے، جہاں سے ہدایت اور رہنمائی کی روشنی (علم) نسبت کے ذریعے سے مخلوقِ خدا کو پہنچتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان میں مختلف اعضاء، مختلف کاموں کیلئے رکھے ہیں، آنکھ کا کام دیکھنا، کان کا سننا، ناک کا سونگھنا، ہاتھوں اور پاؤں کا مختلف کام کا انجام دینا ہے۔ اتنے بڑے جسم میں کسی چیز کے چکھنے یا ذائقہ محسوس کرنے کا کام زبان کو عطا ہوا۔ جب تک کوئی قطرہ زبان کو نہیں لگتا اس کا ذائقہ محسوس نہیں ہوتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا نور پوری کائنات میں موجود ہے، اس نور کو اپنے اندر سمونے والا آلہ انسان کا قلب ہے۔ اس کی مثال ایک بلب میں لگے ایلیمنٹ کی طرح ہے، جب اس کی تار پاور ہاؤس کیساتھ منسلک ہو جاتی ہے تو بجلی کا کرنٹ آنے سے یہ چمک اٹھتا ہے۔ جب کسی بندے کے دل کی تار شیخ کامل کی نسبت سے قلب طہر مبارک حضور ﷺ یعنی سراجاً منیرا سے منسلک ہو جاتی ہے تو نورِ معرفت اس قلب میں جلوہ گر ہو جاتا ہے۔ جو تزکیہ اور تصفیہ کا باعث بن کر بندے کو ایمان میں حق الیقین وعین الیقین تک پہنچا دیتا ہے۔ اس کے بدلے انسان کے اندر عشقِ رسول ﷺ اور عشقِ خدا میسر آتا ہے اور عاشق اپنے محبوب کی خوشی کو ملحوظ خاطر رکھتا ہے۔ جو شریعت مطہرہ پر ظاہراً باطناً عمل کی شکل میں عیاں ہوتا ہے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہوگا

Marfat.com

جب نسبت کے اندر فیض موجود ہو۔ فیض وہ روشنی ہے جو قلب کی صفائی اور چمک کا ذریعہ ہے۔ جو انسان کے اندر نفس کی مرضی چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے احکام کے تابع کر دیتا ہے۔ اگر محض کسی بلب کی تار موجود ہو لیکن کرنٹ نہ آ رہا ہو تو بلب روشنی نہیں دیتا۔ اسی نسبت سے بے فیض نسبت بھی مریدوں پر رنگ نہیں چڑھاتی اور پر فیض نسبت مریدوں پر محمدی ﷺ رنگ اجاگر کر دیتی ہے۔ یہی وہ حقیقی عمل ہے جو کامل و مکمل شیخ کے ذریعے وسیلہ حقیقی یعنی حضرت محمد ﷺ کے توسل سے انسان کو میسر آتا ہے۔

قرآن مجید کی رو سے نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا رسول، محبوب سبحانی، ہادی، رہنما، مرشد تسلیم نہ کرنے والوں کو ایمان حقیقی میسر نہیں آتا ہے جیسا کہ ابوجہل پڑھا لکھا اور فصیح و بلیغ ہونے کے باوجود حضور اکرم ﷺ کی تلاوت فرمائی ہوئی آیات کو سن کر اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے سے محروم رہا۔ بخلاف اس کے ایسے اشخاص جو عربی معنی اور مفہوم بھی نہیں جانتے تھے، اللہ تعالیٰ کے رسول کی تلاوت کی گئی آیات مبارکہ کے معنی اور مطالب پوری طرح سمجھنے سے قاصر تھے، لیکن ادب اور محبت والے ہونے کے ناطے رسول خدا ﷺ کو ہادی، رہنما، مرشد تسلیم کرنے والے تھے، وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان حقیقی اور اسماء صفات کی پہچان والے بن گئے۔

اس بات سے حقیقت واضح ہو گئی کہ حقیقی ایمان محبت الٰہی اور اللہ تعالیٰ کے اسماء صفات کی پہچان حاصل کرنے کیلئے شیخ کامل یا کسی نائب رسول ﷺ کا وسیلہ ضروری ہے۔

آج جبکہ مادہ پرستی، حرص اور ہوائے نفس نے انسانوں کو انسانیت کی معراج سے بہت پستی میں گرادیا ہے، اس نورِ معرفت اور علمِ حقیقی کی زیادہ ضرورت ہے۔

بیعت کے قرآنی معنی اطاعت گزاری کے ہیں سورہ قریش کا متن ملاحظہ کیجئے۔

''اللہ تعالیٰ نے انسان کو بھوک میں رزق اور خوف میں امان کیلئے بندگی کی ترغیب عطا فرمائی ہے۔ جو آج کے انسان کی اولین ضرورت اور خواہش ہے۔ التجا ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو دین کی سمجھ اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

بندگی کی ابتدا ادب صبر توکل الی اللہ رزق حلال بندگان خدا کے حقوق کی احسن ادائیگی ذکر اور فکر آخرت سے ہوتی ہے۔ مادی دنیا کے دلدادہ لوگوں کی رسائی معرفت الٰہی تک کیوں کر ممکن ہو سکتی ہے۔ گویا جو تعلیم، عقیدہ، اور مسلک، انسانی قلب کو شفاف تزکیہ نفس نہیں کرتا وہ ناقص اور ادھورا ہے۔ مومن کی منزل مقصود فقط معرفت الٰہی ہے۔ جنت اطاعت اور اعمال صالح کے عوض انعام باری تعالیٰ ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔ ترجمہ ''ہے کوئی صاف دل جو میرے سامنے لائے؟''

Marfat.com

علم حقیقی اور علم شریعت کے علم وعمل کے بعد فنا بقا اور علم لدنی سب روحانیت ہی کے مراتب ہیں جو غلامی رسولؐ میں پنہاں ہیں۔

نبی اکرمؐ نے مومنوں کے ذہنوں کی فراست اور جستجو کیلئے ارشاد فرمایا ترجمہ ''اللہ تعالٰی نے زمین کو میرے لئے لپیٹ دیا میں نے اسکے مشرق ومغرب کو دیکھ لیا''

عطائے رب قدوس سے یہ صفات ولی کامل میں موجود ہوتی ہیں راقم نے اپنے مرشد بابا کرم بخش قادریؒ میں یہ صفت دوبارہ دیکھی۔

ارشاد باری تعالٰی ہے ترجمہ ''میرے محبوب فرما دیجئے بے شک بزرگی تو اللہ کے ہاتھ میں ہے جسے چاہے عطا فرمائے'' (سورہ آل عمران آیت 73)

حدیث شریف میں ہے ''یعنی میری امت کے علماء نبی اسرائیل کے نبیوں کی مثل ہیں۔'' (یہاں علماء سے مراد علم لدنی رکھنے والے ہیں)

ارشاد باری تعالٰی ہے ترجمہ ''سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم'' (یونس 62)

مقام ولایت احادیث کی روشنی میں حدیث قدسی ہے اللہ تعالٰی فرماتا ہے جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں۔ میرا بندہ برابر نفل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے اور اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس کے ساتھ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور اس کا پیر بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور اسے عطا کرتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ پکڑے تو ضرور میں اسے پناہ دیتا ہوں''۔

اس نے عرض کی جس کے پاس علم تھا کہ میں اسے (تخت ملکہ بقیس) آپ کے حضور میں حاضر کر دوں گا ایک پل مارنے سے پہلے۔ (سورہ النمل آیت 40)۔ معلوم ہوا کہ ولی اللہ کیلئے زمان ومکان سمٹ جاتے ہیں اور آنکھ جھپکنے سے قبل ولی اللہ دور دراز آجا سکتا ہے۔

حضورﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰی کے کچھ بندے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے انہیں حاجت روائی کے لئے خاص فرمایا ہے لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں ان کے پاس لاتے ہیں یہ بندے عذاب الٰہی سے امان میں ہیں (طبرانی فی الکبیر حدیث حسن)۔

نبی اکرمﷺ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالٰی کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس سے مخلوق کی حاجت روائی کا کام لیتا ہے (بیہقی فی الشعب)۔

Marfat.com

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے نیک دل امتیوں سے حاجتیں مانگو ان سے فضل طلب کرو ان سے بھلائی چاہو رزق پاؤ گے مرادوں کو پہنچو گے ان کے دامن میں آرام سے رہو گے ان کی پناہ میں چین کرو گے کہ ان میں میری رحمت ہے (العقیلی وطبرانی فی الاوسط وصحیح ابن حبان ومستدرک الحاکم)

اللہ تعالیٰ نے ان گنت اولیاء کرام اور نیک دل بندے ہر زمانہ ہر علاقہ میں دکھی انسانیت کی فلاح کیلئے مامور فرمائے ہیں جو سچے دل کی توبہ کے بعد توفیق الٰہی سے فیض وکرم کا وسیلہ بنتے ہیں گویا شفا منجانب اللہ تعالیٰ ہی ہوتی ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا کہ میری مجلس میں خلعتیں تقسیم ہوتی ہیں کوئی نبی ایسا نہیں جس کو خدا نے مبعوث کیا ہو اور کوئی ولی ایسا نہیں کہ وہ میری مجلس میں حاضر نہ ہوتا ہو۔ (یہ زندہ ولی اپنے بدنوں کے ساتھ اور فوت شدہ اپنی ارواح کے ساتھ) اے غلام میری بابت منکر نکیر سے پوچھو جب کہ وہ تیرے پاس قبر میں آئیں تو وہ تجھے میرا حال بتلائیں گے۔ (بہجۃ الاسرار ص58)

حضرت شیخ نے فرمایا کہ میں جنات اور ملایکہ کا بھی شیخ ہوں۔ میری نگاہیں لوح محفوظ پر مرکوز ہیں۔ ذات باری کا مشاہدہ کرتا رہتا ہوں۔ نائب رسول ﷺ ہونے کی حیثیت سے میں تمہارے لئے حجت ہوں۔ ماہ وایام شب وروز مجھے ہر ہر لمحہ کی خبر دیتے رہتے ہیں۔ جب تم خدا سے دعا مانگو تو میرے وسیلے سے مانگو (قلائد الضواہر ص94)

شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص کسی مصیبت میں مجھ سے فریادرسی چاہتا ہے وہ مصیبت اس سے ہٹالی جاتی ہے اور جو شخص کسی تکلیف میں مجھے میرے نام سے پکارتا ہے وہ تکلیف اس سے اٹھالی جاتی ہے۔

حضرت عبدالرحمن جامیؒ فرماتے ہیں

غوث اعظم درمیان اولیاء چوں محمدؐ درمیان انبیاء

یا غوث معظم نور ھدیٰ مختیار نبی مختیا خدا سلطان دو عالم قطب علی حیران از جلالت ارض وسماء

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں

حق تعالیٰ نے آنجناب کو وہ قوت عطا فرمائی ہے کہ وہ دور ونزدیک ہر جگہ یکساں تصرف فرماتے ہیں مطلب یہ کہ رب کریم نے نبیوں، ولیوں، قرآن پاک، علماء حق، پرہیزگاروں اور صالحین جماعت کو خلقت کی رہنمائی مسائل کے مداوا اور ایمان کی پختگی کیلئے پیدا فرمایا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے نیکوکاروں کی محفل میں بیٹھنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اوائل عمری میں بچے کی صالح تربیت ضروری ہے کہ اس عمر میں بچہ جو اخذ کرتا ہے زندگی بھر اسی راہ پر چلتا ہے۔ ہمارے تعلیمی نصاب

Marfat.com

حکمہ دینی مدارس میں محض قرآنی تعلیم حاصل کر لینا کافی نہیں نماز بھی ترجمہ کے ساتھ ادا کی جائے تو مفہوم دل میں اترتا چلا جاتا ہے جو رجوع وخشوع اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ پر ایمان کی پختگی اور اللہ تعالیٰ پر توکل کا سبب بنتا ہے۔

تصوف اور روحانیت کے طالب کو اول اوران کے مفہوم جاننا چاہئے جو شخص ان علوم سے ناآشنا ہوگا وہ کسی منزل پر پہنچے کا اہل نہیں

طالب حق جبتک اپنے اندر اداب اخلاق ،توکل ،عجزوانکساری اور حق سچ ذکر الٰہی اور خلوص جو باطنی دل کا پہلو ہے نہ اپنالے وہ کسی منزل پر نہیں پہنچتا۔ نبی اللہ نے فرمایا خدا کا ذکر اتنا زیادہ کرو کہ لوگ تمہیں مجنوں کہیں بندگی نام ہے سپردگی کا یعنی شہنشاہ کائنات کے حکم پر سر تسلیم کر لینا یعنی نفسانی خواہشات اور طمع ولالچ سے دور رہنا۔

تصوف کا مرتبہ بہت وسیع ہے حضرت داتا گنج بخشؒ نے فرمایا تصوف کی ابتدا ظاہری اصلاح اور باطنی صفائی سے حضرت شیخ عبدالقادرؒ نے فرمایا ذات حق کیساتھ خلوص اور مخلوق کیساتھ سچائی بھلائی سے پیش آنا اور اپنے اندر کو کدورتوں اور جملہ اندیشوں سے پاک کرنا۔

خالق کائنات نے ارشاد فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر احسان عظیم فرمایا ہے کہ انہی میں سے ایک ذیشان رسول بھیجا جو ان کو اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سنا تا انہیں پاک صاف کرنا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

رسول خدا نے تعلیم وتربیت کیلئے علمی وذہنی گویا قرآنی احکامات اور اصول حیات اور اصول حکمت سکھائے جو زبان اور بیان کے متعلق ہیں اور پھر اپنی نگاہ سے ایمان لانے والوں کے قلوب غیر اللہ کی محبت کی تمام کثافتوں اور رنگ اتار کر اللہ کریم کی محبت اور اسماء سے سرشار کرنے کا جذبہ اجاگر فرمایا ایمان والوں نے عطائے رسول اکرم سے تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب اپنا کر دلوں کو منور کیا یہی روحانی سلسلہ اور بابرکت نسخہ کیا جو صحابہ کرام کے واسطے سے سینہ بہ سینہ تابعین تبع تابعین تا اولیا کاملین اور علماء حق کے ذریعے امت مسلم میں تا قیامت جاری رہ کر ظلمت گریں قلوب کو منور کرتا رہیگا دین متبن کا یہ پہلو جو علماء ظاہر کے ہاں مقصود ہے اسلئے کہ یہ دولت عظمیٰ عبادت اور کتب کے بعد بھی شیخ سے اخذ کیا جاتا ہے۔

جیسا کہ علامہ اقبالؒ نے فرمایا

''مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم　　تا غلام شمس تبریزی نہ شد''

یہی رسول اللہ کی روحانی میراث ہے جس سے صدیق قطب قیوم غوث اوتاد ابدال پیدا ہوتے ہیں جنکے بارے سورہ النساء 69 میں ارشاد باری ہے ترجمہ ''جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کا کہنا مان

Marfat.com

لیگا تو ایسے لوگوں کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء اور صدیقین) قرآن نور ہے اس نور کی بدولت بندے کو اللہ تعالیٰ کی پہچان اور علم حاصل ہوتا ہے اسی طرح دینی امور کے بارے میں علم یعنی اللہ تعالیٰ سے معاملات ، اللہ کے بندوں سے معاملات (حقوق اللہ حقوق العباد) اور آخرت کے بارے میں مثبت سوچ فکر اور عمل سے نجات آخرت ملتی ہے۔

یہ سب علم حقیقی کا ذریعہ اور بنیاد ہیں علم حقیقی کا کل نہیں انہی ظاہری علوم سمیت قرآن پاک ، احادیث رسولؐ کے علم کے بعد بھی معرفت کی اصل روح حاصل نہیں ہوتی اگر ایسی بات ہوتی تو نبی اکرمؐ کی ظاہری حیات مبارکہ جو قریش کے سردار جو پڑھے لکھے تھے اور جن کا بلیغ شعرا میں شمار ہوتا تھا عربی جنکی مادری زبان تھی جب نبی اکرمؐ اللہ پاک کی طرف سے وحی کردہ آیات اور احادیث قدسی کے معنی انکے سامنے تلاوت فرماتے انکے معنی اور مطالب وہ بخوبی سمجھتے تھے لیکن رسالت ما آبؐ پر دلی ایمان لانے سے محروم رہے۔ جبکہ اس دور کے ان گنت عجمی حضرات (جیسے سیدنا بلالؓ) جو عربی کو اچھی طرح سمجھ بھی نہ پا رہے تھے اللہ کے رسولؐ پر سچا ایمان لائے ، آپ کو ہادی اور رہبر ماننے والوں کے قلوب اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے ادارک سے انکو وجدان حاصل ہو گیا جسے علم باطن (علم حقیقی) تزکیہ نفس اور تصفہ قلب کا نام دیا جاتا ہے جو بعثت رسولؐ کا اصل مقصد ہے۔ جسے حاصل ہو گیا وہ فلاح پا گیا (القرآن) نور محمدی کے ساتھ جڑ جانے سے علم حقیقی کی شمع روشن ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی پہچان کیلئے نور محمدی کو تخلیق فرمایا جو اس سلسلہ اور وسیلہ نے محروم رہا اسے علم حقیقی میسر نہ آیا۔

جبکہ آج کا انسان مادہ پرستی میں اسقدر گم ہو گیا ہے کہ اپنے مالک وخالق کی یاد کیلئے اسکا دل اور دماغ فارغ نہیں دنیا کی عیش وعشرت اُسے اطمینان قلب کی بجائے پریشانی میں مبتلا کر رہی ہے لیکن وہ پھر بھی نظام فطرت پر غور نہیں کرتا۔ کار، بنگلہ، بنک بیلنس، جائیداد، اسکو سکون دینے سے قاصر ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ سلام نے پوچھا اے خالق کائنات تیرا دوست کون ہے اور تیرا دشمن کون؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ جو بندہ میری یاد میں رہتا ہے، میرا دوست جو بندہ میری یاد سے غافل ہے وہ میرا دشمن۔

حکیم ترمذی کہتے ہیں کہ اللہ کا ذکر دل کو تر اور نرم کرتا ہے۔ جب ذکر سے خالی ہوتا ہے تو نفس کی گرمی اور شہوت کی آگ سے خشک اور سخت ہو جاتا ہے۔ آج اگر کوئی ظاہری علوم (گریجوایشن) حاصل کر لیتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ اس سے اعلیٰ کوئی علم نہیں، حضرت سلطان باہو علم حقیقی کی فضلیت میں فرماتے ہیں پڑھ پڑھ ہزار کتاباں عالم ہوئے سارے اک حرف اوہ عشق نہ جانن بھٹکے پھرن بھچارے ہو اک نگاہ جے عاشق دیکھے لکھ ہزاران تارے ہو۔

Marfat.com

آقائے رسل نے فرمایا "علم قلب (باطن) ہی حقیقت میں نافع ہے"
حدیث شریف میں ہے ہر چیز کو پاک صاف کرنے کا کوئی نہ کوئی آلہ ہوتا ہے دلوں کو صاف کرنے والا آلہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے وہی قاضی الحاجات، مسبب الاسباب حافظ وناصر وارث بڑا ہی رحیم وکریم ہے دل کو اسکی یاد سے ایک پل بھی خالی نہ کرو جو دم غافل سو دم کافر کی حقیقت کو جان کر غفلت نہ کرو۔ نماز بھی عبادت خدا کا ذکر ہے غفلت اور بے حضوری والی نماز کالے کپڑے میں لپٹ کر منہ پر ماردی جائیگی نماز وہی نماز ہے جسمیں دل حاضر ہو۔ حدیث رسولؐ میں ہے، میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل نہیں سوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ جس بندہ کو صحبت مرشد یعنی ذکر اللہ سے ابدی زندگی نصیب ہو جاتی ہے اسکے دل کی تار مبع سے جڑ جاتی ہے نیند میں بھی اسکا دل خدا کی یاد میں لگا رہتا ہے مرنے کے بعد بھی وہ ذکر بند نہیں ہوتا کیونکہ جو چیز اللہ کے نام سے زندہ ہو جاتی ہے وہ پھر نہیں مرتی۔
حدیث قدسی میں وارد ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب بندے کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد رکھتا ہے تو میں اسکے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اسکی طرف متوجہ ہوتا ہوں اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اسکی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ گماں اللہ تعالیٰ کیساتھ دلی تعلق جذبہ شوق ومحبت اور یقین کامل کا نام ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ "اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ"
اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا نائب اور خلیفہ بنا کر بھیجا ہے اگر وہ خلافت کا حق ادا کرتا ہے۔ باان اللہ ہر چیز اسکے تابع فرمان ہو جاتی ہے جیسا کہ ایک موقع پر شدید زلزلہ میں امیر المومنین حضرت عمرؓ نے ہلتی زمین کو فرمایا اے زمین کیا عمرؓ نے تیرے اوپر عدل نہیں کیا؟
عمرؓ نے زمین پر اپنا عصا مارتے ہوئے فرمایا اے زمین ٹھہر جا تو زلزلہ فوراً رک گیا یہی علم حقیقی ہے جو اللہ تعالےٰ اپنے خاص بندوں کو عطا فرماتا ہے
حکیم لامت نے اسی نقطہ کی وضاحت میں فرمایا۔ ہم تو مائل بہ کرم میں کوئی سائل ہی نہیں۔ راہ دکھلائیں کسے کوئی راہ رو منزل ہی نہیں التجا ہے رب قدوس کے حضور کہ وہ اپنا ذکر مبارک خلوص دل سے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دل کو بیدار حقیقی زندگی اور تقوی عطا فرمائے آمین ثمہ آمین

26- پیغامِ امن ورحمت

اس کتاب کے ذریعے تمام انسانی طبقات اور دردِ دل رکھنے والے ہر فرد کو یہ پیغام شفا دینا چاہتا

Marfat.com

ہوں۔ خصوصاً ارکانِ پارلیمنٹ عدلیہ، پالیسی سازان اور اعلیٰ افسران کو کہ وہ عوام، ماتحت اور مظلوم انسانوں کے ساتھ عدل بالاحسان برتیں، اس چندروزہ آزمائشی زندگی میں اپنے فرائض منصبی، محنت اور دیانت داری سے ادا کریں۔ اپنے سخت رویوں اور ذاتی لالچ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور سزاوار نہ بنیں۔ بلکہ احترامِ آدمیت اور خدمتِ انسانی کا وہ ازلی جذبہ اور اصول اپنائیں جو دینِ اسلام سمیت تمام مذاہبِ عالم کی اصل اور بنیاد ہیں۔ اس طرح ہم ''اللہ تعالیٰ'' کے فرمابردار بندے بن جائیں گے۔

درحقیقت قانونِ قدرت کے فطری عمل کے تحت، انسانی نجات، خلقت کے حقوق وفرائض کی پہچان اور معاملات میں عدل و انصاف کے ساتھ ادائیگی پر موقوف ہے۔ جھوٹ، بددیانتی، کرپشن، رشوت اور حرام خوری، دنیاوآخرت کی تباہی، فتنہ وفساد اور عذابِ الٰہی کا موجب بنتی ہے۔ یومِ عدل کے ڈر سے آپ ہر اس بُرے کام سے بچیں جس سے ملک وملت اور افراد کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔

خدا کرے میرا یہ پیغام تحریک کی شکل اختیار کر جائے اور ہر کان تک پہنچ کر، دلوں کو اطاعتِ خالق کی طرف راغب کر دے، تو میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے دینی اور دنیاوی معاملات میں ضرور آسانی پیدا فرمادے گا۔ انشاءاللہ

آپ میرے حساس دل کی یہ درد بھری آواز اپنے عملی کردار وعمل سے لاتعداد انسانوں تک پہنچائیں کہ وہ دوسروں کے حقوق ومعاملات میں احساسِ حق سچ اور دیانت داری اپنا کر خیر وبرکت اور رحمت ایزدی کے حق دار بن جائیں۔

''تاریخ شاہد ہے کہ آج تک محاسبہ اور نظامِ جوابدہی کے بغیر اصلاح معاشرہ اور حقوق کی ادائیگی کی فضا پیدا نہیں ہوتی۔'' لازم ہے کہ حکومتِ وقت ضابطہ اخلاق کا نفاذ عمل میں لائے۔

حکیم الامتؒ علامہ نے اس نقطہ کی وضاحت میں فرمایا

خدا کے عاشق تو ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہو گا

تخلیق کائنات اور اس کی روانی میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور عظیم حکمت ودانائی پر جو بھی طالبِ حق اور بالغ العقل انسان قطرہ آب سے اپنی پیدائش پر اور یہ کہ فطری عمل کے تحت ہر انسان اپنی زندگی میں جیسا عمل کرتا ہے ویسا بھرتا ہے مطلب یہ کہ قانونِ قدرت کے تحت ہر نفس دنیا میں اپنے اچھے برے اعمال وکردار کی سزا اور صلہ پالیتا ہے اور بالا آخر بحکم ربی، روح پرواز کر دی جاتی ہے اور مردہ جسم کو مٹی میں دبا دیا جاتا ہے۔ اور یوں نفس کے کردار وعمل کا کھیل اور تعلق اس دنیا فانی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاتا ہے۔ اس لمحہ فکریہ پر جو بھی انسان غور وفکر کرے گا کہ دنیا میں آنے والی ہر جان، روح اور ہر نفس کا

Marfat.com

بے بسی کے عالم میں سفرِ آخرت پر روانہ ہونے کی حقیقت کیا ہے؟ اور ساتھ ہی اس بھری کائنات وسماوات کا جائزہ لے اور آفاقی پیغام "قرآن مجید" کا بامعنی اور بغور مطالعہ کرے تو وہ یقیناً خالق کائنات کی ہستی اور حاکمیت اعلیٰ کا اقرار کرے گا اور حکم خالق کے تحت رسالت کا اقرار بھی کرے گا۔ اسے یہ علم نصیحت اور عبرت بھی حاصل ہو جائے گی کہ چندروزہ زندگی اس کے اگلے جہاں کے لیے زادِ راہ اور محض امتحان کی مہلت ہے

خالق نے مخلوق کی سلامتی امن، اور بھلائی کے لیے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیا ہے۔ نظامِ عدل اور دوسروں پر ظلم و استحصال سے منع کرنے کے آفاقی احکام اور قوانین اپنے نبیوں اور آسمانی کُتب، توریت، انجیل، زبور اور قرآن مجید کے ذریعے نازل فرمائے۔

رسولانِ ربِ کائنات نے ان احکامات کو اپنی امت اور قوم تک پہنچایا، سب سے آخری نبی آخر زماں حضرت محمد ﷺ خاتم انبیاء کے طور پر مبعوث فرمایا اور قیامت تک کی مخلوق، امت محمدیہ کہلائی۔

قوانین، ہدایات اور احکامات قرآن وسنت، دین اسلام کہلائے۔ دین اسلام کی عمارت پانچ بنیادی ارکان پر مشتمل ہے۔ اول کلمہ طیبہ، دوم نماز، سوم زکوۃ، چہارم روزہ اور پنجم حج۔

پانچوں ارکان اسلام اور قرآن وسنت پر پرہیز گاری کے ساتھ عمل کرنے سے بندہ انسان مسلمان بنتا ہے

(1) کلمہ طیبہ لاالہ الا اللہ محمد الرسول اللہ
کے معنی کوئی الہ نہیں مگر اللہ، اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔
بلاشبہ "اللہ شانہ" کا کوئی شریک یا ساجھی نہیں۔ ربِ کائنات آحد اور واحد ہے۔ حکم صرف اُس کا روا ہے۔ اللہ عظیم قدرت وحکمت والا ہر شے پر غالب اور قادر ہے

(2) نماز عاجزی، دردمندی اور شرمندگی کا نام ہے۔

(3) روزہ کی روح یہ ہے کہ انسان کی زبان، کان، آنکھ، دل۔ ہاتھ اور پاؤں برے افعال کے لیے حرکت نہ کریں۔

(4) زکوۃ سراپائے انسانی ہمدردی اور نفسانی قربانی ہے اس کی اہمیت اور فرضیت کے پیش نظر قرآن نے زکوۃ اور نماز کا ذکر ساتھ ساتھ کیا ہے

(5) حج درحقیقت امتحان نفسانی ہے کہ آیا اس کی دنیاوی خواہشات، بھاری ہیں یا وہ فکرِ دین اور آخرت کی راہ پر عمل پیرا ہے۔ سفرِ حج کے بعد اگر دنیاوی محبت کی بجائے دل فلاح، عبادات اطاعت میں لگے تو حج کا مقصد پورا ہو گیا ورنہ دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض حجاج فریضہ حج محض

Marfat.com

فرض کے طور پر بجالاتے ہیں حالانکہ فرض کو عملی زندگی میں اپنائے بغیر فلاح نہیں ملتی۔
قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔
''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اور حکم سننے کے بعد اس سے سرتابی نہ کرو ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے کہا کہ ہم نے سنا حالانکہ وہ نہیں سنتے، اور وہ جو عقل سے کام نہیں لیتے۔''

قرآن کی مثالوں سے واضح ہے کہ روز اول ہی سے طویل خشک سالی لا تعداد حادثات، طوفان، سیلاب، شدید، موسمی، تغیر و تبدل، تباہ کن زلزلے،

پھلوں اور اجناس کی پیداوار میں کمی، اللہ تعالیٰ کی دھرتی پر بسنے والے انسانوں کے توکل، اطاعت اور رجوع اللہ میں کمی اور نافرمانی کے باعث ہوتی ہیں۔ بعض اوقات، حکمت خداوندی کے تحت کسی بڑی مصیبت سے چھٹکارا یا کسی گناہ کا کفارہ ہوتا ہے۔

پہلے وقتوں میں وسائل کی کمی، توکل اللہ کا سبب بنتی تھی۔ عام بندوں میں اس قدر حرص ہوس نہ تھی رجوع اللہ اور فرمانبرداری تھی۔ ناگہانی آفات بندوں کے لیے عبرت و نصیحت بنتیں۔ انسانوں کے لیے قوانین قدرت ازل تا ابد یکساں اور اٹل ہیں، البتہ بدلتے زمانوں اور انسانی دلوں میں بستے خوفِ الٰہی یا بغض کے کینہ احساسات و اعمال کے پیشِ نظر محسوسات اور فضائیں بدلتی رہتی ہیں۔ مقامِ کرم و نظر ہے کہ پرانے وقتوں میں بروقت بارانِ رحمت نہ آتی تو بندوں میں عاجزی انکساری اور صدقات و مناجات عود کر آتے، لیکن آج وہی کسان پیٹر انجن کے اخراجات میں زمانے کی سختی برداشت کرتا ہے رجوع الی اللہ اور مناجات نہیں کرتا، یہی صورت پوری اُمت، معاشرہ اور افراد کی ہے کہ ہم اپنی آزمائش، بھوک، بیماری اور مصائب میں بھی توبہ استغفار اور احکامات دین پر عمل نہیں کرتے۔ رب العالمین نے قرآنی آیات میں وضاحت اور ترغیب فرمادی۔ (الاعراف 96-98)

ترجمہ: ''اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے۔ تو ہم ان پر آسمانوں اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔ مگر انہوں نے تو یہ فرمان جھٹلایا، لہٰذا ہم نے اس بری کمائی کے حساب میں انہیں پکڑ لیا جو وہ سمیٹ رہے تھے۔ پھر کیا بستیوں کے لوگ اب اس سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ ہماری گرفت کبھی اچانک ان پر (رات کے وقت) نہ آجائیگی؟۔''

حقیقت یہ ہے کہ آج ہم نام اور محض نام اور رسومات کے مسلمان رہ گئے ہیں۔ جب تک راہ خدا میں نفس، وقت، مال و جان کی قربانی پیش نہ کی جائے۔ نماز و قرآن کے معنی جان کر خالقِ کائنات کی دل سے حمد و ثنا اور اطاعت نہ کی جائے۔ احکامات دین پوری لگن اور خلوص کے ساتھ ادا نہ کئے جائیں۔ خالق

Marfat.com

و مالک کا حق ادا نہیں ہوتا۔

یہ دنیا والے ظاہری عمل اور وسیلہ پر تو یقین رکھتے ہیں لیکن شاید اعمال و وسائل اور خیر و برکت عطا کرنیوالے رب العالمین کے باطنی امور (نظامِ قدرت) پر ایمان نہیں رکھتے

قدرت کاملہ انہی نافرمان، مایوس اور گنہگار بندوں کو ان کی دلی کیفیت کے مطابق دیناوی طمع و لالچ میں مبتلائے عذاب وفساد رکھتی ہے۔ اعمال صالح کی توفیق عطا نہیں فرماتی۔ مگر اپنے اطاعت گزار بندوں کو سکونِ قلب، یقین، توکل اور نیک نیتی کی منزلیں عطا کرتی ہے۔

ہر کلمہ گو کو ہر حال میں رجوع الیٰ اللہ اور اللہ سے ڈرنے کا حکم ہے کہ نجات کا یہی واحد راستہ ہے

حضرت امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ اہل قبلہ سب مومن ہیں اور وہ فرائض کے ترک سے کافر نہیں ہو جاتے، جو شخص ایمان کے تمام فرائض بجا لاتا ہے وہ مومن اور جنتی ہے، جو ایمان اور اعمال دونوں کا تارک ہے وہ کافر نہیں ہو جاتا۔ جو شخص ایمان رکھتا ہے۔ مگر فرائض اس سے ترک ہو جاتے ہیں وہ مسلمان ضرور ہے مگر گنہگار مسلمان۔ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ اسے سزاوار (عذاب) کرے یا اسے معاف کر دے۔ واللہ اعلم، اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں۔

جب بندہ کسی بلا میں مبتلا کیا جاتا ہے تو پہلے وہ خود سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر نجات نہیں پاتا تو مخلوقات میں سے مدد مانگتا ہے۔ مثلاً حاکموں امیروں یا رشتہ داروں سے۔ دکھ درد میں طبیبوں سے۔ جب ان سے بھی کام نہیں نکلتا اس وقت اپنے پروردگار کی طرف دعا اور گریہ وزاری وحمد وثنا کے ساتھ رجوع کرتا ہے یعنی جب تک اپنے نفس سے مدد ملتی ہے خلق سے رجوع نہیں کرتا اور جب خلق سے مدد ملتی ہے خدا کی طرف رجوع نہیں کرتا پھر جب ''خدا تعالیٰ'' کی طرف سے بھی کوئی مدد نظر نہیں آتی تو بے بس لاچار خدا کے ہاتھوں میں آ رہتا ہے۔ اور ہمیشہ سوال و دعا، گریہ وزاری اور ستائش و اظہار، حاجت مندی، امید و بیم کے ساتھ کیا کرتا ہے پھر خدا تعالیٰ اس کو دعا سے بھی تھکا دیتا ہے اور قبول نہیں کرتا، یہاں تک کہ کل اسباب منقطع ہو جاتے ہیں اور وہ سب سے علیحدہ ہو جاتا ہے اس وقت اس میں (احکام) قضا وقدر کا نفاذ ہوتا ہے اور اس کے اندر (خدا اپنا) کام کرتا ہے تب بندہ کل اسباب وحرکات سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ اسے حق کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ اور ضرور بالضرور صاحبِ یقین یعنی غرقِ توحید ہو جاتا ہے۔

حضرت سفیان ثوریؒ حضرت امام جعفر صادقؒ کے حضور نصیحت کیلئے حاضر ہوئے۔ امام صاحب نے فرمایا سفیان میں تمہیں آج چند مفید ترین باتیں بتاتا ہوں لیکن یاد رکھو ان باتوں پر عمل کرنا باتیں کم کیا

Marfat.com

کرو عمل پر زور دیا کرو اچھا سنو اگر اللہ رب العزت تمہیں اپنی کوئی نعمت عطا فرمائے اور تم یہ چاہو کہ وہ انعام برقرار بھی رہے تو زبان و عمل سے اس کا شکر ادا کیا کرو۔قرآن مقدس میں اللہ جل شانہ کا یہ وعدہ ہے کہ اگر کوئی بندہ اسکی نعمت کے حصول کے بعد اس کا شکر ادا بجالائے گا تو اس کو اور زیادہ انعام دیا جائے عطا فرمائے گا۔اور اے سفیان !تم خوب جانتے ہو کہ اللہ کریم وعدہ خلافی نہیں کیا کرتا اور سنو اگر تم کبھی اپنے رزق میں کسی قسم کی تنگی اور کمی محسوس کرو تو کثرت سے توبہ اور استغفار کرو یہ طریقہ بھی قرآن پاک ہی تلقین کردہ ہے رزق کی تنگی دشواری اور کمی میں اعمال کی خرابی کا بھی بہت عمل دخل ہوتا ہے انسان کو یہ یاد نہیں رہتا کہ اسکے اعمال میں خرابی اور کوتاہی ہے،لیکن جب اسکی پاداش میں اس کا رزق تنگ ہونے لگتا ہے تو وہ الٹا اللہ رب العزت کی عطاؤں کی شکایت کرنے لگتا ہے۔اس تنگی اور دشواری سے نکلنے کا سہل طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے اعمال پر کثرت سے توبہ و استغفار کرے تاکہ دانستہ یا نادانستہ غلطیوں اور کوتاہیوں کا ازالہ ہو اور اسکے گناہوں کی نحوست زائل ہو جائے۔

اور اے سفیان !اگر تمہیں کسی حاکم یا ظالم سے کسی قسم کے نقصان کا اندیشہ ہو تو کثرت کے ساتھ لاحول ولاقوۃ الاباللہ کا ورد کیا کرو،کیونکہ یہ مبارک کلمہ کشائش و کشادگی کی کنجی اور جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے تم خود مشاہدہ کر لو گے یہ کلمہ کس طرح تمہیں ظالم کے ظلم سے محفوظ و مامون رکھتا ہے۔یہ سن کر حضرت سفیان ثوری نے (علامتی طور پر) مٹھی باندھ لی اور عرض کی میں آپ کی ان نصیحتوں کو کبھی فراموش نہیں کروں گا۔آپ نے فرمایا اگر تم میری ان باتوں پر عمل کرو گے تو ہمیشہ نفع میں رہو گے۔اللہ تمہارا حامی و ناصر اور مددگار ہو۔

27- صبر واستقامت

اللہ تعالیٰ صبر کا حکم اور اجر عظیم عطا فرماتا ہے۔صبر کی تین منزلیں ہیں اول ترک شکایت ،دوم قبول،سوم قضا،صدق رضا یہ توکل اور عمل باری تعالیٰ خاص عطا ہوتی ہے۔گویا مصائب میں صبر کرے اور اُن چیزوں سے دور رہ کر صبر کرے جن سے باز رہنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

شریعت کی رو سے صبر کا مفہوم یہ ہے کہ نفسانی خواہشات کو عقل (لالچ) پر غالب نہ آنے دیا جائے اور نہ ہی شرعی حدود سے تجاوز کیا جائے۔

صبر،دل کی کمزوری،بے بسی اور بے چارگی کا نام نہیں بلکہ جرات و ہمت کے ساتھ مشکلات اور مسائل میں مسلسل کوشش کا نام ہے،ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ رہنا صبر کی حقیقت کے منافی ہے۔صبر کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنے اعمال کے نتائج اور اثرات کے لئے بے تاب و بے قرار نہ ہو بلکہ حوصلہ سے

Marfat.com

انتظار کرے اور رضائے الٰہی پر خوش رہے۔ تلاشِ رزق میں حرام سے بچنا۔ دوسروں کی مدد میں تکلیف اٹھانا، فتنہ وفساد سے دور رہنا، دنیاوی، دینوی تکالیف اور کڑی آزمائشوں میں ثابت قدمی صبر ہے۔

خواجہ حسن بصریؒ سے کسی نے پوچھا صبرِ جمیل کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا ''ایسا صبر جس میں حرف شکایت نہ ہو''

حق پر استقامت اختیار کرنا، غلطی پر اعترافِ جرم کرنا اور اصلاح کرنا، اللہ تعالیٰ سے کسی بھی صورت نا اُمید نہ ہونا، مسائل ومشکلات میں رجوع الی اللہ ہونا، محنت ومشقت اور رزقِ حلال کھانا، اور اللہ تعالیٰ سے نیک اُمیدیں رکھنا، جبھی ممکن ہے کہ انسان کا اپنا من صاف ہو اور وہ قادرِ مطلق پر دلی ایمان ویقین رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر کوئی انسان یا شے اسے (باذنِ اللہ) نقصان نہیں پہنچا سکتی، اس طرح غم وغصہ اور مسائل ومشکلات میں بھی انسان صابر وشاکر رہتا ہے اور اخلاق وآداب کو ملحوظ رکھتا ہے۔ یہی صبر کا اصل مفہوم اور راہِ نجات ہے جس کا حصول رزقِ حلال اور توفیق الٰہی سے ہوتا ہے۔

علامہ اقبالؒ کہتے ہیں کہ جدید تعلیم نے طالب علم سے احساس اور سکون وراحت کا جذبہ چھین لیا ہے، اب تو وہ ایک بے جان لاشہ ہے۔ علامہؒ کہتے ہیں کہ عشق رسولؐ ہی ایسی نعمت ہے جس کے ذریعے ہم تمام فکری مسائل حل کر سکتے ہیں۔ زمین وآسمان کی ساری نعمتیں اور عزتیں صرف اسی طریقہ سے مل سکتی ہیں۔

آج ہمارے معاشرہ میں حبِ رسولؐ کا جذبہ چند ظاہری عوامل یعنی نعت خوانی، مجلس عید میلاد النبی کے جلوس اور دھواں دار تقریروں پر مشتمل ہے، ماشاء اللہ اب یہ ہمارا ثقافتی مظہر ہے۔ جبکہ خدا اور رسولِ خدا ﷺ کے نام لیواؤں پر اپنی ملی اور دینی تقاضوں کا احساس اور عمل پیرا ہونا ضروری ہے کیونکہ ہر شعبہ زندگی میں اسوہ حسنہ کی پیروی اور اپنے نفس کو ممنوعہ عوامل سے دور رکھ کر ہی ہم دینی اور دنیاوی مقاصد و فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔

بزرگوں نے فرمایا کہ صبرِ جمیل یہ ہے کہ مصیبت والے اور غیر مصیبت والے میں تمیز نہ ہو سکے۔ پس مصیبت میں کپڑے پھاڑنا، سر اور منہ پر ہاتھ مارنا، سینہ کوٹنا، چیخنا چلانا، یہ سب باتیں حرام ہیں۔ بلکہ اپنا حال بدل لینا، چادر سے منہ ڈھانپ کر پڑا رہنا، اپنی دستار چھوٹی کر لینا، درست نہیں ہے۔ بلکہ تجھے سمجھ لینا چاہیے کہ حق تعالیٰ نے اپنے بندے کو بغیر تیری مرضی کے پیدا کیا اور پھر بغیر تیری مرضی کے اُٹھا لیا۔

حضرت امام جعفر صادقؓ فرماتے ہیں۔ ترجمہ: بے شک صبر وتکلیف ومصیبت دونوں مومن کو آتے ہیں جب مومن کو تکلیف ومصیبت آتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے، تو جب کافر کو مصیبت آتی ہے تو وہ جزع فزع کرتا ہے۔

Marfat.com

غم اور مصیبت پر چیخنا چلانا مومنین کا شیوہ نہیں بلکہ کافروں کا شیوہ ہے، کیونکہ مومنین قضا وقدر پر راضی برضا خداوند قدوس ہیں جبکہ کافرین جو کہ رب کو مانتے ہی نہیں وہ مصیبت کیوقت چلاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مصیبت میں بلند آواز سے نوحہ گری اور بین کرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی ہے کئی مشائخ نے فرمایا ہے کہ بلند نوحہ گری اور بین کفر ہے۔ایسے شخص کا نام مومنوں کی فہرست میں منافق لکھا جاتا ہے۔ایسے شخص پر اللہ کی لعنت برستی ہے۔جو مصیبت میں بلند آواز سے نوحہ گری کرے۔

مشائخ نے یہ بھی کہا ہے کہ مصیبت میں جو شخص بلند آواز سے نوحہ گری کرتا ہے (بین) کرتا ہے اس پر چالیس سال کے گناہ لکھ دیے جاتے ہیں۔اور اس کی سو سالہ عبادت بھی ضائع کر دی جاتی ہے۔اور اگر وہ اس سال توبہ کئے بغیر مر جائے تو ابلیس کا ساتھی ہوگا۔

''حضرت عمرؓ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ بن عمرؓ کو خط لکھا''

ترجمہ ''تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں، جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ہر شے اور فتنے سے محفوظ رکھتے ہیں۔''

''جو اللہ پر توکل کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس کے کاموں کی کفالت کرتا ہے، جو اللہ کو قرض دیتا ہے (راہ اللہ میں خرچ کرتا ہے) اللہ اسے بہترین بدلہ عطا کرتا ہے۔جو اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس کی نعمت بڑھاتے ہیں۔تقویٰ تمہارے تمام اعمال کا سہارا ہو۔''

ثواب اور دل کی صفائی کی نیت کرے کیونکہ ثواب کی نیت سے عمل نہ کرے تو اسے کوئی اجر نہ ملے گا۔

28۔ تقویٰ اور نیک بیوی

ایمان تقویٰ کی شرط اول ہے۔جو انسان اللہ تعالیٰ اور جناب رسول پاکؐ پر دلی ایمان نہ لایا ہو تو ان سے محبت وادب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔فرمانِ الٰہی ہے۔

ترجمہ: ''اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو تخلیق فرمایا تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو۔'' (آیت 21)

اگر کوئی چاہتا ہو کہ اس کے اندر تقویٰ پیدا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ عبادت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط کرے اور اللہ تعالیٰ کا رنگ اپنائے تاکہ اس کے اندر اعلیٰ ذوق پیدا ہو۔اچھے کام اس کا جزو بن جائیں، برے خیالات، بری باتوں اور برے کاموں سے اسے طبعاً نفرت ہو جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

Marfat.com

جاننا چاہئے کہ توکل دل کی ایک حالت ہے جو ایمان کا ثمرہ ہے۔ اور ایمان کے بہت سے باب ہیں لیکن ان میں سب میں سے دو پر ایمان لانا توکل ہے۔ ایک توحید پر ایمان لانا، دوسرا کمال لطف و رحمت پر توحید کا پہلا درجہ یا صورت یہ ہے کہ بندہ زبان سے لا الہ الا اللہ کہے اور دل میں اس بات کا عقیدہ رکھے نہ رکھے تو یہ توحید منافق کی توحید ہے کہ زبان سے کہتا ہے اور دل میں یقین نہیں رکھتا دوسرا درجہ توحید کا یہ ہے کہ دل میں توحید کا اعتقاد رکھے جیسے ایک دلیل کے اعتبار سے متکلمین کی توحید ہے۔ تیسرا درجہ یا صورت یہ ہے کہ مشاہدہ سے اس بات کو جانے کہ سب کاموں کا فاعل حقیقی خداوند تعالیٰ ہے اور دوسرے کسی کی طاقت نہیں ہے۔

زمانہ گذشتہ میں ایک زاہد شہر کے باہر ایک غار میں توکل کر کے بیٹھ گیا تا کہ روزی غیب سے پہنچے ایک ہفتہ اسی طرح گذر گیا۔ ہلاکت کی نوبت آ پہنچی اور اس کو کھانے کو کچھ بھی نہیں ملا اس زمانہ کے پیغمبر پر وحی نازل ہوئی کہ اس زاہد سے کہہ دو کہ مجھے اپنی عزت کی قسم جب تک شہر میں واپس جا کر شہر والوں کے ساتھ نہیں اٹھے بیٹھے گا میں تجھے رزق نہیں دوں گا۔ اس پیغام کے بعد جب وہ زاہد شہر میں داخل ہوا تو لوگ اسکے واسطے ہر طرف سے کھانا لانے لگے تب زاہد دل میں زنجیدہ ہوا اس وقت اس کو الہام ہوا کہ اے بندے؟ تو چاہتا تھا کہ توکل سے میری حکمت کو باطل کر دے اور تو اتنا نہیں سمجھا کہ کسی آدمی کی روزی اپنے دست قدرت سے پہنچانیکی بہ نسبت دوسرے بندوں کے ہاتھ سے پہنچانا مجھے زیادہ پسند ہے اسی طرح اگر کوئی شخص شہر میں اپنے گھر کے اندر خلوت نشین ہو جائے اور دروازہ بند کر کے بیٹھ رہے۔ اور متوکل بن جائے تو ایسا توکل حرام ہے۔

ترجمہ: ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں، جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تمہارے اندر تقوی پیدا ہو۔'' (آیت 183)

''اسلام میں روزِ اول سے جس بات پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے، وہ تقوی ہے۔ روزہ، نماز، قربانی و حج سب کی قبولیت کا انحصار تقوی پر ہے۔''

تقوی کے بارے میں قرآن مجید نے وضاحت فرما دی۔

ترجمہ: ''خدا کے نزدیک ان کا گوشت پہنچتا ہے، نہ خون بلکہ اس تک تمہاری پرہیز گاری اور تقوی پہنچتا ہے'' (الحج: 37)

حضرت ابی بن کعبؓ سے حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ تقوی کیا ہے؟ حضرت ابی بن کعبؓ نے تشریح فرمائی۔

''امیر المؤمنین! جب کسی شخص کو جنگل میں ایسی پگڈنڈی سے گزرنے کا اتفاق ہو جس کے دونوں

Marfat.com

طرف خاردار جھاڑیاں ہوں تو ایسی پگڈنڈی پر گزرتے وقت وہ شخص لامحالہ اپنے کپڑوں کو ہر طرف سے سمیٹ کر، اس کو اس طرح طے کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ اس کے کپڑے جھاڑیوں اور کانٹوں سے الجھنے نہ پائیں تو اس احتیاطی رویہ کو تقویٰ کہا جائے گا، تو تقویٰ کا مطلب بچ کر چلنا اور پھونک پھونک کر قدم رکھنا ہے۔ جیسے ایک اندھا جب چلتا ہے تو اپنی لاٹھی سے ٹٹول کر چلتا ہے کہ آگے کوئی گڑھا یا کھائی تو نہیں۔''

پرہیزگاری کی فضیلت اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے بھی بالکل واضح اور روشن ہے۔

ترجمہ: ''درحقیقت اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔'' (الحجرات:13)

تقویٰ درحقیقت اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسے کا نام ہے، گویا محنت، مشقت اور رزق حلال کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس قدر روزی کم یا زیادہ ملے، اُس پر قناعت کرے اور بہتری کی اُمید کیساتھ رضائے الٰہی پر خوش رہے۔

اگر کوئی شخص چاہتا ہے کہ اس کے اندر تقویٰ پیدا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ عبادت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط کرے اور اللہ تعالیٰ کا رنگ اپنائے تاکہ اس کے اندر اعلیٰ ذوق پیدا ہو۔ اچھے کام اس کی طبیعت کا جزو بن جائے انسان کے اندر ایک تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پھونکی ہوئی روح ہے جو ایک نورانی چراغ ہے، دوسری طرف اس کے اندر نفس ہے جو حیوانی جبلتوں کا مخزن اور انسانوں کی آزمائش ہے۔

جس لباس کا ذکر قرآن پاک میں ہوا یعنی لباسِ تقویٰ دراصل وہی تقویٰ تمام بیان کا جامع ہے۔ درحقیقت یہی لباس اپنے اندر ظاہری لباس کی اہمیت کو لئے ہوئے ہے۔

توکل اللہ تعالیٰ کو ہر شے پر قادر، حاکم، یعنی وارث اور رازق، دل سے مان لینے فرائض و واجبات ادا کرنے اور حرام و ممنوع سے پرہیز کرنے کا نام ہے۔ اسی سے یقین کامل، قناعت، صدقِ دل اور صبر و شکر کی نعمت عطا ہوتی ہے۔ اسی لئے فرمایا گیا۔

مقام وفا میں وہ طالب مجرم ٹھہرا۔۔۔ لرزشِ زمانہ سے نہ محفوظ رہے جو توکل، دلی یقین کے ساتھ ذات باری تعالیٰ کے ساتھ معاملات کا نام ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ (سورۃ طلاق 3)

ترجمہ: ''اللہ پر بھروسہ رکھو، اللہ کافی ہے کام بنانے کو''

دھوکہ باز انسان ہمیشہ ذلیل و خوار ہوتے ہیں جبکہ دیانت دار لوگ بالآخر کامیاب رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے اطاعت گزار بندوں کو کبھی رسوا نہیں کرتا۔

Marfat.com

توکل سے دلیری پیدا ہوتی ہے، متوکل انسان یہ سمجھتا ہے کہ نفع ونقصان تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اسی عقیدہ کے تحت وہ حرص وہوس سے دور رہتا ہے۔ اُس کی تو یہ دعا ہوتی ہے۔

ترجمہ: ''اے ہمارے رب ہم نے تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف رجوع کیا اور تیری ہی طرف لوٹنے والے ہیں۔

''انسان کے اندر ایک تو اللہ تعالیٰ کی روح میں سے پھونکی ہوئی روح ہے جو ایک نورانی چراغ ہے، دوسری طرف اس کے اندر نفس ہے جو حیوانی جبلتوں کا مخزن ہے۔'' جبکہ تقویٰ کے بغیر روح کی بیداری ممکن نہیں۔

اگر کوئی چاہتا ہے کہ عبادت اس کی زندہ ہو اور بے روح نہ رہے اور اس کا دگنا ثواب ملے تو اسے چاہئے کہ دس آداب اپنے لئے لازم کرلے۔

اول: فرض زکوٰۃ ادا کرے صاحب نصاب کو زکوٰۃ ادا کئے بغیر مسلمان کہلانا بے معنی ہے۔ قرآن میں زکوٰۃ کی تاکید نماز کیساتھ 27 بار آئی ہے۔

دوم: صدقہ دے، جس کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ: ''نہ ضائع کرو تم اپنے صدقہ کو احسان جتانے سے اور دل کو دکھانے سے۔''

ارشادِ نبویؐ ہے۔ ترجمہ: ''صدقہ دو چاہے ایک ہی خرما کیوں نہ ہو'' فرمانِ الٰہی ہے۔ ترجمہ ''تم ہرگز نیکی کو نہ پہنچ سکو گے جب تک اپنی عزیز ترین چیز اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خیرات نہ کرو گے۔'' (آل عمران: ۹۲)

سوم روزہ: حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ ترجمہ: ''بہشت کا دروازہ کھٹکھٹایا کرو۔ لوگوں نے پوچھا کس چیز سے فرمایا بھوک سے۔'' حضور ﷺ نے فرمایا کہ روزہ عبادت کا دروازہ ہے

یہ سب فضیلتیں اسی وجہ سے ہیں کہ خواہشات سے مانع ہیں اور سیر ہو کر کھانا خواہش کی مدد ہے اور بھوک خواہشوں کو ماردیتی ہے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جناب سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا ہے کہ چار چیزیں روزہ کو توڑ ڈالتی ہیں۔ جھوٹ، غیبت، جھوٹی قسم کھانا، شہوت سے کسی کی طرف نظر کرنا۔

ارادہ حج سے پہلے توبہ کرے، لوگوں سے معافی مانگ لے، قرض ادا کرے، زن وفرزند اور جس جس کا نفقہ اس کے ذمے ہے ان کا نفقہ ادا کرے، وصیت نامہ لکھے، حلال کی کمائی سے زادِ راہ لے، جس میں شبہ ہو اس مال سے پرہیز کرے کیونکہ اگر شبہ کا مال خرچ کر کے حج کرے گا تو خوف ہے کہ حج قبول نہ ہو۔

چہارم: تلاوت قرآن: ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ: ''اے محمد ﷺ اگر ہم قرآن کو پہاڑوں پر نازل فرماتے تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا اور ٹکڑے ہوا دیکھے۔''

Marfat.com

پنجم: ذکرِ الٰہی: ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کیا کرو تا کہ فلاح پاؤ۔''

ششم: درود شریف: رسولِ مقبول ﷺ ایک دن باہر تشریف لائے۔ خوشی کے آثار آپ کے چہرہ مبارک سے ظاہر تھے۔ فرمایا جبرائیل علیہ السلام آئے اور یہ پیغام لائے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کیا اس امر پر تم کفایت نہیں کرتے کہ جو کوئی تمہاری امت میں سے تم پر ایک بار درود بھیجے گا میں اس پر دس بار رحمت بھیجوں گا اور جو ایک بار سلام بھیجے گا میں دس بار اس پر سلام بھیجوں گا، اور جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اس کیلئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس برائیاں اس سے مٹائی جاتی ہیں اور فرمایا کہ جو کوئی کچھ لکھتا ہے اور اس میں مجھ پر درود لکھتا ہے تو جب تک میرا نام اس پر لکھا پاتے ہیں ملائکہ اس کیلئے مغفرت طلب کیا کرتے ہیں۔

ہفتم: توبہ واستغفار: ترجمہ: ''وہ لوگ جو کارِ بد کرتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ گناہوں کو بخشنے والا ہے اور جو انہوں نے کیا اس کا اصرار نہیں کرتے۔''

ہشتم: امر بالمعروف و نہی عن المنکر دین کے اصولوں میں سے ہے اور تمام انبیاء علیہ السلام اس اصل کی تقویت کیلئے مبعوث ہوئے اس کے اٹھ جانے سے شریعت کے تمام احکام باطل ہو جائیں گے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے۔ ترجمہ: ''تم لوگ معروف کا حکم دو ورنہ خداوند تعالیٰ تم میں سے بدترین لوگوں کو تم پر مسلط فرمادے گا۔

اس وقت تم میں سے بہترین لوگ جب دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ اس وقت اس دعا کو نہیں سنے گا۔''

نہم: احتساب: اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس سے محبت کریں، اس کی تعریف کریں اور اس سے رضامند رہیں تو ایسا شخص احتساب نہیں کر سکے گا۔ حضرت کعبؓ الاحبار نے شیخ ابو مسلم خولانی سے دریافت کیا کہ لوگوں کا تمہارے ساتھ رویہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ توریت میں مذکور ہے کہ جو شخص احتساب کرے گا وہ اپنی قوم میں ذلیل وخوار ہوگا، یہ سن کر انہوں نے کہا کہ توریت کی یہ بات سچی اور درست ہے اور ابو مسلم نے جو کچھ کہا وہ جھوٹ ہے۔

نیک بیوی

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تقویٰ کے بعد سب سے بڑی نعمت نیک بیوی ہے پھر آپ نے نیک بیوی کی صفات گنوائی (۱) شوہر کی فرمابردار ہو، شوہر جو فرمائش کرے اسے پوری کرے اور نافرمانی کر کے اس کا دل نہ دکھائے بشرطیکہ شوہر نے کسی خلاف شرع کام کا حکم نہ دیا ہو (۲) اگر شوہر اس کی طرف

Marfat.com

دیکھے تو وہ اسے خوش کرے یعنی اپنا رنگ ڈھنگ اور اخلاص شوہر کی مرضی کے مطابق رکھے جب بیوی پر نظر پڑے تو اسے دیکھ کر خوش ہو جائے یعنی خاوند کا دل خوش ہو، اچھے اخلاق کو اپنائے، تاکہ شوہر کے دل میں گھر کر لے، بعض عورتیں نماز، روزوں، کی پابند ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو دیندار اور نیک سمجھتی ہیں حالانکہ نیک عورتوں کے اوصاف میں یہ بات شامل کر دی گئی ہے کہ شوہر کی فرمانبرداری کرے اور اس کی خوشی کا خیال رکھے، بشرطیکہ خلاف شرع خواہش پوری نہ کرے۔

آپ ﷺ نے بتایا شوہروں کی اطاعت گزاری اور ان کے حقوق شناسی کا وہی مرتبہ ہے جو مردوں کے جہاد کا ہے اور تم میں سے کم ہی ایسا کرنے والی ہیں۔ سمرہ بن جندبؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اب اگر تم اسے بالکل سیدھا کرنا چاہو، تو توڑ ڈالو گے تو پس اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرو تو اچھی زندگی گزرے گی۔

آخری حدیث کا یہ حصہ ہے یعنی حضور ﷺ شوہروں کو یہ ہدایت کرتے ہیں کہ بیوی کیساتھ اچھا سلوک کرنے کی ایک دوسرے کو تلقین کرو یعنی تم ان سے اچھا سلوک کرو اور دوسروں کو بھی اچھا سلوک کرنے کی تلقین کرتے رہو

حیا وہ کیفیت ہے جو صاحب ایمان کو ان عوامل سے روک دے جو اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے نزدیک ناپسندیدہ ہوں معنی یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے رُک جائے۔ دوسرے لوگوں سے اچھی بات کہنا ہر کسی کیساتھ عزت واحترام سے پیش آنا، فحش اور بے حیائی کے کاموں کو روکنا اور، صلہ رحمی اختیار کرنا بھی حیا کے ذمرے میں آتا ہے۔ ہر حال اور ہر مقام پر اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اپنے روزمرہ کے حقوق و معاملات کی احسن ادائیگی اور عورتوں کی نسوانیت پر نظر ڈالنے کی بجائے نظریں نیچی کر کے گزر جانا بھی حیا ہے۔ اہم تنازعات میں صبر وتحمل اور برداشت بھی حیا ہے۔

اسلامی تعلیمات میں عورت کیلئے حکم ہے کہ وہ ہر چیز پر مرد کی جنسی خواہش کو ترجیح دے اور دوسری طرف اگر عورت انکار کرتی ہے تو فرشتے اس پر ساری رات لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔ عورت ہی مرد کو غلط طریقہ پر لے جاتی ہے جس میں کرپشن، رشوت وغیرہ شامل ہے۔ مرد کو ٹھیک راستے پر رکھنے میں عورت ایک بنیادی جنت اور جہنم دونوں بنا سکتی ہے۔ سادگی اور عافیت اگر عورت میں موجود رہے تو وہ گھر کو جنت بنا دے گی اور اس کی فضول خرچی گھر کو تباہی کے کنارے پر لے جائے گی۔ پرانے زمانے کی عورتیں صبح نماز کے وقت اٹھ کر اور رات گئے تک کام کرتی تھیں۔ آج کل کی عورت کام کو بے عزتی سمجھتی ہے۔ گھر میں کپڑے دھونے برتن صاف کرنے، گھر کی تمام صفائی پر دو تین عورتیں لگا کر خود بلڈ پریشر، موٹاپے کا شکار ہو کر جلد قبر کی طرف رواں یا بستر پر دراز ہو جاتی ہیں۔

Marfat.com

جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے ''کہ تم ایک دوسرے کی خامیاں دور کر کے ایک دوسرے کے ساتھ پیار محبت کی زندگی بسر کرنی چاہیے''۔

جبکہ معاشرے میں اسلام کی تعلیمات سے دوری کی بناء پر گھریلو حالات خراب تر ہو رہے ہیں۔

عورت اپنے خاوند کی آمدنی کو مدنظر نہیں رکھتی بلکہ اسم ورواج کی طرف زیادہ توجہ دیتی ہے جس کی وجہ سے گھر کی معاشی حالت خراب تر ہو جاتی ہے۔ مرد ان حالات میں یا تو قرض لے گا یا پھر غلط راستوں کی طرف چل پڑے گا۔ خاص کر خواتین شادی بیاہ میں اپنی معاشی حالت کو بالکل تباہ کر دیتی ہیں۔ غیر ضروری رسم ورواج جہیز معاشی طور پر اس گھر کو تباہی کے دھانے پر پہنچا دیتا ہے۔ خواتین یہ نہیں سمجھتیں کہ ہر کام اپنی حیثیت کے مطابق کرنا چاہیے۔ اخبار میں اکثر ایسی خبریں آتی رہتی ہیں کہ بچے کی شادی قرض لے کر کی اور بعد میں قرض ادا نہ کرنے کی وجہ سے بچے نے یا پھر والد نے خودکشی کر لی۔

ایشیا کی عورت حد سے زیادہ بے عقل وہ بچوں کے اخراجات کو پورا کنٹرول نہیں کر سکتی ہے جس کی وجہ سے مرد کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے اور وہ ذہنی دباؤ کی وجہ سے السر، بلڈ پریشر اور ذیابطیس کا شکار ہو جاتا ہے۔ جدید تحقیق کے مطابق یہ تمام امراض آج کل اعصابی اور عضلاتی تناؤ کی وجہ سے ہو رہے ہیں اور اس کی بڑی وجہ گھریلو ماحول ہے۔ لہذا اس معاشرہ میں خواتین کو اپنے خاوند کی جائز آمدنی کو مدنظر رکھ کر اخراجات کرنے چاہئیں۔ اس عمل سے اس کے خاوند کی اس دنیا میں اور اگلے جہاں میں بھی بہتری ہوگی۔

29۔ حرام

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ اللہ تعالیٰ سودخور کا صدقہ وخیرات اور حج قبول نہیں فرماتا، حکہ حرام کو حلال جاننے والوں کو دوزخی فرمایا ہے۔ اور یہ کہ قرضدار کو مہلت اور قرضہ کی رقم معاف کرنیوالے کا بڑا درجہ ہے۔ اگر قرضدار واقعی تنگی میں ہو۔

حضور ﷺ نے فرمایا بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کا کھانا اور کپڑا حرام کا ہوتا ہے۔ یہ لوگ ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعا کرتے ہیں مگر ان کی دعا کیسے قبول ہو۔

آپؐ نے فرمایا ہے کہ بیت المقدس میں خدا تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جو ہر شب آواز دیتا ہے کہ جو حرام کھاتا ہے خدا تعالیٰ نہ اس کا فرض قبول کرتا ہے نہ سنت۔ اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا ہے جس شخص نے حرام کے پیسے کا خریدا ہوا کپڑا پہنا وہ جب تک اس کے بدن پر رہتا ہے اس کی نماز قبول نہیں۔ اور آپؐ نے فرمایا ہے عبادت کے دس حصے ہیں ان میں سے نو حصے طلب حلال میں ہیں۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا جو شخص تلاش حلال میں تھک کر رات کو گھر آتا ہے اُسے سونے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے اور صبح جب اٹھتا

Marfat.com

ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے خوش اور راضی ہوتا ہے اور حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ حرام سے بچتے ہیں، مجھے شرم آتی ہے کہ ان سے حساب لوں اور نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ سود کا ایک درہم مسلمان ہو کر تیس بار زنا کرنے سے زیادہ بُرا ہے۔ اور آپؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص حرام مال سے صدقہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس صدقے کو قبول نہیں فرماتا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ اگر تو اس قدر کثرت سے نماز پڑھے کہ تیری کمر ٹیڑھی ہو جائے اور اس قدر روزے رکھے کہ سوکھ کر بال کی طرح پتلا ہو جائے تو بھی کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس نماز روزے کو قبول نہ کریں گے جب تک تو حرام سے پرہیز نہ کرے۔ حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو آدمی حرام مال سے صدقہ اور خیرات کرے وہ اس طرح ہے جیسے کوئی پیشاب سے ناپاک کپڑا دھوئے تاکہ اور زیادہ ناپاک ہو جائے۔ عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں شبہے کا ایک درہم جو اس کے مالک کو واپس کردوں وہ میرے نزدیک ایک لاکھ درہم صدقہ کرنے سے بہتر ہے حضرت سہل تستری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص حرام کھاتا ہے اس کے ساتوں اعضا نافرمانی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

بعض متقی اور پرہیز گار حضرات کا کہنا ہے کہ حرام اور جبر سے مال کمانے اور کھانے والوں کو آفات گھیر لیتی ہیں انکے پروردہ لوگ شدید امراض وآلام میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ حرام کی کمائی بھی ضائع ہو جاتی ہے۔ لوگ آخرت کا عذاب بھی کماتے ہیں۔ اُنکا کہنا ہے کہ اللہ پر بھروسہ کر کے پرہیز گار اور انتہائی سادہ زندگی گزارنی چاہیے اور اللہ سے ڈر کر حرام اور جبر سے بچنا چاہیے۔ اسی میں خیر و برکت اور سلامتی ہے۔

اللہ پاک کی حرام کی ہوئی اشیاء کے بے دریغ استعمال سے برکت اٹھ جاتی ہے اور سب کچھ ہوتے ہوئے بھی روزی تنگ ہو جاتی ہے فراوانی بھی ہو تو دل کے اندر تنگی کا احساس رہتا ہے۔ اسکی زندگی اور اولاد پر شدید قسم کے امراض ذہنی انتشار اور مال متاع کے ضاع کے علاوہ عذاب قبر و حشر کا جاننے والا اللہ پاک ہی ہے۔

آج معاشرہ میں بگاڑ، کرپشن، دم توڑتی انسانیت کا ایک بڑا سبب ''جھوٹ'' ہے جو ہماری رگوں میں رواں خون کی طرح جزو بن گیا ہے۔ جھوٹ کو حیلہ بازی بھی کہا جاتا ہے۔ شعوری طور پر قصداً اور ارادتاً کسی بات کو سچ بیان نہ کرنا جھوٹ کہلاتا ہے۔ جھوٹ اصل میں ایک غیر سچے بیان کی شکل میں دی جانے والی فریب کاری ہی ہوتی ہے۔ جھوٹ صرف زبان سے ادا کئے جانیوالے الفاظ یا گفتگو کی صورت میں ہی لازم نہیں ہے بلکہ کوئی بھی ایسا ذریعہ اظہار جس میں دوسرے کیلئے دھوکا اور جل پوسیدہ ہو جھوٹ کے زمرے میں آجاتا ہے خواہ وہ لکھی ہوئی تحریر ہو، آنکھ کا اشارہ ہو یا ہاتھ کا۔

جھوٹ کبھی خود کو ذمہ داری سے بچانے اور کبھی اپنی ذمہ داری دوسرے کے سر پر بٹھانے کیلئے بولا

Marfat.com

جاتا ہے۔ایسے لوگ بھی ہیں جو بغیر کسی مفاد اور وجہ کے بھی جھوٹ بولتے ہیں ایسے بھی آپ کو مل جائینگے جن کا ایک ایک لفظ انکے دروغ گو ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

ایک بحث یہ بھی چلی کہ جھوٹ اوپر سے نیچے آتا ہے یا نیچے سے اوپر تک چلتا چلا جاتا ہے۔اسکو کرپشن کی کسوٹی پر پرکھا جائے تو یقیناً اوپر سے نیچے کی طرف آتا ہے۔اوپری سطح پر کرپشن تھم جائے تو نیچے بھی کسی کو کرپشن کی اجرت نہ ہو۔جھوٹ کے حوالے سے اسکے برعکس بھی کہا جاسکتا ہے اگر تربیت اچھی ہوئی ہو تو معاشرے کے برے اثرات سے انسان کافی حد تک محفوظ رہتا ہے،ماحول یقیناً شخصیت پر اثر انداز ہوتا ہے۔قوم اپنے رہنماؤں کے کردار و عمل کی آئینہ دار ہوتی ہے۔جس قوم کے رہبر و رہنما صالح و نیکو کار ہوں تو قوم بھی پارسا ہوگی۔ہمارا پستیوں کی اتھاہ گہرائیوں میں گرے ہونے کا سبب جھوٹ ہے۔جھوٹ ہمارے حکمران بولتے ہیں،رہبر و رہنما بولتے ہیں،دانشور و علماء بولتے ہیں۔ایک انسان جھوٹ بولے تو اسکی عاقبت برباد ہوگی۔حکام،حکمران اور دانشور بولیں گے تو معاشرے اور ملک و ملت کی بربادی ہوتی ہے۔آج ایسا ہی ہو رہا ہے۔اگر قوم اس بیماری سے نجات حاصل کر لے تو ہمارے تمام مسائل،مصائب،مشکلات ختم ہوسکتی ہیں۔ویسے بھی ایک جھوٹ کو چھپانے کیلئے سو جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔جبکہ ایک بار کا بولا ہوا سچ بے شک وہ کڑوہ ہو آپ کو سو مصیبتوں سے محفوظ رکھتا ہے۔آج جھوٹ کو مصلحت،لائحہ عمل،حکمت عملی،ڈپلومیسی کا نام دیا جاتا ہے۔جھوٹ جھوٹ ہوتا ہے چراب کی بوتل پر عرق گلاب لکھ کر اندر کی بدبو کو خوشبو میں نہیں بدلا جاسکتا۔

گویا جھوٹ بولنا حرام ہے نبی اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے ’’جھوٹ رزق کو کھا جاتا ہے‘‘ ایک اور حدیث پاک ہے ترجمہ وہ شخص منافق ہے جو جھوٹ بولے وعدہ خلافی کرے خواہ نماز پڑھتا ہو یا حج کرے‘‘

30۔حیاء اور پرہیزگاری

نبی آخر حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا

’’مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے کسی کو دکھ نہ پہنچے،یعنی دوسرے محفوظ رہیں‘‘۔

آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ بے فائدہ چیزوں کو چھوڑ دے۔الحدیث (ابن ماجہ)

گناہ سے بچانے والی چیزیں دو ہیں اول خوفِ خدا دوم یقینِ آخرت (جزا و سزا کا دن)

اسلام سادگی،کفایت شعاری،میانہ روی اور شرم و حیا کا حکم دیتا ہے۔

اسلام بڑے اور قیمتی گھروں،اسراف،فیشن،عریانی،ضیاع اور نمود و نمائش سے منع کرتا اور گناہ قرار دیتا ہے۔زکوٰۃ،خیرات اور صدقات کے علاوہ بھوکے کو کھانا،ہمسایوں،عزیز و اقارب،کمزور اور

Marfat.com

مسافروں کی مدد اور اخلاقی تعاون کا مطالبہ کرتا ہے۔ آج نسوانی فیشن، عریانی اور اصراف و ضیاع، مہندی، بیاہ کی اضافی رسومات، ویڈیو فلمیں، مرد و زن کا ناچ گانا، دھما کہ خیز آتش بازی اور بھاری جہیز، یہ سب اخلاقی جرائم قابل مذمت فعل گناہِ کبیرہ اور سزاوار ہیں۔

لوگو! اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرو، اصراف و ضیاع، فیشن و عریانی سمیت لادینی رسومات اور دوسروں کے حقوق و معاملات میں زیادتی اور آپس کے رویوں میں بے رُخی سے خود اور اپنے خاندان کو بچاؤ۔

نبی اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہر شعبہ زندگی میں اسراف سے بچنے کی عظیم ہدایت اور خیر و برکت کا ذریعہ ہے۔
ترجمہ: ''اگر تم دریا کے کنارے بھی بیٹھے ہو تو ضرورت سے زیادہ ایک چلو پانی ضائع مت کرو۔''

رضائے الٰہی میں جب نمازی کا دل اطاعت حقیقی اور بندگی میں چلا جائے وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف دل میں نہ لائے، اللہ تعالیٰ کی رحمت، کرم و فضل کا یقین اور ذاتِ الٰہی سے تعلق، ہر عمل اور قول و فعل میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جاننا، ہمہ وقت باوضو رہ کر دل میں یادِ الٰہی اور راضی بہ رضا رہنا اسے تمام دنیاوی فساد و فتنہ سے دور رکھتا ہے یہی عقیدہ توحید و رسالت پر ایمان، تعلیماتِ نماز کو زندہ رکھنے اور نماز قائم کرنے کی بنیاد بنتا ہے۔

31- والدین کی فرمانبرداری اور تربیت

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔
ترجمہ: اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے بارے میں خود تاکید فرمائی ہے کہ میرا شکر ادا کر اور اپنے والدین کا شکر بجالا۔ (لقمان 16)

ترجمہ: ''اور تمہارے رب نے حکم فرمایا ہے کہ اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کیساتھ احسان کرو، اگر ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن سے اُف تک نہ کہو اور انہیں نہ جھڑکو اور ان سے تعظیم کی بات کہو اور ان کیلئے عاجزی کا بازو بچھا دو نرم دلی سے اور عرض کرو،

''اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا، تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے۔ اگر تم نیک کردار ہو گے تو بیشک وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے'' (بنی اسرائیل 23-25)

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا۔ (ترمذی)
''اللہ تعالیٰ کی رضا، والد کی خوشنودی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔''

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے ماؤں کی نافرمانی تم پر حرام کردی (صحیح بخاری)

جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے" (ترغیب الترتیب)

حضرت ابوبکر روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا۔

"اے صحابہؓ کیا میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا" ہاں یا رسول ﷺ ضرور ارشاد فرمائیں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا ہے" (بخاری شریف)

آپ بچے کو سختی سے آداب اور باترجمہ قرآن پاک اور نماز کی تلقین کریں۔ کہ یہ اس کی عادات میں شامل ہو جائیں۔ دراصل باپ سے بڑھ کر کوئی تربیت ساز نہیں کبھی پیار سے کبھی سزا یہ دونوں ملکر بچے کی زندگی سدھار دیتے ہیں۔

مروی ہے کہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں ایک شخص حاضر خدمت ہوا عرض کی یا نبی اللہ ﷺ میں ایک یتیم کی پرورش کرتا ہوں کس حد تک اس کی سرزنش کرسکتا ہوں؟ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس حد تک اپنی اولاد کی سرزنش کرتے ہو یعنی اسے اداب سکھانے کیلئے سرزنش کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اسی طرح جس طرح ایک والد اپنی اولاد کے ساتھ کرتا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاضؒ فرمایا کرتے تھے کہ بسا اوقات یتیم (کی تربیت) کیلئے ایک طمانچہ اس کو حلوہ کھلانے سے زیادہ فائدہ مند ہوتا ہے۔

حضرت فقیہؒ فرماتے ہیں کہ اگر پٹائی کئے بغیر تعلیم وادب سکھایا جاسکتا ہے تو پھر یہی مناسب ہے کہ کسی قسم کی سرزنش نہ کرے۔ یتیم کو بلاوجہ مارنا عتاب الٰہی کا سبب ہے۔ مسلم گھرانوں میں فوت شدہ یا والدین کے عزیزوں وارثوں کا انکی زندگی میں خیرات وصدقات کا سلسلہ جاری رکھنا واجب ہوتا ہے۔

32- حقوق العباد

پورے ادا نہ کئے جائیں تو کوئی ضمانت نہیں کہ آپ کی عبادات قبول ہوں، فرمان نبوت ہے۔

ترجمہ: "جس شخص نے کسی کی بالشت بھر بھی زمین ظلماً لی ہوگی، قیامت کے روز اتنی زمین کے ساتوں طبق اُس کے گلے میں ڈالے جائیں گے۔" (بخاری ومسلم)

آج ہماری اکثریت نے حقوق کے بارے قوانین الٰہیہ میں فرق روا رکھا ہے۔ ہم نماز پڑھ بھی لیں تو بھی چغلی، جھوٹ اور طمع ولالچ سے پرہیز اور اکثر زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔ روزہ رکھتے ہیں مگر جھوٹی شہادت، جھوٹے مقدمات بنانے سے پرہیز نہیں کرتے، احکامات قرآنی کا مطالعہ کرتے ہیں مگر بیٹوں

Marfat.com

کے نام جائیداد دینے، بیٹیوں، بہنوں کے شرعی حق سے محروم کرنے سے پرہیز نہیں کرتے اور بالآخر قانونِ فطرت کے تحت امراض وفساد اور آلام میں مبتلا ہو کر عبرتناک انجام کو پہنچتے ہیں ان گنت مثالیں ہمارے سامنے ہیں ہمیں عبرت حاصل کرنا چاہیے۔ روزہ مرہ کے حقوق معاملات میں اچھے برتاؤ سے اپنی عاقبیت اور دنیاوی خیر وبرکت کا حصول کرنا چاہیے۔

قرآنی سورہ النسا میں اپنے ترکہ یعنی جائیداد اور مال ومتاع کے بارے اولاد قرابت داروں کے شرعی حصے مقرر کیے ہیں اور گنجائش ہو تو تیسرا حصہ راہ اللہ فلاحی ادارہ (دینی تعلیم وترتیب اور علاج معالجہ ، میں صدقہ جاریہ کے طور پر خرچ کرنے کی گنجائش موجود ہے۔

نبی ﷺ کا فرمان "کہ مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اسکی اجرت ادا کر دی جائے۔" اللہ تعالیٰ کسی بیگناہ کو عذاب نہیں دیتا جبکہ آج پاکستان سمیت مسلم امہ کی اکثریت محرومیت اور انتہائی درجہ غربت کیوجہ سے دین اور دنیا کے معاملات میں از حد کوتاہی کرتی ہے حقیت کی نظر سے دیکھا جائے تو ہمارا حکمران اور با اختیار طبقہ کرپشن استحصال اور جبر کیوجہ سے بھی اس فساد کا ذمہ دار ٹھہرتا ہے۔ علماء دین سے بھی پوچھ گچھ ہوگی کہ اسلامی ملک میں وہ حکمرانوں کو عدل ومساوات کی تلقین اور سرمایہ دار کو کہ وہ پوری زکوۃ ادا کرنے کی تلقین کیوں نہیں کرتے ہماری اکثریت ریاستی ٹیکس کی درست ادائیگی بھی نہیں کرتی۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کن کن طبقات کو کسقدر مجرم ٹھہرایا جانا ہے اور کیا کیا سزا ہونی ہے۔ اسلام میں زکوۃ ایک ٹیکس ہے جو امراء سے لیکر غربا کی حاجت روائی کیلئے عائد ہے غربا اور ضرورتمندوں کی حاجت روائی کا کسقدر ثواب ہے اسکا اندازہ اس فرمان نبی ﷺ سے ہوتا ہے۔

ترجمہ: اور کسی مسلمان کی حاجت پوری کرنا مسجد نبوی میں بیس سال اعتکاف کرنے سے بہتر ہے۔"

نبی اکرم ﷺ کے پاس یا مال غنیمت جو کچھ بھی آتا سب کا سب مستحق افراد میں تقسیم فرما دیتے۔

احادیث مبارکہ میں اسراف سے منع فرمایا گیا ہے میانہ روی اپنانے کا حکم دیا گیا ہے ہم ہر شعبہ زندگی میں اسراف بھی کرتے ہیں ضیاع بھی ہم وقت کی پابندی نہیں کرتے وعدہ کا پاس دوسروں کا احساس ہر شعبہ زندگی میں ضروری ہے۔ گیس، بجلی، پانی کے ضیاع سے بچاؤ کے معنی کہ ہمیں بل بھی کم آئیگا اور کوئی دوسرا شخص اس بچت سے فائدہ اٹھائے گا۔ کھانا ہمیشہ رکاب میں ڈالکر جس قدر کھانا ہو پلیٹ میں ڈالکر کھانے پینے میں ضیاع نہ کریں۔ اسلام اپنے پیروکاروں کو اخلاق معاملات احساسات اور رویوں میں احسن ادب کا حکم دیتا ہے۔ اخلاق اور معاملات بھی حسن نیت سے انجام دیئے جائیں تو وہ عبادت میں داخل ہیں۔

اہل حاجت کی مدد اور آرائش کا حکم۔ امیر المومنین حضرعمرؓ کے سامنے آرائش کعبہ کا ذکر ہوا اور یہ بتایا

Marfat.com

گیا کہ مال واسباب وافر تعداد میں ہے کچھ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ مال اسلامی لشکر کے کام میں لگایا جائے تو اللہ تعالیٰ خوش ہونگے۔ کعبہ کو اس سامان آرائش سے کیا فائدہ ہوگا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا گیا تو آپؓ نے فرمایا قرآنی تعلیمات کے تحت مسلمانوں کا مال پیغمبر ﷺ نے وارثوں میں تقسیم کیا مال غنیمت مستحق افراد کے حوالے کیا خمس اور صدقہ وخیرات بھی احکامات کے مطابق ادا کئے۔ رہا سامان کعبہ تو کیا اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو یہ مقدس جگہ معلوم نہ تھی۔؟

حضرت عمرؓ نے فرمایا آپ یہ مشورہ نہ دیتے تو ہم رسوا ہوتے۔ آپ خود فیصلہ کریں کہ آج مساجد کی بے پناہ آرائش کے بدلے اسلامی تعلیمات کیا ہیں۔ گھر ہو یا عبادت گاہ یا دنیاوی اجتماع اسلام ہمیں سادگی اور میانہ روی کا حکم دیتا ہے۔ اکثر امرا بھی حج پر حج یا عمرہ پر عمرہ کئے جاتے ہیں۔ حج صرف ایک فرض ہے۔ اختیارہ تصرف اور دولت کا حق یہ ہے کہ فلاح انسانی میں تعلیم وصحت اور روزگار میں مستحقین کو مدد دیجائے۔ (نہج البلاغہ)

حضرت عمرؓ بن حارث فرماتے ہیں (متفق علیہ) ''حضور نبی کریمؐ جب اس دنیا سے تشریف لے گئے تو اپنے بعد نہ درہم چھوڑا نہ دینار، نہ غلام نہ لونڈی اور نہ کچھ اور مال دنیوی۔ البتہ حضورؐ کے پاس ایک سفید خچر، ہتھیار اور کچھ زمین تھی، جسے حضورؐ نے عام مسلمانوں پر صدقہ فرمادیا تھا''۔ وفات اقدس سے ایک دوروز پہلے جبکہ رُوح مبارک بہت تکلیف اور بے چین تھی۔ حضورؐ کو یاد آیا کہ حضرت عائشہؓ صدیقہ کے پاس چند دینار رکھوائے تھے۔ فرمایا ''انہیں بھی خیرات کردو۔ یہ زیبا نہیں کہ محمدؐ اپنے خالق کی بارگاہ میں جائے اور اس کے گھر میں دینار پڑے ہوں۔'' آنحضرتؐ پر اس جہاں فانی کی جب آخری رات آئی تو زرہ مبارک چند سیر جو کے عوض ایک یہودی کے ہاں گروی تھی اور عائشہ صدیقہؓ ایک پڑوسن سے تیل مانگ رہی تھیں کہ چراغ روشن کیا جائے۔ جن کپڑوں میں پیغمبر خداؐ نے انتقال فرمایا۔ اُن میں اُوپر تلے کئی پیوند لگے ہوئے تھے اور دنیا کی مقدس ترین صداقت وسعادت پکار پکار کر اعلان کررہی تھی کہ کائنات خداوندی میں یہی وہ آخری پیغمبرؐ ہے جس کے چشمہ فیض پر دنیا بھر کی پیاسی قومیں قافلے بن بن کر آئیں گی اور آزادی ومساوات کا آب حیات پی پی کر ہمیشہ کی زندگی حاصل کریں گی۔

33- زکوٰۃ کا حکم

قرآنی سورہ القصص 194 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ ''اور جو مال تجھے اللہ نے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر طلب کر'' دنیا میں انسان کا حقیقی حصہ یہی ہے کہ زکوٰت ادا کرے آخرت کیلئے عمل کرے صدقہ دے صلہ رحمی کرے اعمال جزا کرے

Marfat.com

شکرادا کرے اور اللہ کا احسان جانے اسکے بندوں پر احسان کرے اور کہے کہ میری یہ سب توفیق اللہ ہی کے کرم سے ہے۔

قرآن نے زکوٰۃ کو فرض اور ادائیگی سے مال کو پاک کرنے کا بار بار حکم دیا ہے۔ خیرات و زکوٰۃ سے مال میں خیر و برکت کی مثال گندم کے ایک دانہ سے پودا اور ڈالیوں سے 700 دانہ کے اضافہ کا ذکر فرمایا ہے۔

آج سرمایہ داروں میں بے پناہ فساد برپا ہے، چوری، ڈکیتی، بیماری، حادثات، فریب مقدمے، حتٰکہ ذہنی بے سکونی اسی وجہ سے ہے کہ ان کی اکثریت زکوٰۃ ادا نہیں کرتی بلکہ بینکوں کا بھاری سود ادا کرتی ہے نتیجہ اور انجام ہم سب کے سامنے ہے۔ البتہ عبرت اور نصیحت کا حصول توبہ اور رجوع و خشوع سے ہوتا ہے۔ آج ہماری اکثریت خواہ وہ تعلیم و صحت سمیت خدمت خلق کے نام پر کسی شعبہ سے تعلق رکھتی ہو اپنے معاملات کے عوض مناسب عوضانہ کے بجائے بھاری جبری عوضانہ وصول کرتی ہے اور نہ جانے کن کن حربوں سے مخلوقِ خدا کو اذیت پہنچاتی ہے اور شاید وہ سب اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، رزاقیت حاکمیت اعلیٰ اور خدمت خلق کے اجر و ثواب پر دلی ایمان نہیں رکھتی، لوگوں میں شرم و حیا، احساس و احترام اور صبر و قناعت کی لازوال قدریں باقی نہیں رہیں جو نظام فطرت کے تحت خیر و برکت اور سکون و راحت اور توشہ آخرت کی بنیاد بنتی ہیں۔ نبی اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ ترجمہ: ''جھوٹ رزق کو کھا جاتا ہے۔'' ہم نبی اللہ ﷺ کے اس فرمان کی روزمرہ کے معاملات میں کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے اور رزق کی شدید تنگی کے عذاب میں مبتلا کشائش رزق کی دعائیں مانگتے ہیں اور منافقت میں مبتلا ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرما دیا۔

ترجمہ: ''جو برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا، تم جیسا کرو گے ویسا بھرو گے''۔

اللہ تعالیٰ کے قانون سخت اور اٹل ہیں۔ راقم نے اسی نظام فطرت کے تحت ان گنت جابر اور استحصالی افراد اور گھرانے اپنے انجام اور تباہی سے ہمکنار ہوتے دیکھے ہیں۔ کل جن کا بڑا ڈنکا تھا آج نام ونشان تک نظر نہیں آتا۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے عذاب اور پکڑ سے بچنے اور اس فلسفہ حیات کو قومی سطح پر اجاگر کرنے کیلئے وعظ و نصیحت اور تدریس میں عملی اقدامات اٹھانا ہونگے۔

زکوۃ نہ دینے والے

قرآن زکوٰۃ نہ ادا کرنے والوں سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے۔ کہ جو لوگ سونے چاندی اور مال جمع کر کے رکھتے ہیں۔ وہ اس سے راہِ حق میں اپنے لئے عذاب اکٹھا کرتے ہیں۔ اس عذاب میں جب ان

Marfat.com

کے سونے چاندی کو آگ پر تپایا جائے گا اور اس سے ان کی پیشانیوں کو داغا جائے گا، اور کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ مال جو تم نے جمع کیا تھا۔ اب اپنے خزانوں کا مزہ چکھو۔

انسان کا دل مال و دولت میں لگا رہتا ہے اگر اس نے مال کو چھوڑ دیا تو زادِ راہ حاصل ہوگا۔ زکوٰۃ نہ دینے والوں کے لئے سخت ذلت اور رسوائی کا پیغام ہے۔ اس کا منکر کافر ہے

''اسکا تارک فاسق اور سزا کا مستحق ہے زکوٰۃ سونا، چاندی، روپے، مال، تجارت اور مویشیوں جیسے نصاب کے لئے مالک اور بالغ مسلمان پر فرض ہے۔'' (پ ۴ع)

اسلام واضح کر دیتا ہے کہ دنیا میں رہنے کے لئے حرص و طمع کو چھوڑ کر اعتدال اختیار کیا جائے۔ ہر شخص جسے اللہ جل جلالہ نے صلاحیتیں دی ہیں۔ انہیں بروئے کار لا کر جو کچھ کماتا ہے اس کا ایک حصہ اللہ جل جلالہ کی راہ میں لوگوں کو دے، جو کمانے کے قابل نہیں یا پریشان ہیں۔ اسلام مسلمانوں کے معاشی نظام کو مستحکم کرتا ہے غربت اور امارت کی حدیں ختم کر کے سب کو زندہ رہنے کے مواقع فراہم کرتا ہے۔

زکوٰۃ کے بارے میں قرآن بار بار ہدایت کرتا ہے کہ ''اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور ہاتھ روک کر اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اور دوسری طرف یہ ہدایت کرتا ہے اور خوشخبری سناتا ہے کہ اس شخص کو جہنم سے دور رکھا جائے گا جو اللہ سے ڈرنے والا ہو۔ جو اپنے تزکیہ نفس کی خاطر دولت دوسروں کو دیتا ہے۔'' (التوبہ:103)

قرآن نے خیرات کے منحرف اور غافل کی مثال یوں دی ہے

ترجمہ: ''ایک لدا ہوا باغ ہو ایک بگولہ آئے اور سب کچھ ختم ہو جائے۔ جب کہ وہ خود بھی بوڑھا ہو اور اس کے کم سن بچے ابھی کسی لائق نہ ہوں۔''

''سود کھانے والے کے لئے سخت عذاب ہے، مقروض سے نرمی کا حکم ہے۔'' (فرمانِ الٰہی)

آنحضرت ﷺ نے صدقات و زکوٰۃ کو بھیک اور خیرات نہیں بلکہ غربا اور مساکین کا قانونی حق قرار دیا۔ آنحضرت ﷺ نے سادہ زندگی اختیار کرنے کی تلقین اس لئے فرمائی، تاکہ اُمت کے غریب، احساسِ کمتری میں مبتلا نہ ہوں۔ زکوٰۃ ایمان کا پانچواں فرض رُکن ہے

درحقیقت جو صاحبِ نصاب زکوٰۃ ادا نہیں کرتا اس کا توحید و رسالت پر ایمان پختہ نہیں ہے۔

34- حیاتِ انسانی کے چار ادوار

قرآن و حدیث کی رو سے انسانی زندگی کے چار ادوار ہیں۔

1: عالمِ ارواح: یعنی وہ عالم جہاں روحیں رہتی ہیں اور پھر اپنی باری پر کسی بدن میں داخل ہو کر اس دنیا

Marfat.com

میں آتی ہیں۔

2: عالمِ دنیا: وہ جہاں جس میں روح اور جسم دونوں مل کر ظاہر ہوتے ہیں۔قرآن حکیم نے اس کو ''الحیاۃ الدنیا'' سے تعبیر کیا ہے۔اس میں جسم کے احکام روح پر غالب آتے ہیں۔

3: عالمِ برزخ: (عالمِ قبر) یہ عالم موت سے لے کر قیامت تک کیلئے محیط ہے۔اس میں روح اور اجزائے بدن کے درمیان لطیف اور قوی تعلق ہوتا ہے۔

4: عالمِ آخرت: یہ وہ عالم ہے جو حیاتِ انسانی کا آخری اور ہمیشہ ٹھہرنے کا مقام ہے۔

و ان الدار الآخرۃ لھی الحیوان لو کانوا یعلمون (العنکبوت64)

ترجمہ: ''اور دارِ آخرت جو ہے سو وہی ہے زندگانی، اگر ان کو سمجھ ہوتی۔''

توشہ آخرت کے بارے میں علی المرتضیٰؓ نے فرمایا۔

ترجمہ: ''راہِ ایمان روشن ترین راہ ہے اُسے اپنالو۔اے لوگو! تم آخرت کیلئے پیدا کئے گئے ہو، دیکھو تو اس شخص کو دنیا کے مال اور حرص و ہوس سے کیا مطلب؟ جو جلد ہی چھین لیا جائے گا اور بس حساب اور عذاب باقی رہ جائے گا۔خدا کے بندو! اس دن سے ڈرو جس روز اعمال کی تحقیق ہوگی، پس عبرتوں سے نصیحت حاصل کرو اور عذاب کے ڈر سے نفع حاصل کرو۔'' (نہج البلاغہ)

موت ایک اٹل اور نا قابلِ انکار حقیقت ہے جس سے فرار کی کوئی صورت ہی نہیں۔ہر ذی روح پر موت کا وارد ہونا لازم ہے۔کسی کیلئے آج اور کسی کیلئے کل، جب انسان پر موت وارد ہوتی ہے تو دنیا والوں کی نظروں میں وہ مردہ لیکن حقیقت میں زندہ ہوتا ہے لیکن اس کی زندگی ہم سے مختلف ہوتی ہے۔

مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک دفعہ حضرت عمرو بن حزامؓ کو کسی قبر کیساتھ تکیہ لگا کر بیٹھے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ مردے کو تکلیف نہ دو۔

انسان کی روح جب قفسِ عنصری سے پرواز کر جاتی ہے تو جسدِ خاکی، عالمِ دنیا سے ناطہ توڑ کر برزخ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔''برزخ'' عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی دو چیزوں، دو جگہوں یا دو وقتوں کے درمیان پر حائل ہو جانے کے ہیں، چونکہ مرنے والا عالمِ دنیا سے پردے میں چلا جاتا ہے اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ عالمِ برزخ کی طرف منتقل ہو گیا ہے۔بعض مفسرین نے عالمِ برزخ کی مدت موت سے لے کر نفخہ ثانیہ تک بیان فرمائی ہے اور اس کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ''اور ان کے آگے ایک آڑ (برزخ) ہے اس دن تک جس دن اٹھائے جائیں گے۔''

عالمِ برزخ میں جزا و سزا کا دار و مدار دنیاوی زندگی کے اعمال نیک یا بد ہونے پر ہے جن کیساتھ ایمان کا ہونا لازمی شرط ہے کیونکہ ایمان کی عدم موجودگی میں اعمال صالحہ بھی اکارت ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ مردے کی چار پائی جب قبرستان کی طرف لیجائی جارہی ہوتی ہے تو اگر وہ نیک ہو تو کہتا ہے مجھے جلدی جلدی میرے مقام پر پہنچادو اگر وہ نیک نہ تھا تو کہتا ہے کہ ''ہائے میری خرابی'' مجھے کدھر لے جارہے ہو اور پھر مزید فرمایا کہ جن وانس کے علاوہ ہر مخلوق اس کی آواز کو سنتی ہے۔(مشکوٰۃ شریف)

میت کو قبر میں دفن کرنے کے فوراً بعد حکمِ الٰہی سے دو فرشتوں کی وساطت سے اہلِ قبر کو ایک مختصر سا امتحانی پرچہ دیا جاتا ہے، ان فرشتوں کے نام اہلِ قبر کے نیک ہونے کی صورت میں ''مبشر وبشیر'' اور نیک نہ ہونے کی صورت میں ''منکر ونکیر'' ہوتے ہیں۔ مبشر وبشیر شکل وصورت سے خوبصورت، من بھاتے اور منکر ونکیر شکل وصورت سے بہت مہیب اور ڈراؤنے ہوتے ہیں۔ اہلِ قبر کو جن کے تول بھاری ہیں ان پر نہ تو کوئی گھبراہٹ طاری ہوتی ہے اور نہ ہی کسی کا غم اور خوف ہوتا ہے، اور جن کے تول ہلکے یعنی برائیاں نیکی کی نسبت زیادہ ہوتی ہیں وہ سخت گھبرائے ہوئے اور غمزدہ ہونگے۔

کامیاب ہونے والے کو پہلے جہنم کا ایک مقام دکھایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اسے دیکھ کہ حق تعالیٰ نے تجھے تیرے نیک اعمال اور ایمان کے عوض اس مقام سے نجات بخشی اور پھر بہشت کا ایک مقام دکھایا جائے گا جہاں کی نعمت اور زیب وزینت اللہ عزوجل کی عنایات کی منہ بولتی تصویر ہونگی اور اسے کہا جائے گا کہ یہ تیرا مقام ہے۔ تو نے دنیا میں آخرت پر یقین کیا اور اسی پر تیری موت ہوئی اور اسی پر تجھے بعثت کے دن اٹھایا جائے گا اور تجھے یہاں پر منتقل کر دیا جائے گا۔ پھر اس کی قبر کو ستر ہاتھ مربع تک کشادہ کر دیا جائے گا اور روایت دیگر، حدِ نگاہ تک کھول دی جائے گی اور منور کر دی جائے گی اور بہشت کی ایک کھڑکی کھول دی جائے گی جہاں سے آنے والی ٹھنڈی اور خوشبودار ہوائیں اہلِ قبر کو اپنے اثرات سے مستفیض کرتی رہیں گی۔ فرشتے اس کو آرام سے سو جانے کیلئے کہیں گے تو وہ اصرار کرے گا کہ میں اپنے گھر والوں کو اس سے مطلع کرنے جارہا ہوں تو فرشتے کہیں گے کہ یہاں آکر جانے کا قانون نہیں، تو آرام سے سو جا جیسے دلہن آرام سے سوتی ہے۔ لہٰذا وہ آرام سے سوتا رہے گا یہاں تک کہ نفخہ ثانیہ وقت یعنی بعثت کا وقت آجائے گا۔

امتحان میں ناکام ہونے والوں کو پہلے بہشت کا ایک مقام دکھایا جائے گا وہاں کی نعمتیں اور زیب و زینت اسے دکھائی جائے گی اور کہا جائے گا کہ یہ تیرا مقام تھا لیکن تجھے یہاں سے ہٹا دیا گیا کیونکہ تو دنیا میں شک میں رہا۔ اسی پر تیری موت ہوئی اور اسی پر تو اٹھایا جائے گا۔ پھر اسے جہنم دکھایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ تیرا اصلی مقام ہے اور بعثت کے بعد تجھے یہاں پر پھینک دیا جائے گا، پھر قبر کو حکم ہو گا کہ اسے بھینچ دے تو قبر اس کو اتنا بھینچے گی کہ ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف کی پسلیوں میں پھنس جائیں

Marfat.com

گی اور اس قبر میں دوزخ کی ایک کھڑکی کھول دی جائے گی جہاں سے آنے والی گرم، تلخ اور ناخوشگوار ہوائیں اس کو ہمیشہ تنگ کرتی رہیں گی اور اسے مختلف عذابوں میں مبتلا کر دیا جائے گا یہاں تک کہ بعثت کا دن آئے گا۔

ہر برائی کی سزا مختلف عذابوں کی صورت میں ہے لیکن یہ مضمون اس تفصیل کا متحمل نہیں ہوسکتا۔

نفخہ اولیٰ سے نفخہ ثانیہ تک ہر تن آرام سے سوئے گا، ہر قسم کی سختی اور عذاب وغیرہ موقوف کر دیئے جائیں گے۔ ان دونوں نفخوں کا درمیانی عرصہ چالیس سال ہے اور نفخہ ثانیہ کے وقت ہر جاندار کو حساب کتاب کیلئے زندہ کیا جائے گا، اس پر کفار، مشرکین اور منافقین کہیں گے۔

ترجمہ: ''ہائے ہماری خرابی کہ کس نے ہمیں سوتے سے جگا دیا۔''

اے دنیا والو! ان عذابوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہمیں عبرت حاصل کرنی چاہئے اور نیک اعمال کر کے اپنی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنانا چاہئے نہ کہ برے اعمال کر کے اپنی قبر کو دوزخ کی ایک غار۔

تو اے انسان! ان سب باتوں سے معلوم ہوا اور تو نے پہچان لیا کہ صاحب نظر، مشاہدہ باطنی سے دیکھتے ہیں، کہ کون شخص عذاب قبر سے چھوٹے گا اور یہ بھی جانتے ہیں کہ زیادہ لوگ نہیں چھوٹیں گے۔ لیکن جس طرح تعلق دنیا میں فرق ہے، کسی کو کم کسی کو زیادہ اسی طرح عذاب کی موت اور شدت میں بھی فرق ہے۔

جو شخص عذابِ قبر سے بچنے کیلئے نفس پر حق کو مقدم جانے، لیکن دنیا سے اپنا دل خالی نہ کر سکے، تو اسے چاہئے کہ عبادت اور ذکرِ الٰہی کیساتھ انس و محبت رکھے اور اپنے دل پر خدا کی یاد کو غالب کرے۔ اگر اس کام میں نفس اس کی اطاعت کرے تو بھروسہ رکھے کہ میں عذاب قبر سے بچ جاؤں گا۔ اگر اس کا نفس سرکشی کرے، تو اپنے آپ کو عذاب قبر کے حوالے کر دے۔ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دے۔ لیکن انسان اپنے دل کو موت سے قطعاً غافل نہ رکھے۔ یہ کسی بھی لمحہ تجھے دنیا سے کھینچ کر خالی ہاتھ، مٹی کی تہہ میں دفن کر دے گی۔ اللہ تعالیٰ نے تیری آزمائش کیلئے نیکی اور بدی کے جو اختیار دیئے ہیں۔ وہ موت کے وقت ہمیشہ کیلئے ختم ہو جائیں گے، اور تو دوبارہ اس دنیا میں کبھی لوٹ کر نہیں آئے گا، تیری اگلی منزل اندھیری قبر ہے۔ اگر تو نصیحت مانے اور یقین جانے، تو تیرا سامانِ سفر ''اللہ تعالیٰ'' اور نبی اللہ ﷺ کے احکامات کی تعمیل ہے کیونکہ اندھیری قبر میں اللہ تعالیٰ کے سوا تیرا کوئی ساتھی یا مددگار نہ ہوگا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں۔

ترجمہ: ''ایمان والے تو وہی ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔'' (سورہ بقرہ 3)

یہ دنیا والے تو دنیا کے اندھے لالچ میں اپنے مالکِ حقیقی کے حضور حاضری کو بھی بھول گئے ہیں حالانکہ سبھی کو اس کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ قرآن پاک پرہیز گاروں کی جان کنی میں ستھراپن (سکون) کی خوشخبری دیتا ہے، کہ وہ جان کنی کی سختی سے محفوظ رہتے ہیں۔

35- نظریہ پاکستان اور فکرِ اقبالؒ

پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے اسے اسلام کے نام پر لاتعداد قربانیوں کے بعد حاصل کیا گیا تھا اور ہمارا یہ عہد تھا، ہے اور رہے گا کہ یہاں قرآنی نظام رائج کیا جائے گا اور دین کی حکمرانی ہوگی۔ ضابطہ حیات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہوگی اور معاملات اللہ تعالیٰ کی کتاب کی عائد کردہ حدود کے اندر رہتے ہوئے باہمی مشورہ سے طے ہونگے۔ جبکہ آج ہمارا ملک ایک نہایت ہی نازک اور غیر یقینی دور سے گزر رہا ہے۔ مشرف نے اپنی کرسی بچانے کیلئے اس ملک اور قوم کو داؤ پر لگا دیا۔ اربوں روپے کی کرپشن سے کمائی ہوئی دولت سفید ہوگئی اور قتل و غارت کے مجرم ہماری قسمت کے ٹھیکیدار بن گئے۔ لاتعداد لادینی، استحصالی اور ملک و ملت کو تباہی کی طرف لے جانے والی پالیسیاں نافذ کیں۔ جسکا تسلسل مزید 5 سال سے جاری ہے جو قیام پاکستان اور حصول مقاصد کے سراسر خلاف ہے۔

حکیم الامت علامہ اقبالؒ کے تصوف نے انہیں دیدہ ور بنایا، دنیاوی مسائل سے آگاہی عطا کی، اُمت مسلمہ کی حالت زار کا درد بخشا اور ملت اسلامیہ میں ایک ولولہ انگیز انقلاب کا پیامبر بنایا۔ علامہ اقبالؒ ہر نظریے کو، ہر فن کو، اس نظریے سے دیکھتے ہیں کہ وہ انسانی خودی کے ارتقاء کیلئے کس درجہ فائدہ مند ہے اور وہ مسلمانوں کیلئے کس طرح مفید ہے۔ ان کی ساری زندگی اس کوشش میں صرف ہوئی کہ مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کی تدبیر کی جائے، اس قوم کی بیداری کیلئے کام کیا جائے، مسلمانوں کے فکری افلاس اور ان کے اندر ایسے اوصاف پیدا کیے جائیں کہ جن کی مدد سے یہ دنیا کی دوسری قوموں کا تمدن و معاشرت، اقتصادیات و سیاست سمیت ہر میدان میں مردانہ وار مقابلہ کرنے کے اہل ہوسکیں۔ علامہ اقبالؒ نے مسلمانوں کی ابتر حالت اور ان کے کردار کے بارے میں بہت گہرا فکر و تدبر کیا۔ ان کے شاندار ماضی کو دیکھا، ان کے عروج کی وجوہات کا جائزہ لیا پھر مسلمانوں کے شرمناک حال کو دیکھا اور اس زوال کے اسباب پر غور کیا۔ جس قوم کے ذمے اللہ تعالیٰ کے دین کو سب ادیان پر غالب کرنے کا کام ہے وہ قوم خود مغلوب ہوکر رہ گئی۔ ہر رزم خیر و شر میں مسلمانوں کی شمشیریں کند ہیں۔ اغیار ہیں کہ

Marfat.com

سبک رفتاری سے آگے بڑھتے ہی چلے جا رہے ہیں۔ سیاست ہو یا معیشت، علم و تحقیق ہو یا ایجادات، ریاستی نظام ہو یا عسکری لائحہ عمل غرضیکہ دنیاوی ترقی کے ہر قابلِ ذکر شعبے میں انہوں نے اپنا لوہا منوالیا ہے۔ جب ہم افکارِ اقبالؒ کی روشنی میں اپنی قوم کی اس حالت کا جائزہ لیں تو ہمیں محسوس ہوگا کہ شاید ہمیں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، رزاقیت، حافظ و ناصر اور واحد وارث و مالک ہونے کا دلی یقین نہیں کہ ہماری فکر میں تیزی نہیں بلکہ ہر لحہ طمع اور لالچ کی ذلت میں ڈوبے ہوئے ہمارے ذکر میں گرمی نہیں، ہمارے اندر قلندرانہ ادائیں نہیں، سکندرانہ جلال نہیں، ہماری قوم میں مستی احوال اور مستی گفتار ہے مگر مستی کردار نہیں، ہم مسلمان، اعلیٰ اوصاف سے عاری ہو چکے، جو دنیا کی امامت کیلئے ضروری ہیں، ہماری خودی زندہ نہیں۔ ایسی حالت میں اقبالؒ کی آواز ہم مسلمانوں کیلئے صورِ اسرافیل کا درجہ رکھتی ہے۔ ان کے پیغام میں وہ طاقت ہے جو مسلمان قوم کے جسد میں دوبارہ جان ڈال سکے۔

ان کے نورِ بصیرت میں وہ بات ہے کہ جس کی روشنی میں ہم اندھیری شب میں اپنی منزلِ مقصود کا سراغ لگا سکتے ہیں کیونکہ اقبالؒ ہر اُس نظریے کو، ہر اس عقیدے اور تصور کو جس میں ملت اسلامیہ کی فلاح و بہبود اور شان و شوکت کا پیام نہ ہو، جس میں مسلمانوں کے دردِ ضعیفی کا درماں نہ ہو، کو غلط تصور کرتے ہیں چاہے وہ بے عمل صوفی کا تصوف ہو یا جاہل ملاں کا تصوّرِ دین، جمود کا شکار مسلمانوں کی تقلید ہو یا جدت پسندوں کی حد سے بڑھی ہوئی جدت پسندی، وہ سب کے خلاف علمِ بغاوت بلند کرتے ہیں تاکہ مسلم قوم ہر شعبہ زندگی میں اسلامی افکار و نظریات کی تعلیم و تربیت اور اجراء کے قابل ہو سکے۔ علامہؒ کے نزدیک جب تک عقیدہ کی درستی اور ایمان کی مضبوطی نہ ہو کسی فرد کی ذات کے اندر وہ صفات و کردار پیدا نہیں ہو سکتے جو تبدیلی کا ذریعہ بنیں۔ آج مغربی ثقافت کی یلغار نے ہمیں اپنے مقصدِ حیات سے دور کر دیا ہے۔ ہر ہر فرد پر واجب ہے کہ تعلیماتِ آفاقی کے تحت خود کو بدلے۔ اور مومنانہ فکر و عمل اپنائے۔

ملت اسلامیہ کے عظیم مفکر مولانا محمد علی جوہرؒ نے فرمایا تھا، قومیں لیڈروں کے عادلانہ کردار کی وجہ سے عروج پاتی ہیں اور انہی کے جبری کردار کی وجہ سے ذلیل و خوار ہوتی ہیں، دین ہو کہ فلسفہ، فقر ہو کہ سلطانی، پختہ عقائد کی بنا پر ہی تعمیر ہوتے ہیں۔ آج ہمیں جس سنگینی کا سامنا ہے اُس کا تقاضا ہے کہ ان اقدار (نظریہ پاکستان) کو اپنایا جائے جس کے تحت خطہ ارضِ پاک حاصل کیا گیا تھا۔ قوموں کی تعمیر اجتماعی کرداروں سے ہوتی ہے، اس سے زیادہ ماتم کا مقام کیا ہوگا کہ مسلم ریاستوں نے یزیدیت کو اپنایا اور ذلیل و خوار ہوئیں، مغرب نے جن شعبوں میں حسینیت کو اپنایا، سرفراز و ظفریاب ہوئیں۔ عقل و دانش رکھتے ہو تو سنو! جن ملکوں کے حکومتی سربراہ، جوابدہی کیلئے عدالتوں میں پیش ہوتے ہیں وہ دنیا پر سرداری کرتے ہیں۔ مسلمان ملکوں میں مراکش سے ازبکستان تک سب حکمران سارے فیصلے اپنے بیرونی آقاؤں

Marfat.com

کے اشاروں پر کرتے ہیں، پاکستان میں اس کی بڑی تلخ حقیقت اور زندہ مثال کہ چیف جسٹس آف پاکستان کی جبری معزولی پر 16 ماہ کی عظیم قائدانہ جدوجہد کے بعد تاریخی فتح نصیب ہوئی۔ حسینیت کیا ہے، انصاف، اہلیت، میرٹ، اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوکر ہر عمل کی جوابدہی کا پکا یقین، آنکھ بند ہوتے ہی، ہر شخص سے، امیر سے، کبیر سے، سفیر سے ایک ایک درہم ایک ایک عمل کا پوچھا جائے گا۔ کوئی کسی کے کام نہ آئے گا، اپنے تمام اعمال اور احکام کا خود جواب دینا ہوگا، یزیدیت جبر وظلم کا نام ہے، اہل کو محروم کر کے نااہل کو منصب پر بٹھانا، باطل سے انکار پر قید وبند، آخرت سے انکار، قانون، انصاف اور میرٹ کو قتل کرنا، اسلامی اقدار اور پیداواری صلاحیتوں کو پامال، غیر پیداواری سرمایہ کاری اور ترجیحات اپنا کر ملکی معاشی تباہی۔ عالمِ اغیار کی پالیسی یہ ہے کہ عوام کو مہنگائی، بے روزگاری اور معیشت کو اس حد تک پیس کر رکھ دیا جائے کہ عوام ملکی اور عالمی سطح پر اسلام اور قوم کے خلاف سازشوں کی طرف توجہ نہ دے سکیں۔ آج کشمیر، فلسطین، عراق، افغانستان پر ریاستی دہشت گردی جاری ہے، جبر وظلم اور کفر کے خلاف آواز اٹھانے والوں کو انہی کے وطن میں دہشت گرد اور انتہا پسند گردانا جاتا ہے۔ اس عالمی سازش کے تحت پاکستان میں برپا تباہ کن دہشت گردی اور ہر شعبہ زندگی میں بے پناہ فتنہ وفساد، عالمی ایجنڈا ہے کہ ہر ہر حربہ سے پاکستان کو 2015ء تک بتدریج ناکام (غلام) ریاست تک پہنچانا اُن کا بڑا مقصد ہے۔ ہماری نظریاتی اور جغرافیائی سرحدیں کمزور ہورہی ہیں اسلام ہمیں فیشن، عیش وعشرت، بڑے گھر، بڑی گاڑیوں، لادینی رسومات اور بے جا اسراف کی قطعی اجازت نہیں دیتا کہ میانہ روی، بچت اور سادگی اپنا کر مسلم قوم کرپشن، جھوٹ، بددیانتی اور جبر وظلم سے دور رہ سکے جبکہ ثقافت، سیاست سمیت آج ہر شعبہ زندگی میں ہم اسلام دشمن کے ایجنڈا پر کام کر رہے ہیں۔

ملکی بقاء اور نظریہ پاکستان کے تحفظ کیلئے قوم، حکومت اور پارلیمنٹ کی یہ آئینی ذمہ داری ہے کہ وہ ملک میں برپا فتنہ کی بنیادی اور حقیقی وجوہات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کالے استحصالی باطل نظام میں قومی امنگوں کے مطابق آئینی اصلاحات کریں۔ وطن پاک کو آزاد فلاحی مملکت بنانا مقصود ہے تو عوام اور پارلیمنٹ کسی سیاسی یا ذاتی مفاد میں آکر باطل کا ساتھ نہ دیں ہر شعبہ زندگی کے قائدین اسلام اور ملک دشمنوں کی سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں

اور اپنے پروردگار سے رابطہ جوڑیں اور پوری استقامت کیساتھ اپنے دین اور ملک کی خلوصِ دل کیساتھ خدمت کریں تو یقیناً ہم کامیابی سے ہمکنار اور نجاتِ دنیا وآخرت ہمارا مقدر بن سکتی ہے، حق اور باطل کی کبھی نہ ختم ہونے والی اس جنگ میں ازل تا ابد ہر ہر دور میں ہر ذی شعور کا فطری امتحان ہوتا ہے کہ کسقدر وہ حق کا ساتھ دیتا ہے یا باطل میں بہہ کر خالقِ کائنات کی نافرمانی پر اتر آتا ہے۔

Marfat.com

خصوصاً اختیارات کے حامل صدر، وزیراعظم، وزراءاعلیٰ، کابینہ، اراکین پارلیمنٹ اور بالا افسران کے کرداروں کی جانچ کہ وہ قوم کو ملی ترجیہات اپنانے میں کسقدر مخلص ہیں یا دنیاوی حرص و ہوس کے حصول میں کسقدر منفی رویے اپناتے ہیں؟ تہمت لگانا اور غیراخلاقی فقرے کسنا بھی اسی ذمرے میں آتا ہے۔ انہی لمحات میں قرآن نے انسانی ضمیر اور کردار کو متنبہ کیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ: ''ظالموں کی طرف نہ جھکو تمہیں آگ چھوئے گی۔'' (القرآن)

ترجمہ: ''اے عیسیٰ اگر تو آسمان وزمین والوں کی عبادت کے برابر عبادت کرے مگر اس دوستی میں ہماری رضا کیلئے نیک بندے سے دوستی اور فاسق سے دشمنی نہ ہو تو تجھ کو فائدہ نہ دیگی۔'' (حدیث قدسی)

ترجمہ: ''تم نیکی کا حکم دو گے، برائی سے روکو گے ورنہ شدید اندیشہ ہے کہ تم پر عذاب نازل ہو، پھر تم دعائیں کرو گے تو قبول نہ ہونگی۔'' (الحدیث)

اقبالؒ کے دل ودماغ میں جو فکروفن خوابیدہ تھا اسے آوازہ عشق نے پیدا کیا۔ دانائے سبل عقل کل کی بارگاہ میں جانے کے لئے دبستان رومی سے اپنے باطن میں موجود طوفانوں، خاشاک کی طرح اڑا لے گیا۔ پھر بابِ علم پر دستک دے کر مدینہ علم کی گلی کوچوں میں اس طرح سے خرام کیا کہ وجودِ اقبال کے سارے گڑھے رنگ ونور سے معمور ہو گئے۔ عشق مصطفیٰ ﷺ کو اپنا سرمایہ حیات بنالیا۔ باطل قوتیں نہایت مدبر ہیں لیکن تدبر کا شہنشاہ ادنیٰ سی تدبیر کے ساتھ اس کی خاک اڑادے گا۔ وہ دیکھ رہا ہے مگر ہم نہیں دیکھ رہے البتہ اقبال کی نگاہ استعمال کرنے سے اس کی نظر کے زاویئے دیکھے جاسکتے ہیں۔ فکر اقبال ایک درسگاہ ہے جس میں بال وپر پانے والے ایک شاہین نے وطنیت کے بت کو اوندھے منہ گرا کر بظاہر ناممکن کو ممکن بنادیا۔ وہ مردِ شاہین صفت کون تھا؟ یہ جاننے کے لئے اقبال کی آفاقیت میں گم ہونا لازم ہے۔ وگرنہ بتوں سے تجھ کو امیدیں اور خدا سے ناامیدی کی یہ سرخ آندھی اس وقت تک چلتی رہے گی ایسے احساسِ محرومی، سیاسی بدنظمی اور اپنے مستقبل سے بے چینی کی صورت میں نکلے۔ ہمارے حکمران امریکہ پر انحصار کرنے لگے۔ جس سے عوام میں شدید غصہ اور اشتعال پیدا ہوا۔ آج امریکہ کی جنگ لڑتے ہوئے پاکستان خود بارود کا ڈھیر بن گیا ہے۔ ڈرون حملوں سے نہ صرف معصوم پاکستانیوں کی لاشیں گر رہی ہیں۔ بلکہ اس نے پاکستان کے وقار، خودداری اور خودمختاری کو بھی تارتار کردیا ہے۔ اور عملاً ہم امریکہ کے غلام یا امریکی کالونی بن چکے ہیں۔ ملکی معیشت انحطاط پذیر ہے، ملکی امور چلانے کیلئے ٹیکسوں میں اندھادھند اضافہ کیا جارہا ہے۔ کرپشن کے خاتمہ اور منصوبہ بندی سے خودانحصاری کی طرف قدم بڑھانے کے بجائے قرض پر قرض لیا جارہا ہے۔ جو قرض دینے والوں کے اپنے مفاد میں ہے۔ مسئلہ کشمیر پر کوئی پیش رفت نہیں ہورہی۔ بھارت اسے اپنا اٹوٹ انگ قرار دے رہا ہے۔ موجودہ سیاسی،

Marfat.com

اقتصادی، معاشی اور معاشرتی بحرانوں سے نکلنے کی واحد صورت یہی ہے کہ ہمارے سیاستدان، حکمران ، مذاہبی رہنما، اور قومی ادارے ملکراقبالؒ کی تعلیمات کو حرزِ جان بنا کر ملک کا قبلہ درست کریں، خودی اور خودداری کی جو تعلیم اقبالؒ نے دی اس پر صدق دل سے عمل کیا جائے۔ حکمران قومی وسائل کو امانت و دیانت کے جذبے سے عوام کی فلاح و بہبود کیلئے استعمال کریں۔ پاکستان کو اقبالؒ و قائدؒ کی جدو جہد کے مطابق واقعی جدید اسلامی فلاحی ریاست بنائیں۔ یہی اقبالؒ اور فکرِ اقبال سے وابستگی کا حقیقی تقاضا ہے۔

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتے نہیں ذرا، روح محمدؐ ان کے بدن سے نکال دو،

اب باطل کی ساری تگ و دو اہل ایمان کے قلوب سے ایمان و یقین کے منبع اور روح محمدؐ کے منبع کو نکالنے پر ہی مرکوز ہے باطل کی افواج قاہرہ کا مقابلہ جن صحرائی اور کوہستانی مجاہدین سے ہو رہا ہے۔ وہ مکتبوں کی فضاؤں کے پروردہ نہیں بلکہ بقول اقبالؒ بیابان میں فاروقی و سلمانی اور فطرت کے مقاصد سے پوری طرح آگاہ ہیں اور وہی ان کے محافظ بھی ہیں کیونکہ۔

بقول حکیم لامتؒ

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندہ صحرائی یا مرد کوہستانی

یہی وہ مردان حجر ہیں جو ہماری مضبوط دفاعی فصیل کا کام کرتے ہیں جو اسلام دوست اور پاکستان سے محبت کرنے والے ہیں۔ قائد اعظمؒ نے فرمایا تھا یہ لوگ پاکستان کے وفادار ہیں ان سے تعرض نہ کرنا۔ جناب مجید نظامی مدظلہ، نے حکومت پاکستان کو امریکہ کے ساتھ اس مسلم کش صلیبی جنگ میں فوجی تعاون سے دور رہنے کی بار بار تلقین کی جو قرآن حکیم اور اسوۂ محمد ﷺ کے عین مطابق ہے جس کی تصدیق امریکی اور نیٹو فورسز کے پاکستان مخالف جارحانہ روش سے بھی ہو رہی ہے۔ نو جوانوں کو خوب سے خوب کی تلاش میں سرگرداں رکھنے کیلئے انہیں عظمت انسان سے آگاہ کرنا ہی اقبال کا نورِ بصیرت ہے جسے وہ بچوں اور جوانوں تک پہنچانے کیلئے ہمہ وقت بے تاب رہتے تھے۔

جوانوں کو میری آہِ سحر دے، پھر ان شاہین بچوں کو بال و پر دے، خدایا آرزو میری یہی ہے، میرا نورِ بصیرت عام کر دے۔

یہاں پر ایک بات انتہائی اہمیت کی حامل ہے کہ نور بصیرت عام کرنے کیلئے علامہ مکتب کے رول پر بہت زیادہ زور دیتے ہیں۔ یہ مدرسہ اور خانقاہ کی تربیت ہی ہے جو ایک بچے کو شاہین کے بال و پر عطا کر سکتی ہے۔ پھر شاہین بچوں کو صحبتِ زرغ میں پروان چڑھانے اور راہ و رسم شاہبازی عطا سکتی ہے۔ علامہ اقبال نے اپنی ساری شاعری میں ایسے خدشات کا تواتر سے ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

شکایت ہے مجھے یارب خداوندانِ مکتب سے۔۔
سبق شاہین بچوں کو دے رہے ہیں خاکبازی کا اُٹھا میں مدرسہ وخانقاہ سے غم ناک۔۔
نہ زندگی نہ محبت نہ معرفت نہ نگاہ۔
نہ زاغ میں پیدا بلند پرواز خراب کر گئی شاہین بچے کو صحبتِ زاغ

آج ہم پھر تحریک پاکستان جیسے دور سے گزر رہے ہیں۔اس وقت ایک ملک بنانا تھا اور آج اس ملک کو بچانا اور سنوارانا ہے۔آج پھر ہمیں بصیرت اقبالؒ کی ضرورت ہے جس کیلئے ضروری ہے کہ ہم اپنے مدرسہ اور خانقاہ کوانہیں خطوط پر استوار کریں جن کی علامہ صاحب نے نشان دہی کی تھی۔

جب ہم اپنے مدرسہ اور خانقاہ میں صداقت،شجاعت اور عدالت کا سبق پڑھانا شروع کر دینگے تو بھٹکے ہوئے آہو کو سوئے حرم لے جانے میں کوئی دقت نہیں پیش آئیگی۔اقبالؒ ہر معاملہ کو حقیقت کی نظر سے دیکھنے اور دکھانے کو فلاح وکامیابی کا نام دیتے ہیں۔

فرماتے ہیں۔اے اہل نظر،ذوقِ نظر خوب ہے لیکن۔۔جو شے کی حقیقت کو نہ جانے وہ نظر کیا ہے؟

اسلامی عقائد:توحید رسالت اور آخرت پر ایمان زندگی کی بنیاد بن جائیں ایک اللہ کے حاضر وناظر ہونے کا یقین دوسرے قیامت کے دن کی پیشی اور جواب دہی،تو مسائل حل ہونا شروع ہو جائیں گے۔

اس کیلئے ضروری ہے کہ اجتماعی قیادت تقویٰ کی روش پر چلنے والی ہو اور ساتھ ہی ہر مسلمان حقیقی مسلمان بننے کی فکر کرے۔کوشش کرے کہ اس کی اپنی اور دوسروں کی زندگی کی تعمیر اسلامی عقائد کی بنیاد پر ہو۔قرآنی تعلیمات اور رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل کی صورت میں مثالی نظام زندگی قائم ہوگا۔

ربّ کائنات کے حضور التجا ہے کہ باری تعالیٰ عمائدین ملت اور قوم مسلم کو وہی قلب ونظر عطا فرمائے جو تعلیمات اقبالؒ کا خاصہ ہیں۔

علامہ اقبال عاشق رسول اور مفسر قرآن تھے ان کا نظریہ سیاست اسلام کی روح سے جڑا ہوا تھا۔اقبال نے پانچ نکاتی سیاسی ایجنڈا پیش کیا جس کے بعض نکات آج بھی قابل عمل ہیں نمبر 1 مسلمان مختلف جماعتوں میں بٹنے کی بجائے ایک سیاسی جماعت میں شامل ہوں۔(2)مرکزی تنظیم کم ازکم پچاس لاکھ روپے قومی فنڈ کیلئے جمع کرے۔(3)مرکزی تنظیم کی رہنمائی میں یوتھ لیگیں اور قومی رضا کاروں کے دستے منظم کئے جائیں جو خدمت خلق،رسوم ورواج کی اصلاح اور مسلمانوں کے سیاسی و معاشی حقوق کیلئے پروپیگنڈا کریں۔(4)تمام بڑے شہروں میں مردوں اور عورتوں کے الگ الگ ثقافتی ادارے قائم کیے جائیں جو اسلامی تاریخ کی روشنی میں نوجوانوں کی ذہنی وفکری ترتیب کریں۔(5)علماء کی مجلس قائم کی جائے جس میں ایسے وکلا بھی شامل ہوں جنہوں نے ماڈرن جیورس پروڈنس کی تعلیم حاصل

Marfat.com

کر رکھی ہو اور جو اسلامی قوانین کی جدید زمانے کے تقاضوں کے مطابق تشریح کریں۔ اقبال دین اور سیاست کو الگ نہیں، بلکہ دونوں کو لازم وملزوم سمجھتے تھے۔

اقبالؒ نے 10 دسمبر 1931 کو کہا، میں نوجوانوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ دہریت اور مادیت سے محفوظ رہیں۔

اہل یورپ کی سب سے بڑی غلطی یہ تھی کہ انہوں نے مذہب اور حکومت کو علیحدہ علیحدہ کر دیا اس طرح ان کی تہذیب روح اخلاق سے محروم ہوگئی اور اس کا رخ دہریانہ مادیت کی طرف پھر گیا۔ اقبال نے آل انڈیا مسلم کانفرنس لاہور 1932 کے خطبے میں کہا۔ سیاست کی جڑیں انسان کی روحانی زندگی میں ہیں۔ یہ میرا عقیدہ ہے کہ اسلام ذاتی رائے کا مسلہ نہیں ہے۔ مزید وضاحت میں فرمایا

لا دین ہو تو ہے زہر ہلا ہل سے بھی بڑھ کر
ہو دین کی حفاظت میں تو ہر زہر کا تریاق

علامہ اقبال نے اپنے ایک لیکچر میں روحانی جمہوریت کا ذکر کیا۔ وہ مغربی جمہوریت کے خلاف تھے اور چاہتے تھے کہ جمہوریت اسلام کے سنہری اصولوں اور اسلامی اخلاقیات پر مبنی ہو۔ انہوں نے 28 مئی 1937 کو قائد عظم کے نام ایک خط تحریر کیا۔ اسلام کے قانونی اصولوں کے مطابق کسی مناسب شکل میں سماجی جمہوریت کو قبول کر لینا کوئی انقلاب نہیں ہے بلکہ اسلام کو اصل روح کی طرف لوٹنا ہے۔ پاکستان میں ہم فیوڈل جمہوریت کے تماشے دیکھ رہے ہیں۔ جمہوریت کا یہ ماڈل چونکہ اسلام کی حدود وقیود کے مطابق نہیں ہے اس لئے موجودہ جمہوری ماڈل ہمارے مسائل حل کرنے کی بجائے ان میں اضافہ ہی کرتا چلا جا رہا ہے۔ علامہ اقبال نے مغربی جمہوریت کے بارے میں کہا تھا۔

جمہوریت اک طرز حکومت ہے کہ جس میں بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام چہرہ روشن اندرون چنگیز سے تاریک تر جلال پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشہ ہو جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی علامہ اقبال کے سیاسی نظریہ کے مطابق امیدوار کا اہل اور دیانیدار ہونا لازمی ہونا چاہیئے۔ جبکہ رائے دہندگان کو بھی باشعور اور نیک ہونا چاہیئے۔

انہوں نے عوام کو باشعور نیک بنانے کیلئے جبری تعلیم کا نظریہ پیش کیا۔ علامہ اقبال اسلام کی تشریح اسلام کے سہنری اصولوں کی روشنی میں کرتے۔ وہ ملائیت کے سخت خلاف تھے انہوں نے اپنے چھٹے خطبے میں کہا۔ ان حالات میں ہمارے لئے ایک ہی راستہ کھلا ہے اور وہ یہ ہے کہ اسلام کے آئینہ پر غیر اسلامی رنگ کی جو سخت تہیں جم چکی ہیں انہیں کھرچ کھرچ کر صاف کیا جائے حریت سلیت اور مساوات کی حقیقی اقدار کو از سر نو زندہ کیا جائے اور ان کی روشنی میں اپنے اخلاقی، معاشی اور سیاسی نظام کی نئی تشکیل کی

Marfat.com

جائے جو حقیقی اسلام کی سادگی آفادیت کی آئینہ دار ہو۔علامہ اقبال ایسی جمہوریت کے قائل تھے جو مساوات اور قانون کی حکمرانی پر مبنی ہو۔انہوں نے تحریر کیا، دوسراسیاسی اصول جمہوریت ہے جوانسانوں کی غیر مشروط اور کامل مساوات پر مبنی ہو مسلم ملت کے تمام افراد معاشرتی اور معاشی تفاوت کے باجود قانون کی نظر میں مساوی حقوق کے مالک ہیں۔اس مساوات کے اصول کی بنیاد پر ترکی کے بزرگوں میں سے ایک خلیفہ کے خلاف ایک معمار نے مقدمہ درج کیا اور قاضی نے خلیفہ وقت پر جرمانہ عائد کردیا تھالہذا مساوات پر مبنی جمہوریت ہی اسلامی سیاسی فکر کی اہم ترین قدر ہے۔

مختصر یہ ہے کہ اقبالؒ کانظریہ سیاست اسلام کے سنہری اصولوں اور اخلاقیات پر مبنی ہے۔ان کے نزدیک سیاست عبادت ہے نہ کہ لوٹ مار کا ذریعہ جس کا تماشا آج پاکستانی قوم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے اور اس کے نتائج بھگت بھی رہی ہے۔آج کا پاکستان اپنی تاریخ کے ایک انتہائی اہم موڑ پر کھڑا ہے۔نظریہء پاکستان کی دشمن قوتیں اسے اسکی اساس سے اکھیڑ کر بے یقینی اور عدم تحفظ کے اندھیروں میں پھینکنا چاہتی ہیں۔یہ بات ایک بڑے المیے سے کم نہیں کہ جن لوگوں کے ہاتھوں میں اس کی بقاءاور تقدیر کے فیصلے کرنے کا اختیار ہے وہ اس کی نظریاتی شناخت ختم کر کے اسلام کے ساتھ اس کا فکری و جذباتی رشتہ توڑنا چاہتے ہیں۔اگر چہ یہ لوگ مسلمانی کا دعویٰ ضرور کرتے ہیں لیکن ان کی مسلمانی کا تعلق ان تعلیمات سے ہرگز نہیں جو ریاست مدینہ کے قیام کا سبب بنی تھیں اور جنہیں سمجھنے کیلئے اس حقیقت کو سامنے رکھنا ضروری ہے کہ آنحضرتؐ خدا کے اخری پیغمبر تو تھے ہی اسکے علاوہ انسانی تاریخ کے عظیم ترین جنرل اور کامیاب ترین مملکت ساز بھی تھے۔آپؐ کی ذات عظیم میں دین، ریاست اور سیاست تینوں کو یکساں اہمیت حاصل تھی۔جولوگ دین اور ریاست کو الگ رکھنا چاہتے ہیں ان کا مسلمانی کیساتھ کیسا تعلق ہوسکتا ہے۔قرآنی سورہ یونس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ ''جس قوم نے اپنے درمیان سے رسول کو نکالا (تعلیمات احکامات اور مسلم اقوام میں باہمی احترام وروابط) سنت الٰہی یہی ہے کہ انکو ہلاک کر دیا گیا'' آیئے ہم یہ عہد کریں کہ ہم اپنی سیاست اور جمہوریت کو اسلام کے سنہری اصولوں کے مطابق بنانے کیلئے انتہائی جدوجہد کریں گے اور مقاصد کے حصول کیلئے حکمت دانائی اور رہنمائی کو ہاتھ سے نہ چھوڑئیں گے۔

آج کی دنیا میں افراد اور قوموں کی خوشی اور بدحالی، سکون اور بے چینی اور سب سے بڑھ کرنا کامی یا کامیابی کا پیمانہ یہ ہے کہ اس کی انا اس کے قد سے کم ہے یا زیادہ ہے؟۔باہر کی دنیا کا جائزہ لینے سے پہلے ہمیں اس حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہئے کہ ہمارے ہاں جھوٹی انا نے، ہم سے وہ سچی خوشی چھین لی ہے جو زندہ قوموں کے چہروں پر، سکون اور آنکھوں سے چمک کی صورت میں نظر آیا کرتی ہے۔نفسیاتی طور پر

Marfat.com

اس کے کئی پس منظر ہیں لیکن غور کیا جائے تو یہ ان تعلیمات سے دوری کا نتیجہ ہے جن کی رو سے دنیا میں عزت اور بڑائی فطری طور پر نیک نامہ اعمال سے مشروط کر دی گئی ہے۔ ہمارے پیغمبر ﷺ نے دنیا میں عزت اور وقار کا جو پیمانہ دیا ہم نے اسے فراموش کر دیا ہے اور عزت اور وقار کیلئے جھوٹ، بددیانتی اور ادھار کا سہارا لینا شروع کر دیا لیکن غیر مسلم اقوام نے ہمارے ہادی برحق ﷺ کی ہدایت کو اپنا لیا اور عزت اور وقار کیلئے ہمارے ضابطے اپنا لئے۔

کئی سو سالوں کی ٹھوکروں کے باوجود ہمارے معاشرہ میں اکثر افراد آج بھی یہی سمجھتے ہیں کہ قیمتی لباس زیب تن کر کے بڑے گھر اور بڑی گاڑی لے کر، معاشرہ میں پیسے کا زیادہ سے زیادہ مظاہرہ کر کے، دوسروں پر دھاک بٹھا کر اپنی عزت کا پرچم بلند کریں۔ جھوٹی عزت کی اس ''روش'' کی تقلید نے ہماری ساری زندگی، اور معاشرے کو تباہی کے کنارے لا کھڑا کیا ہے کہ اپنے محدود وسائل کے باعث جو لوگ اپنی جھولی کو ایسی عزت سے خالی دیکھتے ہیں وہ کرپشن کرتے، قرض کے پیسے کی بیساکھی سے خود قد آور بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن کچھ وقت گزرنے کے بعد انہیں احساس ہوتا ہے کہ وہ سچی خوشیوں، اصل عزت اور دلی سکون سے محروم ہوتے جا رہے ہیں۔ اسی جھوٹی نمود و نمائش نے ہمارے معاشرے کو ہر سطح پر بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔

چھوٹے بڑے سب اس جان لیوا مرض کی لپیٹ میں ہیں، جو لوگ ترقی یافتہ ممالک میں جاتے ہیں۔ لوگوں کے رہن سہن، کاروبار، طرزِ حیات، حقوق العباد کے سلسلے میں احساس ذمہ داری، صفائی، ادائیگی ٹیکس، تقریبات میں اخراجات، غرض ہر حوالے سے اپنے معاشرے اور باہر کے معاشرے کا مقابلہ کرتے ہیں اور پھر ان کے سر شرم سے جھک جاتے ہیں۔ ایسا معاشرہ جو دینی وراثت کے حوالے سے کچھ نہیں، عملی زندگی میں ہم سے آگے کیوں ہے؟۔ انفرادی گناہوں کے باوجود وہ مجموعی فلاحی معاشرے کے سچے دعویدار کیسے بن گئے؟ اگر غور کیا جائے تو اس فرق کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ وہاں جھوٹی انا اور جھوٹی نمود و نمائش نہیں۔ جبکہ ہم جھوٹی نمائش کیلئے انفرادی سطح پر بھی اور قومی سطح پر بھی قرض پر قرض لئے جاتے ہیں اور اپنی آنے والی نسلوں کے کندھوں پر اربوں کھربوں کا بوجھ ڈالتے جا رہے ہیں یہ سلسلہ کب ختم ہوگا؟ کون ختم کرے گا؟ کہیں ہم قیامت کا انتظار تو نہیں کر رہے؟ یہ قیامت غیروں کی حکمرانی کی صورت میں بھی آسکتی ہے۔ خدانہ کرے وہ دن آئے۔ آیئے ہم مل کر سوچیں، اور قرض کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کی سبیل کریں۔ سادگی اور پاکبازی اپنائیں۔ سب سے بڑھ کر لادینی ملکی نظام اور مغربی ثقافت سے سب مل کر چھٹکارا حاصل کریں۔ کہ یہ عمل شر سے بچاؤ، بڑے ہی اجر و ثواب اور نجات کی بنیاد ہے۔

Marfat.com

درحقیقت معاشرہ میں تمام فساد اور جرائم کی جڑ نمائشی طرز زندگی، فیشن اور بڑائی کی خاطر پیسے کی دوڑ ہے۔ جو گناہ اور شامتِ اعمال کا سبب بنتی ہے۔ جبکہ قناعت، سادگی اور پرہیز گاری، انعامات خداوندی ہیں۔ جن کی تمنا ہم نماز کی ہر رکعت میں صراط مستقیم، اللہ کے حضور مدد اور رہنمائی مانگتے ہیں۔ مگر عملی طور پر اپناتے نہیں بلکہ نماز سے فراغت کے بعد بددیانتی اور دولت کی حرص سے کائناتِ خالق میں فساد برپا کر دیتے ہیں حالانکہ قانونِ قدرت کے مطابق ہر جان اپنی کرنی میں گروی ہے ذرا سوچو اور یقین کرلو کہ واقعی ہم یہاں پر چند روز کے مسافر ہیں تو پھر جانتے بوجھتے عذاب قبر و آخرت کا سامان کیوں پیدا کرتے ہو؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے محلات کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا، خیمہ لگا کر دارالخلافہ میں خلافت کی۔ سادگی کا عالم یہ تھا کہ خاکِ فرش پر بے تکلف سو جاتے۔

لیکن اس نظریہ کفالت کے برعکس آج عالم اسلام خصوصاً پاکستان میں بیرونی قرضوں کی شرائط اور ترجیہات کے عوض قومی وقار اور انسانی اخلاق کس قدر مجروح ہوا ہے کہ ہم ناجائز طریقے سے قیمتی (محلات نما گھروں) اور گاڑیوں پر ملکی دولت کی زیاں کاری اور عیاشی سے نہ صرف صنعتی وزرعی پیداوار میں کمی اور عالمی تجارتی بحران کے قومی مجرم بنتے ہیں، بلکہ آخرت کے دردناک عذاب کو مول لیتے ہیں۔ اس ناقص قومی رجحان کی حوصلہ شکنی سمیت غیر مسلم معاشرہ کی سی عریانی، بے حیائی اور لادینی کی یلغار ٹیلی ویژن کیبل نیٹ ورک سسٹم وفلم اور دیگر پروگراموں کی سرکاری سطح پر رغبت اور حوصلہ افزائی کا مشترکہ نوٹس ہمارے علماء دین، اسلامی نظریاتی کونسل اور شرعی کورٹ جیسے بااختیار ادارے کیوں نہیں لیتے؟ اور بے پناہ ناجائز دولت جمع کرنے والوں کا احتساب کیوں نہیں کرتے؟

کہ لوگ سادہ اور پرہیز گار زندگی اپنا کر دنیا اور آخرت میں انعام باری تعالی کے حقدار بن جائیں۔ علامہ اقبالؒ نے اس کی تشریح فرمائی۔

پانی پانی کر گئی مجھے قلندر کی یہ بات
تُو جھکا جب غیر کے آگے، نہ تَن تیرا نہ مَن

کیا ہم سچے مسلمان ہیں؟ (دوقومی نظریہ اور مرکزیت)

آج سے 1400 سوسال قبل مکہ مکرمہ میں قرآن پاک کا نزول ہوا۔ تو سب سے پہلے قریش مکہ سے مخاطب ہو کر رسول اکرم ﷺ نے دعوت حق کا پیغام پہنچایا۔ اس دعوت کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی اپنی زندگی ایک بہت بڑی مثال تھی۔

Marfat.com

آپ ﷺ نے جن ساتھیوں کو اپنے اردگرد جمع کیا اور ان کی اس طرح اصلاح فرمائی کہ وہ سابقہ زندگی سے الگ ہو کر اپنی پہچان آپ بن گئے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کو سچا سمجھ کر کسی قربانی سے دریغ نہ کیا۔ گنتی کے چند لوگ جو ایمان لائے تھے، ان پر کفار مکہ ٹوٹ پڑے۔ لیکن ان کا ایمان سختیوں کے ساتھ ساتھ اور مضبوط تر ہوتا گیا۔

تیرہ سال سختیاں جھیلنے کے بعد بالآخر وہ وقت آیا جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ کی طرف روانگی، دنیا اور مکہ کے لوگوں کو یہ بتانا مقصود تھا۔

کہ دو قومی نظریے کی بنیاد پر ہماری اور آپ کی راہیں اور کلچر الگ الگ ہیں ہم کلمہ طیبہ پر جمع ہونیوالی قوم ہیں۔ دشمنانِ اسلام کی چالوں کے باوجود ہماری مرکزیت متاثر نہیں ہوتی۔ فرقے ہونا بڑی بات نہیں۔ اطاعتِ دین، مقصودِ آخرت اور اللہ تعالیٰ، تو ایک ہی ہے۔

جدوجہدِ آزادی کے دوران قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے اسی نظریہ توحید "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" پر اپنے فرمان میں کہا (پاکستان کا وجود بھی اسی دو قومی نظریہ پر ظہور پذیر ہوا) فرمانِ قائدؒ

وہ کون سا رشتہ ہے جس میں منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسدِ واحد کی طرح ہیں، وہ کون سی چٹان ہے جس پر ان کی ملت کی عمارت استوار ہے۔ وہ کون سا لنگر ہے جس سے اس کی امت محفوظ کر دی گئی ہے؟ وہ رشتہ، وہ چٹان، وہ لنگر، خدا کی کتاب قرآنِ مجید ہے۔

مجھے یقین ہے کہ جوں جوں ہم آگے بڑھتے جائیں گے، ہم میں زیادہ سے زیادہ اتحاد پیدا ہوتا جائیگا۔ ایک خدا، ایک رسول ﷺ، ایک کتاب، ایک اُمت۔ (کراچی 1943ء)

جس طرح رزقِ حلال دین کی بنیاد ہے اسی طرح دوسرے بھائی سے دھوکہ فریب، جھوٹ، بد دیانتی، ظلم و ناانصافی، لادینی اور استحصالی نظام کا عملاً خاتمہ، نیکی اور بھلائی کی راہ متعین کرنا، اسلامی ریاست کے قیام کا واحد مقصد ہے۔

آج دنیا اسلام کو مغربی ممالک بنیاد پرست کہتے ہیں۔ یہی صورت حال برقرار رہی تو کون برائی کو مٹانے کے لئے جہاد کرے گا؟ کون ظالم کا ہاتھ پکڑے گا؟ کون بے سہارا لوگوں کی مدد کرے گا؟ کون امت مسلمہ کی روح کو تازگی دے گا۔ پھر ہم کیسے سچے مسلمان ہوں گے؟

بقول علامہ اقبالؒ

رہ گئی رسم اذاں روحِ بلالیؓ نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالیؒ نہ رہی

ہمیں اپنے اسلاف کا دور سامنے رکھ کر دیانت، امانت اور عدل و انصاف قائم کرنا ہے۔ خصوصاً

Marfat.com

غیر اسلامی محرکات کا ڈٹ کر مقابلہ غلط اور فحش رسومات کے خاتمے کے لئے جہاد اکبر اختیار کرنا ہوگا۔

ہمیں اپنے روزمرہ کے حقوق و معاملات اور کاروبار میں سچائی اختیار کرنا ہوگی۔ قول ہے۔

''روزمرہ کے معاملات میں دیانت ہی ہمارے دین و ایمان اور اطاعت کی بنیاد ہے۔''

اور دوسروں کی بہتری چاہنے والا اللہ کو سب سے پیارا ہے۔

اللہ کی محبت اور خوف سے مخلوق کے ساتھ پیار، خلوص اور دکھی انسانیت کی خدمت، سچائی کا راستہ ہے۔ نماز کو بادشاہی کے مالک کا حق، مخلوق پر لازم جان کر ادا کریں۔

لا الہ الا اللہ کے معنی کہ تمام زور اختیار اور سلامتی کی مالک صرف اللہ ہی کی ذات پاک ہے۔

مخلوق کو ممنوعہ امور سے منہ موڑ کر رضائے الٰہی کے آگے بے اختیار رہنا چاہیئے کیونکہ رضائے الٰہی اور تقدیر کے آگے تمام تر کوشش، حیلہ اور تدبیر بیکار اور بے اختیار ہے۔ اور جس نے پڑھا۔

امنت باللہ و ملئکتہ و کتبہ و رسلہ والیوم لاخر والقدر خیر

ترجمہ: ''میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور اچھی بُری تقدیر پر کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے اور مرنے کے بعد جی اٹھنے پر''

جس نے توبہ کی دل سے کوشش کی اور وعدے پر قائم رہا وہ سنور گیا۔ نبی ﷺ اللہ کی حدود کے اندر فکرِ آخرت کی بھلائی کو ڈھونڈا اس نے منزل مراد کو پالیا۔ بقول علامہ اقبالؒ

قہاری و غفاری، قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

عقل حیران کہ آخر کیوں؟ لوگ راہِ حق سے منحرف ہو جاتے ہیں۔ اعمال صالح سے کیوں رو گردانی کی جاتی ہے۔ انہیں کیا حاصل ہوتا ہے؟

یہی نہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ صراطِ مستقیم پر ایمان نہیں رکھتے۔ اور نہ ہی توکل بر خدا اور نہ ہی مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے اور پھر ہمیشہ کی زندگی اختیار کرنے کا یقین رکھتے ہیں۔ خدارا حقیقتوں پر یقین کرنے یا نہ کرنے سے حقیقت اور موت کسی صورت بھی ٹل نہیں سکتی اور نہ ہی تقدیر کا لکھا بدل سکتا ہے۔ یہ نادانی ہے بدبختی ہے۔

کلمہ طیبہ کی دعوتِ حق، دنیا والوں کی (دوزخ) سے رہائی، ذوق و یقین اور ہدایت و عمل کو آشکار کرتی ہے جبکہ بیرونی اثرات کے استحصال، لوٹ مار اور معاشی محرومیوں نے انسانوں کو دیانت و صداقت سے محروم کر دیا ہے۔ ان میں اکثر لوگ قانون و اخلاق اور خوفِ خدا سے عاری ہو کر دوسرے کے حقوق اور معاملات کی پامالی پر اتر آئے۔ ان میں احکامِ الٰہی اور احکامات نبوی کا ذرا سا احساس بھی باقی نہیں رہا اور نہ

Marfat.com

ہی فکرِ آخرت، حالانکہ قدرتِ کاملہ نے انسانی وجود کو عقل، تدبر اور فکر کی صلاحیتیں عطا کی ہیں۔فہم و فراست زبان وکلام سے نوازا، قلب کا نور، روح کا سرور اور ضمیر کی آواز دے کر اچھائی، برائی، حلال وحرام کی تمیز عطا فرمائی، روح پھونک کر روحانیت کے اعلیٰ مدارج طے کرا دیئے۔ پھر نفس کو موضوع فکر بنایا۔ بندہ ، روحانی معجزات اور موجودات (تخلیق کائنات) میں عجز وانکساری سے غور کرے۔ کیونکہ دنیا کا کوئی بھی انسان اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود خالقِ کائنات کے سامنے قطعی عاجز العقل وفہم ہے، اسی انسانی بے بسی اور اللہ تعالیٰ کے قادر مطلق ہونے کی حقیقت کو خوفِ خدا کہتے ہیں۔

رسالت کا مدعا، عمل، توحید (بندگی) اور احترام آدمیت پر عمل پیرا کرنا ہے۔ یہی نقطہ امت کے لیے قرب الٰہی کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ آج دین کی محبت اور خلوص، دلوں سے رخصت ہو گئے ہیں۔ رسوماتِ دین آب وتاب سے جاری ہیں۔ لوگ عبادت کرتے ہیں لیکن تقویٰ کا نام نہیں۔ ہم موجود ہیں لیکن بے جان تصویر کی طرح، ہم دیکھتے ہیں مگر دل کی آنکھ سے نہیں۔ جہاد جنت کا دروازہ ہے۔ اللہ نے یہ اپنے خاص دوستوں کے لیے کھولا ہے۔ خلوصِ دین تو اختلافات کے تمام نشان مٹا دیتا ہے۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اسی نظریہ جہاد کے تحت اپنے باپوں، بیٹیوں، بھائیوں اور چچاؤں کیساتھ یہی نظریاتی جنگ کرتے تھے۔ یہ اصل ایمان، اطاعت اور راہ حق کی پیروی تھی۔

جبکہ آج اکثر سیاست دان اور علماء، ذاتیات کے تابع ہو کر رہ گئے ہیں ایک ہی مسئلہ پر رائے میں تضاد ہے۔ اصل رائے تو وسیع تر دینی، قومی اور ملکی مفاد پر ہی مشتمل ہوتی ہے۔

مسلمان کو یہ نہ بھولنا چاہیے کہ "اللہ" زبردست کے پاس ہمارے ہر کردار نیک و بد کا حساب ہوتا ہے۔ التجا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ: "اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ۔" (سورہ الحدید 28)

ہم "اللہ" پر کیسا ایمان رکھتے ہیں، ہم نے اپنی حاجتوں اور دنیاوی مقاصد کے لئے غیرِ خدا سے کس قدر امیدیں باندھ رکھی ہیں۔ ایمان کی اصل تو یہ ہے کہ اللہ پر ہی بھروسہ رکھیں۔ آج کل اسلامی تعلیم اور درس کا بڑا زور ہے۔ محافل سجتی ہیں۔ مسجدیں نمازیوں سے بھری پڑی ہیں۔ مگر خدا کی زمین ، ایسے لوگوں سے خالی ہے جن کو خدا کے خوف نے (بے ضرر) بے زبان کر رکھا ہو۔ اور اسلامی تعلیمات کے اثر سے لوگ احتسابِ نفس کی طرف مائل ہوں جو خدا اور رسول کے نزدیک اسلام کا اصل مقصود ہے، اس کے برعکس ہم اپنی زندگیوں میں نیکی اور بدی کے درمیان ایک اور راستہ بنا لیتے ہیں۔ ہم کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں۔ نماز بھی اور روزہ بھی رکھتے ہیں۔ قرآن پاک کی تلاوت اور اقرار توحید و رسالت بھی

Marfat.com

کرتے ہیں۔ ہماری زندگی کا یہ ایک رخ ہے کہ نماز میں ٹوپی پہن کر معصوم سے بن جاتے ہیں۔

ہم نے دوسرا رخ روزمرہ کے معاملات کے لئے الگ سنبھال رکھا ہے۔لین دین میں مخلوقِ خدا سے معاملات میں، دکانوں، بازاروں، کھیتوں، دفتروں میں کوئی ہمیں برتاو کرتا دیکھے تو حیران ہو کہ یہ وہی شخص ہے جو نماز میں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے۔اور باہر آ کر ملاوٹ کرتا، کم تولتا، جھوٹ بولتا، جیب کاٹتا، رشوت لیتا، حرام کھاتا، جبر اور غبن کرتا، قوم کا خزانہ لوٹتا اور کیا کیا ظلم کرتا ہے۔ دنیا کی دولت حاصل کرنے کی ہوس نے اسے اللہ تعالیٰ کے حکم اور ایمان کے مصرف سے اندھا کر دیا ہے۔بکرے ذبح ہو رہے ہیں دیگیں پک رہی ہیں۔قرآن خوانی ہو رہی ہے۔اور اگر یہ مال حرام ہے تو پھر یہ سب دین کے ساتھ مذاق نہیں تو اور کیا ہے۔یہ سراسر منافقت اور ریاکاری ہے۔اللہ تعالیٰ کو ہماری دیگیں اور بکرے اور نہ ہی نمائشی عبادات درکار ہیں۔حرام کی خیرات، رسومات اور نمائش کی، جعلی شان و شوکت کے طوفان سے ہمارا انجام کیا ہوگا۔لوگ دہشت گردی، حادثات، آسمانی آفات و واقعات سے عبرت حاصل کیوں نہیں کرتے۔لوگوں نے دین کے خلوص کی اصل روح ضائع کر دی ہے۔پاکستان اور دنیاءِ اسلام میں زندگی کے بیشتر شعبے بے حسی اور ناانصافی کا شکار ہیں۔

آج ہمارے مسلم معاشرہ میں اکثریت ایسے لوگوں کی پائی جاتی ہے جو ذاتی طمع و لالچ میں رشوت لینا، جھوٹ بولنا، دوسروں کے حقوق و معاملات میں زیادتی یا قومی آمدن میں بددیانتی اور روزمرہ کے معاملات میں عدم احساس کو بُرا اور گناہ تصور نہیں کرتے۔

نبی اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

ترجمہ: ''جو شخص جھوٹ بولے، بددیانتی یا وعدہ خلافی کرے وہ ہم میں سے نہیں منافق ہے، خواہ نماز پڑھے، زکوٰۃ دے یا حج کرے۔''

تو کیا ہم حدیثِ رسول ﷺ کی رو سے منافقین کی صفت میں نہیں آتے؟

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ترجمہ: ''وہ جو زکوٰۃ نہیں دیتے مشرک ہیں''

غور کیجئے ہم میں سے کتنے لوگ مشرک کی صفت میں آتے ہیں؟ اور پھر فطری نافرمانی سے مال مویشی اور ڈاکہ، چوری اور طرح طرح کے نقصان میں ملوث ہو جاتے ہیں۔

ہم اذان میں، نماز میں کلمہ اشهد ان لا اله پڑھتے ہیں یعنی ''میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی الہ نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں'' اول تو ہم الہ کا پورا مطلب ہی نہیں سمجھتے اور رسولِ خدا ﷺ کو عملاً رسول نہیں مانتے اسلیئے کہ اللہ تعالیٰ اور نبی اللہ ﷺ کے احکامات کی پیروی اور اطاعت نہیں کرتے۔تو ہم کس طرح سچے مسلمان بن سکتے ہیں، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے مدد اور

Marfat.com

فتح کا وعدہ فرمایا ہے۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر ہمارا یقین اور ایمان نہیں اور نہ ہی رسول ﷺ کی رسالت پر۔

قرآن نے ہمیشہ یا ایھا الذین امنو یعنی اے ایمان والو! کہہ کر پکارا ہے تو گویا قرآنی استفادہ کیلئے ایمان اور یقین لازمی امور ہیں۔

لوگو! آج اور اسی لحہ اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی مغفرت اور توبہ طلب کرو اور عہد کرلو کہ زندگی میں گناہ کے قریب نہ جاؤ گے کیونکہ مسلمان کی صفت میں حدیث رسول ہے۔

ترجمہ: ''مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے کسی انسان کو دکھ یا تکلیف نہ پہنچے۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کو ہرگز نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں نہ ان کے خون، ہاں، تمہاری پرہیزگاری اس تک باز یاب ہوتی ہے۔'' (سورہ الحج 37)

ہم میں اکثر لوگ طلبِ دنیا میں فتنہ فساد برپا رکھتے ہیں جسے مومن کامل کی طرح توکل اور سکون میسر نہ ہو۔ جو قناعت سے محروم رہے۔ ہمہ وقت حرص دنیا میں مبتلا رہے جو اللہ پر یقین اور توکل میں پورا نہیں وہ سچا مسلمان نہیں۔

علامہ اقبالؒ نے کلمہ توحید پر ایمان کی وضاحت فرمائی۔

زباں سے کہہ بھی دیا لاالہ تو کیا حاصل؟
دل ونگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

انتہائے حقیقت کا یہ قول خلقِ خدا کے دلوں کی صفائی اور حصولِ حق، کا امین اور نجات وعرفان میں حرفِ آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک بزرگ ہستی نے اس حقیقت کو یوں بیان کیا ہے۔

کعبے گئیاں بھی گل نئیں مکدی
جے دلوں نہ مکائیے

علامہ اقبالؒ نے فرمایا

مقامِ فقر ہے کتنا بلند شاہی سے
روش کسی کی گدا یا نہ ہو
بیان میں نکتہ توحید تو آسکتا ہے
تیرے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہیے

Marfat.com

میں نے اے میرِ سپہ، تیری سپہ دیکھی ہے
قُل ھو اللہ کی شمشیر سے خالی ہیں نیام
قوم کیا چیز ہے قوموں کی امامت کیا ہے
اس کو کیا سمجھیں یہ بیچارے دو رکعت کے امام
کیا گیا ہے غلامی میں مبتلا تجھ کو
کہ تجھ سے نہ ہو سکی فقر کی نگہبانی

علامہ اقبالؒ کے نزدیک طرزِ حیات اور نظامِ حکومت کی اصلاح کے بغیر، فلاحِ فرد وملت ممکن نہیں علامہؒ نے ایک مسلمان کیلئے سب سے خطرناک چیز مغربی تمدن وثقافت اور استحصالی معاش ومعیشت کو قرار دیا ہے۔

صحافتی دنیا اور نظریہ پاکستان کے عظیم مفکر مجید نظامی نے نظریہ پاکستان کی ایک تقریب میں صدارتی خطبہ مین فرمایا اقبالؒ اسلام کے بغیر مسلمان کی زندگی کا تصور بھی نہیں کرتے تھے اقبال نے فرمایا تھا کہ شریعت اسلامیہ کے طویل وعمیق مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچتا ہوں کہ اسلامی قانوں معقول طریقہ پر سمجھا اور نافذ کیا جائے تو ہر شخص کو انصاف اور معمولی معاش کی طرف سے اطمینان ہو سکتا ہے۔ اقبال فرماتے تھے۔

جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگزی

مجید نظامیؒ نے مزید کہا اقبالؒ کے تصور قومیت اور ریاست کی روشنی میں ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ پاکستان کو افکار قائد اور فکر اقبالؒ کی روشنی میں کیسا ملک ہونا چاہیئے زمینداروں کے استحصالی رجحانات کیسے بدلنگے، کارخانے داروں کو عوام کی حالت بہتر بنانے کے عمل میں کیسے شامل کیا جائے گا۔ جناب مجید نظامیؒ نے کہا نئی نسل کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اقبالؒ کا تصور ریاست کیا تھا۔ انہوں نے کہا میرے خیال میں آج دنیا میں کہیں بھی ایسی ریاست موجود نہیں جسے صحیح معنوں مین اسلامی کہا جا سکے۔ آج جتنے بھی مسلمان مما لک ہیں انہوں نے اسلام کی تشریح الگ الگ کر رکھی ہے جبکہ علامہؒ نے راضع اور بلیغ الفاظ میں فرمایا تھا کہ آپ اگر بحثت مسلمان زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو قرآن مجید کے بغیر ہرگز ممکن نہیں اسلامی نظام میں ہر شخص کو عدل اور معاش کی ضمانت مل جاتی ہے اسلام کسی دوسرے نظام کیساتھ اشتراک کو قبول نہیں کرتا نصابی تعلیم کو یکساں اور نظریہ پاکستان پر نافذ کیا جائے۔

یارب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے جو قلب کو گرما دے جو روح کو تڑپا دے (اقبالؒ)

Marfat.com

36- قیام پاکستان اور دوقومی نظریہ

قیام پاکستان کی جدوجہد دوقومی نظریہ (اسلام) ہی کیلئے کی گئی تھی اور اسلام ہی سے انحراف نے اسے تباہ کیا ہے، تاریخ بتاتی ہے کہ دنیا کی کوئی قوم اپنی نظریاتی اساس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔

پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 2 (الف) کے مطابق ''قرارداد مقاصد'' مستقل احکام کا حصہ ہو گی'' لیکن بعد میں پاکستان کے قیام کے بنیادی مقاصد سے انحراف کیا جانے لگا، یہی وجہ ہے کہ ہماری عوام کی اکثریت قیام پاکستان کے مقاصد ہی سے آگاہ نہیں۔ آئین کے آرٹیکل 3 کے مطابق ''مملکت، استحصال کی تمام اقسام کے خاتمہ اور اس بنیادی اصول کی تدریجی تکمیل کو یقینی بنائے گی کہ ہر کسی سے اس کی اہلیت کے مطابق کام لیا جائے گا اس کے کام کے مطابق معاوضہ دیا جائے گا'' ہمارے معاشرے کا بڑا مسئلہ غربت اور بیروزگاری کا ہے لہٰذا نادار اور غریب لوگوں کی مالی کیفیت کو بہتر بنانا ضروری ہے۔

آرٹیکل 62 کے تحت ''پارلیمنٹ کی رکنیت کیلئے وہ شخص اہل نہیں جو اچھے کردار کا حامل نہ ہو اور عام طور پر احکام اسلامی سے انحراف میں مشہور ہو اور وہ اسلامی تعلیمات کا خاطر خواہ علم نہ رکھتا ہو اور اسلام ﷺ کے مقرر کردہ فرائض کا پابند نیز پارسا نہ ہو، فاسق ہو، ایماندار اور امین نہ ہو اور اس نے قیام پاکستان کے بعد ملک کی سالمیت کے خلاف کام کیا ہو یا نظریہ پاکستان کی مخالفت کی ہو۔''

پاکستان کی بنیاد اسلامی نظریہ حیات ہے اور اس نظریے کا منبع قرآن وسنت ہیں۔ آرٹیکل 227 میں قرآن پاک اور سُنت کے بارے میں احکام درج ہیں کہ ''تمام موجودہ قوانین کو قرآن پاک اور سنت میں موجود اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا جن کا اس حصے میں بطور اسلامی احکام حوالہ دیا گیا ہے اور ایسا کوئی قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو مذکورہ احکام کے منافی ہو۔''

قیام پاکستان کا مقصد ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ تھا تاکہ مسلمان اپنی اسلامی روایت کے مطابق ایک مسلم اور مثالی معاشرے کی تشکیل کر سکیں اس لئے اس کے آئین کے اندر یہ باتیں واضح کر دی گئیں ہیں کہ اسلام کی حدود وقیود میں رہ کر پاکستان کا نظام وضع کیا جائے گا۔ اسلامی نظریاتی کونسل کا قیام اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے احسان عظیم کرتے ہوئے پاکستان کو 27 ویں رمضان المبارک میں آزادی عطا کی۔ اس عظیم اور بابرکت رات میں پاکستان کا حصول واقعی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت ہے۔

روحِ اقبالؒ کیلئے اس سے بڑھ کر کیا سانحہ ہو سکتا ہے کہ قرآن کے نظام جزا وسزا سے ہی انکار کر دیا جائے اور فکرِ اقبالؒ کو اپنا رہنما باور کرانے کی کوشش بھی کی جائے۔

Marfat.com

اقبالؒ تو بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے ہیں ''اے خدا میری زبان وقلم کا ایک ایک لفظ آقائے کائنات کے لائے ہوئے قرآن کا ترجمان ہے جس کا انہیں اتنا یقین ہے جتنا خود اپنے وجود کا۔
وہ اسی یقین کی قوت سے گویا ہیں''۔ اگر میں نے قرآن کے سوا کوئی بات کی ہو تو میرے ناموسِ فکر کے پردے کو چاک کردے میری رگ وجاں سے ہر تارِ نفس کو چھین لے۔

اسلام قبول کرنے کے بعد کوئی شخص اپنے اعمال میں آزاد نہیں رہتا کہ جو چاہے کرے بلکہ وہ قرآن وسنت کے احکام کیساتھ بندھ جاتا ہے۔ اس اعتبار سے ہر مسلمان درحقیقت فطرتاً بنیاد پرست ہوتا ہے۔ دوسری جانب مادرِ پدر آزادی کو لبرل ازم، روشن خیالی یا اعتدال پسندی جیسے الفاظ کا جامہ پہنا دیا گیا ہے۔ یہ ایک تہذیب ہے جو پورے کرہ ارض کو اپنی لپیٹ میں لینا چاہتی ہے اور یہ روشن خیالی یا اعتدال پسندی بے خدا ہی نہیں، خلافِ خدا بھی ہے۔ اسلام کے نزدیک لبرل ازم یا روشن خیالی معنوی کفر ہے۔ عالم کفار روزِ اول سے اسلامی تعلیمات اور نظریہ حیات کو اپنے مادی مفادات کا قاتل جان کر اسکے ماننے والوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لیئے کوشاں رہتے ہیں۔ پاکستان کے نصاب تعلیم سے قرآنی آیات اور اسباق کا اخراج طب اسلامی یونانی میں رکاوٹیں سب اسی نظریہ حیات کو مٹانے کے لئے ہیں۔

شادی میں مہندی آتشبازی سمیت لادینی رسومات، ہوائی فائرنگ بسنت بازی، میراتھن ریس اور عیسائیوں کے پرمٹوں پر مسلم قوم کو شراب نوشی کی ترغیبات، نصاب تعلیم میں اسلام کے بنیادی عقائد رسالت مآب اور قائد اعظمؒ کے مضامین کا اخراج مسلمانوں کو لادینیت کی ترغیب دینا سب نظریہ پاکستان کے خلاف بڑی گہری اور ناقابل قبول عالمی سازش ہے جسے ناکام بنانا کلمہ گوئی کا بنیادی تقاضہ ہے۔

اسکے لئے ہمیں ایک تھنک ٹینک قائم کرنا ہوگا جو قیام پاکستان کے مقاصد کی تکمیل کرے۔ موجودہ نظام میں انقلابی اقدامات اُٹھائے بغیر امن وسلامتی، عدل اور معاشی استحکام ممکن نہیں۔

نظام ریاست کیلئے معمار پاکستان قائد اعظم نے 28 دسمبر 1947ء کو کراچی بار ایسوسی ایشن کے خطاب میں فرمایا۔ تیرہ سو سال قبل ہی آپؐ نے جمہوریت کی بنیاد رکھ دی تھی لیکن یہ وہ جمہوریت نہیں جو یورپی ممالک میں رائج ہے جس میں اکثریت ہی حق وباطل کا فیصلہ کرتی ہے۔ ان دونوں باتوں کا نتیجہ یہ ہے کہ یورپی معاشرے میں ان گنت معاشی اور اخلاقی خرابیوں میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ حضورؐ نے جس جمہوریت کی داغ بیل ڈالی اس میں فرد اور جماعت کے حقوق وفرائض میں اعتدال وتوازن برقرار رکھا گیا فرد اور جماعت دونوں کو قرآن سنت کی پیروی کا پابند قرار دیا گیا ہے۔

14 فروری 1948ء کو سبی (بلوچستان) سے خطاب کے دوران فرمایا:

''میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات اسوہ حسنہ پر چلنے میں ہے جو ہمیں قانون عطا کرنے والے پیغمبر

Marfat.com

اسلامؐ نے ہمارے لئے بنایا ہے۔ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی جمہوریت کی بنیاد حقیقی معنوں میں اسلامی تصورات اور اصولوں پر رکھیں۔'' حضور ﷺ اللہ کے پیغمبر ہیں۔آپ کی اتباع اور اطاعت مسلمانوں پر فرض ہے۔آپؐ نے حکمرانی وفرمانروائی کا جونمونہ پیش کیا۔جب مسلمان اپنے اجتماعی مسائل میں باہمی مشورہ کرتے ہیں تو درحقیقت حضورؐ کے اسوہ حسنہ ہی کی پیروی کرتے ہیں۔

14 جولائی 1947ء کونئی دہلی میں ایک پریس کانفرنس میں خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا :''جب آپ جمہوریت کی بات کرتے ہیں تو مجھے شبہ ہوتا ہے کہ آپ نے اسلام کا مطالعہ نہیں کیا ہے۔ہم نے جمہوریت تیرہ سو سال پہلے سیکھ لی تھی''۔

قائداعظم جمہوریت کیساتھ کبھی اسوہ حسنہ کا حوالہ دیتے کبھی اسلامی تصورات کا گویا قائد جمہوریت اور اسلامی جمہوریت کے فرق سے بخوبی آشنا تھے۔

25 جنوری 1948ء کو کراچی بار ایسوی ایشن سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا''میں ان لوگوں کی بات نہیں سمجھ سکتا جو دیدہ دانستہ اور شرارت سے یہ پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں کہ پاکستان کا دستور شریعت کی بنیاد پر نہیں بنایا جائے گا۔

اسلام کے اصول عام زندگی میں آج بھی اسی طرح سے قابل اطلاق ہیں جس طرح تیرہ سو سال پہلے تھے۔مسلمانوں کی تاریخ بتاتی ہے کہ وہ جہاں کہیں حکمران رہے انہوں نے ہمیشہ انسانی مروت اور حسن سلوک کے ان عظیم اصولوں پر عمل کیا ہے جس کی پیروی اور جن پر عمل کیا جانا چاہئے

1948ء میں عید میلادالنبیؐ کے موقع پر قائداعظم ۔نے فرمایا تھا کہ قیام پاکستان کا ہدف شرع اسلامی نفاذ تھا۔مجھے پورا اعتماد ہے کہ پاکستانی عوام ہر موقع پر اسلامی تاریخ کی روایات،عظمت اور شان وشوکت کو زندہ کردکھائیں گے۔مسلمانان ہند کیلئے باعزت اور پروقار زندگی کے حصول کے لئے ایک جداگانہ اسلامی ریاست کا مطالعہ تھا تاکہ مسلمان ایک آزاد اور خودمختار مملکت میں رہتے ہوئے اسلامی احکامات کے تابع زندگی گزار سکیں اس سوچ اور نظریہ کے تحت قائدؒ نے 14 اگست 1946ء کو جب قوم کو پکارا تو غیر منقسم ہندوستان کے کونے کونے سے مسلمان میدان عمل میں کود پڑے۔

ہم نے پاکستان تو حاصل کرلیا مگر 70 برس گزرنے کے باوجود اپنی وہ ذمہ داریاں پوری نہیں کر پائے جو قائداعظمؒ کی خواہش تھی۔

اسی کو قرآن کی اصطلاح میں ایمان کی قوت کہا جاتا ہے۔یعنی اپنے نصب العین کی صداقت پر یقین محکم اور اسکے حصول کیلئے پاکیزہ عمل پیہم ،قائداعظم محمد علی جناح نے اپنی تمام جائیداد قوم کے نام وقف کردی اور علم سے منور ہوکر دشمنوں سے اپنی قابلیت کا سکہ منوایا اور اپنی جان پر کھیل کر قوم کی خدمت

Marfat.com

کی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم انکے ورثہ پاکستان میں ان کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے جہالت ،غیر اسلامی رسومات غربت، بے پناہ، اونچ نیچ، کا خاتمہ اور اسلامی مساوات پر مبنی نظام قائم کریں جس سے پاکستان داخلی وخارجی خطرات کا مقابلہ کر سکے۔

ہماری آزادی اور خودمختاری کی اصل پہچان وروح نظریہ پاکستان ہی ہے۔ پاکستان جن مشکلات ومصائب کا شکار ہے اس کی اصل وجہ اہل دانش کا قوم کے نوجوانوں سے نظریہ پاکستان چھپانا ہے۔ انڈیا وپاکستان کے عوام دو نظریہ پر زندگی بسر کر رہے ہیں ان کا نظریہ کبھی ایک نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ انڈیا سے دوستی کے داستے امن وامان کے خواب دیکھ رہے ہیں ان کو اس بات کا پتہ ہونا چاہئے کہ 1971ء میں بنگلہ دیش بننے کے بعد اندرا گاندھی نے کہا تھا کہ آج ہم نے نظریہ پاکستان کو بنگال کے پانیوں میں دفن کر دیا ہے اور دوسرا اہم ثقافت کا ایسا وار کریں گے کہ پاکستان پکے ہوئے پھل کی طرح ہماری جھولی میں آکر گرے گا۔ پاکستانی حکمرانوں اور سیاستدانوں کو نظریہ پاکستان کی بیداری اور نوجوان نسل کی آگاہی کیلئے نظریہ پاکستان کو اجاگر کرنا چاہئے۔

IMF کی ڈکٹیشن پر اسلامی تعلیمات نظریہ پاکستان کے مضامین نصابی تعلیم سے خارج نہ کریں، ملی امنگوں، ایران سے گیس کی ترسیل اور کالا باغ ڈیم کی تعمیر میں شازشیں رکاوٹیں صحت عامہ میں صدیوں سے رائج طب اسلامی یونانی پر تجارتی پابندیاں،

قرآنی سورہ آل عمران میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ ''اے ایمان والوں اگر تم کافروں کے کہنے پر چلے تو وہ تمہیں الٹے پاؤں لوٹا دینگے، اللہ تمہارا سب سے بہتر مددگار ہے۔

ترجمہ ''اچھا اب تمہارا بوجھ ہلکا کرتا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ نہ تم میں توانائی ہے، پس تم میں سے اگر ایک سو صبر کرنے والے ہونگے تو وہ اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب رہیں گے، اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ نبی کے ہاتھ قیدی نہیں چاہئیں جب تک ملک میں اچھی خونریزی کی جنگ نہ ہو جائے تم تو دنیا کے مال چاہتے ہو اور اللہ کا ارادہ آخرت کا ہیا اور اللہ زور آور حکمت ہے''۔ (الانفال آیت نمبر 66-67)

ترجمہ ''اے اللہ ہمیں معاف فرمادے اور بخش دے تو ہمارا مولا ہے تو کافروں پر ہمیں مدد دے اور ہمیں دوزخ کی آگ سے بچالے اور اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے'' جبکہ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ ''ہمارے ذمہ کرم پر ہے، مسلمانوں کی مدد فرما''

معروف صحافی غلام اکبر (بحوالہ نوائے وقت فروری 2014) لکھتے ہیں۔ آج کا پاکستان چاروں اطراف سے دشمنوں میں گھرا ہوا ہے؟ المیہ ہمارے لئے یہ ہے کہ ہم صرف ان دشمنوں کی پہچان اپنے ''دائرہ ادراک'' میں لانے اور رکھنے کیلئے تیار ہیں جو بہیمانہ سفا کی بربریت اور درندگی کے ساتھ ملک بھر

Marfat.com

اور خون کا ہلاکت آفرین کھیل کھیل رہے ہیں۔ اس سے بھی بڑا المیہ یہ ہے کہ ہم اس گھناؤنے کھیل کے پیچھے یہاں اس خوفناک سازش کی تہہ تک پہنچنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کر رہے جس کا مقصد اس عظیم مملکت کو شکست و ریخت کا نشانہ بنانا ہے جو پیغمبر اسلام کی آفاقی تعلیمات کی روشنی میں اسلامی عدل و انصاف کا گہوارہ بنانے کیلئے حاصل کی گئی تھی۔ ہمارے ''قومی شعور'' کے ساتھ اس سے زیادہ سنگین مذاق کیا ہوسکتا ہے کہ باور ہمیں یہ کرایا جا رہا ہے کہ درندے جو آگ اور خون کا یہ وحشیانہ کھیل کھیل رہے ہیں وہ دراصل ''اسلامی شریعت'' کے نفاذ کے ہی پرچم بردار ہیں؟ لیکن کیا یہ حقیقت نہیں کہ کوئی بھی مسلمان اسلام کے بنیادی اعتقادات سے انحراف کر کے اپنی ''مسلمانی'' قائم نہیں رکھ سکتا؟ اور کیا یہ بھی حقیقت نہیں کہ خدا اور اسلام کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رکھنا اور کسی بھی صورت میں اپنی گرفت کو کمزور نہ پڑنے دینا اگر انتہا پسندی ہے تو ایسی انتہا پسندی ہمارا ''جز و ایمان'' ہونی چاہئے؟ میں اس ضمن میں اللہ تعالیٰ کا یہ حکم یہاں درج کروں گا کہ ہم سب ''دین اسلام'' میں سو فیصد داخل ہو جائیں۔ اگر چہ اسلام میں ''سو فیصد'' داخل ہونا آسان کام نہیں اور ہم سب سے کہیں نہ کہیں غلطیاں اور کوتاہیاں ہو جاتی ہیں لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہ لیا جائے کہ ایمان کے سو فیصد درجے پر پہنچنا انتہا پسندی ہے۔

میں نے اوپر جس ''سازش'' کا ذکر کیا اس کا بنیادی ''نشانہ'' اسلام ہے۔ پاکستان اس خوفناک سازش کی زد میں اس لئے آیا ہے کہ اس کا قیام اسلام کی اساس پر ہوا تھا۔ اگر میں یہ کہوں تو بے جا نہیں ہوگا کہ اسلام کے دشمن ہی پاکستان کے دشمن ہیں۔ آج جو جنگ لڑی جا رہی ہے اس میں ''آئی ایس آئی'' ایک طرف تنہا ہے اور دوسری طرف ''سی آئی اے'' ''را'' اور موساد کا مجرمانہ اتحاد ہے۔ اگر یہ کہا جائے تو زمینی حقائق سے ذرا برابر بھی انحراف نہیں ہوگا کہ جس ''وسیع البنیاد'' سازش نے پاکستان کو ایک ریاست کی حیثیت سے اور ''نظریہ ء پاکستان'' کو ایک ''فکر'' کی حیثیت سے ہدف بنا رکھا ہے اسکے مرکزی کردار یہ تینوں نام ہیں۔ سی آئی اے اشتراکی فتنے کو کچلنے کے بعد ''اسلام'' کو کچلنے کی حکمت عملی پر عمل پیرا ہے۔ بھارت جانتا ہے کہ پاکستان اور اسکے ''نظریے'' کو تاریخ کے کباڑ خانے میں اٹھا پھینکنے کا ایسا سنہری موقع پھر نہیں آئیگا اور اسرائیل کیلئے یہ تصور سوہان روح ہے کہ پاکستان کے نام سے ایک اسلامی مملکت نے ایٹمی طاقت کا درجہ اختیار کر رکھا ہے۔

یہ موضوع اس قدر ہمہ جہت اور تفصیلات طلب ہے کہ اس ایک کالم میں اس کا احاطہ ممکن نہیں۔ یہاں صرف اس حقیقت پر زور دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان اور اسکے ''نظریہ'' کیخلاف جاری جنگ تعلیم وصحت، تجارت، معاش و معشیت اور ثقافت سمیت کئی محاذوں سے لڑی جا رہی ہے۔ ہم جانتے بھی ہیں کہ ہمارے حقیقی دشمن کون ہیں اور کون سی قوتیں اس سرزمین کو ایک تباہ کن خانہ جنگی کا میدان بنانا

Marfat.com

چاہتی ہیں۔لیکن ہمارا حکمران طبقہ مفادات کے ایک ایسے جال میں پھنسا ہوا ہے۔جس سے باہر نکلنا اسکے بس کی بات نہیں۔اس کا مطلب یہ نہ لیا جائے کہ ہم یہ جنگ ہار چکے ہیں۔پاکستان میری اور میرے کروڑوں ہم وطنوں کی نظر میں ''منشائے الٰہی'' کا درجہ رکھتا ہے اور منشائے الٰہی کو ہرانا نہ تو کرائے کے ان سپاہیوں کے بس کی بات ہے اور نہ ہی کرائے کے ان دانشوروں کے بس کی بات ہے جو جسد پاکستان سے روح محمدؐ نکالنے کے مذموم مشن پر مامور ہیں۔

جب تک دوقومی نظریہ یعنی مسلمانوں کی ''ایک'' قومی حیثیت کا تصور قائم ہے پاکستان قائم رہے گا۔جب بھی پاکستان کے دشمن اس عظیم ملک کو اس کی بنیاد سے ہٹانے میں کامیاب ہو گئے، یہ ملک بھی (خدانہ کرے) یوگوسلاویہ اور سوویت یونین کی طرح تاریخ کا حصہ بن جائے گا۔

1967ء میں پاکستان کے وزیر اطلاعات خواجہ شہاب الدین مرحوم چین کا دورہ کر کے آئے تو انہوں نے ملاقات کیلئے اخبارات کے ایڈیٹروں کو بلایا۔میٹنگ میں خواجہ صاحب نے چیئرمین ماؤ کے ساتھ اپنی خصوصی ملاقات کا ذکر بطور خاص کیا۔''عالمی صورتحال اور خود پاکستان کے حالات بارے میں بات چیت کے دوران میں نے ہمت کر کے چیئرمین سے پوچھا''۔

جناب عالیٰ چین ہمارا ایک عظیم دوست ہے۔آپ کی رہنمائی میں اس عظیم ملک نے اپنا لوہا منوالیا ہے۔پھر اس ریڈ گارڈ تحریک کی ضرورت کیوں پیش آئی جسے بنیاد بنا کر مغرب آپ کے خلاف اس قدر زہریلا پروپیگنڈہ کر رہا ہے؟''

چیئرمین نے قدرے توقف کے بعد جواب دیا۔''میں آپ کو بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ میری نظروں میں اسلام صرف ایک مذہب نہیں ایک انقلاب تھا جو آپ کے پیغمبرؐ نے بپا کیا۔اس انقلاب نے دنیا کا نقشہ تبدیل کر کے رکھ دیا۔میں نے بہت پہلے اسلام کے ابتدائی دور کی تاریخ پڑھی تھی۔میں آپ کے پیغمبرؐ کی قائدانہ صلاحیتوں اور بصیرت سے بے پناہ متاثر ہوا۔لیکن وہ انقلاب جو آپ کے پیغمبرؐ نے بپا کیا وہ بیس تیس برس سے زیادہ جاری نہ رہ سکا۔اس بات سے میں نے یہ سبق سیکھا کہ ہر انقلاب کی عمر ایک نسل کے برابر ہوتی ہے۔جو بچہ آج پیدا ہوا ہے وہ بیس سال بعد جوان ہوگا۔وہ سوچ جو انقلاب کی بنیاد ہوتی ہے اسکے ذہن میں کیسے منتقل ہوگی اگر انقلاب کی تجدید نہیں ہوگی؟ ریڈ گارڈ موومنٹ اس انقلاب کی تجدید ہے جس کا پرچم لے کر ہم نے لانگ مارچ کیا تھا۔اسلام کو بھی اس قسم کی تجدید کی ضرورت تھی جو نہ ہو سکی۔آپ کے پاکستان کو بھی اسی نوعیت کی تجدید کی ضرورت ہے پاکستان اور جدید چین کا وجود تقریباً ایک ساتھ عمل میں آیا تھا۔وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ معاشرے میں انقلاب دشمن یا نظریہ دشمن قوتیں زور پکڑنے لگتی ہیں۔ان قوتوں کا قلع قمع کیے بغیر انقلاب قائم نہیں رہ سکتا۔کیا ہمیں ماؤ

Marfat.com

کی اس بات سے سبق نہیں سیکھنا چاہیے؟ اور نئی نسل کے نصاب میں نظریہ پاکستان کو شامل کرنا چاہیے؟

کالا باغ ڈیم

جن ترقی یافتہ ممالک نے جتنی سستی انرجی حاصل کی اتنی ہی جلد اور زیادہ ترقی کرنے میں کامیاب ہوئے سب سے زیادہ سستی بجلی پانی سے حاصل ہوتی ہے۔ایوان صنعت وتجارت لاہور کی کالاباغ کمیٹی کے صدر جناب عبدالباسط نے ایک تقریب میں بتایا بلوچستان کو کالا باغ کے سوا کہیں سے پانی نہیں مل سکتا۔قومی مفاد کے اس عظیم منصوبے کیلئے اتفاق رائے کوراہ کا پتھر بنا رکھا ہے۔

بھارتی جنرل ایس جی ایم پدمنہ بھاون جو بعد میں پارلیمنٹ کا رکن بنا نے کہا تھا کہ میں نے پاکستان کے ایٹمی پروگرام میں آخری کیل ٹھوک دی کیونکہ کالا باغ ڈیم نہ بننے سے پاکستان ہم سے روٹی کی بھیک مانگے گا اور ہم ایٹمی انرجی کے عوض روٹی دیں صدر طاہر انجم نے کہا ہے کہ کالا باغ ڈیم کم وقت کم لاگت میں غیر ملکی امداد یا قرض کے بن سکتا ہے اس کیلئے صرف چار سو ارب درکار ہیں اگر سیلز ٹیکس کی ری بیٹ چار سو ارب ہے اس کی وصولی کیلئے صنعت کار تاجروں کو پچیس فیصد رشوت دینی پڑتی ہے جو ایک سو ارب بنتی ہے۔حکومت اگر اس کرپشن کو ختم کر کے سو ارب سالانہ بانڈ جاری کر دے تو کالا باغ ڈیم تعمیر ہوسکتا ہے۔پاکستان انجینئر نگ کانگریس کے سیکرٹری سید منسوب علی زیدی نے کہا ہے کہ کالا باغ ڈیم کی مخالفت وہ کرتے ہیں جن کا زراعت سے تعلق نہیں۔انہوں نے کہا کہ اگر ڈیم کی تعمیر میں دیر کر دی تو بھارت بین الاقوامی عدالت سے اس پانی پر اپنا حق منوالے گا پھر ہم بے بس ہو جائیں گے۔صدر پاکستان کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے اعلان پر ملک بھر کی انڈسٹری چیمبر آف کامرس ایکسپوٹر، کسان تنظیموں پنجاب سرحد بلوچستان کی صوبائی حکومتوں سے فنڈز کی فراہمی کے وعدے لے لیں۔

ہماری دو بڑے قومی ترجیحات میں اردو زبان کی ترقی اور علامہ محمد اقبال کے پیغام کی اشاعت ،قیام پاکستان کے بعد جب 1973 ،کا متفقہ آئین بنا میں درج کیا گیا کہ پاکستان کی قومی وسرکاری زبان اردو ہوگی اور پندرہ سال تک یعنی 1988ء تک اسے عملی طور پر نافذ کر دیا جائے گا۔اب 67 سال سے حضرت قائد اعظم ،علامہ اقبال، کے ارشادات اور 73 کے آئین کو بالائے طاق رکھ کر اردو کے بارے اغماض برتا جارہا ہے۔

چین ،جاپان ،کوریا،ایران،روس سب کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں کیا یہ ملک ترقی نہیں کر رہے؟ ہمارے قومی اخبارات جرائد سب سے زیادہ اردو میں پڑھے جاتے ہیں،انگریزی پڑھنے والے د وفیصد ہوں گے۔ہمارے حکمران طبقے کو احساس کمتری سے نکل کر قومی زبان اردو کو فورا نافذ کرنا چاہیئے

Marfat.com

اعلیٰ عدلیہ جو کہ آئین پر عمل درآمد کی ضامن ہے اسے بھی زبان اردو کے بارے نوٹس لینا چاہئے۔

37- احترامِ آدمیت اور اسلام

مسلمان کی عزتِ نفس کعبے سے زیادہ محترم ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے ایک بار طواف کے دوران خانہ کعبہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔

ترجمہ: ''کتنا پاکیزہ ہے تو اور کیسی خوشگوار ہے تیری فضا، کتنا عظیم ہے تو اور کتنا محترم ہے تیرا مقام، مگر اس خدا کی قسم، جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے۔ ایک مسلمان کی جان اور مال کا احترام ''اللہ تعالیٰ'' کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے۔ (ابن ماجہ)''

علامہ اقبالؒ نے اپنی وفات سے چند ماہ پیشتر سالِ نو کے پیغام میں جو یکم جنوری 1938ء کو ریڈیو لاہور سے نشر کیا، کہا:

''تمام دنیا کے اربابِ فکر دم بخود سوچ رہے ہیں کہ تہذیب کے اس عروج اور انسانی ترقی کے اس کمال کا انجام یہی ہونا تھا کہ ایک انسان دوسرے کی جان و مال کے دشمن بن کر کرہ ارض پر زندگی کا قیام ناممکن بنا دیں۔ دراصل انسان کی بقاء کا راز انسانیت کے احترام میں ہے اور جب تک دنیا کی تمام علمی قوتیں اپنی توجہ کو احترامِ آدمیت پر مرکوز نہ کر دیں یہ دنیا بدستور درندوں کی بستی بنی رہے گی۔ قومی وحدت بھی ہرگز قائم و دائم نہیں۔ وحدت صرف ایک ہی معتبر ہے اور وہ بنی نوع انسان کی وحدت ہے جو رنگ و نسل و زبان سے بالاتر ہے۔ جب تک اس نام نہاد جمہوریت، اس ناپاک قوم پرستی اور اس ذلیل ملوکیت کی لعنتوں کو مٹایا نہ جائے گا۔ جب تک جغرافیائی وطن پرستی اور رنگ و نسل کے اعتبارات کو ختم نہ کیا جائے گا۔ اس وقت تک انسان اس دنیا میں فلاح و سعادت کی زندگی بسر نہ کر سکے گا اور اخوت و حریت اور مساوات سے شاندار الفاظ شرمندہ تعبیر نہ ہوں گے۔ خداوند کریم حاکموں کو انسانیت اور نوع انسانی کی محبت عطا فرمائے۔''

اقبال نے سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت کی بھرپور مخالفت کی۔ یہ نظام کہ دین اور اخلاقی بنیادوں سے پرے ہے۔ اس نظام میں امیر امیر تر اور غریب غریب تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ مزید یہ آپ اس نظام نظم میں احترامِ آدمیت کی نفی ہوتی ہے۔ لوٹ کھسوٹ، ماردھاڑ ہوس، فریب، عیش کوشی، طبقاتی، منافرت اور ہیجان انگیزی اس کا وطیرہ ہیں۔ ملوکیت، بدن سے روح نکال لیتی ہے اور انسان کو باطنی طور پر ناکارہ بنا دیتی ہے۔

اقبالؒ نے سرمایہ داری اور اشتراکیت دونوں لادینی نظاموں کو ٹھکرا دیا کیونکہ ان دونوں نظاموں

Marfat.com

میں احترمِ آدمیت کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ جبکہ اسلام کا نقطہ نظر اخلاق ہے، جسمیں فرد کی انفرادی حیثیت برقرار رہتی ہے۔ اسلامی ہدایت کے تحت نظام معیشت چلتا ہے۔ سیاسی، تمدنی، اخلاقی اور معاشی خطوط کے حوالے سے اقبال کا نصب العین احکام الٰہی کی اطاعت تھی۔ انہیں بخوبی معلوم تھا کہ اسلام دین فطرت ہے جس میں فرد عافیت انسانی کو مقام و مرتبہ سے عطا کیا گیا جبکہ اشتراکیت و ملوکیت دونوں کی مظلوموں کی کمائی پر عیاشی، طبقاتی فرق اور قتل و غارت پر مبنی ہیں۔

اقبال کا اسلوب فکری ،قرآنی ہے وہ اسوہ حسنہ رسول ﷺ کو سب سے زیادہ اہمیت دیتا ہے۔ قرآن محض کتاب نہیں بلکہ ہم جہتی انقلاب ہے۔ قرآن و سنت پر مبنی افکار پر غور کر کے اپنی سیاسی ،تمدنی، اخلاقی اور معاشی طرز اس پر عمل پیرا ہونا چاہیے:

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مرد مسلماں
اللہ کرے تجھ کو عطا جدّتِ کردار

38- قیامت برپا نہ ہوگی جب تک (انتخاب مسلم)

قیامت سے قبل کے تاریخی حالات و واقعات اور ادوار پر غور کیا جائے جیسے طوفانِ نوح علیہ السلام، جنگِ عظیم اوّل، دوئم، تباہ کن زلزلے، سیلاب، آفاقی آفات، حادثات سبھی انسانوں اور قوموں پر تباہ کُن مظالم، فساد اور کُفر برپا کرنے کے عوض برپا ہوتے ہیں۔ نسلِ انسانی اور جدید قوموں کو ان ہولناکیوں سے عبرت لینا چاہیے۔

حضرت حذیفہ بن اسد غفاریؓ سے روایت ہے کہ ہم باہم باتیں کر رہے تھے کہ اچانک نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا تم لوگ کیا باتیں کر رہے ہو؟ عرض کیا ہم قیامت کا ذکر کر رہے ہیں فرمایا کہ قیامت اس وقت تک برپا نہ ہوگی جب تک ان علامتوں کو نہ دیکھ لوگے پھر آپ نے انہیں بتانا شروع کیا۔ عالم کا دھوئیں سے اٹ جانا، کانے دجال کا ظاہر ہونا، آفتاب کا مشرق کی بجائے مغرب سے برآمد ہونا، حضرت عیسیٰ بن مریم کا دنیا میں نزول فرمانا، یاجوج و ماجوج کا خروج کرنا، تین سورج گرہن ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں، تیسرا قطب میں اور ان سب کے آخر میں وہ آگ ہوگی جو یمن سے بھڑکے گی اور لوگوں کو میدان حشر کی طرف دھکیل دے گی۔

ایک روایت میں اتنا اضافہ اور منقول ہے کہ ایک زبردست آندھی کا آنا جو لوگوں کو سمندر میں دھکیل دے گی۔

مشرق سے فتنہ کا ظہور۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو

Marfat.com

فرماتے ہوئے سنا کہ آپ روئے مبارک ﷺ مشرق کی طرف کر کے فرما رہے تھے، خبردار ہو، فتنہ یہاں ہے؛ جہاں سے شیطان کے سینگ نمودار ہوتے ہیں

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تک لات و غزیٰ کی پرستش جاری رہے گی لیل ونہار کا دور کبھی ختم نہ ہوگا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جب خدا تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی تو مجھے یقین تھا کہ وہ مکمل ہے اور وہ آیت یہ ہے۔

"هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الذین کله و لو کره المشرکون"

ترجمہ: "خدا کی ذات وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین برحق دے کر مبعوث فرمایا، تاکہ اپنے دین کو تمام دوسرے مذاہب پر غلبہ عطا فرمائے اگرچہ یہ امر مشرکین کو کتنا ہی ناگوار گزرے۔" (پارہ نمبر ۱۰ سورۃ التوبہ آیت نمبر ۳۳)

اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک مدت تک جب تک خدا کی مرضی ہوگی اسلام کا غلبہ ہی رہے گا لیکن اس کے بعد ایک وقت آئے گا جب حق تعالیٰ دنیا میں ایک ایسی ہوا چلائے گا جس سے ہر نفس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان کی رمق باقی نہ رہے گی، اور پوری دنیا میں برے لوگ ہی باقی رہ جائیں گے۔ تب وہ اپنے قدیم دین (کفر) کی طرف لوٹ جائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسلام کا ظہور مسافرت اجنبیت میں ہوا اور وہ آخری زمانے میں پھر اپنے ابتداء کی طرح سابقہ حالت میں لوٹ آئے گا، پس اس مناسبت سے غریب الوطنوں کے لئے سعادت کی بشارت اور مبارکباد ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرتؐ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا قیامت برپا نہ ہوگی جب تک کہ پہلے تیس کے قریب دجال وکذاب دنیا میں نہ بھیجے جائیں گے، ان میں سے ہر ایک مدعی نبوت ہوگا۔

ترجمہ: "مدینہ کے دروازوں پر فرشتے پہرہ دیتے ہیں، وہاں نہ طاعون آ سکتا ہے نہ دجال۔" (فرمان رسالت مآب)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو کہتے سنا، کہ دجال کا ظہور ہوگا اور اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوں گے پس جو چیز لوگوں کو پانی نظر آئے گی وہ دراصل جلا دینے والی آگ ہوگی اور جو لوگوں کو آگ نظر آئے گی وہ دراصل ٹھنڈا اور میٹھا پانی، پس تم میں سے جو شخص اس وقت موجود ہو اسے چاہئے کہ وہ بے کھٹکے آگ دکھائی دینے والی چیز کو اختیار کرے کیونکہ وہ پاکیزہ اور میٹھا پانی ہوگی۔" پس تم میں جو شخص اسے دیکھے اسے چاہئے کہ وہ سورہ کہف کی ابتدائی آیتیں پڑھے۔

Marfat.com

دجال، شام و عراق کے درمیانی ریگزار سے نمودار ہوگا اور دائیں بائیں ہر سمت فتنہ و فساد برپا کرے گا۔ پس اے بندگان خدا اُس وقت ثابت قدم رہنا۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ کتنی مدت تک روئے زمین پر ٹھہرے گا؟ فرمایا چالیس دن تک، جس کا پہلا دن ایک سال کے برابر، دوسرا دن ایک ماہ کے برابر، تیسرا دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا۔ باقی دن تمہارے عام دنوں کے برابر ہوں گے ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا کیا اس میں ایک دن کی نمازیں پڑھنی کافی ہوں گی؟ فرمایا نہیں اس مدت میں اوقات کا اندازہ لگا کر اوقات نماز کا حساب کر لینا، پھر ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ روئے زمین پر کس قدر تیزی سے چلے گا؟ فرمایا جس طرح ہوا بادلوں کو تیزی سے اُڑائے پھرتی ہے وہ لوگوں کو کفر کی طرف بلائے گا تو وہ اس پر ایمان لے آئیں گے اور اس کا حکم بجالائیں گے، اس پر وہ آسمان کو حکم دے گا تو وہ بارش برسائے گا پھر وہ زمین کو حکم دے گا تو وہ غلہ جات اگائے گی اور شام کو ان کے مویشی چر کر آئینگے تو ان کے تھن لمبے اور دودھ سے لبریز اور ان کی کھو کھیں تنی ہوئی ہوں گی، پھر وہ دوسرے لوگوں کے پاس آ کر ان کو اپنی طرف بلائے گا مگر وہ اس کی دعوت کو مسترد کر دینگے جس کی وجہ سے وہ اس سے برگشتہ ہو جائے گا یہ لوگ ایسے مفلس و تنگدست ہو جائیں گے کہ ان کے پاس کچھ نہیں رہے گا۔ پھر دجال کا ویران جگہ پر گذر ہوگا وہ زمین سے کہے گا اپنے خزانے اگل دے، پس زمین سے خزانے نکل کر شہد کی مکھیوں کی طرح اس کے پیچھے پیچھے ہولیں گے۔ وہ ایک کڑیل جوان کو بلا کر اس کے دو ٹکڑے کر دے گا پھر وہ اسے پکارے گا تو وہ زندہ ہو کر دمکتے ہوئے ہنس مکھ چہرے کے ساتھ ہنستا ہوا اس کے سامنے حاضر ہو جائیگا۔

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ”اصبہان کے ستر ہزار سبز چادریں اوڑھے ہوئے یہودی دجال کی پیروی اختیار کرلیں گے۔“

حق تعالیٰ اس اثنا میں حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کو مبعوث فرمائے گا آپ (ملک شام میں) شہر دمشق کے مشرقی سمت سفید مینار کے پاس دو زعفرانی چادریں اوڑھے ہوئے دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے، عالم یہ ہوگا کہ جب سر جھکائیں گے تو آپ کے پسینے سے عود واگر کی خوشبو مہکے گی اور جب سر اٹھائیں گے تو اس سے موتی ٹپکیں گے، آپ کے سانس کی بھاپ جس کافر کو لگے گی وہ فوراً مر جائے گا آپ کی حد نظر تک اثر پہنچے گا، پھر آپ دجال کو تلاش فرمائینگے وہ آپ کو باب لدف کے پاس مل جائے گا۔ آپ اسے قتل کر دینگے جو بحکم خدا تعالیٰ فتنہ دجال سے محفوظ رہے ہوں گے، آپ از راہ شفقت اپنا دست مبارک ان کے چہروں پر پھیریں گے اور انہیں جنت میں ان کے مراتب کی خوشخبری سنائیں گے۔ اس اثنا میں حق تعالیٰ آپ پر وحی فرمائے گا کہ میں نے اپنے ایسے بندوں کو

Marfat.com

علیحدہ کرلیا ہے جن سے کسی کو جنگ کرنے کی قدرت نہیں ہوگی۔ پس آپ ان کو کوہ طور پر لے جا کر پناہ دیں، پھر خدا، یاجوج و ماجوج کا ظہور کرے گا جو پہاڑوں اور ٹیلوں پر سے فوج در فوج امڈے چلے آئینگے ان میں پہلا گروہ بحیرہ عرب میں پہنچ کر اس کا سارا پانی پی لے گا پھر جب آخری گروہ وہاں پہنچے گا تو کہے گا کہ اس میں بہت پانی تھا۔ حضرت عیسی علیہ السلام اور جو ساتھی پہاڑ پر پہنچ کر محصور ہو جائیں گے۔ حتی کہ اس وقت بوجہ تنگی و کامیابی بیل کا ایک بچہ سو اشرفی سے بھی زیادہ قیمت کا ہوگا پھر آپ اور اس کے رفقا خدا سے دعا کرینگے تب خدا تعالیٰ، یاجوج و ماجوج اور ان کے ساتھیوں پر عذاب نازل کرے گا۔ اس طرح کہ ان کی گردنوں میں کیڑے پیدا ہوں گے جن سے وہ سب صبح تک ایسے مر جائیں گے جیسے کوئی ایک آدمی دفعتہً مر جائے اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے رفقا پہاڑ سے نیچے اترینگے تو بالشت بھر زمین ایسی نہ پائینگے جو متعفن غلاظت سے خالی ہو۔ چنانچہ آپ اور آپ کے ساتھی پھر خدا تعالیٰ سے اس کے دافع کی دعا کرینگے تو اللہ تعالیٰ ایسے پرندوں کو بھیجے گا جو اونٹوں کی گردنوں کے برابر ہونگے وہ جہاں خدا کا حکم ہوگا وہاں متعفن لاشوں کو اٹھا اٹھا کر پھینک آئینگے، پھر خدا، شدید بارش برسائے گا جس سے کوئی گھر اور خیمہ نہ بچے گا جس تک یہ پانی نہ پہنچے گا اس طرح یہ خطہ زمیں اچھی طرح دھل جائے گا اور حوض یا باغ کی طرح صاف شفاف ہو جائے گا۔ پھر خدا زمین کو پھل اُگانے اور دوسرے غلہ جات دوبارہ پیدا کرنے کا حکم دے گا۔ چنانچہ اس دن لوگ ایک انار کو کھائینگے اور اسکے چھلکوں کے سائے میں آرام کرینگے۔ دودھ میں بھی ایسی برکت ہوگی کہ اونٹنی کے دوتھنوں کا دودھ آدمیوں کی ایک پوری جماعت کو کافی ہوگا۔ اور گائے کے دوتھنوں کا دودھ پوری ایک برادری کو کافی ہوگا۔ اور بکری کے دوتھنوں کا دودھ پورے ایک خاندان کو کافی ہوگا۔ اسی حال میں حق تعالیٰ ایک خوشگوار ہوا چلائے گا جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے سے گزرے گی اور اثر کر جائے گی اس سے ہر مومن کی روح قبض ہو جائے گی اور فاجر و فاسق لوگ باقی رہ جائینگے، جو باہم گدھوں کی طرح لوٹیں گے پھر ان پر قیامت برپا ہوگی۔

ایک اور موقعہ پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا

''جب امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔ سائل نے پوچھا'' امانت کس طرح ضائع ہوگی'' فرمایا'' جب (ذمہ داری کے) کام نااہلوں کے سپرد کر دیئے جائیں تو قیامت کا انتظار کرنا۔'' آپ ﷺ نے مزید فرمایا'' قیامت اس وقت تک نہیں آسکتی جب تک خائن کو امانت نہ سونپی جائے۔ مطلب یہ کہ جب تک اچھائی پر برائی کا غلبہ نہ ہو جائے، قیامت نہیں آسکتی۔ قیامت اسی وقت آئے گی۔ جب اہلِ حق، ضعیف ہو جائیں گے، اور اہلِ باطل سر بلند سرفراز ہونگے۔'' کہتے ہیں 4 آدمیوں نے مشرق سے مغرب تک تمام دنیا کو فتح کیا ان میں دو مسلمان حضرت سلیمان علیہ سلام اور

Marfat.com

ذوالقرنین اور دو کافر نمرود اور بخت نصیر۔ زمانہ آخر میں حضرت امام مہندی علیہ سلام بھی روئے زمین کے بادشاہ ہونگے۔

اس مضمون کی اشاعت کا مقصد یہ نکلتا ہے کہ اے لوگو!

جو اللہ تعالیٰ اور نبی اللہ ﷺ پر ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ کے قہر وغضب سے ڈرو۔ اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرو دنیاوی حرص وہوس اور فتنہ فساد سے دور رہ کر فکرِ آخرت میں حقیقی اطاعت بجالاؤ۔

اللہ تعالیٰ سے برے وقت اور برے انجام سے پناہ مانگو، وہ حافظ وناصر، ہر چیز پر قادر، بڑا غفور ورحیم اور معاف فرمانے والا، سکون وراحت عطا کرنے والا مہربان ہے۔ اسی سے نیکی اور بندگی کی توفیق چاہو۔

39- دین اسلام کی تشریح کی روشنی میں احادیث نبوی ﷺ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ رسول خدا ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔

ترجمہ: ''اے علیؓ، تین کاموں میں دیر نہ کرنا۔ ایک تو نماز ادا کرنے میں جب وقت ہو جائے، دوسرے جنازہ میں جب وہ تیار ہو جائے، تیسرے بیوہ کے نکاح میں جبکہ اس کا کفول جائے۔''

اس حدیث شریف کی روشنی میں علماء دین مردوں میں دوسری (بیوہ) بیوی کے معاشرہ میں قابل عمل شرائط (ماہانہ وظیفہ) کے ذریعے نکاح ثانی کا فتویٰ جاری کریں تاکہ لوگ وراثت کے فساد اور گناہ کی زندگی سے بچ سکیں۔

جدید سائنسی تحقیق نے بھی ثابت کیا ہے طلاق یافتہ یا بیوہ خواتین وافراد کی صحت کو شادی شدہ افراد کے مقابلے میں شدید نقصان پہنچتا ہے۔ اگر عرصے بعد نکاح ثانی کر بھی دیا جائے تو نقصان کا ازالہ نہیں ہوتا۔

O حدیث شریف میں ہے کہ ''میری امت کے ابدال محض نماز، روزے کے باعث بہشت میں نہیں جائیں گے بلکہ سخاوت، پاکیزگی قلب اور نصیحت وشفقت کی بنیاد پر جائیں گے''

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ سرکار اقدس ﷺ نے ہمیں سمجھانے کے لئے ایک (سیدھی) لکیر کھینچ کر فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے۔ پھر اسی سیدھے خط کے دائیں بائیں اور چند لکیریں کھینچ کر فرمایا کہ یہ بھی راستے ہیں ان میں ہر راستہ پر شیطان بیٹھا ہوا ہے جو اپنی طرف بلاتا ہے۔ پھر حضور ﷺ نے یہ آیت کریمہ وان ھذا (الانعام: (153) تلاوت فرمائی۔

ترجمہ: ''یہ میرا سیدھا رستہ ہے۔ تو اسی پر چلو اور دوسری راہوں پر نہ چلو کہ وہ تمہیں اس سیدھی راہ سے جدا کر دیں گی۔'' (احمد نسائی، داری، مشکوہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

Marfat.com

ترجمہ: ''آخری زمانہ میں (ایک گروہ) فریب دینے والوں جھوٹ بولنے والوں کا ہوگا وہ تمہارے سامنے ایسی باتیں لائیں گے جن کو نہ تم نے کبھی سنا ہوگا نہ تمہارے باپ دادا نے، ایسے لوگوں سے بچو اور انہیں قریب نہ آنے دو تا کہ وہ تمہیں گمراہ نہ کریں اور نہ فتنہ میں ڈالیں۔'' (مسلم، مشکوہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سردار اقدس ﷺ نے فرمایا (ترمذی، مشکوۃ)

ترجمہ: ''جب غنیمت (صرف امراء کی) دولت ٹھہرائی جائے۔ امانت کو مال غنیمت اور زکوۃ کو تاوان سمجھا جائے گا۔ جب علم کو دین کے لئے نہ حاصل کیا جائے گا۔ مرد اپنی عورت کی اطاعت اور ماں کی نافرمانی کریگا۔ جب آدمی اپنے دوست سے قریب ہوگا اور اپنے باپ کو دور کرے گا۔ جب مسجدوں میں شور مچایا جائے گا۔ قوم کا سردار فاسق ہوگا اور آدمی کی عزت اس کی برائیوں سے بچنے کے لئے کی جائے گی۔ جب گانے والی عورتیں اور (قسم قسم) باجے ظاہر ہوں گے (علانیہ) شراب پی جائے گی اور جب امت کے پچھلے لوگ اگلوں کو برا کہیں گے تو اس وقت تم ان چیزوں کا انتظار کرنا، سرخ آندھی، زلزلہ، زمین میں دھنسنا، صورتیں مسخ ہونا، پتھروں کا برسنا اور (قیامت کی بڑی بڑی) نشانیوں کے پے در پے ظاہر ہونا۔ گویا وہ موتیوں کی ٹوٹی ہوئی لڑی ہے۔ جس سے لگاتار موتی گر رہے ہیں۔''

حضرت حسن بن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روائیت ہے کہ میں نے رسول خدا ﷺ کی زبان مبارک سے یہ کلمات یاد کر لئے ہیں۔

ترجمہ: ''جو چیز شک میں مبتلا کرنے والی ہو، اسے چھوڑ کر اس کام کو پسند کرلو جو شک وشبہ سے بالاتر ہو۔ اس لئے کہ سچائی سراپا سکون واطمینان ہے اور جھوٹ سراپا شک وتذبذب۔'' (ترمذی)

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

ترجمہ۔ ''مومن کے معاملہ پر تعجب ہے کہ اس کا سارا کام خیر ہی خیر ہے۔ یہ (سعادت) مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہے اگر اسے دکھ پہنچتا ہے تو صبر کرتا ہے تو یہ اس کے لئے بہتر ہوتا ہے۔ اور اگر اسے خوشی حاصل ہوتی ہے تو وہ سراپا شکر بن جاتا ہے۔ تو یہ بھی اس کے لئے بہتر ہوتا ہے۔'' (صحیح مسلم)

لوگوں سے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے زیادہ قرب کے لائق وہ ہے جو فکر کا عادی ہے کھانا کم کھائے، سوئے بھی کم۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز ہم رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک شخص حاضر ہو، جس کے کپڑے بہت سفید تھے (اور) بال نہایت سیاہ، نہ اس شخص پر سفر کا کوئی نشان تھا اور نہ ہی ہم میں سے اسے کوئی پہچانتا تھا۔ یہاں تک کے وہ حضور ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور دو زانوں ہو کر اپنے گھٹنے حضور ﷺ کے گھٹنے سے ملا دیئے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لئے

Marfat.com

اور عرض کیا۔

''اے محمد ﷺ مجھ کو اسلام کی حقیقت کے بارے میں آگاہ فرما دیجئے۔''

ترجمہ: ''حضور ﷺ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے اس امر کی خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ خدا تعالیٰ کے رسول ہیں اور تو نماز ادا کرے، زکوۃ دے رمضان کے پورے روزے رکھے اور خانہ کعبہ کا حج کرے اگر اس کی استطاعت رکھتا ہو'' (فرمان نبوی پانچ ارکان اسلام کے متعلق)

اس شخص نے (یہ سن کر) عرض کیا کہ آپؐ نے سچ فرمایا۔ (راوی کہتے ہیں) ہم لوگوں کو تعجب ہوا کہ یہ شخص دریافت بھی کرتا ہے۔ اور خود ہی تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر اس نے پوچھا ایمان کی حقیقت بیان فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا''

(ایمان یہ ہے) کہ خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتوں نیز اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور قیامت کے دن پر یقین رکھے اور تقدیر کی بھلائی کو دل سے مانے۔ (مسلم شریف)

○ حضرت عمر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے آسمان وزمین کی پیدائش سے پچاس ہزار برس قبل مخلوقات کی تقدیروں کو لکھا (لوح محفوظ میں ثبت فرمادیا)۔ (مسلم، مشکوہ)

''نبی کریم ﷺ'' نے انسان کے لئے سب سے زیادہ خطرناک اس کی زبان کو قرار دیا ہے۔ یہ زبان ہی ہے جس کا غلط استعمال تکرار، جدال اور جنگ تک معاملہ پہنچا دیتا ہے اور یہ زبان ہی ہے جس کا صحیح استعمال تکریم، تصفیہ اور محبت کا باعث بن جاتا ہے۔''

ایک حدیثِ قدسی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

ترجمہ: ''اے میرے بندو میں نے ظلم اپنے اوپر حرام کیا ہے۔ اور اسے تمہارے درمیان بھی حرام کیا۔ تم آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔''

سفیان بن عبداللہ ثقفیؓ نے رسول ﷺ سے عرض کی کہ ایسی بات بتا دیجئے کہ پھر کسی سے دریافت کرنے کی حاجت نہ رہے۔ فرمایا۔

آمنت با اللہ کہہ اور قائم رہ......... ''ترجمہ: ''میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا۔''

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''جس نے اخلاق کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ اخلاص کا کیا مطلب ہے؟ ارشاد ہوا وہ کلمہ تمہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء سے روک دے''۔ (الطبرانی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لا

Marfat.com

الہ الا اللہ اپنے کہنے والے سے مصیبت کے ننانوے دروازے بند کر دیتا ہے، جن میں سے سب سے کم رنج والم ہے''۔(الدیلمی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں، حضور نبی محتشم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اللہ رب العزت ارشاد فرمائیں گے لا الہ الا اللہ کہنے والوں کو میرے عرش کے قریب کر دو، کیونکہ میں ان سے محبت کرتا ہوں''۔(الدیلمی)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یقیناً وہ شخص فلاح و کامرانی سے ہمکنار ہو گیا، جس کا دل ایمان میں مخلص ہو گیا، اور اس نے اپنے دل کو سلیم الطبع کر لیا، اپنی زبان کو سچ کا عادی بنا دیا، اپنے نفس کو مطمئن کر لیا، اپنی روش حیات کو درست کر لیا، اپنے کانوں کو حق سننے کا عادی بنا دیا، اور اپنی آنکھوں کو عبرت حاصل کرنے والا بنا دیا۔'' (مسند امام احمد بن حنبل)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بندے کے منہ سے کبھی نہایت بے پروائی سے اللہ کی رضا مندی کا کلمہ نکل جاتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ اسکے درجات بلند کر دیتا ہے۔ اور بندے کے منہ سے کبھی نہایت بے پروائی سے اللہ کی خفگی کا کلمہ نکل جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ جہنم میں جھونک دیا جاتا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

آنحضرت ﷺ کا ذکر ابوذرؓ بڑے والہانہ انداز میں کرتے تھے۔ مسند احمد میں ان سے ایک حدیث مروی ہے۔

ترجمہ: ''میرے محبوب نے مجھے پانچ باتوں کی وصیت کی ہے یہ کہ مسکینوں پر مہربانی کروں اور انہی کے ساتھ نشست و برخاست رکھوں۔ ہمیشہ اپنے سے ابتر حال والوں پر نظر رکھوں اور اپنے سے بہتر حال والے کو نہ دیکھوں اور رشتے داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کروں اور سچ بولوں اگرچہ تلخ کیوں نہ ہو اور کہتا رہوں کہ گناہوں سے باز نہیں رہ سکتا اور نہ فرماں برداری پر قادر ہو سکتا ہوں، مگر صرف خدا تعالیٰ کی مدد سے۔''

براء بن عازبؓ کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

ترجمہ: ''جب تم خواب گاہ میں آؤ تو نماز کی طرح وضو کرو (یا پہلے سے ہو)، پھر اپنے داہنے پہلو پر لیٹ رہو اور یہ دعا پڑھو۔ اے اللہ میں نے تجھ سے آرزو مند اور خائف ہو کر اپنا منہ تیری طرف جھکایا۔ اپنا کام تیرے سپرد کر دیا، کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ سوا تیرے۔ اے اللہ میں اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل فرمائی ہے اور تیرے نبی ﷺ پر، جسے تو نے بھیجا ہے۔'' حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے۔

Marfat.com

ترجمہ: ''اے اللہ میں آپس کے جھگڑے، فساد، نفاق سے اور برے اخلاق سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' (حدیث پاک)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں حضورؐ نے عمر بھر کسی عورت کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بیعت نہیں فرمائی بلکہ اقرار اسلام کے کلمات کے بعد یہ ارشاد فرماتے ''مجھ کو تمہاری بیعت منظور ہے''

آنحضرتؐ سے پوچھا گیا کہ بہترین عورت کونسی ہے۔ فرمایا وہ جس کا شوہر دیکھے تو خوش ہو جائے اور جب وہ حکم دے تو بجالائے اور خود اس کو اپنی ذات اور اپنے مال کے بارے میں بھی شوہر جس بات کو ناپسند کرے اس کی مخالفت نہ کرے۔

لوگوں نے ایک عورت کے متعلق بیان کیا کہ وہ نہایت عابد ہے لیکن پڑوسی اس کی زبان سے ایذا اٹھاتے ہیں، فرمایا وہ جہنمی ہے۔

جنگ موتہ میں جب لشکر کو روانہ فرمایا، تو یہ وصیت فرمائی (1) جو لوگ اپنی عبادت گاہوں میں مصروف عبادت ہوں ان سے تعرض نہ ہونا (2) کسی عورت پر ہرگز ہاتھ نہ اٹھانا (3) کسی بچے اور نابالغ لڑکے کو قتل نہ کرنا اور نہ کسی بوڑھے شخص کو مارنا (4) سرسبز و شاداب درختوں کو نہ کاٹنا۔

لوگوں کو حکم عام تھا کہ جو مسلمان مرجائے اور اپنے ذمہ قرض چھوڑ جائے تو مجھے اطلاع دو میں اسے ادا کروں گا۔ اور جو ترکہ چھوڑ جائے وہ وارثوں کا حق ہے مجھے اس سے کوئی مطلب نہیں۔

جو شخص میری زیارت کرے گا قیامت کے دن میں اس کا شفیع یا شہید ہوں گا (بیہقی)

جو میری قبر کی زیارت کرے گا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے (دار بیہقی)

جو شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح کو واپس کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں (مشکوۃ، ابوداؤد، بیہقی)

میرے اوپر روشن رات یعنی جمعہ کی رات اور روشن دن یعنی جمعہ کے دن میں کثرت سے درود بھیجا کرو اس لئے تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے تو میں تمہارے لئے دعا استغفار کرتا ہوں (العطور المجموعہ)۔

میرے تمام امتی جنت میں داخل ہوں گے مگر جس نے انکار کیا۔ سرکارؐ سے دریافت کیا گیا کہ انکار کا کیا مطلب؟ فرمایا

جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے نافرمانی کی وہی میرا منکر ہے (بخاری)

جس نے میری سنت سے روگردانی کی وہ مجھ سے نہیں (متفق علیہ، مشکوۃ)

Marfat.com

جس نے میری سنت کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے میرے ساتھ دوستی کی وہ جنت میں ہوگا۔ (ترمذی مشکوۃ)

میری امت کے بگاڑ کے وقت جس نے میری سنت کو مضبوطی سے پکڑا اس کیلئے سو (100) شہیدوں کے برابر اجر ہے (مشکوۃ)

انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں (بیہقی)

☆ جس کو مسلمان کا غم نہ ہو وہ میری امت میں سے نہیں۔

☆ ایمان کے بعد افضل تر نیکی خلق کو آرام دینا ہے۔

☆ پڑوسی کو ستانے والا دوزخی ہے اگرچہ تمام رات عبادت کرے اور تمام دن روزہ دار رہے۔ جس کے شر سے پڑوسی بے خوف نہ ہو وہ مسلمان نہیں۔ خواہ وہ پڑوسی کافر ہو یا مومن۔

☆ جس شخص نے اپنی زبان اور شرمگاہ کو قابو میں رکھا، میں اس کے واسطے جنت کا ضامن ہوتا ہوں۔

☆ مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاتا۔

☆ تم میں ہر ایک کو اپنی ساری حاجتیں اپنے رب سے مانگنی چاہیئں۔ یہاں تک کہ چپل کا تسمہ ٹوٹ جائے تو بھی اسی سے مانگو۔

☆ لوگ جب ظالم کو دیکھیں اور اسے ظلم کرنے سے باز نہ رکھ سکیں تو جلدی خدا اُن سب پر عذاب نازل کرے گا۔ بہت بڑا جہاد یہ ہے کہ انصاف کی بات ظالم حاکم کے روبرو کہہ دی جائے۔

☆ دو شخصوں کے درمیان صلح کرا دینا صدقہ ہے۔ ہر قدم جو نماز یا کارہائے نیک کے واسطے اٹھایا جائے صدقہ ہے۔

☆ خدا اُس شخص پر مہربانی کرتا ہے جو خرید و فروخت اور قیمت وصول کرنے کے تقاضے میں سہولت اور نرمی اختیار کرتا ہے

☆ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ کوئی ایسی چیز بیچے، جس میں کسی نقص کے ہونے کا اس کو علم ہو۔ البتہ اگر خریدار کو اس نقص سے مطلع کر دے تو مضائقہ نہیں۔

☆ غیر کے لیے کوئی صدقہ نہیں جب قریبی رشتہ دار محتاج ہیں

☆ جب تم میں سے کوئی نماز کی جماعت کا امام ہو تو اسے تھوڑا پڑھنا چاہیے۔ کیونکہ جماعت میں ضعیف بیمار اور کام کاج والے ہوں گے۔ اور جب اکیلے پڑھو تو بیشک جتنا جی چاہیے پڑھو۔

☆ اگر میں حکم دیتا کہ کوئی کسی کو سجدہ کرے تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

☆ اگر کوئی عورت مرجائے اس حال میں کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو، وہ جنت میں داخل ہوگی۔

Marfat.com

☆ ایماندار آدمی اپنی بیوی سے ناراض نہ رہا کرے، کیونکہ اس کی کوئی عادت اُسے ناپسند ہو تو کوئی قابل پسند بھی ہوگی۔ بدظنی سے پرہیز کرو۔ کیونکہ ظن سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔ عیب جوئی مت کرو۔ چھپ کر باتیں نہ سنو۔ فخر نہ کرو۔ حسد اور کینہ نہ رکھو، منہ نہ موڑو، اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بنے رہو۔

☆ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے وہ بدلہ نہیں لیتا۔ مجھے اپنی امت پر زیادہ خوف منافق اور زبان دراز کا ہے۔

☆ جو شخص ایک کپڑا دس درم کو مول لے اور اس کی قیمت میں ایک درم حرام ہو تو وہ کپڑا جب تک اس کے بدن پر رہے گا اللہ تعالیٰ اس کی نماز کو قبول نہیں کرے گا۔

☆ تمہارا ہمسایہ اگر تم سے مدد چاہیے تو اس کی مدد کرو اور اگر قرض مانگے تو قرض دو۔ اگر تم سے کوئی کام پڑے تو پورا کرو۔ بیمار ہو تو عیادت کرو۔ اور مر جائے تو جنازے کے ہمراہ جاؤ۔ اس کو بہتری حاصل ہو تو مبارک باد کہو۔ مصیبت پڑے تو تعزیت کرو۔ بغیر اس کی اجازت کے اپنی عمارت اتنی اُونچی مت کرو کہ اس کی ہوا رک جائے اگر کوئی میوہ خریدو تو اس کو ہدیہ دو۔ ورنہ چھپا کر اپنے گھر میں لاؤ۔ اور اپنے بچے کو میوہ لے کر باہر نہ جانے دو کہ کسی ہمسائے کے بچے کو رنج نہ ہو۔ اپنی ہنڈیا کے خوشبو سے ہمسایہ ایذا مت دو۔ مگر اس صورت میں ایک پیالی بھر اس کے ہاں بھی بھیجو۔ اور حقوق اُسی سے ادا ہوں گے۔ جس پر خدا تعالیٰ رحم کرے۔

☆ مرد بغیر عورت کے مسکین ہے اور عورت بغیر مرد کے مسکینہ ہے خواہ وہ مالدار ہی ہوں۔ کسی نے سوال کیا کہ کیا آپ کافروں کے لیے بھی رحمت للعالمین ہیں فرمایا یہ خوان رحمت تمام عام کے لیے یکساں کھلا ہوا ہے۔ اگر کوئی اس رحمت عام سے فائدہ نہ اُٹھائے تو اس کا اپنا قصور ہے۔

☆ کسی مومن کے لیے جائز نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے۔

☆ حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضورﷺ میرے پاس سے گزرے اور میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا تو آپﷺ نے اپنے قدم مبارک سے مجھے ہلایا اور فرمایا ''اے جندب ،یہ دوزخیوں کے لیٹنے کا طریقہ ہے''۔ (جندب حضرت ابوذر غفاریؓ کا اصلی نام ہے) (ابن ماجہ)

☆ لوگ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہﷺ آپ کیلئے نبوت کب ثابت ہوئی؟ فرمایا کہ جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھے (ترمذی)

☆ تم پر میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدینؓ کی سنت کا اتباع لازم ہے اس پر عمل کرو اور ان کے طریقے کو داڑھوں سے مضبوطی کر ساتھ پکڑ لو (احمد، ابوداوٗد، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

Marfat.com

☆ احادیث کی رو سے ایمان کی نشانی یہ ہے کہ مسلمان شر سے بچے اور خیر کا طالب رہے کہ خیر میں ایثار واخوت سمیت دینی اور دنیاوی فلاح کے تمام امور شامل ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ابوموبہبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے آدھی رات کے وقت اٹھایا اور فرمایا: ابوموبہبہؓ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں جنت البقیع والوں کیلئے دعائے مغفرت کروں۔ تم بھی میرے ساتھ چلو (ابوموبہبہؓ کہتے ہیں) میں آپ کے ساتھ چلا گیا۔ آپؐ جب جنت البقیع پہنچ گئے تو کھڑے ہوگئے اور قبرستان والرں کو اسلام علیکم یا اھلالمقابر، ''قبرستان والوتم پر سلام ہو'' کہہ کر سلام کیا اور فرمایا: تمھیں تمھاری وہ حالت جو تمھیں دوسرے لوگوں کے مقابلے میں حاصل ہے مبارک ہو۔ اگر تمھیں ان فتنوں کی ہولناکی کا علم ہو جائے جن سے اللہ تعالیٰ نے تمھیں نجات دی تو تمھاری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہے بڑے ہولناک فتنے رات کی تاریک راتوں کی دبیز تاریکیوں کی طرح تاریک اور مسلسل آئیں گے، ایک فتنہ ختم ہوگا تو دوسرا آجائے گا دوسرا پہلے سے زیادہ برا ہوگا۔

نکاح سے پہلے اگر کوئی بالغ مرد اور بالغ عورت زنا کی طرف مرتکب ہو تو اسکی سزا 100 کوڑے ہیں اور نکاح اور شادی کے بعد کوئی اس کا ارتکاب کرے تو اس کی سزا سنگساری ہے۔ جو مرد نکاح کے بعد رنگین مزاجی کا مظاہرہ کرتا ہے وہ درحقیت اپنی بیوی کی عزت وحرمت اور جذبات کو بھی پامال کرتا ہے اسی لئے اسلام میں اس کی کڑی سزا رکھی گئی ہے۔ اگر اس کے خلاف زنا کے چار چشم دیدہ گواہ موجود ہوں یا وہ اس کا اقرار کرے تو اس کی سزا رجم ہے اور اگر چار عینی گواہ یا اقرار نہ ہو لیکن ایک دو گواہ موجود ہوں تو عدالت اسے تعزیری سزا دے گی اور کوڑے لگائے گی۔ اگر یہ قانون نافذ العمل ہو اور حکومت ایسے ہاتھوں میں ہو جو اس قانون کو نافذ کرنے والے ہوں تو پھر خواتین پر نام نہاد شرفا ظلم نہ کر سکیں۔ نبی ﷺ نے معراج کے موقع پر زنا کار مردوں اور عورتوں کے ہولناک مناظر دیکھے آپؐ نے دیکھا ایک تنور ہے جس میں مرد اور عورتیں ہیں جب آگ کے شعلے اوپر کو اٹھتے ہیں تو یہ اوپر آجاتے ہیں اور جب شعلے نیچے چلے جاتے ہیں تو یہ مرد عورت بھی نیچے چلے جاتے ہیں۔ جبرائیل سے آپؐ نے پوچھا کہ یہ مرد اور عورتیں کون ہیں؟ جبرائیل نے جواب دیا کہ زنا کار مرد اور عورتیں ہیں۔

نبی اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ ترجمہ: ''جھوٹ رزق کو کھا جاتا ہے۔'' ہم نبی اللہ ﷺ کے اس فرمان کی روز مرہ کے معاملات میں کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے اور رزق کی شدید تنگی کے عذاب میں مبتلا کشائش رزق کی دعائیں مانگتے ہیں۔ اور منافقت میں بتلا ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرما دیا۔

ترجمہ: ''جو برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا تم جیسا کرو گے ویسا بھرو گے، جو بوؤ گے وہی کاٹو گے

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے قانون سخت اور اٹل ہیں۔راقم نے اسی نظام فطرت کے تحت ان گنت جابر اور استحصالی افراد اور گھرانے اپنے انجام اور تباہی سے ہمکنار ہوتے دیکھے ہیں۔کل جن کا بڑا ڈنکا تھا آج نام ونشان تک نظر نہیں آتا۔ہمیں اللہ تعالیٰ کے عذاب اور پکڑ سے بچنے کیلئے عبرت حاصل کرنی چاہیے اسی میں خیر اور فلاح ہے۔اگر تیری سمجھ اور عمل میں اتر جائے۔

حضور اقدس ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ جب آدمی مرجاتا تو اس کے اعمال کا ثواب ختم ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں ایسی ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔ایک صدقہ جاریہ، دوسرے وہ علم جس سے لوگوں کو نفع پہنچتا رہے، تیسرے صالح اولاد جو اس کے لئے مرنے کے بعد دعا کرتی رہے۔

دنیا بہر حال فنا ہونے والی ہے اور ہر امر فقیر نے چاہے یا نہ چاہنے کے باوجود اس دار فانی سے کوچ کر جانا ہے۔اس لئے اپنے مال، جان، وقت کو ایسی جگہوں پر خرچ کرنے کی عادت بنانی چاہئے جو ذریعہ نجات ہوں۔مریض، نادار اور ضعفاء کی ضرورتیں پوری کرنے کی کوششوں میں دل سے لگنا چاہئے۔

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کو حق تعالیٰ نے اسی لئے پیدا کیا ہے کہ حاجتیں پوری کیا کریں، ان کے کاموں میں مدد دیا کریں کہ وہ لوگ قیامت کے سخت دن بے فکر ہوں گے، ان کوئی فکر نہ ہوگا۔

ایک حدیث میں ہے بہترین صدقہ یہ ہے کہ تو ایسے وقت میں خرچ کرے جب تندرست ہو اپنی زندگی اور بہت زمانہ تک دنیا میں رہنے کی امید ہو، یہ نہ کر کہ صدقہ کرنے کو ٹالتا رہے، یہاں تک کہ جب دم نکلنے لگے اور موت کا وقت قریب آجائے تو کہنے لگے کہ اتنا فلاں کو دیا جائے اور اتنا فلاں کو دیا جائے کہ اب تو وہ فلاں کا ہو ہی گیا۔(درمنثور)

بعض علماء نے لکھا ہے کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جن پر دوام اور استقلال سے اللہ جل شانہ کے ہاں ایسی نیکیاں ملتی ہیں جیسے کہ اونچے اونچے پہاڑ اور ان کی وجہ سے رزق میں بھی وسعت ہوتی ہے۔ایک صدقہ کی مداومت تھوڑا ہو یا زیادہ۔دوسرے صلہ رحمی پر مداومت چاہے قلیل ہو یا کثیر۔تیسرے اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا۔چوتھے ہمیشہ باوضو رہنا۔پانچویں والدین کی فرمانبرداری کرنا۔(تنبیہ الغافلین)

☆جو شخص کسی دست شناس کے پاس آئے پھر اس سے کچھ پوچھے تو اس کی چالیس دنوں کی نمازیں قبول نہیں کی جائینگی۔حضرت ابو مسعود انصاریؓ فرماتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت زنا کی اجرت اور کاہن کو نذرانے دینے

Marfat.com

سے منع فرمایا۔ حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص حیض والی عورت سے صحبت کرے یا کسی عورت کے دبت میں وطی کرے یا کاہن کے پاس آئے پھر اسکی تصدیق کرے تو گویا اس نے اس چیز کا انکار کیا جو محمد ﷺ پر نازل کی گئی۔ مشکوۃ شریف جلد دوم میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے علم نجوم کا کوئی ایسا باب سیکھا جسکی اجازت اللہ تعالیٰ نے ذکر نہ فرمائی تو اس نے جادو کی ایک قسم کو سیکھا اور فرمایا۔ نجومی کاہن ہے اور کاہن جادوگر ہے اور جادوگر کافر ہے۔

نبی اللہ ﷺ نے فرمایا۔

ترجمہ: ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔'' (بخاری و مسلم صفحہ 11)

اسلام اخلاق، اخوت و بھائی چارے کا درس دیتا ہے لیکن آج معاشرہ میں قریبی عزیز و اقارب اور اولاد بھی اکثر و بیشتر آپس کے حقوق و معاملات، احساسات اور جائز انسانی طلب کو پامال کرتی ہے۔ بہت کم لوگ دلوں کو جوڑتے اور حاجت روائی میں مددگار بنتے اور نیکیاں کماتے ہیں۔

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں اور تمہاری صورتوں کو اور تمہارے صرف ظاہری اعمال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔'' (صحیح مسلم 454)

گویا اعمال کی قبولیت کا اصل دارومدار دِل کے رُخ کی صحت، نیت کی درستی پر ہے۔

آدمی جس خواہش کا غلام بن جائے کہ خدا تعالیٰ کے احکامات کی پرواہ نہ کرے تو عملاً خدا کا بندہ نہیں بلکہ نفس (خواہشوں) کا بندہ ہے۔

برائی کو ترک کرنے کا کوئی نسخہ اس کے سوا نہیں کہ انسان خوفِ الٰہی میں ارادے اور کوشش کے ذریعے گناہ سے بچے۔ جو برا عمل بھی انسان اپنی زبان، ہاتھ اور ارادہ سے کرتا ہے، اُس پر اختیار رکھتا ہے اسلئے اس پر مواخذہ ہوگا۔

چاہئے کہ دِل کی صفائی کیلئے باوضو رہ کر ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت اور تسبیح میں مشغول رہے، اللہ تعالیٰ کے حضور شیطانی وسوسوں سے پناہ مانگے، اللہ تعالیٰ ہی سے صراطِ مستقیم (سیدھی راہ) طلب کرے وہ عطا کردے گا۔

قرآنی سورہ یٰسین کے پہلے رکوع میں نبی اکرم ﷺ سے فرمایا کہ آپؐ سچے رسول ہیں۔ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب ہے۔ اگر بعض لوگ اس پر ایمان نہیں لاتے تو اس کا سبب یہ ہے کہ ان کی ذہنیت مسخ ہو چکی ہے۔ وہ ایمان کی صلاحیت سے محروم ہو چکے ہیں۔ دوسرے رکوع میں ایک ایسی بستی کا واقعہ بیان فرمایا جو اس قسم کے لوگوں پر مشتمل تھی اور عذاب کا شکار ہوئی۔ تیسرے رکوع میں اپنی بعض آیات کی طرف اشارہ فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ جس ذات نے قرآن پاک نازل فرمایا ہے اس کی شان وعظمت کیا

Marfat.com

ہے۔اس کے بھیجے ہوئے پیغمبر کو نہ ماننا معمولی بات نہیں۔ چوتھے رکوع میں قیامت کے احوال مختصراً بیان فرمائے تاکہ حضور ﷺ پر ایمان لانے والوں اور ایمان نہ لانے والوں کا انجام معلوم ہو۔

''51:اور صور پھونکا جائے گا۔ پھر وہ اپنی قبروں سے (نکل کر) جلد جلد اپنے رب کی طرف چل پڑیں گے۔''52: کہیں گے ہائے افسوس! کس نے ہمیں ہمارے مرقدوں سے دوبارہ زندہ کر دیا۔ یہ تو وہی وعدہ (قیامت) ہے جو الرحمٰن نے کیا تھا اور پیغمبر سچے تھے۔'''53:بس ایک تند آواز گونجے گی، پھر وہ سب ایک دم ہمارے حضور پیش کر دیئے جائیں گے۔'''54: پھر اس دن نہ کسی پر ذرا ظلم کیا جائے گا اور نہ تمہیں کسی ایسے عمل کی جزا ملے گی جو تم نے کیا نہ ہوگا۔'''55: بے شک اہل جنت اس دن خوش خوش مشغول ہونگے۔'''56: وہ اور ان کی ازواج چھاؤں میں تختوں (جمع تخت) پر بیٹھے ہونگے۔'''57: وہاں اُن کیلئے پھل ہونگے نیز ہر وہ چیز جسے وہ چاہیں۔'''58: (اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انہیں) رب رحیم کی طرف سے سلام پہنچے گا۔'' اس کے بعد مجرموں کا احوال بیان فرمایا''59: اور الگ ہو جاؤ اے مجرمو! دنیا میں مومن اور کافر ملے جلے ہیں۔ یہاں مومنوں کے طفیل کفار بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے بہرہ ور ہیں۔ قیامت کے روز انہیں الگ الگ کر دیا جائے گا۔ مومن جنت میں ہونگے، انہیں ہر قسم کی نعمتیں حاصل ہونگی۔ کفار جہنم میں ہونگے، نعمتوں سے محروم اور عذابوں میں گرفتار۔ مومنوں کیلئے سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہوگی، کفار کیلئے سب سے عذاب اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا۔

''60: کیا ہم نے تمہیں حکم نہیں بھیجا تھا، اے اولادِ آدم! شیطان کی عبادت نہ کرنا، وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔61: اور یہ کہ میری عبادت کرنا، یہی صراطِ مستقیم ہے۔62: پھر بھی شیطان نے تم میں سے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا۔ کیا تم عقل نہیں رکھتے تھے؟63: یہ ہے وہ جہنم جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔''

یوں تو ہر کلمہ گو مسلمان کہلاتا ہے، لیکن ہر مسلمان، مومن کی صفات میں داخل نہیں ہوتا۔ عام لوگوں نے نماز، روزہ ہی کو مکمل دین اور ایمان سمجھ رکھا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے انسانیت کی بھلائی، معاشرے کی دائمی بہتری کے حوالے سے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ:''مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان سلامت رہیں اور مومن وہ ہے جس پر لوگ بھروسہ کریں کہ اپنی جان و مال اس کی امان میں دے دیں۔'' (ترمذی شریف)

ترجمہ:''تم میں سے اُس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا، جب تک اپنے بھائی کیلئے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے کرتا ہے۔'' (نسائی شریف)

ترجمہ:''مومن نہ تو کسی پر طعن کرتا ہے، نہ کسی کو بددعا دیتا ہے اور نہ گالی دیتا ہے اور نہ بدزبان ہوتا

Marfat.com

ہے۔" (بیہقی)

ترجمہ: "ایک شخص آکر پوچھتا ہے کہ یارسول اللہ ﷺ کون سا اسلام سب سے بہتر ہے؟ فرمایا کہ بھوکوں کو کھانا کھلانا اور جانے انجانے ہر ایک کو سلامتی کی دُعا دینا، سلام کرنا۔" (بخاری)

ترجمہ: "ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر وہ ظلم کرے اور نہ اس کو گالی دے جو اپنے کسی بھائی کی مدد کرے گا خدا اس کی مدد کرے گا۔ کسی مسلمان کی کسی مصیبت کو دور کرے گا تو خدا اس کی مصیبت دور فرمائے گا۔" (مسلم)

ترجمہ: "اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کوئی اس وقت تک جنت میں نہیں جا سکتا جب تک اس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ رہا ہو۔" (بخاری و مسلم)

حدیث ترمذی میں نقل ہے رسول اللہ نے فرمایا "وہ شخص منافق ہے جو جھوٹ بولے، بددیانتی اور وعدہ خلافی کرے، خواہ نماز پڑھتا ہو، روزے رکھتا ہو۔"

گویا کوئی بھی مسلمان آپس کے حقوق، روزمرہ کے معاملات، برتاؤ اور شرم وحیا کی احسن ادائیگی کے بغیر مومن نہیں ہو سکتا۔ توحید و رسالت پر ایمان اور حقوق العباد (یعنی لوگوں کے حقوق کی مکمل ادائیگی) لازم و ملزوم ہیں۔ مؤمن کیلئے رزقِ حلال کا حصول شرط اول ہے، حرام رزق سے نماز قبول ہوتی ہے نہ دُعا، نہ اولاد نہ خیرات وصدقات، دُکھ، تکلیف اور تنگی ترشی میں بھی ممنوعہ اُمور سے دور رہنا اور اللہ تعالیٰ ہی سے رزق وراحت اور شفا مانگنا، کلمہ طیبہ اور صفات باری تعالیٰ پر دلی یقین ہی ایمان کی اصل ہے۔ لیکن اکثر دنیا والے شاید لا الٰہ کا مطلب اور روحانیت کو نہیں سمجھتے، یعنی صدقِ دِل اور یقین محکم سے اللہ تعالیٰ کو رب، مسبب الاسباب، رازق، غفار، توبہ قبول کرنے والا اور راحت وشفا دینے والا نہیں جانتے۔

قدرتِ کاملہ نے انسان کے اندر ضمیر نامی ایک ایسا آلہ نصب کر رکھا ہے جو ہر برائی اور بھلائی کو پرکھ سکتا ہے۔ مومن کیلئے لازم ہے کہ ضمیر کی آواز پر لبیک کہے اور روح کو زندہ رکھے۔

بیشک نماز برائیوں سے روکتی ہے۔ لیکن ہماری یہ نماز کیسی ہے کہ ہم جائز اور مناسب منافع پر اکتفا نہیں کرتے، سیاسی کردار اور سرکاری اہلکاروں کی کرپشن سے ملت دم توڑ رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: "ظالموں کی طرف نہ جھکو ورنہ تجھے آگ چھوئے گی۔" (ھود 113)

نبی اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

ترجمہ: "جس نے کسی مالدار کی اس کے مال کی وجہ سے تعظیم کی، اس کا دوتہائی دین جاتا رہا۔"

انسان کو موت کی حقیقت اور فکرِ آخرت کے تحت عہد کر لینا چاہئے کہ آئندہ گناہ کی زندگی سے دور

Marfat.com

رہے گا۔ سورہ ابراہیم 27 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ مومنوں کو ان کے پختہ عہد کی بدولت ثابت قدم رکھتا ہے۔''

صفات مومن کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ''(ہدایت پانے والے لوگ ایسے ہیں) جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی۔ وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں خوف اور گھبراہٹ سے الٹ جائیں گی ○ (وہ یہ سب کچھ اسلئے کرتے ہیں) تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے بہترین اعمال کا بہت ہی اچھا بدلہ دے اور اپنے فضل سے اور بھی زیادہ نوازے، اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے ○ (سورہ نور 37-38)

سورہ توبہ میں ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: ''جو لوگ سونا، چاندی (دولت) جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو قیامت کے روز دردناک سزا کی خبر سنا دیں جس دن وہ مال دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا، پھر ان کی پیشانیوں، پہلوؤں کو داغا جائے گا''

ذرا بتایئے ملک میں کتنے مالدار لوگ پوری زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور شائد ملک میں آج روزانہ سینکڑوں ڈاکے اسی نافرمانی کی سزا ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے زنا کو حرام قرار دیا ہے اور فرمایا ہے

ترجمہ: ''جو شخص زنا کا فعل کرے گا اُسے دوزخ میں ڈالا جائے گا'' (حوالہ)

قرآن نے والدین کیساتھ نیک سلوک کا حکم دیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ''اور والدین کیساتھ بھلائی سے پیش آؤ''

نبی اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

ترجمہ: ''سب سے افضل جہادِ نفس (پر قابو پانا ہے)'' ذرا بتایئے ہم میں سے کتنے مسلمان خوفِ الٰہی کے تحت اپنے نفس (طمع) کا محاسبہ کرتے ہیں۔

اور یہ کس قدر بدبختی ہے کہ ہم دلی طور پر تسلیم کرتے ہیں کہ ہمیں آخر مرنا ہے لیکن ایسے کام کرتے ہیں جیسے مرنا نہیں، بلاشبہ مومن وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا اور نیکی کر کے بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں روتا رہتا ہے اور گناہوں سے توبہ کرتا ہے منافق گناہ کر کے خوش ہوتا ہے۔ جو انسان مسلمان ہونے کی خواہش رکھتا ہے مگر نیکی نہیں کرتا، دوزخ کی آگ اور قبر کے عذاب سے بچنے کا دعویدار ہے مگر گناہ نہیں

Marfat.com

چھوڑتا، اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویدار ہے مگر اُس کی راہ میں تکلیف گوارا نہیں کرتا ہرگز مومن نہیں ہوسکتا۔
قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔
ترجمہ: ''اے میرے رسول، آپ کہہ دیجئے! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تمہیں محبوب بنالے گا۔'' (آل عمران 31)
نبی اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: ''جس نے سنت کو ضائع کیا اس پر میری شفاعت نہیں۔''
آپ زندگی کے اہم موڑ نکاح کو دیکھئے کہ سنت طریقہ کیا ہے انتہائی آسان سادہ اور کم خرچ جبکہ آج ہم نے نکاح کو انتہائی مہنگا کر کے غریب بچیوں پر بھاری جہیز نہ ملنے پر بھاری ظلم روا رکھتے ہیں۔ شادی مہندی جہیز کی شکل میں کسقدر اسراف کرتے ہیں اور گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ہمیں خدا کا خوف ہے نہ نبی اللہ ﷺ کی سنت کا پاس اسکی سزا تو ہمیں ملنی ہے۔ چاہئے کہ یہی سرمایہ بچا کر غریب بچیوں کے نکاح کا اہتمام کیا جائے باہمی رضامندی سے فضول رسومات (مہندی اور بھاری جہیز بڑی بارات) کا بوجھ اتار کر سادگی سے تقریب بجالائی جائے تا کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچ کر خیر و برکت حصول بنے۔ نبی اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔
ترجمہ: ''اُس کا ایمان مکمل نہیں جو امانت دار نہیں اور اُس کا دین نہیں جو عہد کا پابند نہیں۔''
ذرا بتایئے ہم اور ہمارے ارباب اقتدار و اختیار، عوامی مسائل اور حقوق العباد کی کس قدر ادائیگی کرتے ہیں، عام لوگ عہد کی کس قدر پابندی کرتے ہیں تو ایسے کردار و اخلاق کے مسلمان کس طرح مومن ہوسکتے ہیں۔؟
نماز کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔
ترجمہ: ''وہ صاحب ایمان نجات پائیں گے جو اپنی نماز خشوع کیساتھ ادا کرتے ہیں۔'' (مومنون 1-2)
لیکن ہماری طمع اور لالچ کے عوض ہمارے دلوں پر فطری سیاہی جم جاتی ہے ہم خشوع و خضوع کیسے پائیں گے۔؟
آپ انصاف سے بتایئے ہماری نمازوں میں کس قدر خشوع و خضوع ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔
(اے مومنو) ''تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو'' (آل عمران 110)
جب ہم احکامات قرآن و سنت اور سنتِ نبویؐ پر عمل ہی نہیں کرینگے تو مومن کی صف میں کیسے

Marfat.com

آئیں گے۔قرآن پاک میں ہے کہ "ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو۔"

نبی اللہ کا فرمان ہے کہ "نماز مومن کی معراج ہے۔" "بہترین دین پرہیز گاری ہے۔" "بہترین عمل تقویٰ ہے۔" "بہترین شکر قناعت ہے۔"

حج کے موقعہ پر حجاج شیطان کو کنکریاں مارتے ہیں بلاشبہ اصل شیطان، نفس کی صورت میں ہمارے اندر موجود ہے اُسے کنکریاں مارنا (قابو کرنا) اصل جہاد ہے۔

مومن وہ ہے جس سے لوگوں کو اپنی جان و مال کا کوئی خطرہ نہ ہو۔ نبی اللہ کے ان فرامین کی روشنی میں ہم میں سے کتنے لوگ صدق، پرہیز گاری اور تقویٰ پر قائم ہیں؟ اور کتنے قناعت اختیار کرتے اور دوسروں کیلئے بے ضرر ہیں؟ اس کیلئے ہر ہر جان کو اپنا کڑا احتساب کرنا ہوگا ہمیں مومن کی صف میں آنا چاہتے ہیں۔ یہی اہم ترین نقطہ ہمارے ایمان اور اختیار و تصرف کی کڑی آزمائش ہے۔

اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے سچی توبہ، تقویٰ اور پرہیز گاری کی توفیق مانگو کہ توبہ میں ایک پل کی تاخیر جائز نہیں کہ کل شاید موت اس کی اجازت نہ دے۔ گناہ کی زندگی سے توبہ اور دل کی صفائی ہی مسلمان کو مومن کی صف میں لے جانے کی واحد بنیاد ہے۔

سچا مومن تو وہی ہے جو قرآن حکیم کی آیات پر یقین کامل رکھتا ہو۔ یقین کامل کی اصل مثالیں تو یوں ہیں کہ بچے کو جب یقین ہو جائے کہ آگ واقعی جلا ڈالتی ہے تو وہ اس سے بچنے لگتا ہے، وہ اس وقت تک چاقو کی طرف لپکنا نہیں چھوڑتا جب تک یقین نہ لے آئے کہ یہ کاٹ ڈالتا ہے۔ انسان اس یقین کیساتھ کہ گہرا موجدار پانی انسان کو نگل جاتا ہے اس سے دور رہتا ہے۔ کیا یہ کبھی ممکن ہوسکتا ہے کہ انسان جزاو سزا اور جنت و دوزخ کو اپنے گرد و نواح کی دنیا کی طرح حقیقت مانتا ہو اور پھر بھی برائیوں کی طرف راغب ہو۔ انسان کا ہر عمل اس کے اعتقاد کا آئینہ دار ہوتا ہے کہ عملی زندگی میں خدا پرستی کے مقابلے میں مادہ پرستی کو مومنانہ کردار اور اخلاق سے دور لے جاتی ہے۔ اس سے مومنانہ فہم و فراست، خوفِ خدا اور انجام کار مطلوبہ ثمرات اور میٹھے پھل کا حصول ممکن نہیں رہتا جو مومن کی اصلی منزلِ مراد ہے۔ مومن میں رضائے الٰہی کے تحت ایثار و خدمت کا جذبہ بہ اتم موجود ہوتا ہے۔ قرآن پاک نے ایثار و خدمت کی حقیقت آشکار فرمائی ہے۔

ترجمہ: "وہ اپنی ذات کو دوسروں پر ترجیح دیتے ہیں خواہ وہ خود شدید محتاج ہوں، اور وہ (شخص) جو اپنے دِل کی تنگی سے بچا لیا گیا (جسے وسعتِ قلب عطا کی گئی) تو ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔" (الحشر 9)

حدیث شریف میں آتا ہے کہ "جب آدمی مرجاتا ہے تو اسکے عمل منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین کے

Marfat.com

،ایک صدقہ جاریا دوسرے وہ حال جس سے لوگ نفع اٹھائیں تیسرے نیک اولاد جواس کیلئے دعا کرے"

آج معاشرے میں بہت سے گناہ کبیرہ اس طرح رواج پا گئے ہیں کہ اب عام طور سے ان کے گناہ ہونے کا احساس بھی باقی نہیں رہا۔"ایذا رسانی" کی ان بے شمار صورتوں میں سے ایک انتہائی تکلیف دہ صورت لاؤڈ سپیکر کا ظالمانہ استعمال ہے۔ بعض شادی ہالوں میں رات تین بجے تک لاؤڈ سپیکر پر گانے بجانے کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ معاشرے میں سیاسی اور مذہبی پروگرام منعقد کرنے والے حضرات بھی شریعت کے اس اہم حکم کا بالکل خیال نہیں کرتے۔ سیاسی اور مذہبی جلسوں کے لاؤڈ سپیکر بھی دور دور تک مار کرتے ہیں۔ اور ان کی موجودگی میں کوئی شخص اپنے گھر میں نہ آرام سے سوسکتا ہے نہ یکسوئی کے ساتھ اپنا کام کرسکتا ہے۔

ترجمہ"اپنی آواز کوانہی لوگوں کی حد تک محدود رکھو جو تمہاری مجلس میں بیٹھے ہیں اور انہیں بھی اس وقت تک دین کی باتیں سناؤ جب تک ان کے چہرے تمہاری طرف متوجہ ہوں جب وہ چہرے پھیر لیں تو تم بھی رک جاؤ اور ایسا کبھی نہ ہونا چاہئے کہ لوگ آپس میں باتیں کررہے ہوں اور تم ان کی بات کاٹ کر اپنی شروع کردو بلکہ ایسے موقع پر خاموش رہو پھر جب وہ تم سے فرمائش کریں تو انہیں دین کی بات سناؤ" (مجمع الزوائد ج۱، ص:۱۹۱)

گویا زندگی تلخ یا آسان بنانا انسان کے ہاتھ میں ہے اول قانون فطرت کا جاننا جسمیں قرآن و احادیث کی سمجھ، معمولات زندگی میں ایمانیات اخلاقیات اور معاملات کی درستی جیسا کہ حدیث نبویؐ ترجمہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے"نیت کی درستی ذات الٰہی پر ایمان توکل اور رجوع سے ہوتی ہے تکمیل ایمانیات میں گناہ سے توبہ رزق حلال کا حصول پھر میسر ہوگا۔ جب انسان رب کی ربوبیت اور یقین کی دولت سے سرشار ہوجائے نماز برائیوں اور بے حیائیوں سے روکتی ہے لیکن عام نماز نہیں روکتی وہ جو رجوع وخشوع اور معنی جان کر خوف انکساری اور فکر سے ادا کیجائے معنی یہ کہ جب انسان کا اللہ پاک سے دلی رابطہ ہوجاتا ہے، کائنات کا مالک فرماتا ہے اے بندہ کیا تیرے لئے اللہ کافی نہیں؟

حضرت امیر المومنین علیؓ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن علما سے پوچھا جائیگا کہ تم لوگوں نے اپنا مال ارزاں فروخت نہیں کیا؟

کیا لوگوں نے تمہاری تعظیم وتکریم نہیں کی؟ گویا یہ سب چیزیں تمہارے عمل کی جزا تھی جو تم نے حاصل کرلی اور اپنے اعمال کو خالص نہیں چھوڑا کہ قیامت میں وہی عبادت مقبول ہوگی جو ریا اور غرض کے دخل سے خالی ہو جہاں تک علماء کی خدمت کا تعلق ہے وہ بقدر حاجت ہونا ضروری ہے البتہ ایک عالم کیلئے طمع و لالچ اور ریا جائز نہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ"وہ بات کیوں کہتے ہو جو خود نہیں

Marfat.com

کرتے'' معنی یہ کہ باعمل عالم کی وعظ و نصیحت میں اثر ہوتا ہے لوگ بڑے خشوع اور رجوع سے سنتے ہیں۔امام اور قادری صاحبان کو سادگی اور قناعت کا نمونہ ہونا چاہئے گیارہویں کی نیاز ہر ماہ مساجد میں ذکر محفل ہو پرہیز خوف خدا حق سچ اپنانے اور حرام سے قطعی دور رہنے کا درس دیا جائے۔

مسجد میں نقش ونگار کا شرعی حکم۔کچھ ایسے لوگ ہیں کہ وہ حلال مال کو اخلاص کے ساتھ مسجد کے نقش و نگار پر صرف کر کے یہ خیال کرتے ہیں کہ کار خیر انجام دیا ہے۔رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا'' جب مسجد کو نقش ونگار سے اور قرآن پاک کو سونے چاندی سے سنوارو گے تو تم پر حیف ہے'' مسجد کی رونق اور آبادی تو ایسے دلوں سے ہوتی ہے جن میں خضوع و خشوع ہو اور وہ دنیا سے متنفر ہوں۔

مال خرچ کرنے کی حقیقت کا انکشاف۔کسی نے حضرت بشر حافی قدس سرہ سے مشورہ کیا کہ میرے پاس حلال کی کمائی کے دو ہزار درہم ہیں میں چاہتا ہوں کہ حج کو جاؤں، انہوں نے فرمایا جاؤ کسی کو قرض دے دو اور اس کو بخش دو یعنی پھر طلب نہ کرنا یا کسی یتیم یا کسی تنگ دست عیالدار کو دے دو کیوں کہ کسی مسلمان کا دل خوش کرنا سو حج کرنے سے بہتر اور افضل ہے۔

کچھ لوگ ایسے بخیل ہیں کہ زکوۃ کی مقدار سے زیادہ مال خرچ نہیں کرتے اور یہ زکوۃ بھی ایسے لوگوں کو دیتے ہیں جو ان کے خدمت گار ہوں جیسے معلم یا شاگرد وغیرہ۔جبکہ صدقہ و خیرات کی قبولیت کیلئے حقدار کو تلاش کرنے کا حکم ہے۔

ترجمہ سوال بلا ضرورت حرام۔جاننا چاہئے کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ سوال فواحشات میں سے ہے اور فحش بلا ضرورت حلال نہیں ہوتا۔اور مسلمان کیلئے لازم نہیں کہ سوائے حق تعالیٰ کے اور کسی کے سامنے ذلیل ہو،سوال کسی اپنے ایسے دوست رشتہ دار اور فراخ دل سے کرے جو اس کو نظر حقارت سے نہ دیکھے۔

ترجمہ گداگری پر وعید۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کچھ پاس رکھتے ہوئے بھی سوال کرے گا وہ قیامت کے دن اس طرح اٹھے گا کہ اس کے منہ پر صرف ہڈیاں ہوں گی اور گوشت گر پڑا ہو گا۔حضور اکرم ﷺ نے مزید فرمایا ہے کہ جو شخص بھیک مانگے اور اس کے پاس کچھ موجود ہو تو وہ جو کچھ لیتا ہے وہ دوزخ کی آگ ہے خواہ کم لے یا زیادہ لے لوگوں نے حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ کس قدر مال پاس ہونے سے سوال کرنا حرام ہوگا۔کہ ایک حدیث میں شام اور صبح کی روزی فرمایا گیا ہے اور ایک حدیث میں پچاس درہم کا مالک ہونا بتایا گیا ہے۔

ترجمہ۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جانتے ہو ہمسائے کا حق کیا ہے ہمسائے کا یہ حق ہے کہ اگر وہ تجھ سے مدد طلب کرے اس کی مدد کرے اسے قرض کی ضرورت آئے تو قرض دو۔غریب ہو تو اس کی امداد کرے۔بیمار پڑے تو اسکی بیمار پرسی کرے فوت ہو جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے اور اگر

Marfat.com

اسے خوشی نصیب ہو تو مبارکباد دے۔ مصیبت میں گرفتار ہو تو اسکی ہمدردی کرے اور اپنے گھر کی دیوار بلند نہ کرے تاکہ اسے ہوا پہنچنے میں رکاوٹ نہ ہو اور جب تو میوہ کھائے تو اسے بھی بھیج۔

آپؐ نے فرمایا جانتے ہو ہمسائے کا کیا حق ہے اس خدائے واحد کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ہمسائے کا حق ادا نہیں کرسکتا مگر وہی جس پر خدائے تعالیٰ کی رحمت ہو جاننا چاہئے کہ حقوق ہمسایہ میں یہ بھی شامل ہے کہ چھت اور کھڑکی وغیرہ سے اس کے میں نہ جھانک کر دیکھے اور اگر وہ تیری دیوار پر لکڑیاں رکھے تو منع نہ کر۔

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں میرے دوست رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی کہ جب سالن پکائے تو اس میں پانی زیادہ ڈال لیا کرو اور اس میں سے ہمسایہ کو بھی بھیجا کر۔

نبی اللہ کا ارشاد باری تعالیٰ ہے

ترجمہ! ''کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں کہ تین دن سے زائد ناراض رہے''

نبی اللہ نے فرمایا بھوک سے بہشت کا دروازہ کھٹکھٹایا کرو شیخ ابوسفیان درائیؒ نے کہا جو سیر ہو کر کھاتا ہے اسمیں پانچ چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔

اول عبادت کی حلاوت پیدا نہیں ہوتی۔ دوم اسکا حافظہ کمزور ہو جاتا ہے۔ سوم عبادت الٰہی دشوار ہوگی۔ چہارم اسکی شہوت بڑھ جائیگی۔ پنجم یہ کہ کم خور تندرست رہتا ہے۔

40۔ اقتسابات روحانی

- حق تعالیٰ نے اپنی معرفت اور ھدایت کی ترغیب عطا فرمائی

  ترجمہ: ''اور وہ لوگ جنھوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ہم ضرور انہیں اپنا راستہ دکھائینگے۔''
- جن کاموں سے بُرے اخلاق پیدا ہوتے ہیں انہیں گناہ کہتے ہیں۔

  اور جن کاموں سے اچھے اخلاق پیدا ہوتے ہیں انہیں عبادت کہتے ہیں۔
- انسان کی سعادت معرفت الٰہی میں ہے وہی تمام عالم کا بادشاہ ہے دنیا میں کوئی کام اس سے زیادہ تعجب انگیز نہیں کہ ایک قطرہ آب سے ایسا جسم پیدا کرے جو قدرت کاملہ کا شاہکار ہو
- درحقیقت تو مخلوق ہے اور تیرا ایک پیدا کرنیولا ہے اسی نے ساتوں آسمان، عرش و فرش زمین اور جو کچھ اسمیں ہے سب پیدا فرمائے کوئی اسکا شریک اور ساتھی نہیں اور کوئی چیز اسکی محتاجی سے خالی نہیں اور تمام اشیاء کا قیام اس کی ذات سے ہے وہ سب چیزوں پر قادر ہے۔
- اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ سلام پر وحی نازل فرمائی ''تو نے میرے ساتھ رہنا ہے لہذا میری دوستی کا

Marfat.com

سامان فراہم کر عبادت معرفت اور گناہوں سے پرہیز دل کی سلامتی کا باعث بنتا ہے۔ رب کریم نے فرمایا اور کوئی نجات نہ پایگا مگر وہ شخص جو خدا کے پاس گناہوں سے سلامت دل لائیگا۔

- ارشاد باری تعالیٰ ہے اور تیرے رب کے نزدیک وہی بہتر ہے جو نیکی کرے اور وہی باقی ہے۔
- اللہ تعالیٰ نے ایک ظاہری ڈھانچہ بدن بنایا ہے جسے ظاہری آنکھ سے دیکھا جاتا ہے دوسرے نفس اور دل جسے صرف باطنی آنکھ سے دیکھا جاسکتا ہے یہی باطنی حقیقت ہے اور معرفت الٰہی ہے لیکن تیری جہالت تیری روح کا (روحانیت) اندھاپن ہے۔ حالانکہ زندگی جسم اور روح سے عبادت ہے۔
- اللہ تعالیٰ نے فرمایا ترجمہ "جو کہ اس دنیا میں اندھا ہے وہ عقبٰی میں بھی اندھا ہے اور راستہ چلنے میں گمراہ ہے"

ہر مسلمان کیلئے معرفت الٰہی کا حصول لازم ہے۔ اسی لئے حق تعالیٰ نے فرمایا۔ ترجمہ: "اگر تمہیں علم الیقین ہوتا تو تم خود دوزخ کو دیکھ لیتے"۔

- موسیٰ علیہ السلام نے دوران کلام باری اتعالیٰ سے پوچھا "میرے مولا میں تجھے کہاں تلاش کروں" جواب ملا ٹوٹے ہوئے دلوں میں۔ عرض کی یا خدایا کوئی دل میرے دل سے زیادہ ٹوٹا ہوا نہیں۔ آواز آئی تو پھر جہاں تو ہے وہاں میں ہوں"

حضرت آدم علیہ السلام نے پھر دامن طلب دراز کیا تو اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا۔ ایک ایسی شے ہے جو صرف میرے لئے ہے جو میرے اور تمہارے درمیان مشترک ہے ایک شے تمہارے لئے ہے اور ایک شے ایسی ہے جو میری طرف سے تم پر فضل واحسان ہے۔ وہ چیز جو صرف میرے لئے مختص ہے وہ یہ کہ تم میری بندگی کرو گے اور کسی بھی چیز کو میرا شریک نہیں ٹھہراؤ گے، اور وہ چیز جو میرے اور تمہارے درمیان مشترک ہے، وہ یہ ہے دعا تمہاری طرف سے ہوگی اور قبولیت میری طرف سے اور وہ چیز جو تمہارے لئے ہے وہ یہ کہ تم ایک نیکی کرو گے تو اس کے بدلہ میں دس نیکیوں کا ثواب لکھ دوں گا، اور وہ چیز جو تم پر میری جناب سے محض فضل واحسان ہے وہ یہ ہے کہ تم مجھ سے مغفرت طلب کرو گے تو میں تمہاری مغفرت کردوں گا، اور بلاشبہ میں بڑا بخشنے والا اور رحم کرنیوالا ہوں (کنز العمال حدیث ۱۲۰۱۱)

جس دل میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اسم باری تعالیٰ ہوتا ہے اُس دل میں خطرات وتوہمات نہیں رہتے اور اگر توہمات وخطرات پیدا ہوں تو جان لینا چاہیے ذکر باری تعالیٰ نے ابھی کچھ بھی اثر نہیں کیا۔

جو شخص نیک بات کی سفارش کرے قیامت کے دن اس نیک کام کے اجر میں سے اس کو بھی حصہ ملے گا۔ اور جو بُری بات کی سفارش کرے اس کے وبال میں وہ بھی شریک ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کا ہر چیز پر ضابطہ ہے۔

Marfat.com

نہیں طاقت بدی کو چھوڑنے کی اور نہ قوت نیکی کرنے کی ،مگر اللہ تعالیٰ بلندو بزرگ کی مدد سے۔سائل کو نرمی سے جواب دے دینا اور سائل کے اصرار سے درگزر کرنا اس خیرات سے بہت بہتر ہے جس کے دیے پیچھے سائل کو کسی طرح کی ایذا ہو۔اور اللہ تعالیٰ بے نیاز اور بُردبار ہے۔

مسلمانو! جب تم ایک میعاد منفرد تک کے لیے اُدھار کا لین دین کرو تو اس کو لکھ لیا کرو۔اور تم کو لکھنا نہ آتا ہو تو تمہارے درمیان میں تمہاری باہمی قرارداد کو کوئی لکھنے والا انصاف کے ساتھ لکھ دے اور لکھنے والے کو چاہیے کہ لکھنے سے انکار نہ کرے۔جس طرح خدا نے اسے لکھنا پڑھنا سکھایا ہے۔اسی طرح اس کو بھی چاہیے کہ وہ بے عذر لکھ دے۔

موت کی بے ہوشی تو ضروری آ کر رہے گی اور ہم اس وقت آدمی کی جتادیں گے کہ یہی وہ حالت ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔جس شخص نے اللہ کی باندھی ہوئی حدوں سے باہر قدم رکھا،اس نے آپ ہی اپنے اُوپر ظلم کیا ہے۔آدمی بہتری کی دعا مانگنے سے تو کبھی نہیں اکتاتا اور اگر اس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو دل شکستہ اور بالکل ناامید ہو جاتا ہے۔ناشکری عذاب کی خوشخبری ہے۔

لوگو تم پر مصیبت پڑتی ہے تو تمہارے اپنے ہی کرتوتوں سے پڑتی ہے اور خدا تعالیٰ تو تمہارے بہت سے قصوروں سے درگزر فرماتا ہے۔

عورت مرد زنا کریں تو ان میں سے ہر ایک کو سو درے مارو۔اور اگر اللہ تعالیٰ اور روز آخرت کا یقین رکھتے ہو تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں تم کو اُنکے حال پر کسی طرح ترس دامنگیر نہ ہونا چاہیے۔اور نیز ان کو سزا دیتے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت اُن کی فضیحت کے لیے موجود رہے۔

وہی قادر مطلق ہے جو ماں کے پیٹ میں جیسی چاہتا ہے تمہاری صورت بناتا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔وہ زبردست ہے حکمت والا ہے۔اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو قتل ہو،اُسے مردہ نہ کہو بلکہ زندہ ہیں لیکن تم ان کی زندگی کو نہیں سمجھ سکتے جو شخص عزت کا خواہاں ہو،اس کو چاہیے کہ خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے کیونکہ عزت ساری خدا کی دین ہے۔

جو کوئی زور ظلم سے کسی کا مال خورد بُرد کرے گا،تو اس کو قیامت کے دن دوزخ کی آگ میں جھونک دیں گے۔اور اللہ تعالیٰ کے لیے ایک آسان سی بات ہے کہ جن کاموں کے کرنے سے تم کو منع کیا جاتا ہے اگر تم اُن میں سے بڑے بڑے گناہوں کو بچتے رہو گے تو تمہارے چھوٹے چھوٹے قصور تمہارے نامہ اعمال سے محو کر دیں گے۔اور تم کو مقام عزت میں لے جا کر جگہ دیں گے۔

خدا تعالیٰ وہ ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ تمام ادیان سابق پر اس کو غالب کریں۔

Marfat.com

لوگوں کو نیک کاموں کے کرنے کا حکم دیا کرو، اور بُرے کاموں سے منع کرتے رہو۔ ورنہ جلدی خدا تم پر عذاب نازل کرے گا۔ پھر اگر دہائی دو گے تو شنوائی نہ ہوگی۔ اگر کوئی شخص ممنوع کام کا عمل میں آنا دیکھے تو اسے چاہیے کہ ہاتھ سے روک دے اگر یہ ممکن نہ ہو تو زبان سے اس کی برائی ظاہر کر کے اسے روک دے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو دل سے اُسے بُرا سمجھے۔ مگر یہ آخری صورت بہت ضعیف ایمان کی نشانی ہے۔

اے بنی آدم! تیرا کوئی مال نہیں۔ سوائے اس کے جو تو نے کھا کر فنا کر دیا۔ یا پہن کر گھسا دیا۔ یا خیرات پر صرف کر کے باقی جاری رکھا۔

تمہارے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو تو سارا جسم درست ہوتا ہے۔ اور جب وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے معلوم ہوا کہ وہ دل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ "بیشک دُنیا تمہارے لیے پیدا کی گئی اور تم آخرت کے لیے پیدا کیے گئے"۔ (حدیث پاکؐ)

- رسالت مآبؐ سے لوگوں سے عرض کی کہ عیسیٰ علیہ سلام پانی پر چلتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں اگر انکا یقین اور زیادہ ہوتا تو ہوا پر چلتے۔
- لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کون سا عمل تمام اعمال سے افضل ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا خدا کی دوستی اور اس کے حکم پر راضی رہنا" الغرض اسی قسم کے اخبار و حکایات بے شمار ہیں۔ آپ عارفوں کے احوال سے اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ خدا کی دوستی اور معرفت کی لذت اس کی نظر میں جنت سے بہتر ہے۔
- معرفت کامل حاصل کرنے کے دو طریقے ہیں ایک طریقہ تو صوفیا کا ہے اور وہ مجاہدہ ہے یعنی باطن کو ذکر کی مداومت سے پاک کرنا یہاں تک کہ خود کو اور غیر حق کو فراموش کر دے تب اس کے باطن میں وہ (احوال ظاہر ہوں گے جن سے عظمت الٰہی مشاہدہ کی مانند روشن ہو جائے۔ دوسرا طریقہ علم معرفت کا سیکھنا ہے (دوسرے علوم یا علم الکلام کا سیکھنا نہیں) علم معرفت کی ابتدا یہ ہے کہ مصنوعات الٰہیہ کے عجائبات میں غور و فکر کرے پھر اس منزل سے ترقی کر کے جمال و جلال الٰہی میں غور و فکر کرے تا کہ اسمائے صفات کے حقائق سے آشنا ہو۔ ایک عظیم علم ہے ایک ہوشمند مرید، مرشد کامل کی مدد سے اس علم کو حاصل کر سکتا ہے۔ (کیمیائے سعادت)
- مشہور ہے کہ ذوالنون مصریؒ ایک بار بیت المقدس جا رہے تھے راہ میں ایک بڑھیا کو دیکھا کوزہ ہاتھ میں تھا۔ عصا کے سہارے چل رہی تھی۔ اور ریشم کا جبہ پہنا ہوا تھا۔ پوچھا "کہاں سے آ رہی ہو" بڑھیا نے جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے پوچھا "کہاں جا رہی ہو۔ کہا اللہ تعالیٰ کی

Marfat.com

طرف" ذوالنونؒ کے پاس ایک دنیار تھا اسے دینے کے لیئے نکالا۔ بڑھیا نے ذوالنونؒ کے منہ پر طمانچہ مارا اور کہا" ذوالنون تو نے مجھے غلط سمجھا ہے میں خدائے عزوجل کی بندی ہوں سوائے اس کے کسی سے کچھ طلب نہیں کرتی، اسی کی پرستش کرتی ہوں اور اسی کی استعانت چاہتی ہوں" بڑھیا یہ کہہ کر چلی گئی۔ اس حکایت میں ایک لطیف اشارہ ہے" میں اللہ کی بندی ہوں۔

پیغمبر علیہ السلام ﷺ نے فرمایا" ایک لمحہ فکر یہ ساٹھ برس کی بندگی سے بہتر ہے" فی الحقیقت روحانی عمل جسمانی عمل سے بلند تر ہوتا ہے۔ اور اندرونی احساسات و اعمال کا اثر بیرونی اعمال سے کہیں زیادہ مکمل ہوتا ہے۔ اسی واسطے کہا جاتا ہے' صاحب دل کے قلب پر خدا کی حکمرانی ہوتی ہے۔ چاہے وہ سورہا ہو چاہیے بیدار ہو اور جب دل محکوم حق ہو تو جسم از خود محکوم ہوتا ہے۔ غلبہ حق سے مغلوب دل حرکات ظاہر پر غالب نفس سے بہتر ہے۔

- سہل بن عبداللہؒ نے فرمایا" صدق کی یہ علامت ہے کہ حق تعالیٰ کی طرف سے بندے پر ایک فرشتہ مقرر ہو۔ جب نماز کا وقت آئے وہ اس کو اٹھادے یا سورہا ہو تو اس کو جگادے" یہ چیز سہل بن عبداللہ پر طاری تھی آپ بوڑھے اور معذور ہو چکے تھے مگر بوقتِ نماز ٹھیک ہو جاتے تھے اور نماز کے بعد پھر معذور کھڑے رہ جاتے تھے۔
- پیغمبر علیہ السلام ﷺ نے فرمایا۔ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ اس لیے تم میں سے ایک ایک کو سوچنا چاہیے کہ اس کا ہم نشین کون ہے۔ کیونکہ اگر کوئی نیک لوگوں کا ہم نشین ہے تو باوجود بُرا ہونے کے نیک کہلائے گا اور ان کی ہم نشینی اسے نیک کردے گی بروں کی صحبت میں بیٹھنے والا نیک بھی ہو تو برا ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ ان کے افعال بد کی تائید کرتا رہے گا۔ اور برائی کی تائید کرنے والا بھی برا ہوتا ہے۔
- قابل سماعت چیزوں میں دل کے لیے فوائد میں باطن کیلئے زوائد میں اور کانوں کے لذت میں بلند ترین کلام پاک کا ہے سب اہل ایمان کو قرآن حکیم سننے کا حکم ہے۔
- صحابہؓ نے حضور ﷺ کے سامنے یہ آیت پڑھی تو آپؐ بیہوش ہو گئے۔ ترجمہ:" ہمارے پاس طوق وسلاسل اور آتش جہنم ہے۔ گلے میں اٹک جانے والا کھانا اور دردناک عذاب ہے۔" حضرت عمرؓ کے سامنے جب یہ آیت پڑھی گئی تو آپ نعرہ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ آپکو اٹھا کر گھر پہنچایا اور آپ کامل ایک ماہ تک صاحب فراش رہے۔
- پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا۔ حق تعالیٰ کو اس بندے پر ناز ہے جو سجدے میں سو جائے۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا۔ باوضو سونے والے کی روح کو طواف عرش کی اور حق تعالیٰ کو سجدہ کرنے کی

Marfat.com

اجازت ہوتی ہے۔

حکایات میں ہے کوئی شخص دریا میں غرق ہو رہا تھا۔ کسی نے پوچھا کیا تم بچنا چاہتے ہو جواب دیا نہیں۔ اس نے پھر پوچھا تو کیا ڈوبنا چاہتے ہو۔ جواب دیا نہیں اس نے کہا عجیب بات ہے نہ بچنا چاہتے ہو نہ ڈوبنا۔ جواب ملا مجھے ہلاکت اور نجات سے کیا کام میں وہی چاہتا ہوں جو حق تعالیٰ چاہتے ہیں۔ (کشف المحجوب۔)

○ ارشاد نبوی ہے۔

بیشک اللہ تعالیٰ بلائیں ڈال کر مومنین کا امتحان کرتا ہے جیسا کہ سونے چاندی کا امتحان آگ پر ہوتا ہے۔

نفس ناپاک ہے اور جسم پر پاک کپڑوں سے کوئی فائدہ نہیں۔ دل میں شرک ہے تو زمین پر سجدہ کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔

حضور کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس جہاں میں اندھا رہا اور وہ بروز محشر بھی اندھا رہے گا۔ (یعنی وہ جسے معرفت الٰہی حاصل نہ ہو وہ اندھا ہے)

حضور نبی علیہ الصلوۃ والسلام اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے۔ ''اے اللہ مجھے مساکین میں زندہ رکھ اور مساکین میں مجھے موت دے۔ اے اللہ مجھے قیامت کے دن مساکین میں اُٹھا''

ارشاد باری تعالیٰ ہے ''میں اپنے بندے کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔

''کسی مسلم کا ایمان مکمل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ جو کچھ اپنے لیے پسند کرتا ہو اور مسلمان بھائی کیلئے پسند نہ کرے۔

○ رسول ﷺ نے فرمایا کہ میں تمھیں ایک بہتر کام بتاؤں جو بارگاہ الٰہی میں بہت پسندیدہ ہے اور جس سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمھارے مرتبے بلند ہو جائیں۔ اور جو سونا چاندی خرچ کرنے سے کہیں بہتر ہو اور جس پر عمل کرتے ہوئے اگر تم اپنے دشمنوں پر حملہ کرو تو تم بھی اُن کی گردنیں کاٹو اور وہ خود بھی اپنی گردنیں کاٹنے لگیں۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ضرور فرمائے وہ کونسا عمل ہے فرمایا وہ ذکر الٰہی ہے۔ اور فرمایا لا اِلٰہَ اللہ محمد رسول اللہ افضل ذکر ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

میری امت پر ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ وہ نماز بھی پڑھتے ہوں گے اور قرآن کی تلاوت بھی کرتے ہوں گے اور ان کے دل میں ایمان نہیں ہوگا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''فرمایا دنیا کی متاع چند دن ہے۔

Marfat.com

چاہیے کہ برزخ اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسم کا تصور کرے تا کہ دنیا کی محبت اُس کے دل سے نکل جائے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کا تصور کرے وہ صاحب محبت، شوق اور اشتیاق ہو جاتا ہے۔

عین الفقر میں حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں۔

ذکرِ الٰہی میرا ایمان ہے اور ذکرِ الٰہی مصطفیٰ سے ہوتا ہے۔

میں نے چاہا کہ طواف کعبہ کروں مگر کعبہ تو دائمی طور پر صاف دل میں حاضر ہے۔ کعبہ نے جواب دیا کہ صاف دل کر اور دل کی صفائی کا مطلب نفس کی مخالفت ہے۔

ارشاد گرامی ہے "فکر کی لذت ذکر کی لذت سے بہتر ہے"

ارشادی نبوی ﷺ ہے۔

اس زمانہ میں وہ لوگ سلامتی سے رہیں گے جو کہ علمائے عامل کی مجالس میں بیٹھ کر اللہ کا کلام اور ذکر الٰہی سنیں گے اور اس پر عمل کریں گے۔ یہ لوگ کفر و شرک اور بداعتقادی سے حفاظت میں رہیں گے۔ دنیا میں اپنے قیام کو ایک غریب مسافر کی طرح سے جانو اور کل تم قبر میں پڑے ہو گے۔

○ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ سبحانہٗ نے فرمایا کہ عبادت ایسی کرنی چاہیے جو ہماری بارگاہ کے لائق ہو۔ اسے موسیٰ! ہمارے لیے تم کیا کر رہے ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے الٰہ العالمین نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، خیرات رب کائنات نے فرمایا اے موسیٰ تم نے یہ عبادات اپنے نفس کے سکون و آرام اور لذت جنت کی آسائش اور جہنم کے عذاب سے نجات حاصل کرنے کی غرض سے کیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی الٰہی تیری خاص عبادت کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا میری خاص عبادت محبت اور صدق و اخلاص کے ساتھ میرا ذکر ہے۔ (عین الفقر)

بہت بڑا گناہ یہ ہے کہ تم وہ بات کہو جو تم خود نہیں کرتے۔

خدا تعالیٰ سے تو اس کے بندے ڈرتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے آثار قدرت کا علم رکھتے ہیں۔ جب گواہ ادائے شہادت کے لیے بلائے جائیں تو حاضر ہونے سے انکار نہ کریں۔

جو شخص خدا کے لیے محنت اٹھاتا ہے وہ اپنے ہی بھلے کے لیے اُٹھاتا ہے۔ ورنہ خدا تو دنیا جہاں کے سب لوگوں سے بے نیاز ہے ہر شخص اپنے عمل کے بدلے میں گروی ہے۔ جو شخص راہ ہدایت پر چلے گا۔ اُس کے لیے نہ دنیا میں کوئی ڈر ہے اور نہ وہ آخرت میں ہی غمگین ہوگا۔ لوگو اپنی بہت پاکیزگی نہ جتایا کرو۔ پرہیزگاروں کو وہی خوب جانتا ہے۔

Marfat.com

البتہ ہم تم کو ایک شے سے آزمائیں گے۔ ڈر سے، بھوک سے، اور مالوں، جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے۔ اے لوگوں کو کہ جب ان کو مصیبت پہنچتی ہے، کہتے ہیں تحقیق ہم اللہ کے واسطے ہیں اور تحقیق ہم اس کی طرف پھر جانے والے ہیں۔

حضرت اویس کرنیؒ صاحب مجاہدہ تھے پوری رات ریاضت میں بسر کر دیتے۔ انکی والدہ نے فرمایا اپنے ساتھ کچھ نرمی کرو انہوں نے کہا کیوں نہ میں تھوڑی سی محنت کر کے آخرت کا آرام حاصل کر لوں۔

ایک ساعت کا تفکر (فکر آخرت) سال بھر کی عبادت سے افضل ہے۔ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا تفکر اللہ کی صنعت اور اسکی مخلوق میں کرو۔ اسکی ذات پاک میں تفکر نہ کرو کیونکہ تم اسکی تاب نہ لا سکو گے، نہ اسکی قدر پہچان سکو گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ۔ ''پاک ہے اسے جس نے سب جوڑے بنائے''۔

ان چیزوں سے جن کی انہیں خبر نہیں۔ زمین میں اگنے والی نباتات جمادات صحرائی دریائی سمندری، جانور، فصلوں، پھولوں، درختوں سبھی کو نر مادہ پیدا فرمایا۔

توکل، دل کی ایک حالت ہے جو ایمان کا ثمر ہے کارساز حقیقی پر دل سے اعتقاد رکھنا توکل ہے بندہ اپنی سی جائز کوشش محنت مشقت اپنائے اور نتیجہ اللہ پر چھوڑے، بیماری کا علاج کرے اور اللہ تعالیٰ سے شفا مانگے، توکل یہ نہیں کہ سب کچھ چھوڑ کر بیٹھ جائے۔

اقوال سید جیلانیؒ۔

☆ صدق کی حقیقت یہ ہے کہ تم وہاں سچ بولو جہاں تمہیں جھوٹ کے بغیر نجات نظر نہ آتی ہو۔

☆ علماء (ربانیین) کی خدمت میں حسن اداب، ترک اعتراض اور حصول فوائد کیلئے حاضری دو۔

☆ پہلے اپنے آپ کا نصیحت کو پھر دوسروں کو۔ ☆ اگر حقیقی کامیابی مقصود ہے تو اطاعت رب میں نفس کی مخالفت کرو۔ جو فاسق کے ساتھ مجالست کرتا ہے وہ گناہ پر دلیر ہو جاتا ہے اور اسے توبہ کرنے کی توفیق نہیں ملتی۔

☆ جو بادشاہوں کے ساتھ مصاحبت کرتا ہے اس کا دل سخت اور وہ مغرور ہو جاتا ہے۔

☆ جو علماء ربانیین سے رفاقت اختیار کرتا ہے وہ متقی اور عالم ہو جاتا۔

☆ جو اتقیاء کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اطاعت الٰہی سے سرشار ہو جاتا ہے۔

☆ تیرا دل اللہ کا گھر ہے غیر کو اس سے نکال دے۔

☆ صادق وہ ہے جو اقوال، افعال، اور احوال میں صداقت کو پیش نظر رکھے۔

☆ جو اللہ کا ہو کر رہے اللہ کی حفاظت میں رہتا ہے۔

Marfat.com

☆ نہ کسی سے محبت میں جلدی کرو اور نہ عداوت و نفرت میں۔

☆ کوشش یہی کرنی چاہیے کہ بات جواب اور ابتداء اپنی طرف سے نہ ہو۔

☆ غربت اور بیماری صبر کے بغیر عذاب ہیں اور صبر کے ساتھ عزت۔ ☆ اپنی خوشی کو گھٹاؤ اور رنج و محن کو بڑھاؤ نبی کریم ﷺ کی زندگی ایسی ہی تھی۔

موسیٰ علیہ سلام نے عرض کی اے میرے پروردگار ہم مختلف حالتوں میں ہوتے ہیں کبھی اجابت اور کبھی بول براز کی حالت میں ایسے وقت تجھے یاد کرنا تیری شان اور بزرگی کے خلاف جانتے ہیں، فرمایا جس حال میں ہو مجھے یاد کرتا رہ اور کوئی حرج محسوس نہ کر"

صبر جمیل کیا ہے؟ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ صبر و جمیل یہ ہے کہ مصیبت والے اور غیر مصیبت والے میں تمیز نہ ہو سکے پس مصیبت میں کپڑے پھاڑنا، سر اور منہ پر ہاتھ مارنہ، سینہ پیٹنا، چیخنا چلانا یہ سب باتیں حرام ہیں۔ بلکہ اپنا حال بدل لینا، چادر سے منہ ڈھانپ کر پڑا رہنا، اپنی دستار چھوٹی کر لینا، درست نہیں بلکہ تجھے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ حق تعالیٰ نے اپنے بندے کو بغیر تیری مرضی کے پیدا کیا اور پھر بغیر تیری مرضی کے اس کو اٹھالیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ یاالٰہی ! آدم علیہ السلام کو تو نے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور ان کو طرح طرح کی نعمتیں عطا فرمائیں تو انہوں نے تیرا حق کس طرح ادا کیا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ آدم نے یہ سمجھا کہ وہ تمام نعمتیں صرف میری طرف سے ہیں اور اس طرح سمجھنا عین شکر ہے۔

اس بنا پر سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سبحان اللہ میں اس کی حسنات اور لا الہ الا اللہ میں بیس اور الحمد للہ میں تیس نیکیاں ہیں۔ یہ حسنات وہ کلمات نہیں ہیں جو زبان سے کہے جائیں بلکہ ان سے مراد وہ معرفتیں ہیں جو ان کلمات میں موجود ہیں اور ان سے نکلتی ہیں بشرطیکہ ان کا ورد صدق تصور اور خشوع کیساتھ کیا جائے۔

سرور کائنات ﷺ نے ایک شخص کو نزع کے عالم میں دیکھ کر فرمایا کہ تو خود کو کس حال میں پاتا ہے اس نے کہا کہ میں گناہوں سے ڈرتا ہوں اور خداوند کریم کی رحمت کا امیدوار ہوں، تب حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایسے وقت میں جس کے دل میں یہ دونوں باتیں جمع ہوتی ہیں حق تعالےٰ اس کو ڈر سے بچاتا ہے اور اس کی امید بر لاتا ہے۔

حق تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ " آیا تم جانتے ہو کہ یوسف کو میں نے تم سے کس لئے جدا کیا؟ میں نے اس واسطے جدا کیا کہ تم نے کہا تھا ترجمہ "میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ

Marfat.com

اس کو بھیڑیا کھا جائے گا تم بھیڑ یئے سے تو ڈرے لیکن میرے کرم کی امید نہ رکھی ،اور میری حفاظت کو اہمیت نہ دیتے ہوئے ، بھائیوں کی غفلت اور بے پروائی کی طرف تمہارا خیال گیا'' (کیمیائے سعادت)

41- ڈر ہے کہیں عذابِ اکبر نہ آلے

لادینی قوتیں آج پھر اسلام کی ازلی دشمنی میں پیش پیش ہیں ،انہی مقاصد کی تکمیل اور اسلامی ثقافت کے احیاء کو روکنے کے لئے امریکہ نے طاقت کے بل بوتے پر بلا جواز عراق اور پھر افغانستان پر جارحیت کی۔ بیشتر اس کے جب افغانستان پر روس نے حملہ کیا تو امریکہ اور دنیا بھر کی عوام نے افغانوں کو مجاہدین کہہ کر سراہا انہوں نے اپنے ملک میں اسلامی مساوات ،امن عدل اور حکمرانی کی وہ مثال پیش کی کہ اقوامِ عالم ششدر رہ گئیں۔ اسلام کا یہ آفاقی نظام صہونیت کو سخت نا گوار گزرا چنانچہ 9/11 کی عالمی سازش کے بہانے امریکہ نے جنرل مشرف کی مدد سے افغانستان پر حملہ کر دیا تو دین و وطن کی ناموس کی خاطر لڑنے پر انہی مجاہدین کو دہشت گرد گردانا گیا۔ یہی معاملہ کشمیر فلسطین چیچنیا بوسینا اور پاکستان عراق ،شام ،اردن ،مصر میں جاری رکھا ان ممالک کے جید علماء دینی سیاسی نظریاتی بشمول شیعہ سنی قائدین امام بارگاہوں مساجد اور درباروں پر دہشت گردی سے مسالک کے ٹکراؤ اور کوئٹہ ،کراچی ٹارگٹ کلنگ کے ذریعے دہشت کی پرخوف فضا قائم کی۔

پاکستان میں عالمی شازش کے تحت بے پناہ کرپشن اور قومی خزانہ کی مد میں 60 % چوری ،عدلیہ اور معاشی تباہی کے جبری رویوں اور پالیسیوں سے 2015 تک ناکام ریاست کی طرف لے جانے کا منصوبہ تھا۔ امریکی جنگ کی فرنٹ لائین میں شمولیت کے بعد دہشت گردی سے لاکھوں بے گناہ عوام ،ہزاروں فوجی جوان شہید کروانے کے بعد اب پاکستان کو سب سے بڑا دہشت گرد ملک گردانے لگے ہیں۔

پاکستان میں قرضوں کے عوض امریکہ اور آئی ایم ایف کی ڈکٹیشن پر معاشی ، بدحالی ،ثقافتی ،لادینی ،صحتی اور تعلیمی جبری پالیسیوں کے اجرا نے تباہی مچادی ہے۔ صیہونی طریقہ واردات ہمیشہ ایسا رہا ہے۔ کہ وہ ایسے عوامل پیدا کرے جس سے مسلمان اقوام ،انارکی ،انتشار ،معاشی اور سیاسی عدم استحکام سے دوچار رہیں۔ اللہ کریم کا خاص فضل ہوا افوج پاکستان کے عظیم قربانیوں سے دہشت گردوں کو کچل دیا

سورہ آل عمران 150 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ ''اے ایمان والو، اگر تم کافروں کے کہنے پر چلے تو وہ تمہیں الٹے پاؤں لوٹا دینگے پھر ٹوٹا کھا کر پلٹ جاؤ گے بلکہ اللہ تمہارا مولا ہے سب سے بہتر مدد گار'' ملکی اور عالمی سنگینی کے پیشِ نظر کیا ،اب بھی وقت نہیں آیا؟ کہ محبِ وطن عوام ،سیاسی رہنما علماء اور افواج پاکستان مل کر صیہونی غلامی سے بچنے کیلئے وسیع تر نظریاتی مالیاتی عادلانہ نظام وضع کریں کہ ملک و

Marfat.com

ملت کی خوشحالی، آزادی اور وقار قائم رہ سکے۔ یہی اسلام دشمن قوتیں لادینی ثقافت کے ذریعے پاکستان اور پوری مسلم اُمہ میں بے حیائی، فحاشی اور بدکاری کے فروغ، ناجائز معاشی، استحصالی ترغیبات اور ریاستی قوانین کے ذریعے حق باطل اور حلال، حرام میں تفریق کا خاتمہ یعنی وقتی و دنیاوی فوائد اور آسائشوں کے ذریعے اسلامی تعلیمات اور تہذیب وثقافت سے دور کرنے اور ہر شعبہ زندگی میں سازشی اصلاحات اور اقتصادی بربادی کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔

عدل وانصاف سے محرومیت، استحصال، سنگین کرپشن اور لادینی جبر وظلم کا فساد قوموں پر عذاب الٰہی کا سبب بنا کرتا ہے موجودہ عذاب الٰہی ہماری انہی کرتوتوں اور اعمال کی سزا ہیں اور یہ کہ پہلے طویل خشک سالی کی وجہ سے پوری قوم اور معیشت شدید متاثر ہوئی اور پھر آبِ باران کا بے رحم سیلاب ہزاروں جانوں، مال مویشیوں کھڑی فصلوں اور گھروں کو بہا کر لے گیا اب قوم کو کالا باغ ڈیم کی افادیت کا شدید احساس ہوا، پاکستان دنیا کی بہترین اور باہمت قوم ہے لیکن حکمران طبقے اور پالیسی سازوں میں خودغرض اور بددیانت، ارباب قتدار واختیار نے طمع ولالچ میں قوم کو پستی میں ڈال دیا ہے۔

روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ 8 مارچ 2005ء میں ''سزا کا نرالا تصور'' کے عنوان سے جس میں تحریر ہے کہ ppوفاقی وزیر تعلیم جاوید اشرف قاضی نے حال ہی میں پاکستانی ٹیم کی نویں جماعت کی دو طالبات اور تین طلبہ کو کینیڈا میں ''ہم جنس پرستی'' کی حمایت میں تقریر کر کے ٹرافی لینے پر دس لاکھ روپے کا انعام مرحمت فرمایا ہے۔ کیا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے طلبہ وطالبات کو اس مکروہ فعل کی حوصلہ شکنی کی بجائے انہیں خطیر انعام دیا جائے۔ ہم جنس پرستی تو ایسا فعل ہے کہ مغرب میں بھی ایک طبقہ اس کا مخالف ہے اور اللہ تعالیٰ نے قوم لوط پر اس مکروہ فعل کی وجہ سے شدید ترین عذاب نازل کیا۔ پاکستانی قوم یہ جاننا چاہتی ہے کہ کیا یہ حوصلہ افزائی اور انعام کی بارش اس لئے کی جارہی ہے کہ اسلامی احکام کی تضحیک ہو اور قوم دین الٰہی کو چھوڑ کر کفر کی طرف مائل ہو کر عذاب الٰہی کو دعوت دے۔ تو گویا موجودہ دور کی صورت حال یہ ہے کہ

☆ سیاست دان چور بھی ہو تو اقتدار کی ہوس میں پر خواب کہ اختیار وتصرف کی کوئی قید نہیں۔
☆ سرمایہ دار ہے تو ٹیکس ادا نہیں کرتا کہ نظام خود کار نہیں بلا جواز درآمدات سے تحفظ اور نہ قومی پیداوار میں اضافہ مدنظر ہے۔
☆ قومی ثقافت پر شیطان کا پہرہ ہے، فحاشی ہے کہ للکار رہی ہے، دل ہے کہ ایمان سے خالی ہوا جارہا ہے۔
☆ مولوی ہے کہ مسالک کی تنگ نظر دنیا میں جابسا ہے، مولویت کے روپ میں دھوکہ باز ٹولہ بیرونی قوتوں کے اشاروں پر امت مسلمہ کے درمیان تفریق ڈال رہا ہے جو علمائے حق کو بدنام کرنے کی سازش ہے۔ جلال وہوس کے دلدادہ علمائے سو سے حق کی تلوار چھن گئی ہے۔

Marfat.com

☆ امن کو قانون کے محافظوں، صحت کو ایلو پیتھی کے زہر اور قومی سرمایہ کو بڑے گھر اور کار پالیسی نے لوٹ لیا ہے۔ لوگ ہیں کہ بے حسی کے عالم میں بھاگ رہے ہیں۔

☆ ایسے میں قوم مایوسی کی تاریکی میں ڈوب گئی ہے اور کچھ مال و دولت میں گم ہو گئی ہے اور یوں ہم سب اللہ تعالیٰ کے ناشکرے اور نافرمان ٹھہرے۔ یاد رکھئے عدل و انصاف سے محروم، استحصالی ،نظام سنگین کرپشن اور لادینی ثقافت کا فساد قوموں پر عذاب الٰہی کا سبب بنا کرتا ہے۔

جس کے بارے میں سورہ آل عمران 63 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ ''تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری بات سے منع کریں یہی لوگ مراد کو پہنچے''

سورہ ھود ۱۱ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ "تمہارا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو بلا وجہ ہلاک کرے۔"

اہل نظر کہتے ہیں کہ وہ قوم صفحہ ہستی سے مٹنے کے قابل ہوتی ہے جو عذاب در عذاب جھیلتی ہے اور اتنی بڑی تباہی سے ہمکنار ہو کر بھی بے حس رہتی ہے اپنے اعمال و کردار کا محاسبہ اور جبر وظلم کیخلاف احتجاج بلند نہیں کرتی۔ گویا آواز حق بلند کیئے بغیر خالق پر ایمان کامل یقین محکم اور نجات کا حق ادا نہیں ہو تا۔ حدیث شریف میں ہے کہ قدرت پھر اسکی دعائیں بھی قبول نہیں کرتی۔ قوم قرآن مجید کا فیصلہ مت بھولے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور غیر اللہ پر انحصار کرنے فطرت پر پھر انہی کے سپرد کر دیتی ہے۔ کالا باغ ڈیم کی تعمیر میں سیاست اور بیرونی سازشیں رکاوٹ ہیں۔ جب کہ آج قوم انتہائی مضطرب اور کچھ کر گزرنے کا عزم رکھتی ہے۔ حکومت جائیداد پر ٹیکسوں (ویلتھ ٹیکس اور پراپرٹی ٹیکس) کی وصولی کو شفاف اور کرپشن کا خاتمہ کر دے تو کسی کشکول کی ضرورت نہ ہو گی۔

پاکستانی قوم نظریہ پاکستان کے تحت مشرف دور کے تسلسل و دیگر استحالی پالیسیوں کا فوری خاتم اور نظریاتی و انقلابی اقدامات اٹھائے۔ تمام مسالک کے علماء و مشائخ پوری قوم کو سچی توبہ و استغفار کا واضح پروگرام مقرر کریں۔ صوبوں میں صوبائی کمیشن کا قیام اور بنگلہ دیش کی طرح تمام کالے قوانین اور غیر شرعی رسومات کا خاتمہ کریں۔

قرآن حکیم نے انہی نافرمانیوں کو کفر سے تعبیر کیا ہے اور عبرتناک انجام کا حوالہ دیا ہے۔

ترجمہ:" ہم ان سے پہلے بہت سی قوموں کو (ان کے کفر کی وجہ سے) ہلاک کر چکے ہیں، جو ان سے بہت زیادہ بہت طاقتور تھے اور دنیا کے ملکوں کو انہوں نے چھان مارا تھا (لیکن جب ہمارا عذاب نازل ہوا تو) انہیں کہیں بھاگنے کی جگہ نہ ملی۔" (سورہ ق 50 آیات 36-37)

Marfat.com

قرآن نے اطاعت و پرہیز گاری کی ترغیب عطا فرمائی

ترجمہ: بلاشبہ خدا، اپنے بندگان خطا کار کی آزمائش نقص ثمرات (پھلوں کو کم کر کے) حبس برکات (برکتوں کو روک کر) اور نیکیوں کے خزانوں کو بند کر کے کرتا ہے تاکہ توبہ کرنے والا تائب ہو جائے گناہوں سے رکنے والا، باز آ جائے نصیحت قبول کرنے والا نصیحت مان لے اور برائیوں سے بچنے والا بچ جائے، بلاشعبہ خدا نے (توبہ) استغفار کو، روزی کے نازل ہونے کا اور خلق پر اپنی رحمت کا سبب قرار دیا ہے!" تم لوگ اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کرو، کیونکہ وہ بخشنے والا ہے! وہی ہے جو تمہاری طرف برسنے والے بادل بھیجتا ہے اور اموال و اولاد کے ذریعے تمہاری مدد کرتا ہے پس خدا اس شخص پر رحم فرمائے کہ جس نے توبہ کر لی ہو، اپنے گناہوں کی معافی مانگ لی ہو اور موت کے آنے سے پہلے تیاری کر لی ہو!

ترجمہ: اس رب کی بندگی کر جو بھوک میں روزی اور خوف میں امان بخشتا ہے۔"

(سورہ قریش آیات 3-4)

فرمان الٰہی میں ہر اُس شخص کیلئے سبق ہے جو دل رکھتا ہو یا توجہ سے بات کو سُنے۔ پاکستانی معاشرہ میں محل نما قیمتی گھروں، پلازوں، نت نئی گاڑیوں، آرائش و زیبائش، مہندی بیاہ کی لادینی رسومات، غیر شرعی شان و شوکت کی حرص ہوس سے خصوصاً سرکاری شعبہ کی تباہ کن کرپشن نے زندگی کے ہر شعبہ میں بے پناہ فتنہ اور فساد برپا کر دیا ہے۔ ایسے میں کروڑوں مظلوم مکین پوچھتے ہیں کہ ہے کوئی مسیحا جو ہمیں کردار بد اور غیر ملکی استحصالی منصوبہ بندی سے بچالے؟

نبی ﷺ کا ارشاد ہے۔

ترجمہ: "تم نیکی کا حکم دو گے، بُرائی سے روکو گے ورنہ شدید اندیشہ ہے کہ تم پر عذاب الٰہی نازل ہو، پھر تم دعائیں مانگو گے اور قبول نہ ہوں گی۔" (حدیث)

مسلم امہ کے عظیم مفکر مولانا محمد علی جوہر نے فرمایا تھا" کہ قومیں عظیم رہنماؤں کی منصوبہ بندی سے ترقی پاتی ہیں اور غاصب حکمرانی سے برباد ہوتی ہیں"۔

تاریخی لحاظ سے دیکھا جائے تو ملک میں نام نہاد جمہوری نظام کی سیاسی کرپشن اور جبر کے نتیجے میں حکمران طبقہ امیر تر اور قوم بھوک بیماری سے نڈھال تر ہو گئی ہے۔ جبکہ موجودہ حکومت جذبۂ تعمیرِ وطن (جیسا کہ ملائشیاء کے مہاتیر محمد) کی سکت نہیں رکھتی کہ وہ موقع کی نزاکت اور تباہ شدہ معاش و معیشیت کی ہنگامی تعمیر و ترقی میں انقلابی اقدامات اٹھا سکے۔ عالمی اداروں کے واجب الادا قرضوں کے خاتمہ کیلئے زمینی حقائق اور تباہ کاریوں کو سامنے لا سکے۔

اصلاح کیلئے قومی کمیشن میں جب تک جذبہ حریت اور حکمت و دانائی سے سرشار قیادت کو شامل نہ

Marfat.com

کیا گیا۔ اور رضائے الٰہی میں باضمیر سیاسی رہنما ارکان پارلیمنٹ، علماحق، اور مشائخ عظام نے ملکر حکومت وقت کے ساتھ پورے ریاستی نظام کی اصلاح اور سزا جزا اور خود کار نظام کا پروگرام مرتب نہ کیا حالات میں بہتری ممکن نہیں۔ محکمانہ کرپشن کے خاتمہ کیلئے بروقت آڈٹ اور نظام معیشیت میں تبدیلی اور ہمہ وقت نگرانی کیلئے بااختیار ضلعی محتسب اعلیٰ، خودمختار صالح سپریم کونسل کا اجراء کرائیں تاکہ لاقانونیت ، کرپشن اور فتنہ وفساد کے اس سیاہ دور کا خاتمہ ہو اور لوگ خدا کی اس نافرمانی کی سزا سے بھی محفوظ رہ سکیں۔ جبکہ علماء کرام مشائخ اور سیاسی وملی قائدین کی موجودہ سردمہری اور بے حسی کے عوض نہ صرف عذابِ الٰہی کا تسلسل مزید طوالت لئے نظر آتا ہے بلکہ ڈر ہے۔ کہ نافرمانی میں کہیں عذابِ اکبر نہ آلے۔

خدا کے بندو ڈرو اس گھڑی سے جب ہر جان اپنے کیئے کا بدلہ پائیگی اور یہ کہ ہر جان اپنی کرنی پر گروی ہے جبکہ اکثر لوگ نہیں جانتے اور یہ کہ سچے دل سے سچی اور پکی توبہ کئے بغیر عذاب الٰہی کا ٹلنا محال ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں یقین وایمان کی پختگی اور نجات اور دنیا وآخرت عطا فرمائے۔

42- تمہیں کس جرم کی پاداش میں قتل کیا گیا؟

آج سے چودہ سو برس قبل حجۃ الوداع کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ نے بنی نوع انسان کو انسانی حقوق کا جو چارٹر عطا کیا وہ آج تک ساری دنیا کے انسانوں کیلئے مشعلِ راہ ہے، جہاں جہاں اس چارٹر کی روشنی پہنچی وہاں وہاں اندھیرا اجالے میں بدل گیا۔ سورۃ التکویر کی آیات میں قیامت کا نقشہ کھینچ کر ارشادِ رب ذوالجلال ہے ''اور جب سمندر بھڑکا دیئے جائیں، اور جب جانیں جسموں سے جوڑ دی جائیں اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس قصور میں ماری گئی'' یہاں رب ذوالجلال والاکرام کے انداز بیان میں ایسی شدید غضبنا کی پائی جاتی ہے جس سے زیادہ سخت غضبناک کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ بیٹی کو زندہ گاڑنے والے ماں باپ یا اس جرم کا ارتکاب کرنے والے دوسرے لوگ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ایسے قابل نفرت ہونگے کہ ان کو مخاطب کر کے یہ نہ پوچھا جائے گا کہ تم نے اس معصوم کو کیوں قتل کیا بلکہ اس سے نگاہ پھیر کر معصوم بچی سے پوچھا جائے گا کہ تو بےچاری آخر کس قصور میں ماری گئی اور وہ اپنی داستان سنائے گی کہ ظالم لوگوں نے اس کیساتھ کیا ظلم کیا اور کس طرح اسے زندہ دفن کر دیا۔

ظہور اسلام سے قبل عرب کے بعض شقی القلب اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے ایک ایسے ہی شخص نے حضور ﷺ سے اپنے عہد جہالت کا واقعہ بیان کیا اور تفصیل سے بتایا کہ کس طرح وہ اپنی ننھی منی بیٹی کو اپنے ساتھ سیر کرانے کے بہانے لایا اور اسے اندھے کنوئیں

Marfat.com

میں دھکا دے دیا اس شخص نے خود بتایا کہ آخری آواز جو میرے کانوں میں آئی وہ ہائے ابا ہائے ابا کی تھی۔ یہ واقعہ سن کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپؐ نے اس شخص سے دوبارہ یہ واقعہ سنانے کو کہا جسے سن کر آپؐ اس قدر روئے کہ آپؐ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ ہم نے تو آج تک پاکستان کے کسی قبیلے کی ایسی روایات نہیں سنیں جہاں عورتوں کو زندہ درگور کر دیا جائے۔ کاروکاری کے واقعات ہوں، یا غیرت کے نام پر قتل کرنے کی وارداتیں ہوں جب آپ تحقیق کر کے ان کی تہہ تک جاتے ہیں تو بالعموم بڑے ہی ہولناک حقائق سامنے آتے ہیں۔

دورِ جاہلیت کے حاتم طائی کی سخاوت و مہمان نوازی کی اسلام کے ہر دور میں پذیرائی کی گئی مگر لڑکیوں کو زندہ درگور کر دینا، معمولی بات پر جھگڑا اور پھر برسوں جنگیں جاری رکھنا اور خواتین کو لائق احترام نہ سمجھنا ایسی روایات کو اسلام نے صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ جو روایات اسلام کی تعلیمات پر پورا اترتی ہیں، وہ ہمارے ماتھے کا جھومر ہیں اور جو روایت اسلام اور انسانیت کے منافی ہیں وہ اگر ابھی تک نہیں مٹی تو اسے مٹانا اسلامی جمہوریہ پاکستان کی حکومت کا فرض اولین ہے۔ کل روزِ محشر اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے پوچھ لیا کہ ''تمہیں اس بے دردی سے موت کے گھاٹ کیوں اتارا گیا؟'' تو وہاں دلیل کسی کے کام نہیں آئے گی اور اسے اپنے کیے کی عبرتناک سزا ملے گی۔

ایسے ہی ایک واقعہ میں میرے لختِ جگر فہد نذیر کو کچھ دوست کھانے کی دعوت پر قریبی گاؤں لے گئے شام کو لاشہ واپس آیا ان للہ و ان الیہ راجعون ظلم اور جبر کی اس داستان نے میرے اور میرے خاندان کو زندہ درگور کر دیا ہے قرآن پاک میں قصاص لینے کا حکم ہے لیکن میں 70 سالہ ضعیف اور کمزور انسان ہوں، ریاستی اداروں خصوصاً تفتیشی پولیس افسران کی کرپشن نے شفاف قاتلوں کو بیگناہ قرار دے دیا۔ قاتلوں نے کیس کی پیروی میں میرا ایک عزیز بچہ اغوا کر لیا جو دعاؤں کے صدقے معجزانہ طور پر فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ میرا ایمان ہے کہ رب قادر میرے اور میرے خاندان کے اس دکھ کا مداوا کرے گا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی بڑا حساب لینے والا ہے۔

43- موجودہ فتنہ فساد کی حقیقت

دین کی گہرائی میں جائیں تو دنیا بھر کے فساد مٹ جاتے ہیں۔ نبی اللہ ﷺ کا ارشاد ملاحظہ کیجئے۔

ترجمہ: ''کوئی شخص خواہ کتنی ہی بار زندگی پائے اور خدا کی راہ میں جہاد کر کے جان دیتا رہے مگر وہ جنت میں نہیں جا سکتا اگر اس پر قرض ہو اور ادا نہ کیا گیا ہو'' (حدیث پاک)

نبی اللہ ﷺ نے مزید فرمایا۔

Marfat.com

ترجمہ: ''تم چھ باتوں کی مجھے ضمانت دو، میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ بولو تو سچ بولو، وعدہ کرو تو وفا کرو، امانت میں پورے اُترو، بدکاری سے پرہیز کرو، بدنظری سے بچو اور ظلم سے ہاتھ روکو۔'' (حدیث پاک)

مسلمان پر سنتِ عمل کرنے کے بارے میں فرمایا۔

ترجمہ: ''جو مسلمان سنت ادا نہیں کرتا اس کی بخشش کیلئے میری سفارش نہیں۔''

اے عزیز! فرمودات نبی اللہ ﷺ پر ٹھنڈے دل سے غور کر کہ احکامات کی ادائیگی جنت میں جانے کا سیدھا اور آسان راستہ ہے اور حکم عدولی جہنم میں لے جانے والی ہے۔

ایک حدیث نبوی ﷺ کا عنوان۔

ترجمہ: ''جب کوئی قوم فحاشی، بے حیائی کے کاموں کی طرف چل پڑتی ہے تو طرح طرح کے امراض میں مبتلا ہو جاتی ہے۔''

اصطلاحِ شرع میں: ہر ایسی چیز جو انسان کو اللہ تبارک وتعالیٰ سے غافل کر دے فتنہ کہلاتی ہے۔ مال اور اولاد کو بھی خداوند تعالیٰ نے قرآن پاک میں فتنہ فرمایا ہے کیونکہ مال اور اولاد انسان کو یادِ الٰہی سے غافل کر دینے میں نمایاں ہیں۔

- قلب کا سخت ہونا کہ اطاعت ومناجات میں حلاوت ولذت محسوس نہ ہونا۔
- اولاد کی نافرمانی، زوجین میں نفرت اور گھریلو نظام کا بگڑ جانا۔
- انسانیت ختم ہو جانا، خودغرضی، ایذارسانی کے درپے ہونے لگنا۔
- جھوٹ اور دھوکہ دہی عام ہو جائے، دلوں سے احساسِ امانت نکل جائے۔
- (قرآنی آیات) میں کج روی کیساتھ غلط تاویلات کرنا۔
- سلف صالحین کو گالی دینا۔
- حرام اشیاء کو ان کا نام بدل کر جائز سمجھ کر استعمال کرنا۔
- ایک موقع پر آپؐ سے پوچھا گیا کہ آپ کی اُمت میں سب سے زیادہ برا کون ہوگا؟ فرمایا: مال دار۔
- ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا: ابن آدم کہتا ہے کہ میرا مال، جب کہ تیرا مال تو صرف وہی ہے جو تو نے کھا کر ختم کر دیا، پہن کر بوسیدہ کر دیا یا صدقہ دے کر باقی رکھ لیا۔
- ایک تفصیلی حدیث میں آپؐ نے فرمایا: میرے بعد ایسی قوم آئے گی جو دنیا کی عمدہ تر اور رنگا رنگ

Marfat.com

نعمتیں کھائے گی، ناز سے چلنے والے رنگا رنگ گھوڑوں (گاڑیوں) پر سواری کرے گی، خوبصورت اور رنگا رنگ عورتوں سے نکاح کرے گی اور خوبصورت اور رنگا رنگ کپڑے پہنے گی، ان کے پیٹ تھوڑی چیز سے سیر نہیں ہونگے، اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر مال و دولت کو اپنا خدا بنائیں گے۔

مال و دولت کی محبت اور دنیاداری میں مبتلا ہونا اور اپنی چادر سے باہر پیر پھیلانا فتنہ ہے۔ یہ خصلت انسان کو مال کا بندہ، بنا دیتی ہے کہ اس کی ہر سعی اور جدوجہد کا محور، اس کی ہر تمنا و خواہش کا مرکز اور اس کے ہر فعل اور عمل کی بنیاد صرف مال اور زر ہوتا ہے۔ ہمیں مال کا نہیں 'اللہ کا بندہ' ہونا چاہیے۔ مال داری بذاتِ خود کوئی مذموم چیز نہیں ہے، کسی شخص کے پاس (حلال ذرائع سے کمایا ہوا) کتنا ہی مال کیوں نہ ہو اور وہ کتنا ہی بڑا دولت مند کیوں نہ ہو اگر اس کا دل مال و دولت کی محبت میں گرفتار نہیں ہے تو اس کو فتنہ کہنا درست نہیں۔

موجود دور میں ہر کوئی دولت عزت شہرت کے حصول میں دوسروں کی حق تلفی جبر و ظلم سے باز نہیں آتا جوں جوں وہ اس راہ پہ چلتا ہے اسکی حوس بڑھتی جاتی ہے۔ دولت شہرت مل بھی جائے تو سکون نہیں ملتا۔ قرآن حکیم کہتا ہے۔

ترجمہ: تمہیں ہلاک کر دیا مال کی زیادو طلبی نے یہاں تک کے تم نے قبروں کا منہ دیکھا (التکاثر 1,2)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جب مخلوق مال بنانے کی طرف مائل ہو جائے گی، خداوند تعالیٰ ان پر چار بلائیں مسلط فرما دے گا۔ ایک قحط، دوسرے بادشاہ کا ظلم، تیسرے قاضیوں کی خیانت، چوتھے کافروں اور دشمنوں کی قوت اور شرکت۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایسے شخص پر لعنت ہوگی جو درویشی اور مفلسی کے سبب کسی کی تحقیر کرے گا۔ اور تونگری کے باعث دوسرے کو عزیز رکھے گا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو قربانی کا گوشت یا لہو نہیں پہنچتا، مگر تمہارا تقوی پہنچتا ہے، یعنی اللہ پاک اس جذبے کی قدر فرماتے ہیں۔ جس کے تحت قربانی پیش کی جاتی ہے اس لیے قربانی پیش کرتے وقت صرف اللہ تعالیٰ کی رضا پیش رکھنی چاہیے دکھاوے وغیرہ کا خیال نہیں آنا چاہیے۔ اور یہ کہ قربانی کا جانور حلال کمائی سے خریدا جائے تبھی اسے قبولیت ہوگی۔ حرام کمائی غلاظت ہے غلیظ تحفہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں پیش کرنا بڑی احمقانہ جسارت ہے۔ پیسے نہیں ہیں تو نہ دے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کے حالات سے پوری طرح باخبر ہیں

حدیث شریف کے مطابق جو نیک کام کی نیت رکھتا ہے مگر وسائل نہ ہونے باعث اسے کر نہیں سکتا وہ بھی ثواب کا حقدار پاتا ہے۔

Marfat.com

آج کل ہمارے نفس بہت سرکش ہو چکے ہیں۔ہمیں اپنی نفسانی خواہشات کی قربانی پیش کرنا بھی سیکھنا چاہیے۔کہ جو ہماری ہوس زر اور ہوس اقتدار اور عیش وعشرت کی خواہش حد سے بڑھی ہوئی ہے۔ انکی وجہ سے شخصیتیں مسخ ہو چکی ہیں ہمارا معاشرہ شر وفساد سے بھر چکا ہے اور وطن عزیز پر دشمنوں نے لادینی ثقافت کی یلغار کر دی ہے۔ہر پیغمبر نے یہی کہا۔''میرا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔''

ابو حلیم حبیبؒ نے نصیحت فرمائی۔ترجمہ:''دل کو محل و حرص اور پیٹ کو جائے حرام نہ بنا۔''

مزید فرمایا''خلقت کی ہلاکت حرص و حرام سے واقع ہوتی ہے،نجات ان دونوں چیزوں سے پرہیز کرنے میں ہے۔''

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں۔

ترجمہ:''کفر کی بنیاد یہی ہے کہ انسان نفس کے سانچے میں ڈھل جائے وہ منکر ہو کر گمراہی میں چلا جاتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے حضرت یوشع بن نون علیہ سلام پر وحی نازل فرمائی کہ میں تمہاری قوم میں سے ایک لاکھ آدمیوں کو ہلاک کرونگا جن میں سے اسی ہزار نیک لوگ ہوں گے اور بیس ہزار اشرار و گنہگار،حضرت یوشع نے عرض کی یہ نیک لوگ کس وجہ سے ہلاک ہوں گے،اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ اس لئے کہ انہوں نے ان اشرار اور خطا کاروں کو دشمن نہیں جانا انکے ساتھ کھاتے پیتے اُٹھتے بیٹھتے اور دوسروں سے معاملات میں اعزاز نہیں کیا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسے لوگ نہ بتلاؤں جو نہ تو نبی ہوں گے اور نہ ہی شہید لیکن ان کو اللہ کے ہاں اتنا اُونچا مقام ملے گا کہ قیامت کے دن نبی اور شہید بھی ان کو دیکھ کر خوش ہونگے اور وہ نور کے خاص منبروں پر ہونگے اور پہچانے جائیں گے۔صحابہ کرام نے عرض کیا وہ کون لوگ ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو اس کے بندوں کا محبوب بناتے ہیں۔اور لوگوں کے خیر خواہ بن کر زمیں پر پھرتے ہیں۔میں نے کہا یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اللہ کا محبوب بنائیں لیکن یہ سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ اللہ کے بندوں کو اللہ کا محبوب کیسے بنائیں گے آپ ﷺ نے فرمایا،یہ لوگ اللہ کے بندوں کو ان کاموں کا حکم دیں گے جو کام اللہ کو محبوب اور پسند ہیں اور ان کاموں سے روکیں گے جو اللہ کو پسند نہیں ہیں۔وہ بندے جب ان کی بات مان کر اللہ کے پسندیدہ کام کرنے لگ جائیں گے تو یہ بندے اللہ کے محبوب بن جائیں گے (حیاۃ الصحابہ: جلد۲ص ۸۰۵)

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول ﷺ امر

Marfat.com

بالمعروف اور نہی عن المنکر نیک لوگوں کے اعمال کے سردار ہیں، ان دونوں کو کب چھوڑ دیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں وہ خرابیاں پیدا ہو جائیں گی جو بنی اسرائیل میں پیدا ہوئی تھیں۔ میں نے پوچھا یا رسول ﷺ ان میں کیا خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تمہارے نیک لوگ دنیا کی وجہ سے فاجر لوگوں کے سامنے معاملات میں نرمی برتنے لگیں اور دینی علم بدترین لوگوں میں آ جائے اور بادشاہت جھوٹوں کے ہاتھ میں لگ جائے تو اس وقت تم زبردست فتنہ میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ تم فتنوں کی طرف جاؤ گے اور فتنے تمہاری طرف آ جائیں گے۔

اس وقت تم میں سے کوئی شخص یہ کہا کرے کہ خدایا فتنے سے بچا کیونکہ کوئی بھی ایسا نہیں جو فتنے میں مشغول نہ ہو۔ ہاں پناہ ہی مانگنا ہے تو فتنے کی گمراہیوں سے پناہ مانگو۔ فتنہ کے معنی تو قرآن نے یہ بتائے ہیں یہ سمجھ لو کہ تمہارا اموال اور اولاد فتنہ ہے (س ۷ ی ۲۸) یہ دنیا عمل کا گھر ہے عمل بدن سے سرانجام پاتا ہے۔ لیکن اس کے پیچھے انسان کا ارادہ ہوتا ہے۔ سوچ اسی وقت صحیح ہوتی ہے۔ جب انسان کا قلب روح کے نور سے منور ہو۔ روح کی مثال بجلی کے بلب کی سی ہے۔ اگر قلب کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ تو قلب میں روشنی ہے، اگر نہیں ہے تو دل مردہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے تعلق ایمان کے ذریعہ قائم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق جتنا مضبوط ہوگا۔ اسی نسبت سے روح کے بلب کی پاور اور روشنی بڑھتی جائیگی۔

اتنا ہی زیادہ قلب کو منور کریگا۔ اس صورت میں قلب نفس یا انسان کی حیوانی جبلتوں لالچ، شہوت، غصہ، انتقام، دکھاوا وغیرہ کے تحت آ جائیگا، اور یہ اثر قلب کو زنگ آلود اور سخت کر دیگا۔ پھر آہستہ آہستہ قلب صحیح بات سننے اور سمجھنے کی صلاحیت کھو بیٹھے گا۔ گویا اس پر تالہ لگ جائیگا۔ اس پر مہر ثبت ہو جائیگی۔ اس میں کچھ داخل نہ ہو سکے گا۔ (القرآن)

لوگوں پر وہ زمانہ بھی آئے گا۔ جب ان کے ماحول میں قرآن کے نشان، اور اسلام کا نام رہ جائے گا۔ ان کی مسجدیں تعمیری لحاظ سے آباد خوبصورت اور ہدایت کے لحاظ سے ویران ہوں گی۔ (اسلامی شہروں) کے رہنے والے اور آباد کار بدترین اہل زمیں ہوں گے فتنہ انہیں سے اُٹھے گا اور غلط کاریاں وہیں پناہ لیں گی۔ جو اس آفت سے بچ گئے ہوں گے انہیں اس بلا میں پھر واپس لے آئیں گے اور جو پیچھے رہ گئے ہوں گے (انہیں بھی کھینچ لائیں گے۔ خداوند عالم فرماتا ہے کہ "قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان لوگوں میں وہ بلا بھیجوں گا کہ حلیم حیران رہ جائیں گے۔" بے شک یہی ہوگا۔ آیئے ہم خدا سے غفلتوں کی ٹھوکروں سے محفوظ رہنے کی التجا اور صالح اعمال اختیار کریں۔

قرآنی آیت میں فرمایا ترجمہ "اللہ تعالیٰ اور جناب رسول ﷺ تمہیں ایسی چیز کی طرف بلاتے ہیں

Marfat.com

جو تمہیں زندگی بخشے"۔

آج ملک کے ہر شعبہ زندگی میں بے پناہ فتنہ فساد برپا ہے۔ مفلسی غربت مہنگائی اور بے روزگاری کا فساد جبر و ظلم استحصال جھوٹ بد دیانتی، لادینی ثقافت، فحاشی کا فتنہ، مہندی، شادی، جہیز اضافی رسومات سے قومی دولت کا ضیاع استحصالی دولت سے بنے محلات، بڑے گھر بڑی گاڑیاں ملاوٹی غذاؤں اور جعلی دواؤں کا فساد اور سب سے بڑھ کر یہ کہ کسی مظلوم کی کہیں بھی کوئی شنوائی یا دادرسی نہیں۔

نصابی تعلیمات سے قائد اعظمؒ، علامہ اقبالؒ حتکہ اسلامی تعلیمات اور نظریہ پاکستان اور قیام پاکستان کے مقاصد پر قدغن لگا رہی ہے۔

جبکہ مخلوط تعلیم اور انڈسٹری میں مخلوط کام کاج فساد کا سبب بنتا ہے۔ میڈیا پر عریانی فحاشی اور لادینی ثقافت نے نئی نسل جنسی رغبت اور ذہنی اشتعال پیدا کر دیا ہے جسکے بارے میں علامہ الامتؒ نے فرمایا تھا کہ مغربی تہذیب و تمدن اور ثقافت مسلمان قوم کیلئے انتہائی تباہ کن اثرات مرتب ہونگے۔

قرآنی احکامات کی نافرمانی میں دوسرے نکاح کی اجازت نہ دینا بھی فساد کا موجب بنتا ہے۔ اسلام نکاح میں مرد عورت کی زندگی آسان بنانے اور سنت نبوی کے مطابق سادگی سے سرانجام دینے جسکی مثال کہ جنت میں عورتوں کی سردار نبی اللہ ﷺ کی لخت جگر حضرت بی بی فاطمہ زہرہؓ کے نکاح علی المرتضے کرم اللہ وجہ کے ساتھ لاثانی تقریب اور جہیز سے ملتی ہے۔ جبکہ دنیا والوں نے اسے جھوٹی انا اور وقار میں بہت مشکل، وقت اور سرمایہ کا ضیاع اور مہنگا ترین بنا دیا ہے اسے سادگی سے منایا جائے تو احیائے سنت میں خیر و برکت کا باعث بنتا ہے۔

ملکی قانون اور نظام عدل میں اسلامی قوانین کے مقابلے میں فوری انصاف کی گنجائش نہیں مجرم کو سزا نہیں ملتی۔ چوری، ڈکیتی، کرپشن، اغوا تاوان قتل قبضہ گروپ، جیسے مجرم بھی پولیس کاروائی سیاسی آشیر باد اور ناقص عدالتی نظام کی وجہ سے سزا سے بچ جاتے ہیں۔ انتظامیہ اور محکمہ جات کی عوامی اور ملی معاملات میں بے حسی کی ایک مثال کہ ستمبر 2014 شیخوپورہ لاہور روڑ 6 کلو میٹر پر ایک پلی ٹوٹ گئی جس پر متواتر تین ماہ، بسوں، ٹرکوں کے الٹنے وغیرہ کے 7/8 شدید حادثات ہوئے ٹریفک ون وے سے روزانہ ضلعی انتظامیہ اور امبولنس سمیت گھنٹوں ٹریفک جام ہوتی رہی پلی سے پہلے سڑک پر کسی قسم کا بورڈ یا اشارہ آویزاں نہ تھا۔ حادثات کو دیکھ کر تین ماہ بعد چند گھنٹوں میں اسی سائیڈ پر متبادل راستہ بنا دیا گیا جو پہلے ہی روز بن سکتا تھا مگر محکمہ اور انتظامیہ کی بے حسی سے ان حادثات کے ذمہ داران کو کون سزا دیگا؟ اور متاثرین کی کون دادرسی کریگا۔

قومی سطح پر سب سے بڑا معاشی فتنہ مشرف دور میں بڑھا جسمیں ریلوے، سٹیل مل، P.I.A

Marfat.com

کراچی شپ یارڈ واپڈا سمیت تمام سرکاری و نیم سرکاری اداروں میں من پسند کرپٹ افسروں کو تعیناتی سے بے پناہ لوٹ مار اور انکی پیداوری صلاحیت ختم کر دی۔

غرضیکہ ہمارے ملکی اور عالمی مسائل پچیدہ صورت اختیار کر گئے ہیں۔ کرپشن جھوٹ بددیانتی جبر اور ہمارے خون میں سراعت کر گئی ہے۔ ہم روز مرہ کے معاملات میں خیانت کرتے ہیں۔ جسمیں ریاست سیاست اور عوام سب شریک ہیں۔ ہمیں قانون کا خوف ہے نہ اللہ ذالجلال کا ڈر، نہ اخلاقی قدریں اور ملی احساسات جن سے آدمی انسان بنتا ہے۔ جبتک موجودہ نام نہاد جمہوری نظام ریاست اگر صدارتی نظام میں تبدیل نہ ہوا عدل، امن، انصاف، روزگار حقوق کی بحالی، جوابدی کا نظام اور قانون کی حکمرانی کا حصول قطعی ممکن نہیں۔ موجودہ نظام میں فتنہ فساد اور جبر و ظلم بڑھتے ہی جائینگے اور نظام فطرت کے تحت قوم جو آج بھی عذاب الٰہی میں گرفتار ہے۔ ڈر ہے کہ اللہ نہ کرے نافرمانی میں ہم کسی بڑے عذاب الٰہی میں گرفتار نہ ہو جائیں۔

سورہ آل عمران 100-99 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ "اے ایمان والو اگر تم کچھ کتابیوں کے کہنے پر چلے تو وہ تمہارے ایمان کے بعد تمہیں گمراہ کافر کر کے چھوڑ ینگے اور تم کیونکر کفر کرو گے تم میں اللہ کا رسول تشریف لایا اور جس نے اللہ کا سہارا لیا تو ضرور وہ سیدھی راہ دکھایا گیا اللہ سے ڈرو اور اللہ کی رسی مظبوطی سے پکڑلو"

خالق کی اس وضاحت کے بعد کونسا انسان خود احسابی کے بعد خود کو غافل اور مجرم نہیں گردانتا؟ اسلئے کہ یہ کسوٹی خدائی ہے۔ مقربین الٰہی کا فرمان ہے جبتک دل کی آنکھ روشن نہ ہو اسرار حیات اور تقدیر عالم پر نظر نہیں پڑسکتی۔

گو فکر خداداد سے روشن ہے زمانہ آزادی افکار ہے ابلیس کی ایجاد معنی یہ کہ ایسی آزادی اور اختیارات جسمیں انسان احکام خداوندی اور اسکے رسولؐ کے مقرر کردہ شرعی قیودے پھلانگ جائے سراسر ناجائز اور نافرمانی ہے۔

ایک مسلمان کیلئے سب سے بڑا فتنہ حرام کی کمائی ہے۔ دنیا میں آج ہر کوئی کمانے کیلئے مگن ہے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو دینا کے ساتھ ساتھ ہر لحہ توشہ آخرت کی فکر بھی کرتے ہیں اولیا کرام کے نزدیک اصل دشمن انسان کا اسکا اپنا نفس ہے اور اصل دوست اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اسی لئے اللہ والے اپنے نفس (دنیاوی خواہشات) پر فتح حاصل کرنے اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک ہونے کیلئے کوشاں رہتے ہیں۔

بعض لوگ توحید کو لتے ہیں رسالت کو نہیں توحید تب بامعنی ہوتی ہے جب رسالت کا پہلو اسمیں

Marfat.com

موجود ہو، گویا توحید رسالت دونوں پر ایمان سے کلمہ گوئی کا حق ادا ہوتا ہے۔

رب قادر نے فرمایا تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اچھی بات کا حکم دیں اور بری سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے (آل عمران 40-103)

یہی عمل ہمارے ایمان اور توکل کا امتحان ہے کہ ہم میں سے کون حکم رب قادر پر عمل اور جہاد اصغر میں اپنا حصہ ڈالتے ہیں۔

یوں تو ملک میں نئی نئی برائیاں جنم لیتی ہیں، جبر و ظلم ہر لحمہ بڑھتے ہی جاتے ہیں لیکن ایک انوکھا گناہ اسقدر پروان چڑھ رہا ہے۔ کہ تمام سرکاری عہدیدار منٹ کے بعد بجائے اسکے کہ آخری سانسوں کو رضائے الٰہی اور خدمت خلق کیلئے وقف کر دیں وہ زندگی بھر کی تمام پونجی اور اوپر کا مال بڑے اور شاندار گھر بنانے میں لگا کر نہ صرف اللہ کے احکامات کی نافرمانی کرتے ہیں بلکہ قومی سرمایہ کا ضیاع کرتے ہیں۔ اسمیں بھی اگر ایک حصہ کسی فلاحی منصوبہ سلائی کڑھائی وغیرہ میں لگا لیا کریں جو انکی روزگار دعاؤں کے صدقے بخشش کا وسیلہ بن جائے

قرآن مجید نے عدل کے قیام کا حکم دیا اور عدل کو تقوی قرار دیا اور تقوی کو قرب الٰہی کا زینہ قرار دیا گویا جو لوگ عادل ہیں وہی دراصل منزل انسانیت پر جاگزیں وجلوہ نما ہیں اور مقربان خدا ہیں اسکی مثال کہ جیسے دن اور رات کا تضادات ہے اسی طرح عدل کا متضاد ظلم ہے جو لوگ عادل نہیں وہ ظالم ہیں اور ظالموں پر خدا کی لعنت ہوتی ہے جس طرح ایک شخص ظالم ہوسکتا ہے اسی طرح ایک قوم اور ریاست بھی ظالم ہوسکتی ہے۔ آج کئی حکومتیں اور ریاستیں ظالم نظر آتی ہیں۔ جیسے اقوام متحدہ ادارہ عدل نہیں بلکہ ادارہ ظلم ہے جو کمزور قوموں پر ظلم روا رکھے ہوئے ہے۔ مسلم امہ کو ملکر اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا بنیادی اور مستقل رکن بننے کا مطالبہ کرنا چاہئے۔ دنیا بھر میں مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے اور یو این او تماشائی ہے۔ علامہ اقبالؒ نے کہا تھا

تری دوا نہ جنیوا میں ہے نہ لندن میں
فرنگ کی رگ جاں پنجہ یہود میں ہے

بعض یورپی ممالک میں پیغمبر خدا نبی رحمت ﷺ کے گستاخانہ خاکے شائع اور توہین کر کے دنیا بھر کے مسلمانوں کو اذیت دی جاتی ہے۔ روس نے اسکی سخت مخالفت میں کہا ہے کہ دوسرے مذہب کا احترام عالمی اجینڈا ہے ہم کبھی بھی گستاخی کی اجازت نہیں دے سکتے۔ پوپ فرانس نے اپنے بیان میں کہا ہے آزادی اظہار کی حدود ہیں مذہب کا مزاق نہیں اڑایا جا سکتا آپ دوسروں کو اشتعال دلا کر جیسے کوئی میری ماں کو گالی نکالے اسے بھی جوابی طور پر مکے کی توقع رکھنی چاہئے اشتعال کے بعد کچھ بھی ہوسکتا ہے۔ لیکن

Marfat.com

43 سربراہان حکومت کا اجتماع عالمی مذہبی حدود کی پابندی کی بجائے مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دینا سراسر جبر اور عالمی مذہبی قانوں کی خلاف ورزی ہے مسلم تنظیم OIC کو یہ مسلہ اقوام متحدہ میں اٹھانا چاہئے تا کہ عالمی سطح پر تعصب اور گستاخی ہمیشہ کیلئے بند ہو جہاں تک مسلم امہ کا عقیدہ ہے کہ نبی اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کفر ہے اسمیں عذر قبول نہیں عقائد مسلم میں ذات رسول اللہ ﷺ کا احترام مسلمان کی مال و جان سے زیادہ مقدس ہے۔

طب اسلامی یونانی کی اصلاح اور تعلیم و تربیت جو صدیوں سے غریب عوام کا سہارا رہا ہے کی بجائے (ایلوپیتھی کے بیرونی دباؤ میں اسکے فروغ اور تجارت کو ختم کیا جا رہا ہے۔

جبکہ طب اسلامی ہر اُس ترغیب، ترجیح عمل، نظام، اور نظریہ کی مخالفت کرتی ہے جو انسانی روح اور جسم میں خلل اور بگاڑ کا سبب بنے، طب اسلامی ان افراد کی مخالفت نہیں کرتی بلکہ ان کے اس نظام کے خلاف ہے جو ہر حربے اور جتن سے محض دولت کا حصول بنے۔ جبکہ اسلامی تعلیمات گنہگار سے نہیں گناہ سے نفرت، حضرت انسان کی اصلاح اور فلاح کا راستہ دکھاتی ہیں۔ جس میں صحت کے اعلیٰ ترین اصول صاف پانی، طیب غذا اور تازہ ہوا کو بڑی ہی اہمیت حاصل ہے۔ اس کی ایک مثال کہ گنے کا رس طیب غذا ہے اور گڑ شکر بناتے وقت اگر کیمیکل کا استعمال نہ کیا جائے تو یہ بھی طیب کے قریب ترین ہے۔ میٹھے پھلوں کے علاوہ یہ بھی جسمِ انسانی کے گلوکوز کی ضرورت پوری کرتے ہیں، جبکہ کیمیکل سے بنی چینی جاذبِ نظر تو ہے لیکن عملاً صحت انسانی، شوگر (ذیابیطس) سمیت کس قدر ضرر رساں ہے۔

فسادِ صحت کے بارے میں عالمی تجارت اور میڈیسن کے عنوان سے ڈاکٹر عثمان غنی خاں جناح ویمن یونیورسٹی کراچی کا شائع شدہ مضمون میڈیسن کی عالمی تجارت "جاپان کو فارماسیوٹیکل ادویہ کے حوالہ سے تحقیق کے ذریعہ نئی ادویات کو متعارف کرانے کی فہرست میں صف اول کے درجہ کا امتیاز حاصل ہے۔ اسکے بعد امریکہ اور برطانیہ کا نئی ادویات کے حوالہ سے دوسرا نمبر آتا ہے۔ لیکن بیماریوں کے تدارک کے اعتبار سے فارماسیوٹیکل ادویات کا ریکارڈ بہتر نہیں ہے۔ مسٹر جوناتھن چو نے لکھا ہے کہ فارماسیوٹیکل انڈسٹری بیماری کی تجارت سے منسلک ہے لہذا جتنی بھی کارپوریشنز ہیں وہ سب کی سب عوامی تجارتی کارپوریشن کے دائرہ کار میں آتی ہیں۔ انکا مقصد منافع کمانا ہوتا ہے۔ فارماسیوٹیکل ادارے اپنے خریداروں کے دائرہ کار کو وسیع و عریض کرنے میں مشغول عمل رہتے ہیں وہ ذرائع تلاش کئے جاتے ہیں جس سے مزید لوگ بیمار ہو سکیں یا اس امر کی توصیف اور تعریف اس طرح بھی کی جا سکتی ہے کہ نئی بیماریاں ایجاد کی جائیں کہ اس سے عوام متاثر ہو سکیں۔ لہذا خریدار کی تعداد کو بڑھانے کا مقصد اصل میں کامیابی حاصل کرنا کہ لوگ انکی ایجاد کردہ مصنوعات کو خریدیں اور اس کا بار بار استعمال

Marfat.com

کریں۔انسانوں نے بلین ڈالر سے بھی زیادہ ادویات پر خرچ کر دیئے لیکن ان سے حاصل ہوا وہی علامات دور کرنے کا معاملہ اور شفایابی علاج کی پہنچ سے دور رہی۔اس کے علاوہ فارماسیوٹیکل ادویات کے استعمال کے نتیجے میں زیادہ لمبے عرصہ دراز تک ضمنی اثرات مرتب ہوئے جس سے عوام الناس دوبارہ اس بیماری سے نبرد آزما رہیں گے۔

بلاشبہ کرہ ارض میں ان گنت فساد برپا ہیں لیکن ان سب سے بڑا فساد مذاہب عالم اور اسلام کے پیروکاروں کا مذہب سے روگردانی کا فساد ہے مسلم امہ جس نبی اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھتی ہے۔آپ ﷺ کا فرمان ہے''مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے دوسرے محفوظ رہیں۔

دنیا بھر کے ممالک اور اقوام متحدہ اگر اس کائنات میں امن کی خواہشمند ہو تو عدل قائم کریں اور انسانوں کے حقوق ادا کریں۔

تمام اسلامی ممالک، تعلیمات اور ملکی قوانین کا احکامات خالق کے مطابق نفاذ کریں ورنہ فتنہ فساد کبھی ختم نہ ہوگا۔

قرآنی سورہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ''ظالموں کی طرف نہ جھکو تمہیں آگ چھوئیگی۔(القرآن)

دنیا بھر میں سب سے زیادہ دہشت گردی سے پاکستان متاثر ہوا ہے۔یہ ملک امن وسلامتی کا گہورہ تھا۔9/11 کے بعد دہشت گردی کی آگ نے جلا دیا۔

جنرل مشرف کی افغان قوم پر امریکی دہشت گردی میں مکمل تعاون ملک میں مجرموں کو پھانسی کی سزا معطلی کی حکمہ فوجی امنگوں کی تعمیل کی بجائے جبری اور لادینی نظام کا اجرا ہر شعبہ زندگی میں بھاری کرپشن اور سب سے بڑا ظلم کہ مقتول اور مظلوم عوام کی دادرسی اور حقوق کی عدم ادئیگی۔گویا عدل وانصاف سے روگردانی کارواں دہشت گردی کے روپ میں قوم پر عذاب الٰہی کی صورت میں وارد ہوا ہے۔

ہر شعبہ زندگی سے محبّ وطن عمائدین ملت بشمول سیاست تجارت صحافت عدلیہ افواج تعلیم وصحت صنعت، زراعت ملکر رضائے الٰہی میں دین برحق وطن عزیز اور بے اختیار خلق خدا کی بہتری کیلئے نظریہ پاکستان کے پلیٹ فارم پر جمع ہوکر باآواز بلند حق کی پاسداری کریں قوم کو فساد فتنہ سے بچانے کی انتھک جدوجہد کریں اور اللہ کے حضور عرض کریں۔

ترجمہ''اے اللہ ہمیں (ہمارے گناہ) معاف فرمادے اور بخش دے تو ہمارا مولا ہے تو کافروں پر ہمیں مدد دے اور ہمیں دوزخ کی آگ سے بچالے اور بلاشبہ اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے''

Marfat.com

44- نصاب تعلیم کو نظریہ پاکستان میں ڈھالے بغیر اخلاقی اور ملی تقاضوں کا حصول ممکن نہیں

جناب ڈاکٹر احسن ناز نے کہا ہے کہ نصاب تعلیم کا معاملہ اتنا اہم ہے کہ اب سامراجی طاقتیں کسی بھی ملک پر حملہ اور معاشی قبضہ کرنے سے پہلے وہاں کے نصاب تعلیم بالخصوص پرائمری سکولوں کے نصاب کو تبدیل کرنے کی منصوبہ بندی اور عملی اقدامات کرتی ہیں۔ جاپان نے جنگ عظیم سے اتنا نقصان اٹھایا تھا کہ اسے اپنا دفاع گروی رکھنا پڑ گیا تھا لیکن اس تمام تر شکست کے باوجود اس نے اپنا نصاب تعلیم فاتح طاقت کے حوالے نہیں کیا تھا کیونکہ ان کو علم تھا کہ اسی نصاب تعلیم کی بنیاد پر ہم ایک بار پھر نئی کروٹ لے سکتے ہیں۔ وطن پاکستان میں آج بھی کچھ لوگ روشن خیالی اور بدلتے ہوئے عالمی تناظر اور تقاضوں کے نام پر ہمارے نصاب تعلیم کو بھی اپنی خواہشوں، امنگوں اور نظریات کے مطابق بنانا چاہتے ہیں اور مختلف دلائل کے ساتھ اسلامیات اور مطالعہ پاکستان کے مضامین کو یا تو سرے سے ختم کر دینے کیلئے کوشاں رہتے ہیں یا پھر استعماری ایجنڈے کے مطابق ان میں ترمیم و اضافے کروانے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں اس ستم پر بلائے ستم اس وقت ہوتا ہے جب انہیں وفاقی یا صوبائی حکومتوں کی سرپرستی حاصل ہو جاتی ہے حال ہی میں وزیراعظم پاکستان نے ہائر ایجوکیشن کو حکم دیا ہے کہ صرف دو ماہ میں تمام نصابات تبدیل کر دیئے جائیں ان سے یہ شاہی فرمان نہ جانے کس ذہین ناز سار کھنے والے مشیر یا تدبیر نے جاری کروایا ہے۔ ہمارے دین فطرت کی طرح نصاب تعلیم میں تبدیلی کا کام بھی مکمل اسلامی نظریاتی بنیادوں پر ہونا چاہئے۔ لہذا آغاز سفر سے پہلے اچھی طرح منصوبہ بندی کر کے ٹھوس اور دیرپا بنیادوں پر نیک نیتی اور پورے خلوص سے کام شروع کیا جائے۔ تو خدائے بزرگ و برتر اور کام میں ضرور کامیابی عطا فرمائے گا۔

جو طالب علم اقبالؒ کے شاہین بننا چاہتے ہیں اور جن کے سینوں میں ستاروں پر کمندیں ڈالنے کی امنگیں ہیں مگر جو ایک ایسے نظام سے تعلیم پا کر نکلتے ہیں جس میں اسلام اور مسلم تاریخ کے اکابرین کے افق اور ناموں سے آگہی حاصل کرنے کی گنجائش نہیں۔

اسلام اور ہمارے پیغمبر ﷺ کے بارے میں بہت سارا مواد مغرب سے چھپ کر آ رہا ہے۔ کیا ہمار رہنمائی کیلئے وہ مواد درست ہے جس میں کسی نہ کسی انداز میں ہمارے دین اور ہمارے پیغمبر ﷺ کے متع شرانگیز سوالات نیک نیتی پر مبنی نہیں ہوتے اور ان کا مقصد اسلام کی سچائی کے بارے میں شکوک و شبہات کرنا ہوتا ہے مگر حقیقت کیا ہے کہ جو کچھ ہم نے اپنے تعلیمی نظام سے حاصل کیا ہے اور جو کچھ ہمیں مار

Marfat.com

میں دستیاب کتابوں سے حاصل ہوتا ہے اس کا اثر قبول کرنیوالے نوجوان ذہنوں کی تعداد معمولی نہیں۔

یہ ایک ایسی محرومی ہے جس کا مداوا فوری طور پر ہوتا نظر نہیں آتا۔ ہمیں یہ بات تسلیم کر لینی چاہئے کہ اس محرومی میں قصور ہماری نوجوان نسل کا نہیں اس نسل کا ہے جس نے اس ملک کا سیاسی معاشرتی معاشی اخلاقی اور سب سے بڑھ کر تعلیمی ڈھانچہ بنایا۔

ہمیں تعلیمی ڈھانچہ میں حقیقی اقبالیات کو شامل کرنا ہوگا، ہمارے سیاست دانوں کو دلچسپی اس بات سے نہیں کہ نوجوانون نسل کو ملی تعمیر و ترقی کیلئے تیار کیسے کیا جائے دلچسپی انہیں صرف ان کی مدد سے انتخابات جیتنے سے ہے۔ مسلم ممالک میں اسلام اور غیر اسلام کے درمیان محاذ جنگ گرم ہو چکا ہے۔ ہمارے سامنے ترکی اور مصر کی مثالیں موجود ہیں۔ سیکولر قومیں اسلام کے ظہور اور عروج کو روکنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا رہی ہیں اور لگائیں گی۔ اسی صورتحال کا سامنا ہمیں پاکستان میں بھی ہوگا۔ اطمینان کی بات ہمارے لئے یہ بھی ہے کہ ہماری نوجوان نسل میں اپنی بنیادوں کی طرف واپسی کی تڑپ موجود ہے۔ اگر اسکی رہنمائی کیلئے مناسب لائحہ عمل تیار کیا گیا تو پاکستان میں حقیقی اسلامی انقلاب لایا جا سکتا ہے۔

پاکستانی نصابِ تعلیم ایک متنازعہ، متفرق اور اصلاح طلب مسئلہ ہے۔ اسلامی ممالک کے نظامِ تعلیم کے مطالعہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ سرکاری اور نجی تعلیمی اداروں میں نصاب یکساں اور قومی تقاضوں سے ہم آہنگ ہونا چاہئے۔

پاکستان میں نصابِ تعلیم چھوٹے بچوں میں جو مستقبل کے معمار ہیں پریشان کن حد تک مصروف رکھنے والی کتابوں کے انبار اور ان کے بچپن، معصومیت، فطری صلاحیت اور درس و تدریس کے تقاضوں کے برعکس اُن کی پشت پر بستوں کا بوجھ اُن کی جسمانی برداشت سے بھی زیادہ ہے۔

مغربی ثقافت کے نصابِ تعلیم کی اس دوڑ میں بے پناہ اخراجات کے باوجود مقاصد، مراحل اور لائحہ عمل نام کی کوئی چیز موجود نہیں۔ انگریزی بولنے، اور انگریزی طرزِ زندگی اختیار کرنے پر زور دیتے ہوئے ہم نے بہت کچھ قربان کر دیا ہے۔ ملکی، ملی اور اخلاقی قدروں سے محروم اس باب کو ہم ماڈرن سمجھتے ہیں۔

اس غلطی کی شدت میں اضافہ وہ رویہ ہے جو اسلامی معاشرے کی جدوجہد کو بھی غلط سمجھنے لگا ہے۔ وہ معیشت، تجارت، تعلیم، معاشرت اور زندگی کے مجموعی تاثر کو جدیدیت کے تابع کر کے اسلامی اصولوں، احترامِ آدمیت، توکل، اخلاق ذاحساس اور مساوات و رواداری کیلئے جدوجہد کو سبوتاژ کرنا چاہتا ہے۔ اس میں یہاں کی سول سوسائٹی بھی ذمہ دار ہے جسے اپنی سمت کا علم نہیں وہ لبرل رویوں کے طرز پر آگے بڑھنا چاہتی ہے لیکن کسی بھی ایسے شعور سے یکسر محروم ہے جو اسے اسلامی جمہوریہ کے

Marfat.com

تقاضوں کو ہم آہنگ کرنے کا راستہ دکھائے۔ پاکستان بننے کے بعد سے اب تک قائداعظم محمد علی جناحؒ اور علامہ اقبالؒ کے نام استعمال کر کے سیاسی راستے بنانے والے سارے حکمران اور جماعتیں اس میں شمار کی جانی چاہئیں۔ ان حکومتوں نے دین کا استحصال اور اسے استعمال کیا، اسلامی نظریے کے حامل اداروں اور جماعتوں کو کمزور اور لبرل اور سیکولر حلقوں کو مضبوط کیا ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا تعلیمی نصاب ایسا ہونا چاہئے جو بچوں کو اس کردار میں ڈھال سکے جو سیکھنے اور سکھانے کیلئے اپنے اندر ایک طلب اور تڑپ رکھے۔ ایسا نصاب جو باکردار و اخلاق و عمل کے باصفا استاد تیار کر سکے، ایک متلاشی روزگار مرد یا خاتون کا نام استاد نہیں بلکہ محروم اور پریشان کردار ہے۔ استاد وہ ہے جو تدریس میں وقار محسوس کرے اور تعلیم کو مشن اور مقصد سمجھے جو خود محروم اور پریشان ہے وہ قوم کو ایک تابناک مستقبل نہیں دے سکتا۔ ایسا نصاب جو طالب علم کو انسان بنائے، ایمان اور فکرِ آخرت کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرے۔ اسے ایسی قومی اور ملی زندگی دے سکے جو دوسروں کو اپنی ذہنیت کی تنگ نظری سے پامال کرنے نہیں بلکہ مسابقت اور مقابلے کے صحت مند رویوں کے ذریعے آگے بڑھنے کا رجحان پیدا کرے۔ اسے تعمیری سوچ اور تخلیقی فکر دے جو اسے کائنات اور قانونِ قدرت میں غور کرنے، سمجھنے اور اسے مسخر کرنے کا جذبہ بیدار کرے۔ اسے حقیقت اور افسانے کا فرق سمجھائے، زندگی کو قریب سے دیکھنے، حقائق کے موازنہ کی عادات کی تربیت دے سکے۔ اسے بامقصد زندگی گزارنے کا لائحہ عمل طرز اور طریقہ دے سکے۔ جسطرح کہ شریعت محمدی کی بنیاد وہ قوانین ہیں جو اسلام کو ایک منفرد نظامِ زندگی کا درجہ دیتے ہیں۔

16 مارچ 2013 نوائے وقت میں لگی خبر ملاحظہ ہو۔ ''درسی کتابوں سے حضور اکرم ﷺ، قائد اعظم محمد علی جناح اور علامہ اقبال کے بارے مضامین غائب ہو گئے ہیں۔ وزیر تعلیم پنجاب نے رشوت لے کر کتابوں کا ٹھیکہ کسی پاکستان اور اسلام دشمن کمپنی کو دیدیا ہے۔ حکومت کو مسئلے کی سنگینی پر غور کرنا چاہئے اور یہ مضامین فوری طور پر دوبارہ شامل کر لینے چاہئیں۔ کیونکہ قوم اسلامی تعلیمات اور نظریہ پاکستان کے مواد کا اخراج برداشت نہیں کر یگی۔

درحقیقت ملک میں تمام تر فتنہ فساد ہمارے لادینی استحصالی، کرپٹ اور مغربی سیاسی نظام حکومت کی وجہ سے برپا ہوا ہے اور یہ کہ ہمارے تعلیمی نصاب میں اخلاقِ حسنہ اور فکرِ آخرت، علم الدان وعلم الادیان فطری سزا و جزا کے مضامین شامل نہیں۔ اس کے مقابلے میں شریعت فقط گناہوں سے نہیں روکتی اور ان کے ارتکاب پر سزا نہیں دیتی بلکہ اُن کے وسائل اور ذرائع پر پابندی عائد کرتی ہے اور انہیں ممنوع

Marfat.com

قرار دیتی ہے جو انسانوں کو گناہ کی طرف لے جاتے ہیں کہ گناہ کا راستہ بند ہوا تو گناہ کرنا آسان نہ ہوگا۔

پاکستانی معاشرہ میں لادینی ثقافت اور لاقانونیت کے بدلے جھوٹ بددیانتی اور کرپشن کا تباہ کن فتنہ فساد برپا ہے۔ نصاب تعلیم میں نظریہ پاکستان کی شمولیت سے نسل نو کی اخلاقی اور ذہنی تربیت کی جائے تاکہ امن وعدل آحترام وآدمیت اور نیک اعمال کے بدلے خیر وبرکت اور نجات دنیا وآخرت کے فطری نظام سے آگاہی دیجائے اور یہ کہ نافرمانی میں حقوق اللہ اور حقوق العباد حتکہ زکوۃ وعشر کی عدم ادیگی اور حرام کی شامت اعمال ہماری جان پر پڑتی ہے اور زندگی عذاب بن جاتی ہے جبکہ آخرت کی سزا جس پر ایمان لائے بغیر کلمہ گوئی میں ہم سچے نہیں رہتے۔

لادینی ثقافت کی طرح، طبیعت میں ہیجان پیدا کرنے والے جذبات، شہوت پیدا کرنے والے اسباب کیبل نیٹ ورک، فحش پروگراموں، فحش گانوں، کے فحش ہلہ گلہ سے نہ روکنا اور کرپشن کی کھلی چھٹی دینے کے بعد توقع رکھنا کہ قانون کی قوت لوگوں اور معاشرہ کو گمراہی کے فتنہ فساد سے بچالے گی، بڑی نادانی، نااہلی اور مقاصدِ اصلاح پروگرام سے بددیانتی ہے۔ جبکہ شریعت، اطاعت اور حدود کی پابندی انسانی فلاح اور حقیقی خوشیوں کی طرف لے جانے کا واحد راستہ ہے۔

موجودہ لادینی ثقافت جس میں عریانی، فحاشی، فیشن پرستی، حرام دولت کی ترغیبات، عوام کو برائی کی طرف دھکیل کرلے جاتی ہیں، معاشرہ میں بے پناہ فتنہ وفساد انہی امور کی وجہ سے برپا ہے، اس کے بعد قانون کی گرفت اور عمل درآمد کی مثال تو ایسی ہے کہ کسی کو بہتے ہوئے دریا میں دھکا دے کر گرادینا اور پھر اس کو یہ کہنا کہ خبردار اپنے دامن کو موجوں سے گیلا نہ ہونے دینا یہ بذاتِ خود جرم ہے۔ نصاب تعلیم جیسے نازک اور حساس معاملے پر نظریاتی اراکین پارلیمنٹ پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جائے۔ جس میں اپوزیشن کو بھی بھرپور نمائندگی دی جائے۔ یہ کمیٹی ملک بھر کے اہلِ فکر ونظر سے مشاورت کرے۔ نصاب تعلیم کا عصری تقاضوں کی روشنی میں گہرا جائزہ، مستقبل کی علمی ضرورتوں کو سامنے رکھتے ہوئے نصاب میں کامیابیوں اور نقائص کی واضح نشاندہی کرنے کے بعد اصلاح احوال کیلئے سفارشات مرتب کی جائیں اور پھر پارلیمنٹ سے ان کی منظوری لی جائے۔ اس لئے کہ یہ کسی ایک طبقہ، یا کسی ایک حلقہ کا مسئلہ ہے اور نہ ذمہ داری ہے بلکہ یہ پوری مسلم قوم کا مسئلہ ہے۔

45- دینی تعلیمات کی اصلاح

اسلام کی اصل روح کو پہچاننا اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کو مانتے ہوئے قرآنی احکامات کا نفاذ ہی ہماری نجات کا باعث بن سکتا ہے اس وقت ہم اسلام کے دو کناروں پر کھڑے ہیں، ایک طرف تو شدت

Marfat.com

اورانتہا پسندی ہے تو دوسری طرف آزاد خیال ترقی پسند اسلام۔ جب تک ہم قرآن سے رہنمائی حاصل کر کے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے اصول پر نہیں چلیں گے جب تک ایک اسلامی ریاست کا وجود قائم نہیں ہوگا، ہم معاش وامن کے موجودہ تباہ کن خوف وخطر اور فتنہ فساد میں گھرے رہیں گے۔ نافرمانی کی اس فطری سزا سے ہمیں کوئی پروگرام اور دنیاوی قوت محفوظ نہیں رکھ سکتی۔

قرآن رحمت اور شفاء بن کر آیا۔ تڑپتی انسانیت کے زخموں کیلئے مرہم بن گیا۔ سسکتے اور پیاسے انسانوں نے جب یہ جام حیات لبوں سے لگایا تو سکون پایا کیونکہ یہ قرآن دوا نہیں بلکہ شفا ہے۔ عرب کے بدوؤں نے اسی نسخہ سے اپنی بیماریوں کا شافی علاج کیا۔ وہ کون سی بیماری تھی جو انہیں لاحق نہ تھی؟ وہ کون سا مرض تھا جس میں وہ مبتلا نہ تھے؟ خود پسندی، عیاری، مکاری، خونریزی، ناانصافی، بے حیائی، جبر، فہرست طویل ہے مگر علاج ایک، اور یقینی..... فقط قرآن۔

آج قرآن بھی وہی ہے اور ربِ قرآن بھی وہی کہ وہ لافانی اور لایموت ہے۔ انسان بھی وہی ہے اور اس کے امراض بھی وہی کہ وہ ویسا ہی نادان وخطاکار ہے مگر کیا وجہ ہے کہ امراض دور نہیں ہورہے۔

آج قومیں ہی نہیں انسانیت بسترِ مرگ پر ہے اور شفا ہے کہ حاصل ہی نہیں ہوتی۔ قاری بھی ہیں، عالم بھی، حافظ اور مفسر بھی مگر....... مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ دن بھر کے 24 گھنٹوں میں اور سال بھر کے 365 دنوں میں کوئی گھنٹہ اور کوئی دن ایسا نہیں جب اس نسخہ شفا کی تلاوت نہ ہو رہی ہو۔ لیکن مرض دور کیوں نہیں ہو رہا؟ جواب تو بہت آسان ہے۔ بھلا کبھی کوئی مریض نسخہ کو گلے میں لٹکا لینے سے شفایاب ہوا ہے؟ یا کوئی طالب علم سر پر کتابیں لادنے سے عالم بنا ہے؟ ارشاد ربانی ہے

ترجمہ: ''جن لوگوں کو تورات دی گئی اور پھر وہ اس کے حامل نہ ہوئے ان کی مثال گدھے کی ہے جس پر کتابیں لاد دی گئی ہوں۔'' (الجمعہ)

> نبی مہربان ﷺ نے فرمایا۔ ''ایک وقت آئے گا جب علم مٹ جائے گا'' ایک صحابیؓ نے عرض کیا ''علم کیونکر مٹ جائے گا جبکہ ہم قرآن پڑھتے ہیں، اپنی اولاد کو پڑھاتے ہیں اور وہ اپنی اولاد کو پڑھائیں گے'' تو آپ ﷺ نے فرمایا ''خوب! میں تو تمہیں مدینہ کا سمجھدار آدمی سمجھتا تھا کیا تم دیکھتے نہیں کہ یہود و نصاریٰ تورات وانجیل کی کتنی تلاوت کرتے ہیں مگر اس پر کچھ عمل نہیں کرتے''
> (ابن ماجہ)

آج ہمارے احوال یہ بتلاتے ہیں کہ علم اٹھ گیا، علماء کی شریعت میں گفتار

Marfat.com

باقی ہے اور صوفی کی طریقت میں احوال باقی ہے۔

قولِ اقبالؒ

وہ مرد مجاہد نظر آتا نہیں مجھ کو
ہو جس کے رگ و پے میں فقط مستی کردار

قرآن ہم سے عمل کا مطالبہ کرتا ہے۔ اس کو صرف طوطے کی طرح رٹ لینا ہی کافی نہیں اس کو باترجمہ تفسیر سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اگر شفا مطلوب ہو تو، دوا تو کھانی ہی پڑیگی، زبان کو ذائقہ کتنا ہی کڑوا کیوں نہ لگے، مریض چاہے ایک فرد ہے یا قوم تمام انسانیت کی شفا اسی میں ہے۔

اگر آج ہم معاشرتی رسومات کو بھلا کر محض دینی تعلیمات کے لاکھوں مدارس کا بغور جائزہ لیں، مساجد سمیت دینی تعلیمات کی نشر و اشاعت کے نتائج پر غور کریں تو معلوم یہ ہوتا ہے کہ ہم سب رسومات میں کھو کر حقیقی تعلیم و تربیت اور اصلاحِ اخلاق و کردار سے بہت دور بلکہ فروعات، شیعہ، سنی، اہلحدیث مسالک کی تنگ نظری کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اسلامی نظریات، اقدار، فلسفہ، موت و حیات اور نظامِ فطرت ہماری نظروں سے اوجھل ہو گیا ہے۔ علم الابدان سے محرومی کا نتیجہ کہ قوم کے 90 فیصد افراد کسی نہ کسی مرض یا عارضہ میں مبتلا ہیں۔

ہماری نصابی تعلیمات میں اخلاق و کردار کی اصلاح اور تربیت کا پہلو نہ ہونے کے عوض ہر شعبہ زندگی میں اوپر سے نیچے تک اس قدر بگاڑ اور فساد برپا ہے کہ متاثرین اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں اسلئے ہر ہر وہ جان جو مسلمانی کی دعویدار ہے پر لازم ہے کہ دین کی اصل روح کو تلاش اور عمل کرے۔ تزکیہ نفس اور علم الادیان کی تعلیم و تربیت حاصل کرے۔

یوں تو دور حاضر میں ہر سکول و کالج یا ادارہ اسلامیات سمیت مختلف قسم کے علوم کو عوام الناس تک پہنچانے اور ہر ایک دوسرے پر سبقت لیجانے اور بہتر علم پھیلانے کا دعویٰ کرتا ہے۔ یہ سب علوم حقیقی علم سے کوسوں دور ہیں۔ کیونکہ یہی سارے علوم تو کفار و مشرکین بھی مثلاً معاشیات، سائنس، کمپیوٹر، فلکیات، کمیونیکشن میں زیادہ ملکہ رکھتے ہیں۔ اور دنیا بھر کے لوگ ان یونیورسٹیوں میں یہ علم حاصل کرنا فخر سمجھنے لگے ہیں۔

ظہور اسلام سے قبل قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں میں بھی یہ علم پایا جاتا تھا۔ پھر رب تعالیٰ نے اعلان نبوت کے بعد یہ ارشاد کیوں فرمایا:

ترجمہ: "پڑھو اور تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا۔ انسان کو وہ علم دیا

Marfat.com

جسے وہ نہ جانتا تھا''۔(سورۃ الفلق)

اس لئے تمام مسلمانوں کو یہ جاننا چاہیے ہے کہ علم حقیقی کون سا ہے۔جو انسان ظہور اسلام سے قبل نہ جانتا تھا۔اللہ تعالیٰ،اپنے کلام پاک میں سورۃ الفاطر میں ارشاد فرماتے ہیں:

ترجمہ:''حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے صرف علم رکھنے والے لوگ ہی اس سے ڈرتے ہیں''۔(پارہ نمبر ۲۲ سورۃ فاطر آیت نمبر ۲۸)

رسول اللہ ﷺ نے اسی علم کے حصول کیلئے فرمایا''علم حاصل کرنا فرض ہے''فرض کا ایک پہلو تو یہ کہ انسان کو اسے ادا کرنا ضروری ہوتا ہے اس کی راہ میں کسی طرح کی مشغولیت اور رکاوٹ حائل نہیں ہونی چاہیئے۔دوسرا پہلو یہ کہ یہ ایسی ذمہ داری ہے جو انسان اپنے رب کیلئے پورا کرتا ہے اور اس کے ذریعے اس کی عبادت کرتا ہے تیسرا پہلو یہ کہ اس کے ذریعے بندہ اپنے رب سے تقرب حاصل کرتا ہے۔چنانچہ اس علم کے حصول کو اس لئے فرض کیا گیا تا کہ انسان حقیقی معنوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی بندگی کر سکے۔یعنی عبادت و بندگی کی لذت اس علم کے حصول کے بغیر ممکن نہیں۔مندرجہ بالا تمام بحث سے ہمیں جو نتائج سامنے آئے وہ یہ ہیں۔

گویا حصول علم:فرض ہے۔شرط،خوف خدا۔مقصود،اللہ تعالیٰ کا قرب۔ثمرات،لذت بندگی و فلاح حقیقی ہے۔یہ چار خصائص جس علم میں پائے جائیں وہ علم حقیقی ہے۔ذرا غور کیجئے کہ رسول خدا ﷺ کی درسگاہ میں نہ تو قلم کا تذکرہ ملتا ہے نہ کسی تبلیغی نصاب کا۔بلکہ آپ کی درسگاہ میں صرف قرآن کریم کی تعلیم اور تزکیہ باطن کیا جاتا۔آپ کے علوم کے ورثاء میں یہ علم حقیقی سینہ بہ سینہ منتقل ہوا۔غوث اعظم کی محفل میں ستر جنازوں کا اٹھ جانا معمولی بات نہیں بلکہ اسی نور کے صدقے یہ مقام میسر آیا۔جو عالم،علم حقیقی پر عبور رکھتا ہو اور اس کی ترویج کرتا ہو وہی دراصل عالم ہے جب علما کو انبیا کا وارث بنا دیا گیا۔تزکیہ باطن کرنا بھی انبیاء کا ہی ورثہ ہے۔اب اگر کوئی عالم،علم حقیقی کا دعویٰ کرے لیکن تزکیہ باطن کے جوہر سے نا آشنا ہو تو علماء کی صف میں نہیں کھڑا ہو سکتا۔امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساری ساری رات خشیت سے رونا،بارگاہ ایزدی میں ساری رات سر تسلیم کو خم رکھنا لذت بندگی کے بغیر کیسے ممکن تھا۔انہوں نے یہ سب کچھ ایک فقیر حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ سے میسر آیا۔

غرضیکہ تمام علماء علم ظاہر میں تو ملکہ رکھتے ہیں لیکن علم باطن کی دولت جب تک حاصل نہیں ہوتی صاحب کمال نہیں بنتے۔

آج کچھ لوگوں میں یہ رواج پایا جاتا ہے کہ جس سے ادھار لیتے ہیں واپس یا ادائیگی میں پس و

Marfat.com

پیش اور کبھی انکار بھی کر دیتے ہیں حالانکہ قرآن کی رو سے قرض شہید کا بھی معاف نہ ہوگا۔ معاشرہ میں جھوٹ بد دیانتی جسقدر عام ہونے لگی ہے۔ افراد نظام فطرت کے تحت اس قدر بھوک، بیماری، فتنہ، فساد، میں ملوث ہوتے جاتے ہیں۔ رب قادر پر ایمان کا تقاضہ ہے کہ اللہ کی ربوبیت (پالنے والی ذات پاک) پر دلی یقین رکھے راضی بہ رضا رہے دکھ تکلیف میں اسی ذات حق سے مدد طلب کرے، اللہ بڑا ہی کارساز اور رحیم و کریم ہے۔

اسلامی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ مومن اپنی زندگی میں تقویٰ اختیار کرے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ایسا ڈرے جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے، اس کے دِل پر اللہ تعالیٰ کی پکڑ کا خوف ہر وقت طاری رہے کہ قرآن پاک نے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے انہی لوگوں کی فلاح اور نجات کی بشارت دی ہے، اطاعت اور پسندیدہ اخلاق کو دین اور ایمان کی اصل قرار دیا ہے۔

46- ہمارا نظام عدل اور قانون کی حکمرانی

فرمان سرکار دو عالم فخر موجودات سرور کونین ختم الرسل، ترجمہ ''تم سے پہلی امتیں اس ہلاک ہوئیں کہ ان میں سے جب کوئی عزت والا چوری کرتا تھا تو اسے سزا نہیں دیتے تھے۔ قسم ہے اللہ کی اگر محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالوں''

غور فرمایئے کہ حضور ﷺ نے کس خوبی سے یہ نکتہ بیان فرما دیا کہ جرم اور غلطی ہر حال میں قابل سزا ہیں اور اس معاملے میں کسی امتیاز اور کسی رعایت کی گنجائش نہیں ہے۔ جرم کرنے والا کوئی ہو کسی طبقے کا فرد ہو، کسی خاندان کا رکن ہو کیسا ہی بااثر ہو، کیسا ہی دولت مند ہو، اگر قانون کی خلاف ورزی کرے گا تو قانون اور انصاف کے مطابق سلوک کیا جائے گا۔ اس طرح حضور ﷺ نے معاشرے کو انصاف اور عدل اور مساوات کی وہ بنیاد عطا کر دی کہ جو ایک مستحکم اور پر امن معاشرے کی ضامن ہوتی ہے۔

آپ ﷺ نے امت کو عقائد و عبادات ہی کی ہدایت نہیں فرمائی بلکہ زندگی کے ہر میدان میں وہ حکمت آفرین ہدایات دی ہیں کہ ان پر عمل کر کے دین و دنیا کی نعمتیں حاصل کی جاسکتی ہیں اور اس کے بعد ہمیں رہنمائی کے لئے کسی اور جانب دیکھنے کی ضرورت نہیں رہتی بلکہ اگر دنیا اس حکیمانہ نمونہ فکر و عقل کو اپنا لے تو جس اضطراب اور انتشار میں وہ آج پھنسی ہوئی ہے اس میں مبتلا نہ ہو۔

برطانیہ ہمیں جو قانون ودیعت کر گیا ہے اس کا تقاضا ہے کہ چاہے سو گنہگار چھوٹ جائیں لیکن ایک بے گناہ کو سزا نہیں ملنی چاہیئے۔

وطن عزیز میں ہر جرم ثابت کرنے کیلئے موثر شہادت درکار ہوتی ہے جو اکثر دستیاب نہیں ہوتی

Marfat.com

دہشتگردی کا خوف اس قدر ہوتا ہے کہ کوئی چشم دید گواہ عدالت میں شہادت دینے کی جرات نہیں کرتا۔ججوں کو تحفظ نہیں دیا جاتا ایسے منصفوں کی مثال ہمارے سامنے ہے جو جرائتمندانہ فیصلہ کر کے بیوی بچوں سمیت ملک چھوڑ گئے۔قومیں تذبذب قوت فیصلہ کی کمی اور سازش سے نہیں بنتی بلکہ اعلیٰ فکر سے بنتی ہے اور جب اعلیٰ سوچ جنم لیتی ہے تو سسٹم خود بخود چلنے لگتا ہے۔اسلام ریاست کی بقاء اور فلاح کے تمام عناصر کا رخ عوام کی فلاح و بہبود سے منسلک کر دیتا ہے ریاست کا اولین فرض سرحدوں کی حفاظت کرنا ہے۔ریاست کے دوسرے فرائض میں ایسا مربوط عدالتی نظام شامل ہے جو عوام کے تنازعات حل کر سکے اور تیسرے فرض میں معاشی تمدنی اور معاشرتی پہلوؤں کو مثبت سمت عطا کرنا ہے کہ فرد کی زندگی ریاست میں خوشگوار ہونا شروع ہو جائے۔کوئی مسلم ہو یا غیر مسلم اس کو قتل کرنا یا کسی طرح سے تنگ بھی کرنا ابلیس کے کہنے پر چلنا اور رب العالمین کی ناراضگی کو دعوت دینا ہے جب اللہ کی پکڑ میں آتا ہے تو برباد ہو جاتا ہے اس لئے دنیا بھر میں تمام افراد کا فرض بنتا ہے کہ صلح جوئی اخلاقیات اور امن وامان سے اپنے معاملات طے کریں، قتل و غارت اور فسادنی الاض سے کنارہ کشی اختیار کریں ورنہ حشر کے دن ذلت و خواری ہوگی بعض سیاسی جماعتوں کو فوجی عدالتوں کے قیام سے اپنے لوگوں کے بقا کی فکر ہے بعض ناپختہ کار اور نیم خواندہ لوگ اسلامی شعائر کی من مرضی سے تشریح کرتے ہیں اور اپنے گمراہ کن نظریات کو عین اسلام سمجھتے ہیں۔

قانون کی حکمرانی سے مراد یہ ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق ضابطے اور قوانین موجود ہوں جن تک عام لوگوں کی رسائی ہو اور ان ضابطوں اور قوانین کے نفاذ واطلاق کے واسطے آزاد اور خود مختار عدالتیں موجود ہوں۔یہ عدالتیں اپنے فیصلوں میں مکمل طور پر آزاد ہوں اور بغیر کسی سیاسی دباؤ کے اپنے ضمیر کے مطابق فیصلہ کر سکتی ہوں۔یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ منصفوں اور ججوں کا انتخاب کرتے وقت اہلیت، صلاحیت، دیانت اور جرأت جیسے اوصاف کو مدِ نظر رکھا جائے اور ان اصحاب کو ہی ان عہدوں کیلئے منتخب کیا جائے جن میں یہ خصوصیات موجود ہوں، عدالتیں قانون اور دستور کے مطابق فیصلہ کریں۔ایک دفعہ درست فیصلہ ہو جانے کے بعد عزت اور احترام سے اس پر عمل درآمد کروایا جائے۔

دوسری جنگ عظیم کے موقعہ پر جب انگلینڈ پر جرمن ہوائی حملوں سے عرصہ حیات تنگ ہو گیا تھا ایک شخص نے وزیرِ اعظم چرچل سے کہا کہ بہت تباہی ہو رہی ہے،لوگ پریشان ہیں، چرچل نے پوچھا عدالتیں انصاف مہیا کر رہی ہیں۔جواب ملا جی ہاں، جس پر چرچل نے برجستہ کہا پھر اس ملک کو کوئی خطرہ نہیں۔قانون کی حکمرانی اور عدالتوں پر اعتماد کی یہ ایک مثال ہے۔

لیکن مملکت خدادادِ پاکستان، نام نہاد مغربی جمہوریت کے بدلے انواع واقسام کے مسائل سے

Marfat.com

دوچار ہے کہیں اقتصادی بدحالی کا رونا ہے تو کہیں لاء اینڈ آرڈر مسلسل سردردی بنا ہوا ہے، کہیں داخلی دباؤ اور انتشار مصیبتوں میں اضافہ کرتے نظر آتے ہیں تو کہیں خارجی دباؤ ہے۔ غرضیکہ انسانیت نہ جانے کس قدر ریاستی اور معاشرتی جبر وظلم اور ناانصافیوں کے بدلے سسکتی اور تڑپتی رہتی ہے لیکن موجودہ طرز حکمرانی اور قانون میں کوئی پُرسانِ حال نہیں۔ ہمیں اپنے قومی مسائل خود حل کرنا ہوں گے ایک اسلامی جمہوری اور عدل پر مبنی نظام قائم کرنا ہوگا۔ کیونکہ جب کسی شخص کو انصاف نہیں ملتا تو وہ غیر شعوری طور پر مروجہ قانون سے بغاوت کر کے قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے جو جرائم میں اضافہ کا سبب بنتا ہے۔

قتل و غارت میں اضافہ۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ سزائے موت کا قانون ختم کرنے کا مطلب قاتلوں کو کھلی چھٹی دینا ہے۔ اگر پھانسی کی سزا کو ہی ختم کردیا جائے تو مقتول کے خاندان کے پاس اسکے سوا کوئی راستہ نہیں رہتا کہ وہ قاتل سے بدلہ لیں۔ لوگ ہی نہیں جینے دیتے کہ ناخلف بیٹے باپ کا بدلہ نہیں لے رہے، پھانسی کی سزا کی منسوخی کے اعلان کے بعد اجرتی قاتلوں کا کاروبار خوب چمکے گا۔ امریکہ کی 52 ریاستوں کے ایک گروپ میں سزائے موت ختم کردی۔ جبکہ دوسرے گروپ میں سزائے موت رائج ہے۔ انسانی حقوق کے احترام، اخلاق اور تہذیب کے معیار کے حوالے سے دونوں گروپوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ قاتل کو موت کی سزا دینا اللہ کا حکم ہے۔

پاکستان میں برٹش عدالتی نظام بہت طویل اور فرسودہ ہے کہ قوم اس نظام سے سخت بیزار ہے۔ یہاں اسلامی (سعودیہ جیسا) نظام لائے بغیر کرپشن اور فساد وفتنہ کا خاتمہ ممکن نہیں۔

47- اتحاد بین المسلمین اور تفرقہ

اتحاد بین المسلمین اور تفرقہ کے بارے میں تمام مسالک کے علماء اور مشائخ نے ہمیشہ بہت زور دیا ہے۔ قرآن نے فرمایا۔ ترجمہ: ''تفرقہ نہ ڈالو، اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو۔'' سورۃ ال عمران

حضرت امام غزالیؒ کے مجاہدات اور باقیات نے قلب میں ایسی صفائی کردی کہ تمام حجاب اٹھ گئے۔ ''زمانے کی طرف دیکھا کہ فلسفہ اور عقلیات کے مقابلے میں عقائد کی ہوا اکھڑی کی جارہی تھی اور زمانہ، دین کی طرف سے متزلزل ہورہا تھا۔'' چنانچہ آپ مرتے دم تک عزلت کے دائرہ سے نکلنے اور علوم ظاہری و باطنی کی تلقین کرتے رہے

اسلام امن، عدل اور فلاح کا دین ہے جو وحی کے ذریعے نازل ہوا ہے۔ جو خالق کائنات نے اپنی خلقت کیلئے پسند فرمایا جن انسانوں اور گروہوں نے اسلام کی اصل روح کو دور نبوت کے آغاز سے اپنایا اور انکے بعد بھی مقربین نے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھا۔ وہ نجات پائے گئے۔

Marfat.com

آج تمام مسالک کی اکثریت قرآنی احکامات پر عمل نہیں کرتی، نماز نہیں پڑھتی، زکوۃ نہیں دیتی، حرام، جبر وظلم اور بے حیائی سے پرہیز نہیں کرتی تو پھر تفرقہ کس چیز کا، آمین اونچی نیچی یا ہاتھ اوپر باندھنے سے کیا فرق پڑتا ہے۔ اسلئے تمام مسالک کے علماء حق پر واجب آتا ہے۔ کہ وہ دین کی اصل روح پر خود اور اپنے پیروکاروں کو سدھاریں اور احکامات شریعت بجالائیں۔ تاکہ شامت اعمال کی سزا سے بچ سکیں انسانیت یہ ہے۔ کہ دل سے انسان کا مکمل احترام کیا جائے۔ حق، عدل، ایثار و خدمت اور خلوص کے ساتھ دکھی انسانیت کی خدمت کی جائے۔ توحید یہ ہے کہ ہر ہر مسالک اور فرد کو پہلے اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھنا چاہیے۔ کہ وہ کس قدر اطاعت گزار اور پرہیز گار ہے، کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ محض نام کا مسلمان ہو، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی نہ کرتا ہو جو دنیا و آخرت کی نجات و عرفان کی بنیاد ہے

جس کے بارے میں رسول اللہ کا ارشاد پاک ہے۔ "وہ انسان منافق ہے جو جھوٹ بولے، وعدہ خلافی کرے، خواہ نماز پڑھتا ہو روزہ رکھے یا حج کرے۔

اے کلمہ توحید کہنے والو پہلے اپنے عقیدہ کی قرآن و شریعت کی روشنی میں اصلاح کرو پھر تبلیغ دین کا حق ادا کرو۔ کہ بے عمل عالم کا وعظ فطری طور پر بے اثر رہتا ہے۔ آج زمانہ مذہب کی حقیقی روح سے غافل فلسفہ دین اور شعورِ زندگی کے ظاہری اور باطنی امور سے روگرداں مگر رسومات میں گم ہو رہا ہے اہلسنت کا بڑا گروہ ختم شریف ذکر واذکار اور میلاد کی محفلوں میں جاتا تو ہے اہل تشیع ذکر حسین میں بڑی کثرت سے شرکت کرتے تو ہیں دیو بندی حضرات اور اہل حدیث دینی مدارس کے قیام میں سب سے آگے تو ہیں مگر قرآن و حدیث کی ہدایت اور تاریخی عبرت آموز امور سے آشنائی نہیں لیتے۔ جبتک سب مل کر نفاذِ اسلام کی بھرپور جدوجہد نہیں کرتے دین کا حق ادا نہیں ہوتا بلکہ جلسے جلوس اور کانفرنسیں رسمی دکھائی دیتی ہیں۔

تفرقہ کے بارے میں کل علما کانفرنس نے 97ء میں صاحبزادہ فضل کریم کی زیر صدارت عہد کیا تھا کہ اپنے مسلک پر قائم رہو، پرچار کرو مگر دوسرے کو بُرا مت کہو لیکن آئمہ مساجد نہ جانے دوسرے مسالک کو کفر و شرک اور نہ جانے کیوں دائرہ اسلام سے خارج کر دیتے ہیں حالانکہ توحید باری تعالی رسالت نبی ﷺ قرآن و احادیث اور شریعت محمدی نماز، روزہ، حج، زکوۃ، یقین آخرت سمیت اعمال صالح پر تمام مسالک کا ایمان اور یقین ہے یہی دین اسلام ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو شخص دوسرے کو کافر کہتا ہے۔ اگر نفس الامر میں کافر نہ ہوگا۔ تو کافر کہنے والا یقینی طور پر کافر ہو جائے گا۔ اور

Marfat.com

لعنت کا حکم بھی یہی ہے۔ اگر وہ لعنت کا مستحق نہیں تو بولنے والا ضرور لعنتی ہوگا۔ چنانچہ تکفیر اور لعنت ملامت جہاں تک ہو سکے احتیاط کرنا ضروری ہے۔ کتاب عقائد مسلم میں ہم نے انہی احکامات الٰہیہ اور فرمودات رسول ﷺ کا نصیحت آموز تذکرہ کیا ہے

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

- اور یہ دعا فرمائی! میرے مولا بُرائی سے بچانا مجھ کو نیک جو راہ ہو اُسی راہ پہ چلانا مجھ کو تفرقہ در حقیقت دین میں نہیں تفرقہ یا کوتاہی ہمارے اعتقادی ایمان میں ہے توحید باری تعالی اور رسالت مآب ﷺ کی تعلیمات پر عمل نہ کرنے کا فکر آخرت، رزق حلال اور عدم ادائیگی زکوۃ کا۔ بامعنی قرآن مجید مطالعہ اور تفسیر کا، اخلاق حسنہ، شرم وحیا، سادگی، پاکیزگی، احترام انسانیت اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالی کی رضایت، ربوبیت اور توکل میں کمی کا۔ رسُول خدا ﷺ کی رسالت اور شفاعت میں کمی ایمان اور ادب واحترام کا۔

اے مسلمانو ہوش میں آؤ خدارا اپنے ہاتھوں اپنے ہی دین کو برباد نہ کرو اپنے ایمان کو ضائع نہ کرو مہلت زندگی میں اپنی سانسوں کو اللہ تعالی کی رضا اور اطاعت رسولؐ کے لیے محفوظ کرلو۔ تمام مسالک کے علماء کو عوام میں تنقیدی روش کی بجائے برداشت اصلاح اور قرآن وسنت کی تقلید کا پرچار کرنا چاہیے۔

بلاشبہ آج ہماری اکثریت ایمان کی لذت اور اسکی خیر و برکت سے ناآشنا اور محروم ہے درحقیقت محض زبان سے (الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) کہنے اور ورد کرنے سے ایمان کی تکمیل نہیں ہو جاتی جبتک ایمانیات کے تینوں جزو کی عملاً پیروی نہ کی جائے۔ ایمانیات میں اول توحیدِ ورسالت پر دلی ایمان اور تصدیق قلبی، دوم احکامات قرآن واحادیث کی پیروی، سوم خلقِ خدا کے ساتھ معاملات یعنی حقوق العباد کی خلوص دل سے ادائیگی شرط ایمان ہے۔

امت مسلمہ روحانی اور مادی زوال کا بنیادی سبب فرقہ بندی اور ذات پات کا نظام ہے۔ مسلمانوں نے اسلام کی اصل روح سے روگردانی کرتے ہوئے نسلی برتری اور خونی رشتوں کے تقدس کے جاہلانہ تصورات کو اپنا لیا ہے۔ یوں ان کی قومی اور ملی وحدت پارہ پارہ ہوکر رہ گئی ہے۔ جو اسلام کی اصل روح اور تعلیمات سے روگردانی ہے۔

ہمارے تمام مذہبی فرقوں کا مشترک سرچشمہ فیضان قرآن حکیم اور آنحضور ﷺ کی ذات والا صفات ہے جنہیں حریم کبریا سے ایک دین کی اشاعت اور واحد امت کی تشکیل کا بار امانت سونپا

Marfat.com

تھا۔ہمارے ہاں مذہبی جنون اور دہشت گردی کے پس پردہ جو بھی اندرونی اور بیرونی ہاتھ کارفرما ہیں انہیں الزام دینے سے پہلے اس حقیقت کا اعترف کرنا انتہائی ضروری ہے کہ طلوع آزادی سے لے کر اب تک ہم نے اسلامی تعلیمات کو اپنی اجتماعی اور انفرادی زندگی کو رہنما بنانے کے فریضہ سے مجرمانہ غفلت کا ارتکاب کیا ہے۔حریت و مساوات اور محبت واخوت کا مرکز انسان کا دل ہے مگر اس کا عملی ظہور اقتصادی مساوات، سادگی، پرہیز گاری، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی احسن ادائیگی سے منسلک ہے۔آخرت کی سزا جزا پر پختہ ایمان اسلام اور ایمان کی بنیاد ہے۔

ذات باری تعالیٰ سے قرآن حکیم میں پچھلی قوموں پر آفات سماوی اور فساد وفتنہ کا ذکر ہمیں نصیحت و عبرت دینے کیلئے کیا ہے ان آفات کا سبب فسق و فجور اور زمین پر ظلم وفساد ہی کو قرار دیا ہے۔علماء حق پر فرض عائد ہوتا ہے کہ تمام مسالک اور نصاب تعلیم میں ان قرآنی تعلیمات ذکر وفکر اور اطاعت پر عمل پیرا اور اللہ پر توکل کی تلقین کریں۔

48- استخارہ

بندہ جب کوئی اہم کام کرنے کا اِرادہ کرے تو اللہ تعالےٰ سے صلاح لے لے، اس صلاح لینے کو استخارہ کہتے ہیں۔حدیث میں اس کی بہت ترغیب آئی ہے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ سے صلاح نہ لینا اور استخارہ نہ کرنا بڑی کم نصیبی کی بات ہے کہیں شادی کرے یا سفر کرے یا اور کوئی (جائز) کام کرے تو بغیر استخارہ کیے نہ کرے۔

انشاءاللہ کبھی اپنے کیے پر پشیمان نہ ہوگا۔(ردُّ المحتار)

اگر کوئی عربی نہ پڑھ سکے تو ترجمہ ہی خشوع ورجوع کے ساتھ پڑھ لے۔

مسلہا گر حج کے لیے جانا ہو تو یہ استخارہ نہ کرے کہ میں جاؤں یا نہ جاؤں بلکہ یوں استخارہ کرے کہ فلاں دن جاؤں کہ نہ جاؤں (ردُّ المحتار)

کہ استخارہ کی غرض ایک خاص دُعا کے ذریعہ تردُّد دور کرنا ہے، اِس لیے ایسے کاموں میں کرے جن میں تردُّد ہوسکتا ہے یعنی جن میں مفید ہونا یا مُضر ہونا دونوں احتمال ہوں۔

نماز استخارہ بعض احادیث میں مذکور ہے کہ نماز استخارہ 2 رکعت نفل کی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد یٰایھا الکفرون پڑھے اور دوسری میں قل ھواللہ اور بہتر ہے کہ دُعا کے اوّل وآخر سات مرتبہ درود شریف پڑھے (احیاء العلوم)

اگر ایک دن میں کچھ معلوم نہ ہو تو دوسرے دن پھر ایسا ہی کرے، اسی طرح سات دن تک کرے

Marfat.com

، انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اُس کام کی اچھائی، برائی معلوم ہو جائے گی (ردُّ المحتار)
مسئلہ اگر نماز نہ پڑھ سکے تو صرف دُعا ہی سے استخارہ کرے یا اول و آخر درود شریف پڑھ کے (طحطاوی علیٰ مراقی)

دعائے استخارہ:

ترجمہ: اے اللہ میں بھلائی مانگتا ہوں تجھ سے تیرے علم کے ساتھ اور قدرت مانگتا ہوں تجھ سے تیری قدرت کے ساتھ اور مانگتا ہوں تجھ سے تیرے بڑے فضل میں سے کیوں کہ تو قادر ہے اور میں قادر نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو بہت جاننے والا ہے۔ چھپی باتوں کا۔ اے اللہ اگر یہ کام اچھا ہے میرے لیے میرے دین کیلئے اور میرے معاش کیلئے اور میرے انجام کار میں تو تجویز فرما دے، اس کو میرے لیے اور آسان کر دے اس کو میرے لیے پھر برکت دے اس میں میرے لیے، اور اگر یہ کام بُرا ہے میرے لیے، میرے دین کیلئے اور میرے معاش کیلئے اور میرے انجام کار کیلئے تو ہٹا دے اس کو مجھ سے اور ہٹا دے مجھ کو اس سے اور نصیب کر مجھے بھلائی جہاں کہیں بھی ہو پھر راضی رکھ مجھ کو اُس پر (مشکوٰۃ) اور جب ھٰذا الامر (اے اللہ اگر) پر پہنچے جس لفظ پر (دو جگہ) لکیر بنی ہے تو اس کے پڑھتے وقت اپنے کام کا خیال کرے۔ اس کے بعد پاک صاف بستر پر قبلہ کی طرف مُنہ کر کے باوضو سو جاوے اور جب اُٹھے، اُس وقت جو بات دل میں مضبوطی سے آوے وہی بہتر ہے، اُسی کو کرنا چاہیے (ردُّ المحتار)

دعائے استخارہ دوئم: اے اللہ پسند کر میرے لیے اور اختیار کر میرے لیے اور نہ سونپ مجھ کو میرے اختیار کی طرف) ایک بار پڑھے (مظاہر حق) پھر جس طرف زیادہ خیال آوے اُس کو اختیار کرے۔ یہ استخارہ بھی سات دفعہ تک کیا جا سکتا ہے۔ یاد رکھیے کہ عملیات کی تاثیر ظاہری و باطنی پاکیزگی، حلال روزی اور راست گوی، اختیار کرنے اور گناہوں سے بچنے پر ظاہر ہوتی ہے۔ اور مقررہ وقت کی رعایت بھی ضروری ہے۔

نماز حاجت

حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس کو کوئی حاجت خدا تعالیٰ یا کسی بندہ سے ہو تو چاہیے کہ اس نماز کو پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ اُس کی حاجت پوری ہوگی (ترمذی)
طریقہ اس کا یہ ہے کہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھے پھر اللہ تعالیٰ کی حمد (سورہ فاتحہ) اور درود شریف کے بعد یہ دُعا پڑھے۔

Marfat.com

(کوئی معبود نہیں سوائے اللہ بُردبار، کرم کرنے والے کے، پاک ہے اللہ عرش عظیم کا پرو ردگار۔ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو رب ہے تمام جہانوں کا، میں سوال کرتا ہوں تجھ سے اُن کاموں کا جو تیری رحمت اور بخشش کا موجب ہیں اور فائدہ کا ہر نیکی سے اور سلامتی کا ہر گناہ سے۔ نہ چھوڑ میرے لیے کوئی گناہ بغیر بخشے اور کوئی غم بغیر دور کیے اور کوئی حاجت اپنی پسندیدہ بغیر پوری کیے۔ اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان (مشکوۃ)

نمازِ استخارہ حاجت آئندہ کے لیے ہوتی ہے اور نماز حاجت حاجت موجودہ کے لیے (غایۃ الاوطار)

49- دعوت فکر / (صوفی برکت علیؒ)

اے انسان تو اپنی حقیقی منزل سے بہت دور غفلت کی زندگی گزار رہا ہے۔ یہ مہلت عارضی اور بہت جلد ختم ہو جانے والی ہے۔ آخرت اور موت کو برحق سمجھ کر اپنے اعمال کو درست کر لے۔ سادگی ، دیانت اور ایثار و خدمت (خیرات و زکوۃ) کو اپنا لے۔

خبردار: شام ہو چکی ہے، بازار بند ہونے کو ہے اور آخرت کا سودا ابھی خریدا ہی نہیں۔ اے انسان ہوش میں آ، تیری زندگی نہ جانے کب ختم ہو جائے، تو نے آخرت کی زادِراہ حاصل کی ہی نہیں۔

ہوشیار: تیرا دل غیر حاضر، آنکھ بے حیا اور زبان بے قابو ہے۔ بہترین عمل اطاعتِ حق اور خدمت خلق ہے۔ جس میں افضل ترین خدمت علاج معالجہ ہے۔ خلقِ خدا، مومن ہو یا کافر، درند ہو یا پرند، چرند، سب کی خدمت، ثمرِ بے نیاز کر خدمت بہترین عبادت ہے جو توفیق باری تعالیٰ سے عطا ہوتی ہے۔ بلاشبہ تو دنیا میں مسافر ہے، مسافر اللہ تعالیٰ کی رضا کے بغیر کسی کا دوست یا دشمن نہیں ہوا کرتا۔ مسافر ، راہ گیر ہے، ذرا سی دیر کیلئے رکا، ستایا اور چلا گیا۔ مسافر کسی کے معاملہ میں نہیں الجھتا۔ کبھی راہ گیر بھی راہوں میں دل لگاتے اور مکان بنایا کرتے ہیں۔؟

اور تو کس راستہ پر چل پڑا ہے؟ کیا تجھے یقین نہیں کہ تیرا وطن گور (قبر) ہے جہاں تو نے رہنا ہے، تیرے نیک و بد اعمال کے بدلے قبر جنت کا باغ ہے یا دوزخ کا گڑھا ہے۔ اسلئے بہتر مقام کے حصول کا سوچ کیونکہ دنیاوی اعمال کی فطری جزاء و سزا کا بوجھ تو نے اکیلے ہی اٹھاتا ہے۔ جو برے اعمال کے بدلے بھاری عذاب بھی ہو سکتا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ تیرے گناہوں کیوجہ سے دل سیاہ ہو چکا ہے اور بقول علامہ

Marfat.com

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

اگر تو آخرت چاہتا ہے تو آج ہی اپنے دل کی سیاہی کو سچی پکی توبہ اور کلمہ طیبہ کے بامعنی ورد اور تصور سے دور کر۔

یوم حشر نجات کیلئے زادِ راہ (نیکیاں) کمالے اور اعمال صالح کے ذریعے بہتر مقام حاصل کر لے۔ یاد رکھ موت کے بعد پچھتاوا کام نہ دے گا۔

''آج یہ زندگی، تیرے عمل کا دن ہے، حساب کا نہیں کل قیامت کا دن (حساب) کا ہوگا عمل کا نہیں'' ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ تم میں سے ایک گروہ کا یہ کام ہونا چاہئے کہ وہ لوگوں کو خیر کی جانب بلائیں ورا چھے کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے منع کریں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو نماز وزکوٰۃ کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ اور اس کے ساتھ دینداروں کی تعریف کی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے ابن مریم! پہلے خود کو نصیحت کرو جب تم اس کو ول کر لو تب دوسروں کو نصیحت کرو ورنہ مجھ سے شرم کرو محاسبہ کا اوّل درجہ نصیحت کرنا ہے اور خداوند زوجل سے ڈرانا اور اس کی نافرمانی کا خوف دلانا اور یہ تمام مسلمانوں پر واجب ہے تو پھر کسی منشور اور رمان کی کیا ضرورت ہے بلکہ فاضل ترین عبادت یہ ہے کہ بادشاہ کو نصیحت کیجائے اور اس کو اللہ تعالیٰ کا وف دلایا جائے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے بعد ظالم سلاطین ہونگے جو شخص ان کے ظلم و جھوٹ کو عدل سور کرے گا اور ان سے راضی اور خوش ہوگا

وہ ہم میں سے نہیں ہوگا اور روزِ قیامت اسے میرے حوضِ کوثر کا راستہ نہ ملے گا، اور آپ کا یہ بھی مان ہے کے خدا تعالیٰ کے سب سے زیادہ دشمن وہ علماء ہیں جو امراء کے پاس جائیں۔

قرآن کے مطابق زندگی کا وقت تیزی سے گزر رہا ہے۔ آپ غور کیجیے: آپ کیا پا رہے ہیں، کوئی نی یا مستقل چیز؟ مسرت یا پچھتاوا؟ آپ کے وقت میں اسلام کو کتنی ترجیح حاصل ہے؟ وقت کس ب سے اللہ کی راہ میں لگتا ہے؟'' اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل کیلئے کیا سامان کیا ہے''

غور اور فکر مراتبہ کا مرتبہ رکھتا ہے اسکو اپنانے سے دین، دنیا اور آخرت سنور جاتی ہے۔

لوگوں کا بیش تر وقت حصول رزق کی کوشش میں صرف ہو جاتا ہے: ''لوگوں کیلئے

Marfat.com

نفس: عورتیں، اولاد، بڑے اور قیمتی گھر، کاریں، مال مویشی اور زرعی زمینیں بڑی خوش آئندہ بنادی گئی ہیں"۔

قرآن کہتا ہے: مگر یہ سب دنیا کی چندہ روزہ زندگی کے سامان ہیں۔ حقیقت میں جو بہتر ٹھکانا ہے، وہ تو اللہ کے پاس ہے۔ کہو: میں تمھیں بتاؤں کہ ان سے زیادہ اچھی چیز کیا ہے؟ جو لوگ تقوی کی روش اختیار کریں، ان کیلئے ان کے رب کے پاس باغ ہیں، جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، وہاں انھیں ہمیشگی کی زندگی حاصل ہوگی، پاکیزہ بیویاں ان کی رفیق ہوں گی اور اللہ کی رضا سے وہ سرفراز ہوں گے۔

جو کچھ تمھارے پاس ہے وہ خرچ ہو جانے والا ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہی باقی رہنے والا ہے، اور ہم ضرور صبر سے کام لینے والوں کو ان کے اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق دیں گے۔ (النحل ۱۶: ۹۶)

اور اے نبیؐ: انھیں حیات دنیا کی حقیقت اس مثال سے سمجھاؤ کہ آج ہم نے آسمان سے پانی برسا دیا تو زمین کی پود خوب گھنی ہوگئی، اور کل وہی نباتات بھس بن کر رہ گئی، جسے ہوائیں اڑائے لئے پھرتی ہیں۔ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ یہ مال اور یہ اولاد محض دنیاوی زندگی کی ایک ہنگامی آرائش (زینت) ہے۔ اصل میں تو باقی رہ جانے والی نیکیاں ہی تیرے رب کے نزدیک نتیجے کے لحاظ سے بہتر ہیں اور انہی سے اچھی امیدیں وابستہ کی جاسکتی ہیں۔ (الکھف ۱۸: ۴۵۔۴۶)

اور اللہ کو اچھا قرض دیتے رہو۔ جو کچھ بھلائی تم اپنے لئے آگے بھیجو گے، اسے اللہ کے ہاں موجود پاؤ گے وہی زیادہ بہتر ہے اور اس کا اجر بہت بڑا ہے۔ اللہ سے مغفرت مانگتے رہو، بے شک اللہ بڑا غفور و رحیم ہے (المزمل ۷۳: ۲۰)

جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں صرف کرتے ہیں ان کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ بویا جائے اور اس سے سات بالیں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں۔ اسی طرح اللہ جس کے عمل کو چاہتا ہے افزونی عطا فرماتا ہے۔ وہ فراخدست بھی ہے اور علیم بھی۔ (البقرہ ۲: ۲۶۱)

رسول اللہؐ نے فرمایا کہ وہ شخص جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے نہ جہاد کے بارے میں سوچتا ہے منافق کی موت مرے گا۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا! اس ہستی کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے مجھے پسند ہے کہ میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں تا کہ ایک دفعہ پھر اس راہ میں جان دے سکوں (بخاری مسلم)

خدا کے بندو کچھ تو نیک عمل کرلو: لوگو! یہ دنیا گزرگاہ ہے، اور آخرت قرار (ہمیش) کی جگہ۔ اس راستے سے منزل کیلئے کچھ تو لیتے چلو!

Marfat.com

اللہ جو تمہارے راز جانتا ہے اس کے سامنے اپنے پردے نہ چاک کرو، اور دنیا سے اپنے جسموں کے نکلنے (اور قبر میں جانے) سے پہلے اپنے دلوں کو نکال کو اس مست زندگی میں تو تمہارا امتحان لیا گیا ہے۔ پیدا تو تم دوسری جگہ کے لئے ہوئے ہو جب آدمی مر جاتا ہے، تو لوگ کہتے ہیں کیا چھوڑ گیا؟ اور فرشتے کہتے ہیں کیا لایا ہے؟ خدا تمہارے اجداد کو بخشے، کچھ تو قیامت کیلئے بھیج دو کہ تمہارے کام آئے گا۔ اور سب کچھ یہیں نہ چھوڑ جاؤ کہ اگلا جہاں تمہارے لئے وبال بن جائے۔

خدا تمہیں اجر دے، وسائل سفر (آخرت) کو تیار کرلو کہ ندائے کوچ بلند ہونے والی ہے۔ دنیا میں رہنے کی مدت کم سمجھو اور خدا کی طرف جانے کے لئے مناسب سامان (طاعت و بندگی) مہیا کرلو کیونکہ وہ مقام تمہارے سامنے ہے جس کی گھاٹیاں دشوار گزار اور ان میں قیام کرنے سے مفر نہیں" جان لو کہ موت کا گوشہ چشم تمہاری طرف نگراں ہے۔ گویا تم اس کے پنجہ میں گرفتار اور سخت مصیبتیں اچانک تم پر آ رہی ہیں تو دنیا کے علاقوں کو توڑ دو اور توشہ پرہیزگاری کو تیار کر بصرہ میں امیر المومنین علی مرتضےٰ علاء ابن زیاد الحارثی کی عیادت کو تشریف لے گئے، جو آپ کے اصحاب میں سے تھے اور علیل تھے، آپ نے ان کی فراخی خانہ ملاحظہ کی تو فرمایا: عالم آخرت میں وسعت منزل کے تم زیادہ محتاج اور ضرورت مند ہو۔

انسان جب تک زندہ ہے اسے چاہئے کہ ہر فرصت سے فائدہ اٹھائے اور اپنی زندگی اطاعت وعبادت الٰہی میں صرف کردے تاکہ اس دنیائے فانی سے جب رخصت ہو تو اس کو عالم باقی کی دائمی حیات حاصل ہو جائے۔

50- دعائیں

موجودہ دور کے ہم جیسے گنہگاروں کی نجاتِ دنیا و آخرت کیلئے عظیم دعائے رسولؐ

ترجمہ: "اے اللہ! ہم تجھ سے پاک وصاف زندگی اور ایسی ہی عمدہ موت طلب کرتے ہیں۔ خدایا! ہمارا لوٹنا ذلت و رسوائی کا نہ ہو۔ خدایا! ہمیں اچانک ہلاک نہ کرنا، نہ اچانک پکڑنا اور نہ ایسا کرنا کہ ہم حق ادا کرنے اور وصیت کرنے سے بھی رہ جائیں۔ خدایا! ہم تجھ سے حرام اور دوسروں کے سامنے دستِ سوال بننے کی فضیحت سے بچنے کی دعا کرتے ہیں۔ اے اللہ، ہم تجھ سے پاکیزہ زندگی، نفس کا غنٰی، بقاء، ہدایت و کامیابی اور دنیا و آخرت کے انجام کی بہتری طلب کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب، ہم شکوک وشبہات اور آپس میں نفاق، ریا، بناوٹ اور دین کے کاموں میں دکھاوے کے عمل سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔ اے دلوں کے پھیرنے والے رب! ہمارے دل ہدایت کی طرف پھیرنے کے بعد ٹیڑھے نہ کرنا اور ہمیں اپنی طرف سے خاص رحمت عطا فرمانا۔ بے شک تو سب کچھ عطا کرنے والا ہے۔"

Marfat.com

کھانا کھانے کی دعا : شکر الحمد اللہ الذی اتعمنا وسقٰناوجعلنا م
المسلیمین گھر سے نکلنے کی دعا: بسم اللہِ توکلت علی اللہِ لاحولا ولا قوتَ الا بِا اللّٰ
العَلیُّ العظیم چاند دیکھنے کی دعا: اللّٰہ همه اهلناعلیس با المن وسلامه ولاسلام ر
وربك اللّٰہ جب بھی خدا سے دعا کرنا ہو تو اس کی ابتدا پیغمبر ﷺ کے لیے درود پاک سے کرو۔ پھر ا
حاجت طلب کرو۔ کیونکہ خدا اس سے کہیں زیادہ بزرگ ہے کہ اس سے وہ درخواستیں کی جائیں ، او
ایک کو پورا کرے اور دوسری سے روک دے۔

نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: "میں ایسا کلمہ جانتا ہوں جسے کوئی مصیبت زدہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے۔

"لا اله الا انت سبحٰنك انی کنت من اظٰلمین"

"مشائخ وعلماء نے حسبنا اللہ ونعیم الوکیل پڑھنے کے فوائد میں لکھا کہ آیت کو ایک ہزار مرتبہ ج
ایمان واعتقاد کے ساتھ پڑھا جائے اور دعا مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ رد نہیں فرماتے۔ ہجوم افکار و مصا
میں حسبنا اللہ الوکیل کا پڑھنا مجرب ہے (معارف القرآن جلد 2 صفحہ 244)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی پاکؐ نے فرمایا: جب ہمیں کوئی مصیبت پیش آئی ، حضر
جبرائیلؑ تشریف لاتے اور فرماتے: یہ دعا پڑھو۔

ترجمہ: بھروسہ کیا میں نے اس ذات پر جو زندہ ہے مرے گی نہیں جس نے نہیں بنایا بیٹا نہ اس
ئی سلطنت میں شریک ہے نہ کوئی ذات میں مددگار ہے۔ اس کی بڑائی بیان کیجئے۔

ایک مبارک ورد اور دعا۔ امام محمد الجزری الشافعی فرماتے ہیں "کسی بھی رنج وغم یا بیماری میں مبتلا
ہونے کے وقت کثرت سے یہ دعا پڑھے لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ حدیث شریف میں آیا ہے، جو شخص ب
پڑھتا ہے اس کے ننانوے (99) دکھ بیماریوں کی دواء ہے جس میں سے سب سے ہلکی بیماری فکر
پریشانی ہے۔ (حصن حصین)

اللہ کی حفاظت میں رہنے کا عمل۔ اس اسم "یا حَفِیظُ" کو روزانہ صبح وشام کثرت سے پڑ وا
ہمیشہ اللہ کی پناہ میں ہوتا ہے۔ شیطان اور دشمن کے حملوں سے محفوظ اور مامون رہتا ہے اگر کسی ان
دوکان میں اس اسم "یا حَفِیظُ" کو 1100 مرتبہ پڑھ کر پانی دم کر کے چھڑک دیں تو انشاء اللہ ان
دوکان ہمیشہ محفوظ رہے گی اور کسی قسم کا خوف نہیں رہے گا اگر کسی جنگل میں جا رہے ہو تو اس اسم کا
جائیں انشاء اللہ موذی جانور کبھی قریب نہ آئے گا اور نہ کسی قسم کا نقصان پہنچ سکے گا۔

Marfat.com

شیطانی تصورات سے بچنے کا عمل۔اگر کوئی یہ چاہے کہ اس کا دل شیطانی تصورات اور گندے خیلات کی آماجگاہ نہ بنے تو وہ ہر نماز کے بعد 121 مرتبہ یہ اسم ''یاحَفِیظُ'' اس طرح پڑھے کہ اول وآخر تین مرتبہ درود پاک پڑھے چالیس یوم تک کے اس مسلسل عمل سے انشاء اللہ تعالیٰ سکون قلبی نصیب ہوگا اور اللہ تعالیٰ نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔

حادثات سے محفوظ رہنے کا عمل۔یہ اسم ''یاحَفِیظُ'' حادثات سے محفوظ رہنے کے لئے بہت موثر ہے اس لئے جب بھی ،بس،ریل،کار،جہاز،یا بحری جہاز میں جائیں تو اس اسم ''یاحَفِیظُ'' کو پڑھتے جائیں۔انشاءاللہ بحفاظت منزل مقصود پر پہنچیں گے خاص کر ڈرائیونگ کرتے ہوئے یہ اسم پڑھتے رہنا چاہئے۔انشاءاللہ،اللہ تعالیٰ انہیں حفاظت میں رکھے گا۔ایک بزرگ کا قول ہے کہ اگر کوئی بحری جہاز ڈوبنے کے بعد اس اسم کا ذاکر کسی تختے پر بیٹھا ہو تو انشاءاللہ بحفاظت کنارے پر لگے گا۔

مرض نسیان کا علاج۔اگر کسی کا حافظہ کمزور ہو اور مرض نسیان میں مبتلا ہو وہ ہر روز نماز فجر کے بعد 500 مرتبہ یہ اسم مبارک پڑھے انشاءاللہ تعالیٰ اسکی یادداشت تیز ہو جائیگی اور کبھی بھی اسے کوئی بات نہیں بھولے گی۔ایک اور قول کے مطابق مرض نسیان دور کرنے کیلئے اگر کوئی شخص ہر روز صبح کی نماز کے بعد ''یاحَفِیظُ'' کا ورد نہیں ہونے دیتا۔اس ورد سے بجا طور پر بندے کی یاداشت بھی بڑھ جاتی ہے۔

سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبٍّ الرَّحِيمِ ترجمہ،رب کے قول میں سلامتی اور رحمت ہے۔

یہ آیت سورہ یٰسین کا دل ہے،سلامتی روزگار اور اللہ کی رحمت کے حصول کیلئے یہ وظیفہ بہت ہی موثر ہے اس وظیفہ کو پڑھنے والا ہمیشہ اللہ کی پناہ میں رہتا ہے تندرست اور باعزت رہتا ہے۔جس چیز کی جائز خواہش کرتا ہے اللہ پوری کرتا ہے اسے روز پڑھنے والا صاحب ایمان مرتا ہے مخلوق خدا میں ہمیشہ باعزت رہتا ہے حتیٰ کہ دشمن تک بھی اس کے گرویدہ ہو جاتے ہیں اگر کوئی مشکل درپیش آجائے تو اسے پڑھنے سے دور ہو جاتی ہے۔

51- فکرِ آخرت

حق تعالیٰ نے عالم اجسام اور عالم ارواح پیدا فرمائے۔عالم اجسام کو آدمیوں کی روح کا مقام بنایا کہ اس عالم سے زادِ آخرت لے سکیں۔اور ہر شخص کے رہنے کی ایک مدت مقرر فرمادی۔اس مدت کی انتہا کو موت بنایا بڑھنے گھٹنے کو اس میں کوئی دخل نہیں۔جب اجل آجاتی ہے تو جان کو بدن سے جدا کردیا جاتا ہے۔روز قیامت جو حساب و بدلے کا دن ہے اس میں جان پھر قالب میں ڈالینگے۔سب کو اٹھا کھڑا کریں گے اور ہر ایک اپنے اپنے کردار اعمالنامہ میں لکھے دیکھے گا۔اس نے جو کچھ دنیا میں کیا ہے سب

Marfat.com

یاد دلائیں، عبادت اور گناہ کی مقدار کو ایسی ترازو میں جو اس کام کے لائق ہوگی تول کر بتائیں گے، پھر سزا جزا کے عمل سے گزاریں گے۔

دنیاوی زندگی کے مقابلے آخرت کی زندگی کی مثال ایسی ہے۔ جیسے سمندر میں انگلی ڈبو کر نکال لی جائے۔ انگلی پر چند قطرے پانی کے سمندر کے پانی کے سامنے کیا حیثیت ہے وہ انسان کتنا بدبخت ہے جو اتنی قلیل دنیا میں حرام وحلال کا خیال نہ رکھے اور خدا سے نہ ڈرے نبی ﷺ نے فرمایا' دنیا میں ایسے رہ جیسے تو مسافر ہے قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

ترجمہ ''اے ایمان والو اللہ کی طرف توبہ کرو، خالص توبہ۔ (سورۃ تحریم آیات نمبر 8)

سچی توبہ کی توفیق اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت سے ملتی ہے جو خالق کائنات نے اپنے بندوں کی نجات کے لیے عطا کی ہے۔ توبہ کا دروازہ موت تک کھلا رہتا ہے۔ جب موت کا فرشتہ آتا ہے تو یہ دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

علی المرتضیٰؓ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: ''اے لوگو! اپنی ذات کی بے بسی اور حقیقت جان لو، اس اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس نے تمہیں پیدا فرمایا اور بے پناہ اختیار و تصرف اور نعمتوں سے نوازا اور وہی تمہیں موت دے گا اور یومِ حساب تمہیں سزا و جزا کیلئے جمع کرے گا اس کی نافرمانی نہ کرو کہ بدبختی تمہیں گھیر نہ لے۔''

ذرا غور تو کرو اور بتاؤ! کیا جب موت کا فرشتہ (ملک الموت) کسی گھر میں داخل ہوتا ہے تو تم اس کا احساس کرتے ہو؟ جب وہ کسی کی روح قبض کرتا ہے تو تم اسے دیکھتے ہو؟ نہیں، بلکہ شکم مادر میں یہ جنین کی روح کس طرح قبض کر لیتا ہے؟ کیا یہ ماں کے بعض اعضاء پر وارد ہو جاتا ہے؟ کیا پروردگار کے حکم سے خود، روح اس کی جانب پرواز کر جاتی ہے؟ یا خود ملک الموت ماں کے بعض اجزاء درونی میں ٹھہر جاتا ہے؟ (ذرا غور کرو) وہ شخص خدا کا وصف کیونکر بیان کر سکتا ہے، جو اپنی ہی جیسی ایک مخلوق کے وصف سے عاجز اور درماندہ ہو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو جس میں کوئی باپ اپنے بچہ کے کام نہیں آئے گا، نہ کوئی بچہ اپنے باپ کو نفع دے گا۔'' (سورہ لقمان 33) (ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہوگا)۔

قرآن نے انسان کو آخرت کے عرفان ونجات کی حقیقت سے آگاہ کیا ہے۔ ترجمہ جو آخرت کی

Marfat.com

کھیتی چاہئے ہم اس کیلئے اسکی کھیتی بڑھادینگے (نیکی کی توفیق دیکر) اور جو دنیا کی کھیتی چاہئے ہم اسمیں اسے کچھ دینگے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں'' (الشوریٰ 57-54)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ''بیشک آخرت درجوں میں سب سے بڑی اور فضل میں سب سے اعلیٰ ہے۔'' (بنی اسرائیل 21)

اس آیت مبارکہ سے دنیا کے مقابلے میں آخرت کی بھلائی اور فضل کی بشارت دی گئی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ''اور جو آخرت چاہے اس کی سی کوشش کرے اور ہو ایمان والا تو ان کی کوشش ٹھکانے لگی۔ ہم سب کو مدد دیتے ہیں (عطا کرتے ہیں ان کو بھی جو دنیا چاہے) اور ان کو بھی جو آخرت چاہے۔'' (بنی اسرائیل 19)

اس طرح خالقِ کائنات نے اپنے بندوں پر اختیار و تصرف اور کوشش انسانی کیساتھ دنیاوی مال و دولت یا اس کی بجائے آخرت کے حصول کی وضاحت فرمادی۔ اسی اختیار و تصرف کے بدلے جزا اور سزا کا حقدار قرار دے دیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ''جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہے۔'' (بنی اسرائیل 72)

اس آیت کریمہ میں دنیاوی زندگی کی سانسوں کی اہمیت اور نصیحت فرمادی کہ جس شخص نے اس آزمائشی زندگی میں حق کی پہچان کی وہی آخرت میں کامیاب ہوگا۔ مطلب یہ کہ زندگی میں گناہوں کی توبہ قبول ہوتی ہے لیکن مرنے کے بعد توبہ یا دعا اور کوشش بعد از قیاس ہوگی۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی، آخرت سے پیاری جانی تھی۔

ان آیات قرآنی میں اللہ تعالیٰ نے احکاماتِ خداوندی سے انکار پر عبرتناک انجام کی نصیحت فرما دی کہ یہ سب لالچ بیکار ہے، کسی کام نہ آئے گا۔

یوم حشر (قیامت کے دن) تعلیماتِ قرآن کے نافرمان بندوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

ترجمہ: ''آج ہر جان! اپنے کئے کا بدلہ پائے گی۔'' (البقرہ 281)

دوسری آیت شریف، میں فرمایا۔ (حم السجدہ 7-6)

ترجمہ: ''اور خرابی ہے شرک والوں کو جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے منکر ہیں۔''

Marfat.com

اس آیت قرآنی سے زکوٰۃ کی اہمیت اور فرضیت عیاں ہے۔

قرآن حکیم نے انسانی زندگی کی وضاحت فرمائی۔

ترجمہ: ''وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی، تمہاری جانچ کو۔'' (الملک 2)

دینِ اسلام اپنے پیروکاروں سے مختلف فرائض کی ادائیگی میں اخلاص کا تقاضا کرتا ہے، تاکہ اس عارضی اور فانی دنیاوی زندگی میں موت سے پہلے اعلیٰ کردار اور صالح اعمال سے اپنی آخرت (ہمیش کی زندگی) محفوظ کرے۔

حقیقت اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ گنہگار انسان چندروزہ زندگی میں دنیاوی خواہشات کی تکمیل اور عارضی جاہ وجلال کے بدلے خالقِ کائنات کی نافرمانی، مول لے کر، اپنی جان اور روح کو ہمیشہ کیلئے عذاب اور سزا میں مبتلا کر لیتا ہے۔ جبکہ قناعت وہ دولت ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی، مکمل سکون اور راحت بخشتی ہے۔ سورہ السجدہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

ترجمہ: جو نیکی کرے اپنے بھلے کو جو برائی کرے اپنے بُرے کو، تمہارا رب بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔

ترجمہ: ''خوش نصیب وہ ہے جو دنیا سے نصیحت اور سامانِ آخرت لے، یہ دوستانِ خدا کی مسجد ہے جس میں وہ رحمت کماتے ہیں اور جنت کا نفع اٹھاتے ہیں۔''

اعتقادات میں عذاب قبر کو تسلیم کرنا ضروری ہے قبر سے مراد عالم برزخ ہے۔

منکر نقیر دو فرشتے قبر میں آتے ہیں اور ہر انسان سے اس کے پروردگار اس کے رسول اور اس کے دین کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق اور تعلیم کی برکت سے ان کے سوالات کے جوابات حق کے مطابق ہوں گے تو اس شخص کے لئے ناز و نعمت کے دروازے کھل جائیں گے۔ اور وہی تنگ و تاریک قبر اس کے لیے جنت کے باغات میں سے ایک باغ بنادی جائے گی۔ اور اگر اس کے جواب صحیح نہ ہوئے تو اسے عذاب و محنت برداشت کرنا ہونگے۔ اور اس کی قبر دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا بنادی جائے گی۔

اے بندہ خدا غور سے سن، تو اپنی موت اور انجام آخرت سے بے خبر، دنیاوی طمع و لالچ اور رسومات میں پڑا زندگی کے قیمتی لمحات ضائع کرتا ہے۔ درحقیقت دل کی سیاہی، جھوٹ، بددیانتی، طمع اور حرام سے کنارہ کشی کے بغیر نہیں مٹتی بلکہ نماز، روزہ، اور ارکان دین محض ایک رسم بن کر رہ جاتے ہیں۔

دن نکلتا ہے شام ہوتی ہے عمر یونہی تمام ہوتی ہے۔ اطاعت حقیقی اور راز و نیاز کی توفیق نہیں ملتی۔

Marfat.com

نذیر بدبختی کی اس غفلت میں پڑے، نہ جانے کس لمحہ ملک الموت آجائے گا۔ خالی ہاتھ تیرا مرد جسم بھاری مٹی کے نیچے قبر کی لحد میں اتارا جائے گا، اندھیری قبر میں اللہ کے سوا تیرا کوئی ساتھی اور مددگا نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ تیری جان کنی آسان فرمادے، نبی اللہ ﷺ نے اس کی مثال ''کانٹے دار جھاڑی پر سے ململ کا کپڑا کھینچ کر اتارنے کے حال سے پیش فرمائی ہے۔ اللہ اکبر'' اس لمحہ فکر سے انسانی روح لرز جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتی ہے۔

کون کہتا ہے دنیا نہ کما؟ ہاں ناحق نہ کھا، کسی کی دل آزاری نہ کر، جھوٹ، وعدہ خلافی، طمع او بددیانتی تو شیطان ابلیس کی راہ ہے تعجب ہے کہ تو اس راہ پر چلتا اور حق تعالیٰ کی تلاش کرتا ہے۔

ذات حق سے دلی واسطے چاہتا ہے تو ایک لمحہ کیلئے اگلی منزل کی طرف جاتے ہوئے اپنی بے بسی پر غور کر اور فکر میں ڈوب جا۔ بتا تیری اور تیرے مال دولت، اور ہوس دنیا کی حقیقت کیا ہے؟ یہ باعث عذاب قبر وحشر ہے جس میں تو آج بھی مبتلا ہے۔ اللہ کا فرمان ہے کہ میں تیری شہ رگ سے بھی قریب تر ہوں۔ تو اسے اپنے اندر تلاش کر۔ گناہ اور مجرمانہ زندگی سے سچی توبہ اور مغفرت طلب کر۔

دل کی سیاہی کو ہمہ وقت اللہ کے ذکر لا الہ الا اللہ سے صاف کرتا رہ۔ یاد رکھ ذات حق رسومات دین سے نہیں ملتی۔ اس کا نور فکر آخرت اور صدق دل کے پردوں میں چھپا ہے تو اگر باضمیر رہ کر خوش بختی کا عزم رکھتا ہے اور عذاب و فتنہ فساد سے بچنا چاہتا ہے تو دلی اطاعت اور توکل اللہ اختیار کر۔ تیرا پروردگار پوری کائنات کا حقیقی مالک اور مسبب الاسباب ہے وہ ''سمع علیم'' تیری ہر دعا اور اداد یکھتا اور جانتا ہے۔ اللہ بڑا مہربان اور نہایت رحم ولا مغفرت فرمانے والا ہے اور اللہ توبہ کرنے والوں کو بہت پسند فرماتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: (سورہ العصر)

ترجمہ: ''قسم ہے عصر کی بے شک انسان خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کہ جو ایمان لائے اور حق بات کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ۔ اے ایمان والو: اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور ہمیشہ سچی (اور درست) بات کہا کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو درست کردے گا اور تمہارے گناہوں کو بھی بخش دے گا۔ اور جو شخص حکم مانتا ہے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کا وہی شخص حاصل کرتا ہے بہت بڑی کامیابی۔

Marfat.com

انتہائی سمجھداراور ذیرک وہ مومن ہے جس نے اپنا نفس بطور قرض دے دیا اور مابعد الموت کیلئے تقویٰ کا سامان تیار کرلیا۔اور اپنے لئے وصیت لکھ دی قبل اسکے کہ موت اسکے پاس آئے۔

خبردار بے شک قبر جنت کے باغات میں سے ایک باغیچہ یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔خبردار وہ ہر روز تین بار آواز دیتی ہے۔میں تاریکی کا گھر ہوں، میں وحشت کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں۔

خبردار اس دن کے بعد اس سے بھی زیادہ سخت دن ہے جس دن میں بچہ بھی بوڑھا ہو جائے گا اور بڑا بے ہوش ہو جائے گا۔اور غافل ہو جائے گی ہر دودھ پلانے والی (ماں) اس (لختِ جگر) سے جس کو اس نے دودھ پلایا۔اور گرادے کی ہر حاملہ اپنے حمل کو اور تجھے نظر آئیں گے لوگ جیسے وہ نشہ میں مست ہوں حالانکہ وہ نشہ میں مست نہیں ہوں گے۔بلکہ عذاب الٰہی بڑا سخت ہوگا۔(وہ اس کی ہیبت سے حواس یافتہ ہوں گے)۔خبردار اس دن کے بعد ایسی آگ ہے جسکی تپش بڑی شدید، جسکی گہرائی بڑی زیادہ جسکا زیور لوہا اور جسکا پانی پیپ ہے اسمیں اللہ کی رحمت نہیں اس دنیا (کی آسائشوں) کو ترک کردو۔اور اسکا مطلب یہ ہے کہ موت اور اسکے اسرار اور قبر اور اسکی ہولناکیوں سے نصیحت حاصل کرو۔

حضور اکرم ﷺ سے روایت ہے۔آپ نے ارشاد فرمایا قبر میں مردے کو سب سے زیادہ انس اس وقت ہوتا ہے جب اس کی زیارت کیلئے وہ شخص آتا ہے جسے وہ دنیا میں زیادہ پیار کرتا ہے۔

پس اے لوگو! تمہاری زندگی کے جو دن باقی رہ گئے ہیں ان میں کھوئی ہوئی چیزوں کی تلافی کرلو اور اس پر اپنے دل کو پابند بنالو کیونکہ زندگی کے جن دنوں میں تم نے غفلت برتی اور نصیحتوں سے روگردانی کی ان کے مقابلہ میں زندگی کے جو دن باقی ہیں وہ بہت کم ہیں۔

خدا نے جو چیزیں تم پر فرض کی ہیں ان کی طلب میں لگے رہو اور تم سے اپنے جس حق کی ادائیگی کا مطالبہ کیا ہے اسے ادا کرنے میں اس کی توفیق و مدد کے طلب گار رہو اپنے کانوں سے موت کی پکار سن لو قبل اس کے کہ تمہیں بلایا جائے۔ہمارے دل سے موت کی یاد غائب ہو چکی ہے اور جھوٹی (مہمل) تمناؤں نے تمہارے دل پر قبضہ کرلیا ہے پس آخرت کے مقابلہ میں دنیا تم پر زیادہ مسلط ہو چکی ہے اور فنا پذیر دنیا آخرت کے مقابلہ میں تمہارے نزدیک زیادہ پائندہ و برقرار ہے۔(لیکن خدا کی قسم میں دیکھتا ہوں) کہ شک و تردید نے (تمہارے عقاید اور دین میں جگہ) کرلی اور تمہارا یقین متزلزل ہوگیا گویا جس کی (روزی) تمہارے لئے ضمانت دی جا چکی تھی وہ تو واجب ہوگیا اور جو (عمل صالح) تم پر واجب کیا گیا تھا وہ ساقط ہوگیا پس عمل کی طرف جلدی کرو اور ناگہانی موت سے ڈرو۔(خدا کہتا ہے) عذاب الٰہی سے ڈرو

Marfat.com

اور پرہیزگار بنوایسی پرہیزگاری جواس کیلئے سزاوار ہے، اور نہ مرو مگر مسلمان بن کر۔

52۔ صدارتی نظام لائے بغیر ملی تقاضے قانون، امن عدل، اور، معیشت کی بہتری ممکن نہیں

قوم معاش و معیشت کی بدحالی، ہر شعبہ زندگی میں تباہ کن فتنہ فساد اور کرپشن کو موجودہ جمہوری نظام کا ثمر قرار دیتی ہے۔

قیام پاکستان سے لے کر آج تک ہمارے ہاں آمریت نما جمہوریت کا کھیل تماشہ جاری ہے۔ حقیقی جمہوریت میں انصاف اور معاشرہ خوشحال ہوتا ہے۔ جبکہ ہمارے ہاں ایک حکومتی رکن اور سرکاری ملازم آغاز میں کتنے سرمایہ کا مالک ہوتا ہے اور پانچ سال بعد ارب پتی مگر ایک عام آدمی کی حالت پہلے سے بدتر ہو جاتی ہے۔

ہمارا نظام ہی ایسا بنا دیا گیا ہے کہ احتساب کرنے والے ادارے بھی حکومتی عہدیداروں اور بااثر افراد کے زیر اثر ہوتے ہیں پولیس سمیت عوامی خدمت پر مامور سبھی محکموں کا یہی حال اور بھاری لوٹ مار میں ملوث رہتے ہیں۔ جسکے نتیجے میں 35% عوام خط غربت سے بھی نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔ روزگار صنعت، برآمدات اور معیشت تباہ ہو گئی ہے۔ قرضوں کی شرائط پر ملکی وقار اور سلامتی کو خطرات لاحق ہو گئے ہیں۔

قانون، انصاف اور احتساب موجودہ نظام میں ممکن نہیں۔ البتہ صدارتی نظام کے نفاذ سے ملی تقاضے اور قومی امنگوں پر بارآور ہوسکتی ہیں۔

عالمی سنگینی کے تحت آج کا اہم ترین قومی مسئلہ نظام کی تبدیلی کے ذریعے ملکی استحکام کا ہے۔ کہ موجودہ نظام کے فساد سے قوم سخت بیزار ہے۔ ہمیں ملکی سلامتی اور خوشحالی کیلئے آئین میں تبدیلی کر کے صدارتی نظام لانا ہوگا۔ جس میں امریکہ کی طرح پیشہ ور ماہرین ہی کابینہ میں شامل ہوسکیں اور ماسٹر ڈگری ہولڈرز منتخب ارکان اسمبلیوں میں قانون سازی کریں تو اس فتنہ سے قوم کی جان چھوٹ جائیگی جو سیاست میں قیام پاکستان سے برپا ہے۔ مسئلہ کشمیر، ملکی دفاع، اور سلامتی کے حصول کیلئے ہمیں صدارتی نظام ہی کے ذریعے کرپشن کے خاتمہ سے خود کو طاقتور ملک بنانا ہوگا۔

- صدارتی نظام کے انعقاد کیلئے وزیر اعظم، پاکستان ریفرنڈم کے بعد قومی سلامتی کونسل کے اجلاس میں اجرا کا اعلان کریں۔ جو ابدی نظام اور قانون کی بالادستی کے ذریعے ملک میں برپا فتنہ فساد ختم ہو جائے گا عدل امن اور خوشحالی کے دور کا آغاز ہوگا۔ قوم فرانس کے صدر دیگال کی طرح تا

Marfat.com

حیات صدر اپنالیگی۔

) آج ہم اس معاشرہ کا حصہ ہیں کہ جہاں انسانیت بربریت سے محفوظ نہیں۔ناانصافی،سفارش ،دھونس جس معاشرے کی امتیازی خصوصیات ہوں۔سوچئے تمام تر خرابی ،بدحالی،معاشرتی،بگاڑ،بے سکونی کا ذمہ دار موجودہ استحصالی نظام ہی تو ہے۔

) پچھلے دوادوا میں قومی اداروں پر من پسند نا اہل اور کرپٹ افراد کی تعیناتی سے ریلوے،سٹیل مل،اور P.I.A. سمیت تمام شعبوں میں بھاری کرپشن کی گئی۔جسکے نتیجے میں ریاستی سکہ کی قدر میں 46 % کمی ،اندرونی ،بیرونی ،قرضوں کی مد میں 100 % اضافہ بڑا قومی المیہ ہے۔ان تیرہ سالوں میں بنکوں سے کتنے قرضے معاف کئے گئے ہیں۔یہ کرپشن کا دوسرا رخ ہے۔

) اہل نظر کہتے ہیں کہ وہ قوم صفحہ ہستی سے مٹنے کے قابل ہوتی ہیں جو عذاب در عذاب جھیلتی ہے اور اتنی بڑی تباہی سے ہمکنار ہو کر بھی بے حس رہتی ہے اپنے اعمال وکردار کا محاسبہ اور جبر وظلم کا خاتمہ نہیں کرتی۔

بھارت کی طرف سے سندھ طاس معاہدے کی خلاف ورزی کرنا کالاباغ ڈیم کو فوری بنانے کی رورت ہے۔کالاباغ ڈیم اگر آج نہ بنایا تو آنے والی نسلیں ہمیں معاف نہیں کرے گی۔کالاباغ ڈیم نچ سال کی قلیل مدت میں اپنی پروڈکشن دے سکتا ہے اور پہلے پانچ سال میں اسکی سرمایہ کاری واپس جائے گی اور پھر ہر سال چھ سات ارب ڈالر سالانہ بچت ہوگی۔کالاباغ ڈیم سے کسی صوبے کو نقصان ہیں ہوگا۔بلکہ سندھ اور کے پی کے کو اپنے حصے سے زیادہ پانی ملے گا اور اس کے علاوہ ہر سال سیلاب کی اہ کاریوں کی وجہ سے کروڑوں روپے کے نقصان سے بچا جاسکے گا۔63 کلومیٹر پر محیط گلیشئرز جس کا نی سارا سال ضائع ہوتا ہے اس کو محفوظ کر کے آبپاشی اور زراعت کو وسعت دی جاسکتی ہے،سیلاب اور رشوں کے پانی کو محفوظ بنا کر سستی بجلی بنائی جاسکتی ہے۔

ہمارا بنیادی مسئلہ ملکی جبری اور استحصالی نظام کی تبدیلی ہے۔ایران سے گیس کی ترسیل اور کالاباغ یم کی تعمیر جن پر صنعت زراعت برآمدات اور ملکی خوشحالی کا دارومدار ہے۔ہمیں بحیثیت قوم اپنے طرز سل پر غور کرنے کی ضرورت ہے اور اخلاقیات کی بنیاد پر سیاسی سوچ اور کلچر کو فروغ دینا ہوگا اور عمل کیلئے ،می ضابطہ اخلاق جوابدہی کا نظام مرتب کرنا ہوگا۔

) ان نازک اور سنگین ترین قومی اور عالمی مسائل کیلئے نظریاتی سیاستدان فوج،عدلیہ،نظریہ پاکستان

Marfat.com

،صحافت، اور چیمبر آف کامرس سے محب وطن افراد کی خود مختار قومی تھنک ٹینک قائم کی جائے جو سیاست اور ریاستی، اختیارات کا جائزہ غلط استعمال، ٹیکسوں، بجلی، گیس، کی چوری سمیت محکمانہ کرپشن کے خاتمہ اور احتساب کا خودکار مستقل نظام لائے اور صوبائی ہائی کورٹس کے ذریعے عمل درآمد کرائے۔

(1) قائد ایوان معیشت کی بحالی اور دفاع کو اول ترجیح دیں تو اسکے لئے ملکی وسائل کے آئینی استعمال سے کھربوں روپے ہر سال خزانہ میں جمع کئے جاسکتے ہیں۔ جسمیں عالمی دباؤ کے تحت مشرف دور سے غیر پیداواری سرمایہ کاری کے تحفظ میں محض کرایہ داری ایکٹ 1958 کے تحت کرایہ پر 25% سالانہ وصولی کی بجائے رقبہ پر ٹیکس جو (1% بنتا ہے) لیا جاتا ہے۔

(2) قیام پاکستان سے عائد ویلتھ ٹیکس اور پراپرٹی ٹیکس کی درست وصولی کیلئے پرانے شیڈول پر آرمی عدلیہ کی نگرانی میں درست سروے سے قومی خزانہ کا ما حاصل پانچ ہزار ارب سالانہ کا تخمینہ ہے۔ جبکہ آج ملک پر 60 ہزار ارب ڈالر قرضہ اور ہر سال 7 ارب ڈالر سود ادا کرنا پڑتا ہے۔ جسے صوابدیدی اختیارات کی بجائے خودکار انقلابی اقدامات کے بغیر کنٹرول نہیں کیا جاسکتا۔

(3) خصوصی عدالتیں گزشتہ دور میں کھربوں روپے کی بدعنوانیوں کا بلاتفریق احتساب کر کے سرمایہ قومی خزانہ میں جمع کرواسکتی ہیں۔

(4) 10 لاکھ سے زائد مالیتی گاڑی پر 2% سالانہ فنی تعلیمی ٹیکس اور کمرشل A/C پر -/3000 روپے سالانہ لائسنس فیس عائد کی جائے۔

(5) پچاس ہزار فی ایکڑ سالانہ ٹھیکہ پر دی گئی زرعی اراضی پر انکم ٹیکس عائد اور نہری پانی کی چوری پر فوری سزا دی۔

☆ اسلامی نظریاتی کونسل انتہائی پرہیز گار چیئر مین کی نگرانی میں نظام زکوۃ کا درست اجرا، ضلعی سطح پر وصولی اور مستحق افراد میں تقسیم کا نظام کہ اس حکم الٰہی کے تحت زکوۃ کی ادائیگی سے سرمایہ صنعت ،تجارت اور زراعت تباہ کن عوامل سے محفوظ اور ملک کے غریب خوشحال ہونگے۔

(6) تھانہ کلچر، پولیس، محکمہ جات اور عوامی شکایات کی جوابدہی کیلئے آزاد خودمختار صرف ہائیکوٹ سے منسلک صوبائی اور ضلعی خودمختار محتسب اعلیٰ 20 رکنی ایکسپرٹ کونسل کا قیام کہ آج معاشرہ میں تباہ کن فتنہ فساد اور جبر وظلم کے عوض انصاف اور سنوائی کیلئے کوئی در نہیں ہے۔

(7) کرپشن کے خاتمہ کیلئے تمام نیم وسرکاری اداروں میں ششماہی غیر جانبدار آڈٹ کا نظام اور مجرم کو

Marfat.com

30 یوم کے اندر سزا دی جائے۔

(8) آبادی کے طوفان اور شرع پیدائش میں کمی کیلئے قدیم وجدید طبی اور سائنسی تحقیقات کے استفادہ سے وقفہ پیدائش تین سال اور مستقل بندش کا قطعی بے ضرر اور مفت علاج ممکن ہے۔ حکومت طبِ یونانی سے استفادہ کیلئے فوری اور موثر اقدامات اٹھائے اور طبی افادیت کو اجاگر کرے۔

(9) حکومت طب یونانی اسلامی کی سرپرستی اور SRO412 کا انعقاد فوری طور پر، منسوخ کرے جو قطعی بے ضرر، انتہائی کم قیمت اور طبعی مطابقت رکھتی ہے جبکہ ایلوپیتھی مابعد اثرات سے بچاؤ میں امریکہ سمیت پوری دنیا میں نیچرل میڈیسن یونیورسٹیز کی سطح پر تحقیق اور تعلیم و تربیت عروج پر ہے۔ جبکہ پاکستان میں تعلیم اور صحت پر بیرونی دباؤ کے عوض عوام کو ملی روحانی فوائد اور تقاضوں سے دور کیا جارہا ہے۔

(10) حکومت نظریہ پاکستان کے تحفظ میں علم الادیان اور علم الابدان کتابچے دینی مدارس اور مڈل تا میٹرک تعلیمی نصاب میں شامل کرلے تو قوم ذہنی انتشار اور جسمانی 50% امراض سے محفوظ رہ سکتی ہے۔

(11) حکومت دینی مدارس میں بچوں کو ترجمہ اور تفسیر سے آگاہی، فنی تعلیمات (سلائی کڑھائی کمپیوٹر اور شعبہ طب وصحت) کا اجراء کر کے کارآمد شہری بنائے۔

(12) ملک بھر میں ہر سیزن میں تقریباً 7 لاکھ ٹریکٹروں کے ساتھ بھاری بھرکم، خود ساختہ غیر معیاری زرعی آلات خصوصاً روٹاویٹر، کلٹیوٹر کی وجہ سے فی ایکڑ 1 تا 2 لیٹر اضافی فیول مالیتی 4 5 کروڑ روزانہ اور 25% ٹریکٹر پاور ضائع کرتے ہیں۔ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں فیلڈ ٹیسٹ سے اس بھاری نقصان کی تصدیق اور ازالہ کیا جانا چاہئے۔ جبکہ غیر معیاری زرعی آلات پر 50% سب سڈی حکومتی پروگرام سے پیداواری اہداف پورے نہ ہونگے۔

(13) فی ایکڑ زرعی پیداوار میں اضافہ STD میکنائزیشن کے بغیر ممکن نہیں۔ میکنائزیشن میں اضافہ کیلئے بینکوں سے قرضہ جات برائے خرید زرعی آلات کسان (جو ذاتی ضروریات میں استعمال کرتا ہے) کی بجائے سابقہ قانوں کے مطابق STD مینوفیکچرز کے نام سپلائی آڈر پر آلات کی یقینی خرید کا نظام لانا ہوگا۔ ٹریکٹر پر سبسڈی کی بجائے اڈپٹیڈ ریسرچ فارم کی طرز پر کاشت، اور میکنائزیشن میں اضافہ کیلئے زرعی مشینری روٹاویٹر، کلٹیویٹر، ڈرل مشین، لینڈ لیولر کی بلاسود قرضہ 3 شماہی اقساط میں واجب الادا پر دستیابی یقینی بنائے۔

Marfat.com

(14) تمام ملکی مصنوعات کو متعلقہ ایسوسی ایشنز اور پاکستان STD انسٹیٹوٹ کے تعاون سے عالمی معیار اور STD اپنانا ملکی ترقی روزگار اور برآمدات میں اضافہ کیلئے انتہائی ضروری ہے۔

ایکس چیئر مین پامیما نذیر احمد علوی imranalvee@gmail.com

53۔ صحت اور ہمارا طرز زندگی

جان ہے تو جہان ہے، سکون ہے تو زندگی ہے۔ صحت و تندرستی اور سکون و راحت کی طلب فطری طور پر ہر دل میں موجود ہوتی ہے لیکن لادینی ماحول، معاشی استحصال، مغربی طرزِ زندگی اور طرزِ تعلیم نے انسانوں کو فطری تقاضوں، طیب غذاؤں اور سیدھی راہ سے ہٹا دیا ہے۔ نبی اللہ ﷺ کا فرمان ہے ''علم الابدان وعلم الادیان'' یعنی بدن کے علم اور دین کے علم کا حصول ضروری ہے۔

طبی لحاظ سے صحت انسانی کیلئے طیب، اور سادہ غذا کیساتھ ساتھ تازہ ہوا، صاف پانی اور روشنی درکار ہے۔ جس کا تفصیلی ذکر طب نبوی میں ڈاکٹر خالد علوی نے طبیب کائنات ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں کیا ہے۔ ہم نے ان میں سے چند ایک کا ذکر کتاب شعور صحت میں کیا ہے۔ مثلاً پانی کا فوری استعمال کھانے کے بعد مضر رساں ہے، پانی کھانے سے پیشتر اور درمیان میں تھوڑا سا پھر ایک دو گھنٹہ بعد خوب اور بار بار پینا چاہئے۔ کھانا ہمیشہ بھوک لگنے پر بھوک رکھ کر کھائیں۔ طب نبوی نے معدہ کو امراض کا گھر قرار دیا ہے۔ معاشرہ میں آج شوگر، ہیپاٹائٹس، بلڈ پریشر، جنسی کمزوری، امراض معدہ سمیت جس قدر بھی امراض تباہ کن صورت اختیار کر گئے ہیں، طب اسلامی کو اور طیب غذا اپنا لیا جائے تو معاشرہ ان امراض و آلام سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ شام جلد سونا اور صبح جلد اُٹھ کر تیز قدم چلنا اور گھنٹہ بھر ورزش کرنا پانی کا زیادہ استعمال بہت ضروری ہے انسانی زندگی روح اور جسم پر مشتمل ہے۔ جسمانی امراض کیساتھ روحانی امراض کا علاج بھی ضروری ہے اس کا بنیادی اور اہم ترین نقطہ رزقِ حلال ہے۔

یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ معاشرہ میں عام امراض ہماری کوتاہیوں اور شاید رزق پاک نہ ہونے اور شامت اعمال کی وجہ سے ہمارا مقدر بنتے ہیں۔

یہ نقطہ صحت عامہ کیلئے انتہائی اہم ہے کہ اکثر لوگ تن آسانی اور مرغن اغذیہ کھاتے ہیں لیکن محنت مشقت یا صبح یا شام سے گھنٹہ بھر تیز قدم سیر ورزش نہیں کرتے انکے جسم کی شکر اور چکنائی صرف نہیں ہوتی۔ یہ افراد تھکن بھی محسوس کرتے ہیں۔ اور معدہ جگر ذیابیطس اعصاب بلڈ پریشر اور جنسی کمزوری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

شوگر (ذیابیطس) خطرناک مرض ہے جو اکثر گوشت اور سفید چینی کے زیادہ استعمال، آرام طلبی

Marfat.com

میں سیر و ورزش اور کام کاج نہ کرنا اور پیٹ بھر کر کھانا اس کا شکار ہو جاتے ہیں، کریلے کا پانی نکال کر پینا اسکا غذائی علاج ہے۔

روح کی غذا یادِ الٰہی اور نیکیوں پر مشتمل ہے، نیکی گویا ایسا عمل ہے کہ آپ کی اور دوسروں کی روح کو تازگی ملے، یعنی احسان، ہمدردی، اپنی عزیز اور قیمتی اشیاء کی قربانی جس میں زکوٰۃ کی ادائیگی، صدقہ و خیرات شامل ہیں۔ خالق نے اس کو قرضہ حسنہ فرمایا اور بھاری اجر وثواب کا وعدہ فرمایا ہے، اسی طرح نماز کو اطاعت وشفاعت کی کنجی قرار دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے صدقہ بیماروں کا علاج فرمایا ہے۔

طب اسلامی نے جنسی تسکین (نکاح) کو صحت انسانی کا بنیادی نقطہ قرار دیا ہے اور نکاح ثانی کو اہم قرار دیا ہے اور ساتھ شرم وحیا، پردہ اور پسند ناپسند کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ نابالغ اور غیر نکاح شدہ انسانوں کو مغربی ثقافت کی بے حیائی اور بے پردگی، گویا جنسی اشتعال اور کوایجوکیشن سے دوری کا حکم دیا ہے۔ جنسی اشتعال کی ایک مثال کہ جس طرح ہم دہی کو بلوتے ہیں تو مکھن باہر آجاتا ہے۔ آج معاشرہ میں کس قدر بے حیائی اور بے پردگی کا رواج عام ہے کہ دیکھتے ہی جنسی ابھار یعنی دماغ اور آنکھ دونوں بلو کا کام دیتے ہیں۔ اسلام فیشن، بے حیائی اور اصراف کو گناہ قرار دیتا ہے۔ جس طرح مضر صحت غذا اور غلط طریقہ استعمال سے انسان بیمار ہو جاتا ہے اسی طرح بے حیائی کے پروگراموں سے انسان جنسی طور پر کمزور ہو جاتا ہے اور عمر بھر کی ازدواجی زندگی کی خوشیوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ عورتوں میں زنک کورس کے استعمال سے جنسی زندگی 10 سال بڑھ سکتی ہے مردوں میں زنک اور کیلشم کورس کا استعمال قوت بحال کرتا ہے۔ فلاحی مطب پر جنسی ہدایات کے پمفلٹ دستیاب، جواز واجی زندگی میں مفید ہیں۔

صحتِ انسانی کا پاکیزہ ماحول اور خیالات سے گہرا تعلق ہے، کوئی بھی شائستہ اور مہذب انسان فحاشی، عریانی، اخلاق باختگی، لغو بیانی اور لچر حرکات کو پسند نہیں کرتا۔ اسلام اور ترقی پسند سوچ رکھنے والوں کے نزدیک سفلی جذبات کو بھڑکانا اوران کے ذریعے پیسے کمانا عصمت فروشی جتنا قابلِ مذمت فعل ہے اور یہ کہ ٹی، وی اور میڈیا پر عریاں اور فحش پروگراموں کے اثرات سے نوجوان نسل کی اخلاقی تباہی، اخلاق و کردار اور صحتِ انسانی کیلئے زہرِ قاتل ہے۔ معاشرہ میں صحت و ایمان کی تقویت کیلئے ان کی بندش ضروری ہے۔

تعجب یہ ہے کہ حکومت ایک طرف تو معاشرہ میں برپا بے پناہ فتنہ فساد پر سخت برہم اور فکر مند نظر آتی ہے، صحت عامہ کیلئے جدید ہسپتالوں اور امنِ عامہ کیلئے پولیس پر بہت بھاری رقوم خرچ کرتی ہے،

Marfat.com

دوسری طرف مذکورہ شراور فتنہ فساد کی افزائش پیداوار اور انڈسٹری کی بھرپور سرپرستی کرتی ہے۔ کیا حکومتی ارکان، علماء، اساتذہ اور والدین (جو اس کی رکاوٹ کے سلسلہ میں کوشاں نہیں) سبھی اس لادینی روش کے ذمہ دار اور سزاوار نہیں؟ کیا یہ سب خدا کی پکڑ سے بچ سکیں گے؟

حضور ﷺ کا ارشادِ پاک ہے۔

ترجمہ: ''تم نیکی کا حکم دو گے اور برائی سے منع کرو گے ورنہ شدید اندیشہ ہے کہ تم پر عذاب نازل کیا جائے گا، پھر تم دعائیں مانگو گے اور قبول نہ کی جائیں گی۔''

دوسرا اہم ملی مسئلہ بھی آئینی اصلاحات کا تقاضہ کرتا ہے کہ شریعت نے مسلمان مرد کو بیک وقت چار بیویوں تک نکاح میں لانے کی اجازت دے کر خصوصاً نوجوان بیوگان، ان کے یتیم بچوں کی کفالت، مردوں میں بے راہ روی سے باز رہنے کی عظیم حکمت و دانائی اور فلاح کا اصول نکاح ثانی متعین کیا ہے۔ علماء کرام اور اسلامی نظریاتی کونسل تمام مکاتبِ فکر اور حکومتِ وقت کے تعاون سے کیوں مسلمان معاشرہ میں عملاً یہ آئینی تحفظ نہیں دلاتے؟ کہ ضرورتمندوں میں نکاح ثانی عام ہو جائے اور سکون و راحت اُن کا مقدر بنے۔ تعلیماتِ نبوی میں نکاحِ ثانی کی اجازت آئی ہے کہ یہ عمل انسانی فلاح، صحت اور خیر و برکت کا ذریعہ ہے۔

طب یونانی اسلامی کی رو سے چائے، کولا مشروبات، برائلر مرغی، اس کے انڈے، نان بسکٹ سمیت میدہ سے بنی غذاؤں، سفید چینی اور گوشت کا زیادہ استعمال امراض قلب سمیت لاتعداد امراض کا سبب بنتا ہے، آج جس قدر ہائی پوٹینسی ادویات کا استعمال بڑھ رہا ہے امراض اور مابعد اثرات میں اسی قدر اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ سادہ زندگی، طیب اور متوازن غذائیں، طب اسلامی کی رو سے اپنانے سے صحت قائم رہتی ہے، حکومت کو چاہئے کہ عوام خصوصاً نئی نسل کے نصاب تعلیم میں طب اسلامی، یونانی اور اخلاق حسنہ کا مضمون شامل کرے تاکہ لاتعداد انسان امراض و آلام (شامت اعمال) سے محفوظ رہ سکیں۔ بڑوں کے علاوہ نوجوان نسل فحش گانوں اور فحش پروگراموں سے سخت متاثر ہوتی ہے بالغ بچیوں کو دوران ماہواری ٹھنڈی غذاؤں اور ٹھنڈے پانی سمیت ٹھنڈے مشروبات پینے سے بندش خون کی وجہ سے موٹاپہ آ جاتا ہے اس دورانیہ میں ٹھنڈی ہوا اور غذا سے پرہیز ضروری ہے طب نے شادی شدہ جوڑے کو رات بھر اکٹھا سونے سے منع کیا ہے شریعت نے مقاربت کا وقت تیرے پہر مقرر کیا ہے تاکہ تھکاوٹ اتر جائے اور کھانا ہضم ہو جائے۔ مرد کا نامحرم عورت کو عورت کا نامحرم مرد کی طرف جنسی نظر سے دیکھنا حرام قرار دیا ہے۔ ضعف معدہ میں سخت غذاؤں یا دودھ پینے سے گیس بنتی ہے ایسے میں شوربہ والا سالن پودینہ

Marfat.com

ادرک انار دانہ کی چٹنی اور دودھ میں چینی کی بجائے ،گڑیا کالی مرچ کا سفوف ملا کر پینا مفید رہتا ہے۔

پانی، جوس، دودھ، لسی، وغیرہ کھانے سے پہلے پینا تقاضہ فطرت، قانون طب اور سنت رسولؐ ہے اسکا نصاب تعلیم میں درج ہونا علم اور عمل کیلئے ضروری ہے جس سے ضعف معدہ، گیس، قبض جیسے امراض پیدا نہیں ہوتے۔

جبکہ اکثر معالجین ضعف معدہ میں نرم غذا، ڈبل روٹی اور چائے لینے کا مشورہ دیتے ہیں۔ جس سے مرض شدت اختیار کر جاتا ہے حالانکہ طب یونانی اور طب نبوی میں دلیہ خوب پکا ہوا کھچڑی اور خمیری روٹی شوربہ، کدو گوشت، ادرک، کالے چنے وغیرہ میں بھگو کر کھانا مفید غذائی علاج ہے۔

دانتوں مسوڑوں کی حفاظت میں کیکر ٹاہلی وغیرہ خصوصاً نیم کی مسواک اور درد دانت ہونے میں نیم ٹہنی یا چھال چبانا بہترین علاج ہے شوگر میں کریلے کا سالن اور کریلے کا پانی نکال کر پینا غذائی علاج ہے ،ہیپاٹائٹس (یرقان) میں دہی، کڑوی مولی بمہ نرم پتے کھانا، ملٹھی سونف پودینہ کا ایک کپ قہوہ روزانہ پینا کینسر سے محفوظ رکھتا ہے۔ درخت سنبل کا پھول قیمہ میں یا شربت اور دیسی انڈوں کا استعمال مقوی باہ ہے۔ اچھی صحت کیلئے صاف پانی تازہ ہوا کمرہ میں تازہ ہوا کا گزر بہت ضروری ہے جبکہ شہروں میں اکثر پینے کے پانی میں سیوریج کی پرانی پائپ لائنوں سے رسنے والا گندہ پانی مل جاتا ہے جو لاتعداد امراض کا سبب بنتا ہے امریکہ میں لوگ بارش کا پانی چھتوں سے جمع کر کے ذخیرہ کر لیتے ہیں جو منرل واٹر سے کہیں مفید ہوتا ہے۔ ہمارے بازار جعلی اشیاء خوردونوش سے بھرے پڑے ہیں۔ برطانیہ میں ملاوٹ کی سزا تمام جرائم سے سخت ہے حکومت فلور ملوں کے آٹے کا معیار درست کرے کہ اسی سے قیمتی اجزاء نکال لئے جاتے ہیں اسکی روٹی سخت اور غذائی اجزا کم ہو جاتے ہیں۔ رسالہ قومی صحت جولائی 2010 میں چھپے مضمون کے مطابق غذاؤں کی فریزنگ سے اکثر اوقات دس تا اسی فیصد غذائی اجزا کا نقصان ہوسکتا ہے غذا کو ذخیرہ کرنے کا عرصہ، پیک کرنے کا طریقہ، خصوصاً گوشت پیک کرتے وقت گوشت میں پانی کی موجودگی، گویا غذائی ذائقہ میں تبدیلی اور رنگت میں فرق اسکی نشاندہی کرتا ہے تازہ پھل، تازہ سبزیوں اور تازہ آٹے کا استعمال اچھی صحت کیلئے ضروری ہے۔ فریج میں پڑا آٹا ہاضمہ کیلئے نقصان دہ ہے۔ بھوک کم لگتی ہے البتہ صبح ناشتہ کے بعد دہی کت متواتر استعمال سے بھوک خوب لگتی ہے۔

درحقیقت صحت سمیت سارے فساد، ہمارے نصاب تعلیم میں نبی کریمؐ کے فرمان کی عدم پیروی کا ثمر ہے "علم الادیان وعلم الابدان" یعنی دین اور صحت کے مضامین کی نصاب تعلیم میں شمولیت سے آدھے فساد زندگی مٹ سکتے ہیں۔ طب اسلامی، یونانی کو ایلوپیتھی کے برابر درجہ دینے (ریسرچ اینڈ

Marfat.com

ڈویلپمنٹ) سے امراض عامہ کا خاتمہ ہوسکتا ہے۔

آتش جو۔ ماء الشعیر (جو کا پانی) کھانسی اور حلق کی خشونت میں مفید ہے معدہ کو جلا دیتا اور زود ہضم پیشاب آور بلڈ پریشر اور حرارت کو ختم فضلات کا اخراج کرتا نیز تشنگی دور کرتا ہے۔ تیاری و استعمال۔ نئے موٹے اور صاف جو لے کر اوکھلی میں کوٹیں کہ ان کا چھلکا اتر جائے یا بازار سے چھلکا اترے ہوئے جو (پرل بارلے) بقدر ساٹھ گرام تازہ پانی سے دھو کر ایک لیٹر پانی میں گھنٹہ بھر بھگو کر تقریباً پون گھنٹہ ہلکی آگ پر پکائیں کہ جو پک کر پھٹ جائیں پھر اس پانی کو چھان لیں اور قدرے شکر ملا کر حسب ضرورت استعمال کریں۔

حضرت مقدام بن معدی کرب سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: جن تھیلوں کو انسان بھرتا ہے ان میں سے پیٹ سے زیادہ برا کوئی تھیلا نہیں ہے۔ آدمی کیلئے چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں۔ اگر انسان کے بس میں نہ ہو تو پھر ایک حصہ کھانے ایک حصہ پانی اور ایک حصہ سانس لینے کیلئے چھوڑ دے۔ (ابن ماجہ)

اگر لوگ اس حدیث نبویؐ پر عمل کریں تو وہ طرح طرح کی بیماریوں جسمانی سستی ذہنی کمزوری اور موٹاپا جیسے امراض سے محفوظ رہ گئے ہیں۔

طرز زندگی۔ سائنس کی نت نئی ایجادات نے ہر شعبے میں انسان کی خدمت کی ہے انسان کو ہوا میں اڑنے، پانی میں تیرنے اور موسمی تغیرات کے بارے میں پیشگی اندازہ لگانے کے قابل بنایا۔ سائنسی ایجادات نے انسان کیلئے بیشمار مسائل بھی پیدا کئے ہیں اور اسے فطرت سے دور کر دیا ہے۔ انسان نئی ایجادات میں الجھ کر فطری جذبات سے عاری ہو گیا ہے جبکہ فیشن اور ثقافت کے نام پر مغرب کی اندھی تقلید نے بھی معاشرتی اور شدید طبی مسائل پیدا کر دیئے ہیں۔ جبکہ جاپان سمیت بہت سے ممالک میں نیچرل اجناس پھل اور سبزیاں پیدا کی جاتی ہیں اور مارکیٹوں میں عام دستیاب ہیں۔

اہلِ مغرب طرح طرح کی کیمیائی کھادیں، ادویات، بظاہر ہماری بہتری مگر در پردہ صحت کی بربادی ہمارے کسان اور ہماری زمین کو اس کا عادی بنا دیا ہے۔ یہ جراثیم کش ادویات ایک قسم کے جراثیم کو ختم کر کے دیگر کئی اقسام کے جراثیم کی افزائش میں معاون بنتی ہیں اور پھر نئے پیدا ہونے والے جراثیموں کو تلف کرنے کیلئے نئی جراثیم کش ادویہ متعارف کروا کر کسان کی خون پسینے کی کمائی وہ لے جاتے ہیں۔ اہل مغرب نے حیوانات کیلئے طرح طرح کے سخت نقصان دہ ٹیکے اور ادویات فراہم کر کے جانوروں سے فوری زیادہ دودھ حاصل کرنے کی ہمیں تدابیر بتائی ہیں مگر فطرت کے عوامل کی نفی کر کے

Marfat.com

حیوانات اوران کا دودھ استعمال کرنے والوں کیلئے طرح طرح کی بیماریاں پیدا کر دی ہیں جس میں ذکاوتِ حس سرِ فہرست ہے ذکاوتِ حس نہ صرف صحتِ انسانی کو مسلسل تباہ، قوت باہ کو برباد بلکہ زندگی کی خوشیوں کو خاک میں ملا دیتی ہے۔

جدت پسندی کو مزاج کا حصہ بنا کر آج ہماری خواتین اپنے بچوں کو دودھ پلانا عار سمجھتی ہیں جس سے نہ صرف بچوں میں مختلف امراض پیدا ہو رہے ہیں بلکہ خواتین کیلئے بھی نت نئے امراض نے جنم لیا ہے۔ مثلاً ولادت کے وقت رحم میں پیدا ہونے والی تبدیلیاں جو کہ رحم کا پھیل جانا وغیرہ ہے۔ بچے کے دودھ چوسنے سے آہستہ آہستہ فطری طور پر ختم ہو جاتی ہیں اور رحم طبعی ساخت کی طرف آجاتا ہے جبکہ ایسی خواتین جو بچوں کو دودھ نہیں پلاتیں وہ جلد چھاتی کے کینسر تک کے امراض میں مبتلا ہو جانے کے علاوہ دوران رضاعت اگلے حمل کیلئے فطری وقفے سے بھی محروم ہو جاتی ہیں۔

بچوں کیلئے مصنوعی دودھ جو کثیر زرِ مبادلہ سے درآمد اور استعمال کروا کر جہاں بچوں کو ان کی فطرت سے دور کر دیا گیا ہے وہاں ماں کیساتھ بچے کی محبت میں کمی آنے کیساتھ ساتھ اگلے سالوں میں بیماریوں سے بچانے کی خصوصی اہلیت اور قوت مدافعت میں کمی آگئی ہے ماں کا دودھ جس کا اثر بچوں کو بیشمار ادویہ سے بے نیاز کر دیتا ہے آج اس کا تصور ختم ہوتا جا رہا ہے۔ مصنوعی دودھ کی ترغیب کے علاوہ اہلِ مغرب اپنے کئی مذموم مقاصد کی تکمیل کیلئے میڈیا پر لادینی ثقافت سے ہماری قوم کو جذبے سے عاری اور غیرت سے محروم کر رہے ہیں۔ اگر ہماری خواتین یہ چاہتیں ہیں کہ ان کی اولاد ان سے اسی طرح محبت کرے جس طرح ہم اپنے والدین سے کرتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ اپنے بچوں کی پرورش اپنے اس دودھ سے کریں جو فطرت نے ازخود بچوں کی ضرورت کے مطابق انہیں عطا کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قوانین کے مقابلے میں دنیا کے تمام سائنس دان مل کر بھی کوئی بھلائی کا راستہ عطا نہیں کر سکتے۔ قول مشہور ہے کہ ماں کے دودھ کی قوت چالیس سال تک جسم میں موجود رہتی ہے۔

ماں کے دودھ سے محرومی نے بچوں کو کئی طرح کی بیماریوں میں مبتلا کر دیا ہے۔ نظر کی کمزوری عام ہے، نیند کے فطری اوقات کی تبدیلی اور کھانے میں طبیب غذاؤں کا لحاظ نہ رکھ کر نوجوانوں کی صحت پست قد اور دن بدن کمزور تر ہوتی جا رہی ہے۔ اور وہ ذکاوتِ حس کا شکار ہو کر جوانی میں بوڑھوں سے کمزور نظر آنے لگے ہیں۔ گویا مغرب نے اپنے مذموم مقاصد اور کاروبار کیلئے ایک طرف کیمیکل اور الکوحل ملی فوری اثر ادویات سے دنیا بھر کے انسانوں کو ان کا عادی بنا لیا ہے، دوسری طرف قرضوں کی شرائط سے طب اسلامی یونانی کی تحقیق و ترقی اور حکومتی سرپرستی سلب کر لی ہے

Marfat.com

جس کے نتیجے میں دولت اور صحت دونوں تباہ ہوئے ہیں۔ اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو جنسی اشتعال انگیزی ہی صحت انسان اور ایمان کی سب سے بڑی دشمن ثابت ہوئی ہے۔

روزمرہ کے استعمال کی اشیاء کی ایک مثال کہ جب مسواک کا استعمال چھوڑ کر ٹوتھ پیسٹ کا استعمال تب سے دانتوں کے امراض میں مسلسل اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ مسواک کی کڑواہٹ اور خصوصی تاثیر اور نرم ریشے مسوڑھوں کو مزید مضبوط بناتے ہیں مگر ٹوتھ پیسٹ مسوڑھوں اور دانتوں کو کمزور بلکہ مسوڑھوں میں خراش و ورم پیدا کر کے جریانِ خون کا باعث بنتے ہیں۔

خوردونوش کے برتنوں پر غور کریں۔ انسان جب مٹی کے برتن استعمال کرتا تھا اس وقت اسے نہ صرف معاشی بلکہ طبی طور پر بھی فائدہ ہوتا تھا مگر سائنس کی نئی ایجادات نے جہاں قیمتی برتن فراہم کر کے انسان پر معاشی بوجھ میں اضافہ کیا، اسٹین لیس سٹیل اور دیگر دھاتوں کے استعمال سے انسان پیچیدہ بیماریوں کا شکار بھی ہو رہا ہے۔ خصوصاً سلور کے برتنوں کے استعمال سے کینسر بھی ہو سکتا ہے، جبکہ کچے برتنوں میں اشیائے خوردونوش خراب بھی نہیں ہوا کرتی، سالن اور دودھ پکانے کیلئے ہمیشہ مٹی کے برتن استعمال کیجئے ان برتنوں کو چھوڑ کر اور فوم کے گدوں پر سو کر انسان فطرت کی اس سہولت سے بھی محروم ہو گیا ہے۔ پہلے انسانوں میں اتنے وسائل نہ تھے نہ اخراجات، بس انسان اللہ توکل سادگی، اور سکون، راحت سے زندگی بسر کر کے اگلے جہاں کی طرف چل دیتا تھا۔ آج وسائل کم بھی ہوں تو نمود و نمائش اور دنیاوی رسومات پوری کرنے میں ہر جائز ناجائز (خواہ قرض لیکر) استعمال کرتے ہیں۔ کیونکہ آج لوگ قیمتی رہائش قیمتی لباس قیمتی گاڑی اور دولت حصول کیلئے جو زیادہ منافع، جھوٹ، اور بددیانتی جبر و دھوکہ اور کرپشن کے ذریعے پورا کیا جاتا ہے۔ یہی فعل اور عمل دنیاوی فتنہ فساد اور ڈپریشن سے لاتعداد امراض کا سبب بنتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سادہ اور پرہیزگار زندگی اور سادہ رہن سہن پسندیدہ عمل ہے۔ ہم نماز کی ہر رکعت میں اللہ تعالیٰ سے (الحمد) سیدھے راستے پر چلنے کی دعا مانگے اور عملاً نافرمانی کی کھلی جسارت کرتے ہیں۔ بچوں کو انڈا ڈبل روٹی چائے کا استعمال کمزور کر دیتا ہے۔ جبکہ دہی، دلیہ، دودھ، اور تازہ جوس سے بچے صحت مند رہتے ہیں۔

آج گوشت، چینی اور کولا مشروبات کے بے تحاشہ استعمال سے طرح طرح کے امراض خصوصاً ضعف معدہ، جگر، ہائی بلڈ پریشر، موٹاپا، ضعف قلب، ذیابطیس، (شوگر) جیسے لاتعداد امراض میں مبتلا ہو کر زندگی اجیرن بن جاتی ہے۔ اور پھر ہائی پوٹنسی ادویات کا بے تحاشہ استعمال بہت سے دیگر امراض اور کمزوری کا سبب بنتا ہے۔ اگر ہم شروع سے طیب اور سادہ غذائیں، حتکہ لباس اور رہن سہن

Marfat.com

میں طبی اور فطری طریقہ اپنائیں تو عمومی امراض سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ آج کل A.C کا استعمال بہت بڑھ گیا ہے۔ مانا کہ شدید گرمی میں رات سوتے وقت یا دفتر میں بہت ہلکا A.C چلایا جائے صبح اور شام دن میں پسینہ بھی آنا چاہیے تاکہ زہریلے مادے جسم سے خارج ہو جائیں اور جسم کھل جائے۔ اعصاب پر دباؤ نہ پڑے بھوک اور پیاس لگے اور پانی کی زیادہ طلب سے وافر پانی پیا جائے۔ جبکہ چائے کے بار بار استعمال سے پیاس بہت کم لگتی ہے جو بہت سے امراض اور قبض کا سبب بنتی ہے معاشرہ میں غذائی علاج اور پرہیز کی بجائے ادویات خصوصاً ادویات معدہ کا استعمال عام ہو جانا تشویناک ہے دوسرے نمبر پر قوت باہ کیلئے امپورٹڈ اور لوکل ہائی پوٹنسی اور زہریلی ادویات وقتی طور پر بڑی موثر نظر آتی ہیں اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تھوڑے عرصہ بعد گردوں اور شدید جسمانی کمزوری بلکہ فطری نظام شہوت میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے جبکہ خالص اور طیب غذا جڑی بوٹیوں اور قرآن پاک میں مذکور معدنیات کے استعمال سے 80 سالہ مرد وظیفہ زوجیت کے قابل رہ سکتا ہے بشرطیکہ آپ نظام فطرت اور طیب غذاؤں کی افادیت کو سمجھ کر عمل کر سکیں۔ جسکا ذکر ہم نے طیب غذاؤں کے مضمون میں کیا ہے۔

ایلومینیم۔ ہمارے ہاں ایلومینیم کے برتنوں کا رواج عام ہے۔ جو انسانی صحت کیلئے مضر ہے اور اس کے زیادہ جسم میں داخل ہونے سے جسم سے زنک کا اخراج بڑھ جاتا ہے جس سے انسانی جسم کی قوت مدافعت کم ہو جاتی ہے، نسیان اور ہائی بلڈ کا مرض شروع ہو سکتا ہے۔ ایک دفعہ ایلومینیم کے برتن میں کھانا پکانے سے 100 گرام کھانے سے تقریباً 17 ملی گرام ایلومینیم جسم کے اندر داخل ہو جاتی ہے۔ انسولین بھی ایلومینیم کے جسم میں جذب ہونے میں مدد دیتی ہے۔ ذیابطیس کے مریض جو انسولین استعمال کرتے ہیں ان کے جسم میں ایلومینیم کی مقدار زیادہ پائی گئی اور گردوں کا فیل ہونا بھی اسی سے تعلق رکھتا ہے۔ جدید سائنس نے بھی اس کی تصدیق کر دی ہے۔ ایلومینیم انسانی جسم کیلئے انتہائی نقصان دہ ہے۔

گھروں میں سلور اور پلاسٹک کے برتنوں کا استعمال بند کر دینا چاہئے، خصوصاً دودھ چائے سالن وغیرہ لوہا چینی کے برتن استعمال کئے جائیں ہفتہ دو ہفتہ بعد لوہے کی کڑاہی میں سالن پکا لیا جائے کھانے کے برتن چینی کی کراکری پانی پینے کیلئے مٹی کا گھڑا شیشے کا گلاس وغیرہ گرم چپاتی کیلئے پلاسٹک کی بجائے ناڑ کی چنگیر استعمال کی جانی چاہئے۔

اگر آپ تادمِ حیات جسمانی اعصابی دماغی جنسی طور پر خود کو مضبوط رکھنا چاہتے ہیں تو سہل پسندی آرام طلبی کی بجائے جفاکشی (محنت مشقت) سیر و ورزش سادہ رہن سہن طیب نیچرل متوازن سادہ غذا ،بھوک لگنے پر بھوک رکھ کر صبح و شام کھائیں۔ موسمی پھل سبزی دال اور گوشت ہفتہ بھر میں ایک دو بار دہ

Marfat.com

بھی سبزی ملا شوربہ کیساتھ خمیری روٹی گھر کی گندم سے بنی کھائیں۔ چائے، چینی، بوائلر مرغی، کولا مشروبات بسکٹ سمیت میدہ کی بنی تیل میں تلی غذا مثانہ گرمی اور زکاوت حس کا باعث بنتی ہیں سگریٹ نوشی سمیت ان سے مکمل پرہیز کیجیے شامت اعمال کی سزا سے بچاؤ کیلئے جھوٹ بددیانتی بے حیائی شراب اور حرام سے قطعی کنارہ کس رہیں پانی لسی دودھ شربت کھانے سے پہلے لیں کھانے کے دوران چند گھونٹ اور پھر گھنٹہ دو بعد پئیں۔

خود کو جنسی رغبت بے حیائی فحش پروگراموں سے دور رکھ کر شام جلد سو کر صبح جلد اٹھیں۔ کمرہ میں تازہ ہوا کا گزر ہو اور گرما میں کھلی فضا میں سوئیں، گاجر، گنا، مالٹا، انار، کا جوس اور چاٹی کی لسی، شربت بادام، بزوری، آب جو، ہائی بلڈ اور زکاوت حس سے بھی محفوظ رکھتے ہیں۔ سلاد، گڑ، دہی، کھجور، جو کا دلیہ کھائیں، پودینہ، انار دانہ، دیسی ادرک کی چٹنی۔ اور خمیری روٹی معدہ اور ہاضمہ کیلئے بہت مفید ہے موسم گرما میں گھنٹہ بھر میں خمیر اٹھ جاتا ہے پانی زیادہ پئیں۔ A/C کا استعمال انتہائی قلیل صرف شدید گرمی میں کریں۔

آج اسلامی تعلیمات کیلئے لاکھوں دینی مدارس اور مساجد میں نمازیوں کا ہجوم وقرآن وعظ و نصیحت محافل نعت کے علاوہ بہت سے T.V چینلز پر اسلامی پروگرام چلتے ہیں دوسری طرف معاشرہ میں اکثریت روزمرہ کے حقوق و معاملات میں منافقانہ رویے اور ہر شعبہ زندگی میں طمع و لالچ کا فساد برپا ہے سرکاری اور پرائیویٹ ملازمین کی اکثریت اپنے ذمہ کام یا ڈیوٹی میں بددیانتی اور بے حسی اختیار کرتی ہے۔ گویا ایسے لوگوں کا اپنے خالق رب کریم کی ذات وصفات ربوبیت اور سزا جزا (آخرت) پر یقین کم ہے انہیں اپنی ذمہ داریوں اور وعدوں کا احساس نہیں ہوتا جو گناہ اور سزاوار ہے نظام فطرت کے تحت ان میں وہ مخلوق جو گناہ بھی کرتی ہے اور نیکی کی طرف بھی مائل ہوتی ہے کو بقدر کوتاہی جلد سزا (کفارہ گناہ) مل جاتی ہے مسلم قوم اپنی انہی فطری سزاؤں سے پریشان کن حالات میں ملوث، اللہ کے حضور دعائیں مانگتی ہے اخلاقی قدروں سمیت خود کی اصلاح نہیں کرتی تاکہ اٹل فطری سزاؤں سے محفوظ رہ سکے علامہؒ نے فرمایا ''زباں سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں''

نبی اکرمؐ کا فرمان ہے جھوٹ رزق کو کھا جاتا ہے ایک دوسری حدیث نبویؐ۔ ترجمہ ''وہ شخص منافق ہے جو جھوٹ بولے بددیانتی اور وعدہ خلافی کرے خواہ نماز پڑھتا ہو روزہ رکھے یا حج کرے'' قرآنی وضاحت۔ ترجمہ ''اللہ کی شان نہیں کہ خلقت پہ ظلم کرے لوگ اپنے اعمال کی سزا پاتے ہیں'' ہر انساں کو چاہئے کہ اپنے کردار و عمل کا جائزہ لے، انسان جو دنیا میں کامیابی اور آخرت کی نجات کا طلبگار ہو اسے

Marfat.com

چاہئے کہ حق سچ سادگی اور پرہیز گاری اپنائے۔دکھی انسانیت کی خدمت اور ملی جذبات کو شعار بنائے توکل الی اللہ اور زندہ ضمیری سے دوسروں کے دکھ درد کا احساس کرے رجوع وخشوع کے ساتھ اپنے دینی اور دنیاوی معاملات اللہ کے حضور پیش کرے۔نماز اور عبادت کی بھی روح جو رجوع وخشوع اور معنی جاں کر عمل سے حاصل ہوتی ہے۔اور یہ کہ ہماری اولاد نیک صالح اور خدا ترس ہوں۔تو ہمیں رزق حلال کھلانا ہوگا۔اور حقوق العباد میں پورا اترنا ہوگا۔

عوامی رائے کے مطابق ملک میں بے پناہ استحصال اور فتنہ فساد ہمارے نام نہاد جمہوری استحصالی نظام کے بدلے ہے۔حکومتی ارکان اور منتخب نمائندوں نے کسقدر لوٹ مار مچا رکھی ہے جبکہ کڑوروں غریب لوگ دو وقت کی روٹی کیلئے ترسنے لگے ہیں اور بعض خودکشیوں پر مجبور ہیں دھونس دھاندلی استحصال اور جبر وظلم کا یہ فساد اس وقت تک جاری رہے گا۔جب تک کہ قوم پالیمانی نظام کا خاتمہ اور صدارتی نظام رائج نہیں کر لیتی اور توحید ورسالت اور احکامات قرآن سنت پر عمل پیرا نہیں ہو جاتی ہر سطح پر مشاورت،عدل وانصاف اور روزگار کے وسیع مواقع پیدا نہیں کر لیتی۔

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کیلئے اسکی موت سے پہلے تک سچی توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے۔جو چاہے اطاعت کر کے دنیا وآخرت سنوار لے۔

جو انسان اس حقیقت کو تسلیم کر لیتا ہے کہ میں مخلوق ہوں اور میرا ایک خالق ہے جس نے مجھے پیدا کیا وہی مجھے موت دے گا جو انسانی رزق وراحت،اور نجات وعذاب دینے والی واحد مالک ہستی ہے تو وہ انسان عذاب الٰہی کے ڈر سے مجرمانہ زندگی سے دور رہتا ہے اسے یہ دلی یقین بھی حاصل ہو جاتا ہے کہ مرنے کے بعد اعمال وکردار کی جوابدہی کیلئے اسی کے ہاں پیش ہونا ہے اگر وہ ناراض ہوا تو جان کنی اور قبر میں عذاب ہوگا اور جہنم کے قہر وغضب کا نشانہ بنے گا۔تو وہ انسان مظاہر قدرت اور صفات باری تعالیٰ کے اعتراف ویقین اور جذبہ شوق ومحبت میں احکامات خالق کی تعمیل اور بندگی اس خلوص،صفائی اور دل کی گہرائی سے کرتا ہے کہ مالک خوش ہو جائے تو یہ رفیق الٰہی ہے۔

☆عدم ادائیگی زکوٰۃ کفر وشرک اور (بے شمار انڈسٹری اور مارکیٹیں جل کر راکھ ہو جاتی ہیں ،صدقات وزکوۃ کی ادائیگی کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاؤ اور احسان مانو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عطا کردہ زرق سے تیری نجات ومغفرت کیلئے تجھے یہ توفیق بخشی،فرمان الٰہی ہے۔ ترجمہ

”اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور نیک عمل کرتے تو ہم آسمانوں اور زمین سے ان کیلئے (رحمت کے) خزانے کھول دیتے“ (اعراف 96)

Marfat.com

☆ بلاشبہ آج افراد، معاشرہ اور ملکوں میں یہ سب فتنہ فساد دہشت گردی اور آفات کا احکامات الٰہی سے روگردانی کا نتیجہ ہیں۔ ☆ اے لوگو حرام اور ناحق سے کنارہ کش ہو جاؤ، باضمیر بن کر اللہ کی پناہ مانگو کہ اس دنیا میں ہماری زندگی چند روز ہے ہم سب موت کی قطار میں کھڑے ہیں۔ جو بندہ اپنے ربّ کریم سے دلی تعلق اور مغفرت چاہتا ہے تو لا الہ الا اللہ کے ذکر و عمل سے دل کو شیشے کی طرح صاف کرے، شکر و اطاعت اور صدق و توکل پر قائم۔ ہر شے اسی سے طلب کرے وہ عطا کردے گا کبھی نہ بھی کرے تو رضائے الٰہی پر خوش ہو جائے کہ وہ دانائی اور حکمت کا مالک ہی بہتر جانتا ہے کہ کس چیز میں تیری بہتری ہے یا نہیں۔ نفع نقصان اور خیر و شر کی قدروں کا وہی مالک، سمیع و علیم ہماری ہر دعا وا اور نیت کو جانتا دیکھتا سنتا ہے۔

☆ لوگو اپنے اور اپنی اولاد کیلئے حرام نہ کماؤ، یہ تمہارے اور تمہارے اہل و عیال کی جان و مال کا وبال بنتا ہے۔ زمانہ کی طرف دیکھ کر عبرت حاصل کرو۔ خوش بخت وہ ہے جو اپنے اہل و عیال کے اخلاق و عمل کو سنوار دے انہیں صوم وصلوٰۃ کا پابند بنا دے اپنے اور اپنے والدین کے لئے صدقہ جاریہ کا اہتمام کرے تاکہ قبر میں بھی روح کو غذا ملتی رہے۔ سایہ اور پھلدار درخت بھی صدقہ جاریہ ہیں راستہ، کھیت اور صحن میں لگاؤ کسی کا دل نہ دکھاؤ لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور خدا خوفی سے پیش آؤ۔ غریب بچی اور بیوہ کے نکاح میں مدد کرو، یتیم کے وارث بن جاؤ۔ غافل اور بدکردار سے دور رہو۔ نیک صحبت اختیار کرو اللہ کے سوا کس کا خوف دل میں نہ لاؤ۔ خدمت انسانی میں حقوق کی بحالی اور لادینی کے خلاف جہاد اکبر اختیار کرو کہ یہ عرفان و نجات کا واحد راستہ ہے اپنے اعمال و کردار اور ضمیر کو اس قدر صاف رکھو کہ خالق کا بلاوا آئے تو دل میں کوئی ملال باقی نہ ہو۔

☆ میں (نذیر) خدائے واحد لاشریک کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے خیر و برکت، نافرمانی کے بدلے بدبختوں کا صحیح علم اور دلی یقین حاصل ہو جائے تو کوئی ایک شخص بھی نافرمان نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو بہت پسند فرماتا ہے۔ رجوع الی اللہ سے وہی بگڑے کام بناتا ہے اور شامت اعمال کے بدلے وہی بدبختی میں ڈال دیتا ہے لوگو اللہ کی ناراضگی سے بچتے رہو وہی بڑا حاکم ہے اور مالک، انصاف کے دن کا ہے اسی پر بھروسہ رکھو۔ وہ بڑا ہی غفور رحیم ہے۔

54 حرف آخر

ہم انفرادی اور اجتماعی طور پر اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کر چکے ہیں، حتی کہ شدید ترین برائیوں کو بھی برا نہیں سمجھتے۔ دین کے بنیادی مقاصد، ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئے

Marfat.com

ہیں ۔نافرمانیوں کے کردار و اعمال کی بناء پر آج ہم سب قومی اور انفرادی سطح پر عذاب الٰہی میں مبتلا ہیں۔ ہم تنزلی کے حالات و واقعات سے بے حد مضطرب اور پریشان ہیں۔ دراصل بات حق و صداقت، دیانت اور عدل کی ہے۔ہم اس وقت تک مبتلائے عذابِ الٰہی رہیں گے جب تک ہم نفاذِ اسلام کے ذریعے ہر شعبہ میں بااختیار نگران اور نظامِ عدل و مساوات وضع نہیں کر لیتے ،انفرادی طور پر ہمارے اچھے کردار اور ہماری دعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں تاوقت یہ کہ ہم برائیوں کے خلاف کلمہ طیبہ کے تقاضوں پر پورے نہیں اترتے۔

''لوگو نزع کے وقت ہچکی کی آواز سنو کہ یہ آواز زندگی کا خلاصہ ہوتی ہے۔'' حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نہج البلاغہ میں فرمایا:

''اے لوگو! اگر تم وہ چیز دیکھ لیتے جو تم میں سے وہ لوگ دیکھ چکے ہیں جو مر گئے ہیں۔تو بلاشبہ تم کانپ اُٹھتے۔

''پھر تم دعوت حق سنتے بھی اور اس پر عمل بھی کرتے حالانکہ تمہیں راہِ حق اور عبرتیں سنا دی گئیں ہیں۔تمہارا پردہ بھی (موت) اٹھا ہی چاہتا ہے۔بہتر ہے نیک اعمال کرلو، شاید کل موت تمہیں اس کی مہلت نہ دے۔''

اے دیکھتی آنکھوں اور سنتے کانوں، گواہ رہنا، یہ عارضی دنیا اور یہ زندگی، تیری آزمائش، یہ حرصِ مال و زر اور اولاد و زن تیرا فتنہ،تو اپنے ہی بچپن جوانی اور بڑھاپے پر ٹھنڈے دل سے نظر ڈال اور بتا تیرا انجام موت ہے تو پھر انتظار کس بات کا ہے؟ دوزخ کی آگ، جو تیری کھال جلا کر رکھ دے، یا جنت الفردوس، جو درجات میں سب سے بلند، اعلیٰ اور بڑی ہے،تو آج ہی ہمیشہ کے لئے کرپشن اور گناہوں سے سچی توبہ کر، اطاعت اور پرہیز گار زندگی کا عہد کر۔ اللہ بہت توبہ قبول فرمانے والا رحم والا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے اُمت کو موت، حقوق اور نصیحت کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا (مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:''اے لوگو! کیا، موت اوروں کے لئے لکھ دی گئی ہے؟ گویا حقوق کی ادائیگی دوسروں پر واجب ہے، گویا جو لوگ مرنے کے بعد رخصت کر دیئے جاتے ہیں، وہ مسافر ہیں، جو جلدی ہمارے پاس لوٹ کر آنے والے ہیں۔ گویا ہم ان کے بعد ہمیشہ رہیں گے؟ جنہیں قبروں میں دفن کر آتے ہیں اور ان کی میراث کھا جاتے ہیں۔'' ''ہر نصیحت دینے والی شے کو بھول گئے ہو اور ہر مصیبت سے بے خوف ہو گئے ہو۔''

سلسلہ خطاب جاری رکھتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا،

Marfat.com

''مبارک ہے وہ جسے اس کا اپنا عیب، دوسروں کا عیب بیان کرنے سے باز رکھے۔ مبارک ہے جو جائز طریقہ سے کمائے ہوئے مال کو (اللہ کی راہ میں) خرچ کردے اور سمجھداروں اور داناؤں کے پاس بیٹھے اور غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ مل جل کر رہے۔

مبارک ہے وہ جس نے اپنے اخلاق کو پاکیزہ اور خوبصورت بنایا اور اپنے دل کو صاف رکھا اور لوگوں کو اپنے شر سے بچایا۔''

''مبارک ہے وہ جو، فضول گفتگو سے بچے اور اس کے لئے سنت پر عمل کرنا آسان ہو اور اسے بدعت اپنی طرف راغب نہ کر سکے۔''

'''اے لوگو! اپنے لئے پیشگی سامان کر لو۔ واللہ! تم میں سے ہر ایک پر موت کی بے ہوشی آئے گی، پھر وہ اپنے ریوڑ (دنیاوی ملکیت) بغیر رکھوالے کے چھوڑ جائے گا۔ تب اس کا رب، جسے نہ ترجمان کی ضرورت ہے، نہ حاجت کی، اس سے ضرور پوچھے گا، کیا میرا رسولؐ تیرے پاس نہیں آیا تھا؟ یا اس نے تجھ تک میرا پیغام نہیں پہنچایا تھا اور کیا میں نے تجھے مال نہیں دیا تھا، اور تجھے فضیلت نہیں دی تھی، پھر تو نے اپنے لئے کیا سامان بنایا؟'' تب وہ دائیں بائیں دیکھے گا اور کچھ نہیں پائے گا۔ پھر سامنے دیکھے گا، تو اسے جہنم کے علاوہ کچھ نظر نہیں آئیگا۔''

''پس جسے توفیق ہو، وہ اپنے آپ کو آگ سے بچالے، خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے سے۔ اور جو یہ بھی نہ رکھتا ہو، وہ پاکیزہ بات کہہ کر، اپنے آپ کو آگ سے بچالے۔ کیونکہ ایک نیکی کا بدلہ دس گنا سے سات سو گنا تک دیا جائے گا۔''

خطبہ تبوک میں منجملہ اور باتوں کے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

''بہترین طریقہ نبیوں کا طریقہ ہے۔ سب سے زیادہ عزت کی موت شہیدوں کی موت ہے۔ بد ترین بے بصارتی، ہدایت کے بعد گمراہی

اختیار کرنا ہے۔ بہترین عمل وہ ہے جو نفع بخش ہو، بہترین ہدایت وہ ہے جس کی پیروی کی جائے۔ سب سے بڑا اندھاپن، دل کا اندھا ہو جانا ہے۔ اوپر کا ہاتھ (دینے والا ہاتھ) نیچے کے ہاتھ (لینے والے ہاتھ) سے بہتر ہے۔ تھوڑی چیز جو کافی ہو، اس ''زیادہ'' سے بہتر ہے جو غفلت میں مبتلا کر دے۔ بد ترین معذرت وہ ہے، جو موت کے وقت کی جائے۔ بد ترین ندامت قیامت کے دن کی ندامت ہے۔''

Marfat.com

اے طالبِ حق، اللہ اور نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور اطاعت کے لئے سچائی پر ہیزگاری، رجوع اور ایثار و توکل اختیار کر۔

تیرا خالق و وارث ہر جگہ موجود، سنتا، جانتا، دیکھتا اور عرض و سماوات میں ہر لحہ کرم فرماتا ہے۔ اُسی کرم والے رب سے بخشش اور توفیقِ عمل مانگ۔ امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں حضور اکرم ﷺ کا ایک خطبہ نقل کیا۔ دیکھیے کہ لفظوں کے آبگینوں سے کس طرح عرفان ربانی کے سوتے پھوٹ رہے ہیں اور روح ایمان کو سیراب کرر ہے ہیں۔

ترجمہ ''سب سے سچا کلام اللہ کی کتاب ہے، سب سے زیادہ قابل اعتماد چیز تقویٰ ہے، بہترین ملت ابراہیم علیہ السلام کی ملت ہے، سب سے بہترین طرز زندگی محمد رسول اللہ کا طرز زندگی ہے، سب سے اشرف بات اللہ رب العزت کا ذکر ہے، سب سے اچھا قصہ قرآن ہے، بہترین کام وہ ہیں جو قرآن و حدیث سے ثابت ہوں اور بدترین کام بدعات (نئی اور بے اصل باتیں) ہیں، سب سے بہتر طریقہ انبیاء کا ہے اور سب سے عزت کی موت شہادت ہے، بدترین بے بصیرتی ہدایت کے بعد گمراہی ہے۔ بہترین ہدایت وہ ہے جو (دنیا و آخرت میں) نفع بخش ہو اور بہترین اندھا دل کی بے بصری ہے، اوپر کا ہاتھ (دینے والا) نیچے کے ہاتھ (لینے والے) سے بہتر ہے، تھوڑی چیز سے کفایت ہو جائے تو اس وافر سے بہتر ہے جو غفلت پیدا کرے، بدترین معذرت موت کے وقت کی معذرت ہے اور بدترین ندامت یوم آخرت کی ندامت ہے، بعض لوگ جمعہ کو (نماز کیلئے) دیر سے آتے ہیں (اسکے باوجود بھی) انکے دل پیچھے (کاروبار میں) لگے ہوتے ہیں، سب گناہوں سے بڑا گناہ جھوٹی زبان ہے اور بہترین تونگری دل کی بے نیازی ہے۔ بہترین توشہ تقویٰ ہے، دانائی کی بنیاد خدا کا خوف ہے، دلنشین باتوں میں بہترین چیز (خدا پر) یقین ہے، شک کفر کی ایک شاخ ہے، نوحہ جاہلیت کا کام ہے، مال غنیمت (سرکاری اموال و املاک) میں چوری جہنم کا ایندھن ہے، شراب کی بدمستی گناہوں کا ذخیرہ ہے، (بے ہودہ) شعر ابلیس کا حصہ ہے، بدترین غذا یتیم کا مال ہے، سعادت مند وہ ہے جو نصیحت حاصل کرے اور بد بخت وہ ہے، جو شقی ہے مومن کو گالی دینا فسق ہے، اسکے ساتھ قتال کرنا کفر ہے اور اسکی غیبت کرنا نافرمانی ہے، اسکے مال کی حرمت اسکے خون کی حرمت کی طرح ہے، جو کسی کا عیب چھپاتا ہے، خدا اسکے عیب چھپاتا ہے، جو (خلق) کو معافی دیتا ہے، اسے (خالق کی طرف سے) معافی دی جاتی ہے، جو غصے کو پی جاتا ہے خدا اسے اجر دیتا ہے۔ جو چغلی کو پھیلاتا ہے خدا اسکی رسوائی کو عام کر دیتا ہے، جو صبر کرتا ہے، خدا اسے ترقی دیتا ہے، جو بلا ضرورت قسمیں کھاتا ہے۔ اللہ اسے جھوٹا کر دیتا ہے اور جو شخص

Marfat.com

(سچے دل سے اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہے) اللہ اس سے درد گزر کرتا ہے"

اللہ تعالیٰ اپنے اطاعت گزار بندوں کو دنیا والوں سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ اللہ کے یہ مطمئن و شاکر بندے فکرِ آخرت میں ڈوبے، ہمہ وقت یادِ الٰہی اور خدمتِ خلق میں لگے رہتے ہیں۔ التجا ہے رب قدوس کے حضور، کہ ہمیں فکر آخرت اور توفیق عمل عطا فرمائے۔

کہ یہی مقصودِ مومن اور نجات دنیا و آخرت کا سیدھا راستہ ہے۔

55- تعارف فلاحی کُتب

1۔ "خدا اور انسان" تصوف، انسانی زندگی اور دنیا کی حقیقت، فطری قوانین اور دین برحق کی حقیقی روح، تقاضے، انسانی نجات و فلاح اور معاشرہ میں برپا فتنہ فساد کی حقیقت پر مبنی مضامین، گویا انسان کو خدا سے ملا دینے والی کتاب۔

2۔ "حیاتِ انسان" (اخلاق و کردار کی رو سے) انسانی زندگی میں اخلاقی اور دینی مقاصد کا حصول، روزمرہ کے حقوق و معاملات میں دینی ہدایات اور نیک و بد انسانی کردار کے عوض فطری اثرات (خیر و شر) اور انجامِ آخرت پر مبنی کتاب۔

3۔ بڑے عذاب کا ڈر ("نظریہ پاکستان اور گرد و پیش") ہمارے استحصالی نظام ریاست کی وجہ سے معاشرہ میں غربت، بھوک، بیماری، تعلیم و صحت، معاش و معیشت اور سیاست سمیت ملک و ملت پر ملکی اور عالمی جبری اقدامات کے اجراء اور لادینی ثقافتی اثرات کے عوض ہر شعبہ زندگی میں شدید بگاڑ اور مضمرات۔ نظریہ پاکستان کی ترغیبات اور تعلیماتِ کے اجراء سے انفرادی، ملی اور عالمی سطح پر امن، عدل اور سکون و راحت کا حصول اور اصلاح پر ایک طائرانہ نظر۔

4۔ عقائدِ مسلم: انسانی عبادات کی قبولیت عقیدے کی صحت پر موقوف ہے ہم سب جانتے ہیں کہ یہ دنیا ہمارا اصلی گھر نہیں۔ قرآن کی رو سے یہ مہلت زندگانی انسانی آزمائش کا مرحلہ اور ہدایت کہ رسول ﷺ کی اطاعت اور توکل الی اللہ پیدا کرے وہ اسی صورت ممکن ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں کوتاہی نہ کی جائے۔ کتاب میں عقیدہ توحید و رسالت اور نجات دنیا و آخرت کا سیدھا اور حقیقی راستہ دکھایا گیا ہے جو خیر و برکت اور نجاتِ دنیا و آخرت کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

5 "شعور صحت معاشرہ میں۔ صحت عامہ کے قوائد و ضوابط سے ناآشنائی ایک بڑا قومی المیہ ہے جسکے اثرات بد سے آج پوری قوم تباہ کن اور نت نئے امراض و آلام میں مبتلا ہو رہی ہے۔ ادارہ فلاحی نے اسکی اہمیت کے پیش نظر اسکی وضاحت پرہیز اور علاج بالغذا اور علاج بالدوا کی مقدور بھر سعی

Marfat.com

کی ہے۔ یقیناً ہر عمر اور شعبہ زندگی کے افراد مطالعہ اور عمل پیرا ہو کر زندگی کے اہم ترین مسائل ذہنی جنسی اور جسمانی صحت وتوانائی حاصل کرسکتے ہیں۔

قارئین کرام سے التماس ہے کہ کتاب ھذا کے مطالعہ سے پیدا شدہ تاثرات سے آگاہ کریں تاکہ مقاصد کی تکمیل میں مزید پیش رفت میں مدد مل سکے۔

............ختم شد............

Marfat.com